

اس ناول کے متعلق میں تھوڑا سا اپنا خیال شئیر کرنا

چاہوں گی۔۔

!اسلام و علیکم ریڈرز

کیسے ہے آپ سب امید کرتی ہوں خیریت ریڈرز
سب سے پہلے میں آپ سے کہنا چاہوں گی کہ میرا اس
ناول بدلے سے عشق کا سفر کونج مت کیجیے گا یہ میرا
سب سے پہلا لکھا گیا ناول ہے۔۔ جو کہ بہت سے
ریڈرز کے دل کو چھو گیا تھا اور شاید کچھ کو پسند بھی
نہیں آیا تھا۔۔

میں نے اس ناول حقیقت میں ڈھال کر لکھنے کی
کوشش کی ہے۔۔

پیارے قارئین مجھے پتہ ہے ہر کسی کے سوچنا کا الگ
طریقہ ہوتا ہے۔۔ جیسے میرا ہے ویسا شاید کسی کا نہیں
ہوں۔۔ اور جیسا آپ کا ہے شاید میرا نہیں۔۔ میں نے
جب یہ ناول سٹارٹ کیا تھا میں نے سوچا تھا ثناء شاہ کو
درمیان مار دو گی۔۔ لیکن جب مجھے کا شاہ زین سے
نکاح ہوا۔۔

میں نے جب یہ لائن لکھی کہ ثناء شاہ نے شاہ زین کی
طرف شکوہ کنناہ نظروں سے دیکھا تھا۔۔ یہ لائن
میرے دل پہ لگی تھی۔۔ پھر آہستہ آہستہ جب یہ

کردار لکھتی گئی۔۔ مجھے ثناء شاہ کا کردار بھی اچھا لگا۔

پھر میں نے سوچا کہ اگر میں نے ثناء شاہ کو مار دیا تو

ریڈرز کا تو نہیں پتہ لیکن میرا دل کبھی مجھے معاف

نہیں کرے گا۔۔۔ یہ احساس مجھے بہت ہوا تھا۔ اس

لیے میں نے سوچا کہ میں ثناء شاہ حور شاہ زین کی ایک

ہیپی اینڈنگ کروں گی۔۔ کیونکہ ہر ناول میں یہی ہوتا

ہے کہ دو شادیاں ہیر و کرے تو یا ایک کو مار دو۔۔ یا پھر

پہلی والی کو ناگیٹو کر دو۔۔ میں نے سوچا یہ ہر ناول میں

ہوتا ہے میں الگ طریقے سے لکھتی ہوں۔۔ اس لیے

میں نے ثناء شاہ کو برابر کے حقوق دلوانے کا سوچا۔۔

جو کہ غلط بھی نہیں ہے۔۔۔ ثناء شاہ کا کردار میں نہیں

جانتا کیسے مگر لکھا گیا۔۔ میرا دل نہیں چاہا اس جیسی
ظرف والی عورت کو مارنے کا۔۔ مجھے امید ہے کہ یہ
آپ کو بھی غلط نہیں لگے گا۔

شاہ زین شاہ کے کردار کے ذریعے میں یہ لکھنا چاہا ہے
کہ جب انسان کے پاس ایک سے زیادہ رشتے یا ذمہ
داریاں ہوں (جیسے اس کی دو بیویاں تھیں) تو وہاں
ظرف اور انصاف ہی گھر کے سکون کو برقرار رکھ سکتے
ہیں۔ کسی ایک کے حق کے لیے دوسرے کی حق تلفی
کرنا گھر کی بنیادیں ہلا دیتا ہے۔

اور جہاں تک بات ہے حور اور صائم کے ادھورے
رشتے سے یہ سیکھ ملتی ہے کہ محبت کا مطلب صرف

کسی کو حاصل کرنا نہیں ہے۔ کبھی کبھی اپنی محبت کی
خوشی کی خاطر اسے چھوڑ دینا اور اس کے نئے رشتوں کا
احترام کرنا ہی سچی محبت اور اعلیٰ ظرفی ہوتی ہے۔۔
ناول میں ونی جیسی رسم کے ذریعے خاندانی دشمنیوں
اور ان کے عورتوں پر اثرات کو دکھایا گیا ہے۔ یہ ہمیں
یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ بزرگوں کے غلط فیصلوں
یاد دشمنیوں کی بھینٹ معصوم جانوں کو نہیں چڑھانا
چاہیے۔۔ ایک عورت کو اس کی سزا کیوں دی
جائے۔۔

ثناء شاہ کا کردار لکھنا صبر اور ظرف کی مثال دینا
ہے۔ ایک عورت کے لیے اپنی سوتن کو قبول کرنا

مشکل ہوتا ہے۔۔ لیکن اس کا ظرف ہی تھا جس نے
گھر کو بکھرنے سے بچایا۔ اگر وہ بری بن جانتی تو شاید
اسے اولاد کی خوشی بھی نہ ملتی یہ بتاتا ہے کہ بڑا پن
دکھانے سے انسان کا مقام گرتا نہیں بلکہ بڑھ جاتا
ہے۔۔

اختتام پر تمام خاندانوں کو ایک کرنا یہ ہے کہ خون کے
رشتے اور خاندانی تعلقات معافی اور درگزر کے محتاج
ہوتے ہیں۔ اگر انسان ایک دوسرے کو معاف نہ
کرے تو نسلیں دشمنی کی آگ میں جلتی رہتی ہیں۔

مختصر کہو تو یہ ناول لکھنا کر یہ ظاہر کرنا چاہتی ہوں **
کہ نصیب کے آگے جھکنا پڑتا ہے۔۔ مگر نیت صاف ہو
تو اللہ بگڑے ہوئے راستے بھی سنوار دیتا ہے۔

آپ کو اس پوری کہانی میں سب سے زیادہ کس کردار
نے متاثر کیا؟

بدلے سے عشق کا سفر

از قلم نائلہ جٹ

ہاشم شاہ ایک نرم مزاج شخص

تھے۔۔ جو کہ اپنے گاؤں سے بے حد

محبت کرتے لیکن غصے کے تیز تھے۔۔

ان کی شادی ان کی چچا زاد قدسیہ شاہ

سے ہوئی جو کہ بہت نرم مزاج خاتون

تھی۔۔۔ اللہ نے انہیں تین اولادوں

سے نوازا تھا۔۔ بڑا بیٹا تبریز شاہ،

چھوٹے سلطان شاہ ایک بیٹی ماہ جبین

شاہ، تبریز شاہ، اور سلطان شاہ کی

انہوں نے اپنے ہی خاندان میں کی
لیکن شادی کے روز واپسی پر ان کی
حادثے میں ہاشم شاہ، قدسیہ شاہ۔
تبریز شاہ، ماہ جمین اور تبریز شاہ کی نئی
نویلی دلہن ثمرہ شاہ دنیا سے رخصت
ہو گئے۔۔

سلطان شاہ کا صدمے سے برا حال
تھا۔ چونکہ وہ الگ گاڑی میں تھے
اس لیے وہ اور ان کی دلہن مہر ماہ شاہ
محفوظ تھے۔ سلطان شاہ کا بہت برا
حال تھا۔ لیکن انھیں خود کو سنبھالنا
تھا خود کے لیے اور اپنی بیوی کے لیے
وہ یہاں رہ کر خود کو پریشان کرنے کی

بجائے امریکہ جا بسے یہاں موجود اپنی

حویلی زمینے سب کچھ بھروسے مند

نو کروں پر چھوڑ کر گئے۔۔ وہاں جا کر

اپنا بزنس سٹارٹ کیا جو دن دگنی رات

چو گنی ترقی کرتا گیا اور وہ ایک سال

میں مشہور بزنس ٹائیکون کے نام سے

مشہور ہو گئے۔۔ اسی کے ساتھ اللہ

تعالیٰ نے انھیں اولاد جیسی نعمت سے
نوازا انھیں ایک خوبصورت بیٹے سے
نوازا جس کا نام انھوں نے ارسلان
سلطان شاہ رکھا۔ دو سال بعد ان کی
زندگی میں از میر سلطان شاہ آیا۔
دونوں اپنے بچوں کے ساتھ خوشی
سے زندگی گزار رہے تھے۔۔۔ از میر

کے دو سال کے ہونے پر اللہ تعالیٰ نے

انہیں ایک اور سے نوازا جس کا نام

انہوں نے حنان سلطان شاہ رکھا۔

بیٹی کی خواہش شدت سے تھی۔

لیکن اللہ کی رضا میں خوش تھے چھ

سال یوہی گزر گئے پھر ایک دن اللہ

نے انکی خواہش پوری کرتے ہوئے

انھیں نیلی آنکھوں والی بچی سے نوازا

سلطان شاہ تو خوشی ہی اسے دیکھی

جار ہے تھے۔۔ اس کا نام انھوں نے

حنان سے ملا کر حورین رکھا جس میں

سلطان شاہ سے لیکر حنان شاہ تک کی

جان بستی تھی۔۔

سال بعد 18

عینی اٹھوں جلدی ورنہ خود ہی کالج جاؤ
گی۔۔ حنان اسے پیچھلے آدمے گھنٹے
سے اٹھارہا تھا۔ اور وہ تھی کہ اٹھنے کا
نام نہیں لے رہی تھی۔ حنان اسے
جگا جگا کر اب تھک چکا تھا۔ اس نے
گہرا سانس لیا۔۔ نہیں اٹھنا۔۔ چلو

کوئی نہیں اب اٹھو گی۔۔۔ حنان نے
بولتے ہی سائیڈ ٹیبل پر پڑاپانی کا گلاس
اٹھاتے اس پر انڈیل گیا تھا۔۔ اور وہ
ایسا کرنے کے بعد روکا نہ تھا۔۔۔ وہ
بھاگ کر نیچے جا چکا تھا۔ عینی جو کہ
اپنی خوابوں کی دنیا میں تھی۔۔ ہڑبڑا
کراٹھ کر بیٹھی۔۔۔ حان میں تمھاری

جان نکال دو گی۔۔ حورین شاہ بیڈ سے

اٹھتی اس کے پیچھے بھاگی

تھی۔۔۔ حنان جو پانی ڈالنے کے بعد

بھاگ گیا تھا۔۔

سیڑھیوں کی طرف بھاگا اور نیچے پہنچ

گیا۔۔ عینی بھی اس کے پیچھے بھاگتے

ہوئے نیچے لاؤنج میں آئی تھی۔۔۔

مگر لاؤنج میں موجود سینٹرل ٹبل
سے پاؤں کو اٹھو کر لگنے پر زمین بوس
ہو گئی۔ اتنی چوٹ نہیں لگی تھی جتنا
وہ زور سے رو رہی تھی۔۔۔ وہ اونچی
اونچی رو رہی تھی۔۔۔ کسساں اگھرا کٹھا
ہو گیا۔۔۔ ارسل از میر اور سلطان شاہ
کی جان طبقوں پر آگئی تھی۔۔۔ ارسل

جھک کر اس کا پاؤں پکڑے اس کا
معائنہ کرنے لگا۔ از میر بھی پنجنوں
کے بل اس کے قدموں میں بیٹھ
گیا۔ سلطان شاہ بھی پریشانی سے
اسے دیکھ رہے تھے۔ مہر ماہ شاہ
بھی پریشان ضرور ہوئی تھی۔ کیونکہ
انھیں لگ رہا تھا کہ حورین حنان کو

ڈانٹ پر وانے کے لیے کر رہی ہیں۔۔

لیکن وہ جب ایک طرف از میر اور

ارسل کے سہارے اٹھتے پاؤں میں

اٹھتے درد کے باعث رو دی۔۔ تو وہ

پریشان ہوئی حنان لعنت ملامت

کرنے لگی۔۔۔

اب ان چاروں کی توپوں کا رخ حنان
کی طرف تھا۔ جو معصوم سی شکل
لیے پریشانی سے حور کو دیکھ رہا تھا۔
جو کہ اس کی شرارت پہ زخمی ہوئی
تھی۔۔ مرہم پٹی کے بعد ارسل
ازمیر اسے اس کے کمرے میں چھوڑ
آئے اور خاص تعید کی تھی۔۔ صبح

تک بیڈ سے ایک قدم نیچے نہیں رکھے
گی۔۔ جو اس نے ایک کان سے سن کر
دوسرے کان سے نکل دی تھی۔۔
آج جس بہن کے ذرا سی چوٹ پر ان
کی جان پر بن آئی تھی۔۔ نہیں جانتے
تھے کہ زندگی اس ناز و پلی کے ساتھ
کیا کھیل کھیلنے والی ہے۔۔۔

رات کے وقت حنان، از میر اور عینی

ارسل کے کمرے میں تھی۔۔۔

Plz bro!

حورین نے معصومیت سے کہا۔۔۔

ایک دفعہ بھی نہ اور دس دفعہ بھی

نہ۔۔۔

This is not fair bro...

اب کی بار حنان شاہ بولا تھا۔۔۔ یار۔۔۔

try to understand...

ڈیڈ نہیں مانے گے۔۔۔ ارسل نے

وجہ بتائی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا

کہ سلطان شاہ نہیں مانگ

گے۔۔۔ بھائی وہاں تو ہمارا گھر بھی

ہے۔۔ پاپا نے ایک دفعہ بتایا تھا۔۔ تو

پھر کیوں نہیں مانے گے۔۔ ٹراے کر

کے دیکھتے ہے نا۔۔ پلیز

بھیا۔۔ تینوں ایک زبان بولتے

تھے۔۔۔ چلو یار میں اسٹ ٹائم

کوشش کروں گا۔۔ ان تینوں کے

اصرار پر بل آخر اسے ماننے پر ا

تھا۔۔۔ او۔۔۔ آئی لویو بھائی۔۔۔ اس

نے خوشی سے اس کے گلے میں

با نہیں ڈال دی تھی۔۔۔ جس پر ارسل

شاہ نے اس کے گرد حصار بنا کر لویو ٹو

کہا تھا۔۔۔ اور سب اپنے اپنے کمروں

میں کا چکے تھے۔۔۔

سب لوگ ڈائٹنگ ہال میں کھانا
کھانے کے لیے جمع تھے۔۔۔ بھائی
بات کرے۔۔۔ اس نے سرگوشی
نما آواز میں کہا تھا جو کہ سب باآسانی
سن سکتے تھے۔۔ اس کے ساتھ بیٹھے
ازمیر نے پوچھا تھا۔۔ بھائی ہماری نیلی
آنکھوں والی شہزادی کا بارے میں

بات کرنے ک کہہ رہی ہیں۔۔ از میر

شاہ جان بوجھ کر انجان بنا

تھا۔۔۔ ارسل نے بات کا آغاز کیا

تھا۔۔۔ ڈیڈ ہم چھٹیاں اپنے گاؤں میں

گزارے تو کیسا رہا گا۔۔۔ ارسلان شاہ

نے ان کی رائے جانی چاہی

تھی۔۔۔ سلطان شاہ جو کہ خود اپنے

گاؤں کو یاد کرتے تھے۔۔ مہرماہ شاہ کی

طرف دیکھنے لگے۔۔ جب عینی نے

سب کی خاموش دیکھا تو اٹھ کر سر

براہی کر سی پر بیٹھے سلطان شاہ کے

گرد حصار بنا کر لاڈ سے کہنے لگی۔۔ پایا

ہمیں جانا جا ہیے۔۔۔ پلینز۔۔۔ اس

کے اتنا کہنے کی دیر تھی کہ باری باری

سب کے کہنے پر بل آخر سلطان شاہ

رازی ہو گئے۔۔ اور ارسل سے

مخاطب ہوئے۔۔۔

بیٹا تم سب کی پاکستان کی ٹکٹ بک

کرواؤں۔۔ ہم کل ہی جائے

گے۔۔ سلطان شاہ ارسلان شاہ کو

بولتے مسکرا نے لگے۔۔ حور خوشی

سے ان کا گال چوم کر لو یو ڈیڈ کہتی
اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔۔۔ لیکن
وہ یہ نہیں جانتی تھی۔۔۔ کہ وہ سب
کو لے کر جا رہی تھی۔۔۔ لیکن اپنے
فیصلے پر پچھتانے کے لیے اسے اس کا
نصیب وہاں لے کر جا رہا ہے۔۔۔

صبح کے وقت سب ناشتہ کرنے کے
بعد اب گاڑیوں میں سوار ہو رہے
تھے۔۔۔ ایئر پورٹ جانے کے لیے
حور کے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے
تھے۔۔۔ وہ جہاز پر چڑھ گئی تھی۔۔۔
لیکن جہاز کے اڑنے سے لیکر جہاز کے
روکنے تک اپنے دائیں بائیں بیٹھے

چرا رہی تھی۔۔ اور ہنس رہی تھی۔۔۔

دور سے کسی نے اس کی ہنسی سنی اور

اس آواز کی تعاقب میں دیکھا تو دیکھتا

ہی رہ گیا۔۔۔

سمندر سی گہری نیلی آٹھویں سنہرے

لمبے گھنے بال جو کمر سے نیچے تک آتے

تھے۔۔ چھوٹی سی ناک عنابی گلابی

ہونٹ اور ہونٹوں کے بائیں جانب
چند انچ نیچے چھوٹا سا تل فوری بے داغ

رنگت پر خوب بیچ رہا تھا۔۔۔

حسین تو جیسے انھیں وارثت میں ملا

تھا۔۔۔ چاروں بہن بھائی ایک سے

بڑھ کر ایک ایک اور کچھ پیدائش سے

لیکرا اب تک امریکہ جیسے ملک میں

رہنے کے بادولت انگیز بھی لگتے
تھے۔۔۔ لیکن خاص بات جو تھی وہ
یہ تھی کہ آزاد ملک میں رہتے ہوئے
بھی ماں باپ سے آزادی ملنے کے
باوجود بھی باکردار تھے۔ ان سب کو
گاؤں سے گاڑی لینے آتی تھی۔۔
کیونکہ آنے سے پہلے ہی سلطان شاہ

حویلی میں موجود اپنے وفادار آدمی کو
اطلاع کر چکے تھے۔۔ حویلی آتے
وقت راستے میں کھیت دیکھتے ہوئے
حنان اور عینی نے ضد و زبردستی گاڑی
روکتے کھیتوں میں تصویریں بنانے
لگے تھے۔۔۔ وہی گزرتے وقت اش

شخص کی نظر پھر سے عینی یہ پڑی
تھی۔۔

وہ گاڑی سے اترتے ان تک پہنچتا جب
تک وہ جا چکے تھے۔۔۔ یہ شاہ ویر شاہ
تھا۔۔۔ اسی گاؤں کے دوسرے جاگیر
دار کا چھوٹا بیٹا باپ کے مرنے کے بعد
بڑے بھائی نے لاڈ پیار سے ضدی خود

سر بن گیا تھا۔۔۔ اور اب حور اس کی
ضد بن گئی تھی۔۔۔ جو حور کو بہت
مہنگا پڑنے والا تھا۔۔۔ شاہ زین شاہویر
کا بڑا بھائی تھا۔۔۔ باپ کے مرنے
کے بعد سب کچھ سنبھالا۔۔۔ اور اپنے
علاقے کا سردار بن گیا تھا۔۔۔ ویسے تو
شاہ زین بہت ہی نرم دل انسان

تھا۔۔ لیکن وقت انسان کو بدل دیتا
ہے۔۔۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ شاہ زین
کس حد تک بدلتا ہے۔۔۔

حور ویسے تو جلدی اٹھنے کی عادی نہیں
تھی۔۔ لیکن آج اسے گاؤں دیکھنے جانا
تھا تو جلدی اٹھ کر تیار ہونے کے بعد

آئینے میں خود کا بغور جائزہ لے رہی
ہیں۔۔۔ وائٹ جینز گھٹنوں سے تھوڑا
اوپر بلیک اینڈ وائٹ ٹوپ گلے میں
مفلر سٹائل وائٹ دوپٹہ ڈالے لمبے
گھنے سنہری بالوں کو اونچی یونی میں قید
کیے سامنے والی دو لٹے باہر نکالے
سفید موتیوں والا کالا ہیر بین پیروں

میں کالے ہی جو گرہنے میک اپ کے

نام پہ ہلکا سا پنگ لپ گلوں لگائے وہ

اب اپنے کمرے سے نکلتی لاؤنج میں

جارہی تھی۔۔۔ لاؤنج میں کسی کونہ پا

کر ڈائٹنگ روم میں جا کر سب کو خوش

گوار حیرت میں مبتلا کر سلطان شاہ کے

گرد حصار بنانا کے گال پہ لب رکھے

اپنے ڈمپل کی نمائش کرار سل کے
ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہی کسی کے
کچھ پوچھنے سے پہلے ہی اپنے صبح اٹھنے
کی وجہ بتاتی ہیں کہ وہ گاؤں دیکھنے کے
لیے اٹھی ہے۔۔ لیکن آج کا دن اس
کے لیے قیامت سے کم نہ ہونے والا
تھا۔۔۔



ناشتہ کرنے کے بعد وہ اپنے بھائیوں
کے ساتھ گاؤں دیکھنے روانہ ہو گئی
تھی۔۔ کھیتوں میں پہنچنے پر وہاں ایک
بکری کا بچہ دیکھ کر گاڑی رکو اتنی باہر
بھاگنے کے انداز سے نکلی اور اس تک
پہنچنے سے پہلے وہاں شاویر شاہ آپہنچا

اور اپنی فطرت سے مجبور ہو کر حورین

کی طرف بڑھا۔ اور اس کی کلائی

پکڑے اسے خباثت سے دیکھنے

لگا۔۔ اور ایک کمینگی سی مسکراہٹ

چہرے پر سجائے اسے اپنے ساتھ

گھسیٹنے لگا۔۔ اور جو کب سے یہ

سب سمجھنے کی کوشش کر رہی

تھی۔۔ شاہویر کو خود کو کھینچتا دیکھ

چیخنے لگی۔۔۔

Hey, you leave me.

اے سہیل بھائی

bro, bro.....

ازمیر بھیا ہیلپ می۔۔۔ ازمیر جواسے

ڈھونڈتے ہوئے اسی طرف آ رہا

تھا۔۔ حور کی کلائی شاویر کے ہاتھوں
میں دیکھ غصے سے پاگل ہوتا ہوئے اس
کی طرف بڑھا اور اتنی زور سے اس
کے منہ پر مکا جڑا کہ خون کسی فوارے
کی مانند منہ سے نکلا اور سلطان شاہ جو کہ
گاڑی میں تھا۔۔ حور کے پھر سے
پکارنے پر اپنی پسٹل گاڑی سے پکڑتے

آوازوں کی سمت بڑھا۔ اور

صورتحال سمجھنے کی کوشش کرنے

لگا۔۔۔ شاہویر جو کہ اپنی پسٹل نکال

ازمیر پر تان چکا تھا اس سے پہلے شاویر

گولی چلاتا۔۔۔ اسلحے کے عقب سے

گولی چلی، اور شاہویر کے سر سے آر پار

ہوتے ہی وہ زمین بوس ہو گیا۔۔۔

از میر اس کے ساقی وجود کو دیکھتے

ارسلان شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے

بولا۔۔۔ بھائی یہ اپ نے کیا

کیا۔۔۔ از میر شاہ حیرانگی سے بولا

تھا۔۔۔

ارسلان شاہ صدمے کی کیفیت میں

کہنا لگا۔۔۔ میں نے گولی نہیں

چلائی۔۔ حور جو کہ بے ہوش ہو کر
گرنے والی تھی۔۔۔ اس کے زمین
بوس ہونے سے پہلے شاہ زین نے
اسے تھام لیا تھا۔۔۔ حنان اور ارسلان
جو کہ ابھی تک معاملے کی نوعیت
سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔ حور
کو بہوش ہو کہ گرتا دیکھ جلدی سے

اسے شاہ زین کے حصار سے نکال
اپنے حصار میں لیا۔۔ شاہ زین جو کہ
حور کی خوبصورتی دیکھ کر ایک پل کے
لیے مسمرا رہا ہو گیا تھا حنان شاہ کے
حورین کو اس کے حصار سے لینے پر ہوش
میں آیا تھا۔۔ شاہ زین شاہ ویر کے
ساقی وجود کی طرف بڑھتے ہوئے

اس کی سانسیں معلوم کرنے کی

کوشش کر رہا تھا۔۔۔

جو کہ تھم چکی تھی۔۔۔ ارسل شاہ کے

ہاتھ میں پسل دیکھ کر اسے قاتل سمجھ

اس پر جھپٹا تھا۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ

کوئی وار کرتا۔۔۔ از میر شاہ، شاہ زین

کو ارسل سے پیچھے دھکیل چکا تھا۔۔۔

چونکہ وہ اس حملے کے لیے تیار نہ

تھا۔۔۔ لڑ کھڑا کر پیچھے ہوا

تھا۔۔۔ اسل جو کے زمین پہ گرا

تھا۔۔۔ از میر اسل کو اٹھنے میں مدد

کر رہا تھا۔۔۔ اسل اپنے سامنے

کھڑے شخص کو دیکھنے لگا آخر وہ اس پر

کیوں حملہ وار ہو رہا ہیں۔۔۔ لیکن اس

سے پہلے ہی وہاں لوگ جمع ہونا شروع

ہوئے تھے۔۔۔

یہ کیا کیا چھوٹے شاہ کو گولی مار

دی۔۔۔ ایک آدمی شاہ ویر کی لاش کو

دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ شاہ زین شاہ ویر

کی لاش کی طرف بڑھا۔۔۔ کچھ لوگ

ارسل از میر کی طرف بڑھے۔۔۔ حور

ڈرتے ہوئے حنان شاہ کے پیچھے چھپی

تھی۔۔۔ شاہ زین نے شاہ ویر کی لاش

کو اٹھایا اور ایک قہر بری نظر از میر،

ارسل پہ ڈال کر حویلی کی طرف

بڑھا۔۔۔ شاہ زین کے کچھ لوگ

از میر ارسل کو لیے شاہ زین کے پیچھے

آئیں تھے۔۔۔ حنان شاہ پریشانی سے

شاہ زین کے مقابل آیا۔۔۔ چھوڑ دو

میرے بھائیوں کو ورنہ۔۔۔ حنان

نے انگشت شہادت کی انگلی دکھاتے

ہوئے کہا۔۔۔ ورنہ۔۔۔ شاہ زین نے

بولتے ہی حنان شاہ کو دھکے

دیا۔۔ فیصلہ اب جرگے میں ہی ہو

گا۔۔۔ شاہ زین بول کر جا چکا

تھا۔۔ حنان حور کو لیے گھر آیا۔۔۔

حنان نے ساری بات سلطان شاہ کو

بتائی۔۔۔ مہرماہ شاہ نے اپنے دل پہ

ہاتھ رکھا تھا۔۔ حور بھی روتے

ہوئے مہرماہ کے گلے لگ گئی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

شاہ زین نے سرخ آنکھوں سے

ارسل از میر کی طرف دیکھا۔۔۔ اس

گاؤں میں سب کو انصاف ملتا

ہے۔۔۔ جان کے بدلے جان۔۔۔ شاہ

زین کے خاص ملازم نے گاؤں کے

بڑے جرگے میں اعلان کیا تھا۔۔۔

اس کی بات پر ارسلان، از میر، حنان

شاہ کی جان ہتھیلی پہ سچی تھی۔۔

یہ غلط ہے۔۔۔۔۔ وہ ہماری بہن کے

ساتھ کچھ بھی کرے۔۔ ہم چپ

رہیں یہ کسی بھی بھائی کی غیرت کو

گوارہ نہیں۔۔ حنان شاہ شاہ زین کے

مقابل آتے ہوئے غرایا۔۔ وہ سرد

لہجے میں گویا ہوا۔

بہن۔۔۔ شاہ زین نے لفظ دہرایا

تھا۔۔۔ آنکھوں کے سامنے حور کا چہرہ

آیا تھا۔۔ شاہ زین کی آواز بھرے

جرگے میں گونجی تھی۔

مجھے وہ لڑکی ونی میں چاہیے۔۔۔ جس
کی وجہ سے خون ہوا ہے۔۔ شاہ زین
کی بات پر حنان شاہ، از میر شاہ، ارسل
شاہ، سلطان شاہ ساکت ہوئے
تھیں۔۔۔ حنان شاہ نے شاہ زین کے
منہ پہ مکامارا تھا۔۔ تیری ہمت کیسے
ہوئی اپنی غلیظ زبان سے میری بہن کا

نام لینے کی۔۔۔ ارسل از میر کا بھی یہ

سن کر غصے سے برا حال تھا چہرہ سے

سرخ ہو رہے تھے۔۔

حنان شاہ کو وہاں موجود لوگوں نے

قابو کیا۔۔ جو کہ قابو نہیں آ رہا

تھا۔۔۔ سلطان شاہ کی آنکھوں کے

سامنے اپنی نیلی آنکھوں والی گڑیا آرہی

تھی۔۔ جو سب کو ضد سے پاکستان
گاؤں دیکھنے کے لیے لائی تھی۔۔
جبکہ اسے یہاں اس کی قسمت لے کر
آئی تھی۔۔ از میر شاہ زین کی بات پر
سن کر اس کے قریب آیا اور مدھم
آواز میں غرایا۔۔ اگر مرد ہے تو ہم
سے مقابلہ کر عورت ذات کو بیچ میں

کیوں لا رہا ہے۔۔ ویسا بھی ہم تینوں

بھائی اپنی گڑیا پہ تجھ جیسوں کی سایہ

بھی پڑنے نہ دے۔۔ وہ آخر میں

طنز یہ بول گیا تھا۔۔

سالے صاحب اپنی بہن کو ونی تو

ہونے دو۔۔ اگلی صبح میری مراد نگئی کا

ثبوت اس سے لینا وہ باخوبی دے

گی۔۔ شاہ زین مسکراتے ہوئے
پُر سکون لہجے میں بولتے اسے آگ لگا
گیا تھا۔۔

I will kill you, you
bloody man.....

خبردار جو میری بہن کا نام اپنی غلیظ
زبان سے لیا۔۔ از میر شاہ نے

دھاڑتے ہوئے اس کے منہ پہ مکا جڑ
چکا تھا۔۔۔ اب کی بار حنان نے از میر
کو سنبھالا تھا۔۔۔ بھائی ہم کوٹ جائے
گے۔۔ ہم نے سیلف ڈیفنس میں گولی
چلائی تھی۔۔ حنان از میر کو غصے میں
دیکھتے ہوئے بولا تھا کہ وہ کچھ اور نہ کر
بیٹھے۔۔۔ یہ ہمارے گاؤں کی بات

ہے۔۔۔ یہ کوئی قانون نہیں روک
سکتا۔۔۔ جاؤ اپنے باپ سے پوچھو۔۔
شاہ زین نے مسکراتے ہوئے سلطان
شاہ کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔
سلطان شاہ تو وہی چارپائی پر گرنے
کے انداز میں بیٹھ گئے تھے۔۔۔ آخر
ایک جاگیر دار تھے۔۔ گاؤں کی

روایات جانتے تھے۔۔۔ ونی میں
جانے والیوں کے ساتھ کیسا سلوک
ہوتا بخوبی جانتے تھے۔۔ اپنی لخت جگر
جان سے پیاری بیٹی کو جانتے ہوئے
بھی کیسے اس اندھے کنوئیں میں دکھیل
سکتے تھے۔۔

سلطان شاہ جو کہ گرنے ہی والے

تھے۔۔۔ سلطان شاہ کو گرتا دیکھ

ارسل، از میر، حنان سلطان شاہ کی

طرف بڑھے۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔

تینوں یک زبان چلاتے ہوئے ان تک

پہنچے۔۔۔

Don't worry dad!

کسی قانون میں نہیں لکھا قتل کی سزا

قاتل کی بہن کو دی جائے۔۔۔ از میر

شاہ نے سلطان شاہ کو سنبھالنا چاہا

تھا۔۔۔

اس کی بات پہ شاہ زین المستنزیہ مسکرایا

اور گویا ہوا۔۔۔ یہ ہمارے گاؤں کی

روایات ہے۔۔۔ جسے کوئی قانون

نہیں توڑ سکتا۔۔۔ شاہ صاحب

سمجھائے اپنے بیٹوں کو وہ

ہیں۔۔۔ آپ نہیں British

ہے۔۔۔ یا پھر آپ بھی امریکہ جا کر

گاؤں کی روایات بھول تو نہیں

گئے۔۔۔ شاہ زین طنزیہ لہجے میں

بولتے پیچھے کوٹیک لگائے ہوئے

تھا۔۔ ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔۔۔

سلطان شاہ کو اپنی آواز کسی کھائی سے
آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔ ان کے
دل پر انگارے برسے تھے۔۔

جبکہ ان کی آواز پر اسے، از میر، اور

حنان شاہ کی جان حلق میں اٹکی

تھی۔۔۔ کیونکہ چاہے انہوں نے

ساری زندگی امریکہ میں گزاری
تھی۔۔ لیکن اپنے گاؤں میں موجود
زمینوں کا معائنہ وہ ہر سال خود
کرتے تھیں۔۔ چنانچہ شاہ اس سب کو
کم جانتا تھا۔۔ لیکن ارسلان شاہ اور از
میر شاہ کو اس سب کے متعلق کافی
جانکاری رکھتے تھے۔۔ انہوں نے

یہاں اپنے ملازمین سے سنا تھا کہ ونی
میں آئی ہوئی لڑکیوں کے ساتھ بہت
بڑا سلوک کیا جاتا ہے۔۔۔

میں اپنا آپ بدلے کو طور پر پیش کرتا
ہوں۔۔۔ میری جان جیسے چاہے لے
لی جائے۔۔۔ لیکن میری بہن پہ کسی کی
غلیظ نظر نہیں پڑنی چاہیے۔۔۔

ارسلان شاہ کھڑے ہوتے ہوئے

بولا۔۔

نہیں آپ کو شاہ صاحب کا فیصلہ ماننا
ہی ہو گا۔۔ اس آدمی کے بولے گئے
لفظوں نے جیسے ان تینوں بھائیوں کی
روح قبض کر لی تھی۔۔۔

جرگے کا فیصلہ سننے کے بعد سب شاہ

زین کے ہمراہ حویلی پہنچے۔۔۔ جہاں

مہرماہ شاہ حور کو کھانا کھلا رہی تھی۔۔

Bro look look it

this yar mom

Mother India

بنی ہوئی ہیں۔۔ میں کہہ رہی ہوں۔۔

مجھے نہیں

but mummy

کھانا زبردستی کھا رہی ہے۔۔۔ وہ

روانی میں بولتی اس کے چہرہ کے

اڑھے رنگ نہ دیکھ سکی اتنے میں از

میر اور حنان بھی سلطان شاہ کے ہمراہ

داخل ہوئے۔۔

come with me

بھائی۔۔۔۔ وہاں سسل کو اندر لے جاتا

ہوئے از میر حنان کو دیکھ کر رو

کی۔۔۔۔ میر، حان بھیا آ جائے مل کر

کھانا کھاتے ہیں۔۔۔

Dad what's
happening with all
of you----

کسی کے کچھ بولنے سے پہلے حنان شاہ

حور کو اپنے حصار میں لے روپڑا

تھا۔۔۔ جان کیا ہوا بھائی اسے کیا

ہوا۔۔ حور از میر کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی۔۔ از میر کی سرخ سفید
رنگت کوتاہی کی مانند سرخ ہوتا دیکھ
وہ پریشان ہوتی اس سے ڈر کر ارسلان
شاہ کے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔ از میر
حور کو ارسل کے سینے میں ڈر کے چھپتا
دھاڑ کر رو پڑا۔۔ ان سب کو ایسے
روتے دیکھ شاہ زین کچھ حیران ضرور

ہوا کیونکہ آج سے پہلے اس نے کسی
بھائی کو ایسے بہن کے لیے روتے نہیں
دیکھا تھا۔۔۔ اس کی اپنی بھی دو بہنیں
تھیں۔۔۔ ان سے پیار بھی کرتا تھا۔۔
لیکن اتنا نہیں کہ رو پڑے اور وہ بھی
اتنا بلک بلک کے روئیں۔۔۔ لیکن وہ
خاصہ بیزار ہوا تھا۔۔۔ میں یہاں فیملی

ڈرامہ نہیں دیکھنے آیا۔۔ شاہ زین
کے یہ کہتے ہی از میر شاہ نے ارسل
کے سینے میں چھپی حور کو اس کے
حصار سے نکال اپنے سینے میں بھینچ
گیا۔۔۔ ہمت کرتے ہوئے سلطان
شاہ نے از میر کو حور سے الگ کر حور کو
صوفے پہ بیٹھا کر خود گھنٹوں کے بل

اس کے قریب زمین پر بیٹھے اور امید
بھری نظروں سے حور کی طرف
دیکھتے ہوئے گویا ہوئے۔۔ ہم اپنی
نبلی آنکھوں والی شہزادی سے کچھ کہنا
چاہتے ہیں۔۔ ہمیں امید ہے ہماری
گڑیا ہمارا مان رکھے گی۔۔ شاہ زین جو
کہ سب سے بے نیاز کھڑا تھا۔ نبلی

آنکھوں کہ نام پر بے ساختہ اس کی
نظر حور کی آنکھوں کی طرف اٹھی۔۔

اور پھر پلٹنا ہی رہی تھی اور خوف سے

سلطان شاہ کو دیکھ رہی تھی۔۔ یہ

خوف اپنے بھائیوں کی آنکھوں میں

آنسو دیکھ کر تھا۔۔ کیونکہ اس کے

بھائی آج تک روئے نہیں تھیں۔۔

جبکہ شاہ زین تو کہیں اور دیکھنا تو بھول
ہی گیا تھا۔۔

ایسا نہیں تھا کہ شاہ زین نے اس سے
پہلے حسن نہیں دیکھا تھا۔۔ انگلیٹڈ
سے پڑھ کر آیا تھا۔ وہاں بے حد
حسن دیکھا وہ خود بھی کچھ کم

خوبصورت نہ تھا۔۔ اس کی پہلی

بیوی ثناء بھی خوبصورت تھی۔۔ لیکن

حور بھی خوبصورتی کے ساتھ معصوم

بھی تھی۔۔۔ حور اپنی نیلی ڈرتی

آنکھوں سے سلطان شاہ کی طرف

دیکھ رہی تھی۔۔۔ ہم اپنی شہزادی کا

نکاح کروا رہے ہیں۔۔۔ سلطان شاہ

کی بات پہ مہرماہ کو کہ شاہ زین کے لیے

جوس لے کر آرہی تھی۔۔۔ وہ

سلطان شاہ کے منہ سے حور کے نکاح

کی بات پر زمین پر گر کر ٹوٹا تھا۔۔

گلاس ٹوٹنے کی آواز پہ شاہ زین ہوش

میں آیا۔۔ مہرماہ دیکھ کر حور کی طرف

بڑھی اور اس کو اپنے سینے میں چھپا

لیا۔۔ سلطان شاہ مہرماہ کو حور سے الگ

کرتے حور کی طرف دیکھنے لگے۔۔۔

ہمیں اپنی شہزادی کا فیصلہ سننا ہے۔۔

جس پہ حور نے نظریں جھکائے کہا۔۔

آپ اور بھائی کبھی میرے لیے کوئی
غلط فیصلہ نہیں لے سکتے۔۔ اگر آپ کو

اور بھائی کو ٹھیک لگتا ہے تو ٹھیک

ہیں۔۔۔ یہ حور ہی جانتی تھی۔۔ اس

نے یہ بات کیسے بولی تھی۔۔ کیونکہ
اس کا چھوٹا سادل خون کے آنسوؤں رو
رہا تھا۔۔ حور کی آنکھوں کے سامنے
اس دشمن جان کا چہرہ آیا تھا۔۔
سلطان شاہ نے آگے بڑھ کر حور کو
گلے سے لگایا۔۔ مجھے پتہ تھا۔۔
ہماری شہزادی ہمارا مان رکھے گی۔۔

حور کی آنکھوں کے آنسوؤں نکلتے اس
کے عارض پر بہے تھے۔۔ مہرماہ شاہ
نے سلطان شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے
نفی میں سر ہلایا۔۔

مہر ہماری بیٹی کے سر پہ ووپٹہ اوڑھ
دو۔۔ سلطان شاہ نے خود پہ ضبط
کرتے ہوئے کہا۔۔ مہرماہ نے روتے

ہوئے سلطان شاہ کی طرف دیکھا۔۔

مہر جائے۔۔۔ سلطان شاہ اپنے

آنسوؤں پہ ضبط کرتے ہوئے بولے۔۔

ارسلان شاہ، از میر شاہ سلطان شاہ کو

نم نگاہوں سے دیکھا۔۔ تقریباً دس

منٹ بعد مولوی اندر آیا۔۔

حور ولد سلطان شاہ آپ کا نکاح شاہ

زین ولد زوایار شاہ سے باعواز 20

کروڑ حق مہر ہونا قرار پایا ہے۔۔ کیا

آپ کو قبول ہے۔۔

حور کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے

پر مولوی دوبارہ بولا۔۔

اب کی بار سلطان شاہ نے حور کے سر

پہ ہاتھ رکھا۔۔

حور نے خم نگاہوں سے سلطان شاہ کی

طرف دیکھا۔۔

شہزادی سب آپ کے جواب کے

منتظر ہیں۔۔ سلطان شاہ کی آواز خم

تھی۔۔۔

"ق۔۔۔قب۔۔۔قبول ہے۔۔۔"

"ق۔۔۔قبول ہے۔۔۔"

"قب۔۔۔قبول ہے۔۔۔"

حور کے تین دفعہ بولنے پر سلطان شاہ

نے حور کی طرف بین بیچہ زکیے۔۔۔

بین پکڑتے ہوئے حور کے ہاتھوں

سے بین زمین پر گرا تھا۔۔۔ جسے مہر

ماہ شاہ نے اٹھا کر روتے ہوئے حور کی

طرف بڑھایا۔۔ حور کے ہاتھ کانپ

رہے تھے۔۔

محبت ہار گئی تھی نصیب کے آگے

حور کے سامنے اس دشمن جان کا چہرہ

آ رہا تھا۔۔ اس دشمن جان کا چہرہ

سامنے آتے ہی حور کی آنکھوں سے

آنسوؤں بہنے شروع ہوئے تھے۔۔

گڑیا سائین کروں۔۔ سلطان شاہ اپنے

آنسوؤں پہ ضبط کرتے ہوئے حور کے

سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔۔

حور کی حالت دیکھ کر اس سلطان شاہ،

از میر شاہ کمرے کی طرف بڑھے۔۔

حور نے اپنے ہاتھوں کی لرزش پہ قابو

پاتے ہوئے سائین کیے۔۔۔ ایک بار

پھر چھم سا اس دشمن جاں کا چہرہ سا منا

آیا تھا۔۔۔ حور آنکھیں بند کرتی

آنسوؤں بہنے لگی۔۔۔ شاہ زین کی

رضامندی کے بعد نکاح خواں جا چکا

تھا۔۔۔ اب ہمیں چلنا چاہیے۔۔۔ شاہ

زین کھڑے ہوتے ہوئے حور کی

طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔ حور کی

طرف بڑھ کر حور کی کلائی اپنی

گرفت میں لی۔۔

حور روتے ہوئے سلطان شاہ کے سینے

میں چھپی۔۔ ڈیڈ۔۔ ڈیڈ۔۔ م۔۔ م۔۔

۔۔ نہیں جاؤ گی۔۔ م۔۔ مجھے کہیں

نہیں جانا۔۔ حور اپنی کلائی چھروانے

کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔

شاہ زین نے حور کی کلائی پر گرفت

مضبوط کرتے ہوئے اسے اپنی طرف

کھینچا۔۔ حور شاہ زین کے کشیدہ سینے

سے آگئی۔۔ اس سے پہلے سلطان شاہ

کچھ بولتے شاہ زین حور کی کلائی

پکڑے باہر کی طرف بڑھا۔۔ حور بے

جان وجود لیے شاہ زین کے ساتھ

گھسیٹی ہوئی جارہی تھی۔۔

وہ۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ مجھے نن۔۔ نہیں

حور نے روتے محم۔۔ ہوئے بولنے کی

کوشش کی۔۔ اسی پل شاہ زین اپنی

سرخ ہوتی آنکھوں سے حور کی طرف

دیکھا۔۔ حور ڈرتے ہوئے سسکتی

گاڑی میں بیٹھی۔۔۔ شاہ زین نے

گاڑی میں بیٹھتے ہی گاڑی سٹارٹ

کی۔۔۔ حور کی دبی دبی سسکیاں گاڑی

میں گونج رہی تھی۔۔۔ مسلسل حور کی

سسکیوں کی آواز سے ڈسٹرب ہوتے

شاہ زین کو سخت بے زرایت ہو رہی

تھی۔ اپنے بھائی کی موت کے غم میں

آج اپنی طبیعت کے برعکس کچھ زیادہ

ہی روڈ ہو گیا تھا۔ اس کی سسکیوں

جھنجھلاتے ہوئے غرایا۔۔۔ خبردار!

اب جو مجھے تمھاری آواز آئی۔۔ اب

آواز آئی تو زو بان گری سے کھینچ لوں

گا۔۔۔ حور خوف کے مارے فوراً سے

پہلے آواز روک چکی تھی۔۔ شاہ زین

کی سرخ آنکھیں دیکھ کر یہ اندازہ ہو رہا

تھا کہ اب اگر اس کی آواز آئی تو کوئی

شک نہیں وہ سچ میں اس کی زبان کھینچ

لے گا۔ گاڑی شاہ حویلی کے کار

بیوچ میں آکر روکی۔ اگر حور اس

وقت ہوتی تو ضرور گاؤں میں اس

جدید طرز زبانی حویلی کو دیکھ کر بہت

خوش ہوتی۔۔

گاڑی روکتے ہی شاہ زین اپنی طرف

سے نکلتے ہوئے حور کی طرف کا

دروازہ کھول اسے کلائی سے کھینچ کر

اندر لے جا حویلی کے لاؤنج میں جھٹکے

سے پھینکا تھا۔۔۔ جس کے باعث حور

کے منہ سے سسکیاں بلند ہوئی
تھی۔۔۔ شاہ زین کی ماں شاہ بی بی جو
کہ اپنی بہو شاہ شاہ کے ساتھ لاؤنج
میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ حور کی بلند
سسکیاں سنتے ہوئے اس کی طرف
بڑھی۔۔۔ شاہ یہ کہا بد تمیزی
ہے۔۔۔ اور یہ لڑکی کون ہے۔۔۔ شاہ

بی بی حور کی حالت دیکھتے ہوئے غصے

سے بولی۔۔

یہ شاہ وید کے قتل کے بدلے ونی ہو

کر آئی ہے۔۔۔ اسے میرے کمرے

میں پہنچا دیں۔۔ شاہ زین ثناء شاہ کی

شکوہ کناں نگاہوں کو اگنور کرتے

ہوئے لمبے لمبے ڈنگ مارتے ہوئے

مردان خانے چلا گیا۔۔ شاہ بی بی نے

پیار سے حور کو اٹھتے ہوئے صوفے پہ

بٹھایا۔۔ چپ کر ویٹا۔۔ شاہ بی بی

نے حور کو صوفے سے لگاتے ہوئے

کہا۔۔ جاؤ بیٹا تم اس کے لیے پانی کے

کر آؤ۔۔ ثناء شاہ اثبات میں سر ہلاتے

ہوئے کچن کی طرف بڑھی۔۔ ثناء

شاہ نے پانی کا گلاس لا کر شاہ بی بی کی

طرف بڑھایا۔۔ حور نے ڈرتے

ہوئے دو گھونٹ پانی کے لیے تھے۔۔

شاہ زین اس طرح کا نہیں ہے۔۔ میرا

بیٹا بہت نرم دل خوش مزاج کا ہے۔۔

لیکن اپنے چھوٹے لاڈلے بھائی کی

موت نے اسے تلخ بنا دیا ہے۔۔ میں

شاہ زین کی ماں ہوں۔۔

اور یہ شاہ زین کی پہلی بیوی ثناء شاہ ہے

۔۔ شاہ بی بی کی بات پہ حور نے پہلی

دفعہ نظر اٹھا کر ثناء شاہ کی طرف

دیکھا۔۔ کیا میری زندگی میں ایک

شادی شدہ مرد آیا ہے۔۔ حور نے

تلخ سے سوچا۔۔ بیٹا تم اسے شاہ زین
کے کمرے میں چھوڑ آؤ۔۔ شاہ بی بی
نے ثناء شاہ سے کہا۔۔ ثناء شاہ نے
بھگی اور ہمدردی نگاہوں سے حور کی
طرف دیکھا۔۔ ثناء شاہ کو حور سے
ہمدردی تھی۔۔ یہ چھوٹی سی لڑکی جو
کہ ونی ہو کر آئی ہے۔۔ یہ زین کے

پہاڑ جیسے مضبوط انسان کو کیسے

برداشت کرے گی۔۔

ثناء شاہ نے حور کی طرف دیکھتے ہوئے

ہمدردی سے سوچا۔۔ ثناء شاہ حور کو

اپنے اور شاہ زین کے ساتھ والے

مشترکہ کمرے میں لے گئی۔۔ اگر

تمہیں کسی بھی چیز کی ضرورت

ہوں۔۔ میں ساتھ والے کمرے میں

ہوں مجھے بتانا۔۔ ثناء شاہ نے

مسکراتے ہوئے کہا۔۔ ثناء شاہ ابھی

دروازے کی طرف بڑھنے ہی والی

تھی کہ جس دھاڑ سے دروازہ کھولا

تھا۔۔ دونوں نے دروازہ کی طرف

دیکھا۔۔۔



شاہ زین اپنی سرخ آنکھیں لیے حور
کی طرف بڑھا۔۔۔ زین پلیز۔۔۔ ثناء
شاہ نے شاہ زین کو حور کے پاس غصے
سے اتنا

Fantastic novel by pailajul

دیکھ التجائیں لہجے میں کہا۔۔۔ شاہ زین
کی سرد ہوتی آنکھیں ابھی بھی حور پر
گڑھی تھی۔۔

شاہ زین نے ایک ہی جست میں حور
تک بڑھتے ہوئے اس کی کلائی پکڑے
اپنی طرف کھینچا تھا۔ حور کٹی پتنگ
کہ طرح شاہ زین کے چورے سینے

سے ٹکرائی تھی۔۔ حور کا اپنا سر چکراتا

محسوس ہوا تھا۔ زین۔۔ ثناء شاہ نے

شاہ زین کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے

ہوئے کہا۔۔ ثناء جانتی تھی ونی میں

آئی ہوئی لڑکیوں کے ساتھ کیا سلوک

ہوتا ہیں۔۔ مقابل نے تو اپنے بیٹے

جیسے لاڈ لے بھائی کو کھویا تھا۔۔ مقابل

کی آنکھیں دیکھ کر کوئی بھی خوف کھا

جاتا۔۔۔ آج شاہ زین کی آنکھوں

شدید سرخ ہو رہی تھی۔۔

ثناء شاہ نے دس سالوں میں پہلی دفعہ

شاہ زین کی آنکھیں سرخ وہ بھی اس

قدر دیکھی تھی۔۔ ثناء شاہ کو بھی شاہ

زین سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔

زین۔۔۔ ثناء ڈرتے ہوئے ہلکی آواز

میں بولی۔۔ شاہ زین کی حور کی بازو پر

گرفت مضبوط ہوئی تھی۔۔ جاتے

ہوئے دروازے بند کر کے جاننا۔۔

شاہ زین کی شاہ زین حور نے نظریں

گاڑھیں بولا۔۔ شاہ زین کی خون

چھلکتی آنکھیں ثناء شاہ کو بھی خوف

میں مبتلا کر رہی تھی۔۔۔ ثناء نے

ہمدردی سے حور کی طرف دیکھا۔۔

جاؤں۔۔۔ اب کی بار شاہ زین کی آواز

سرد تھی۔۔ ثناء شاہ خوف سے منہ پہ

ہاتھ رکھتے ہوئے جلدی سے کمرے

سے بھاگی۔۔ ثناء شاہ کے کمرے سے

جاتے ہی حور کی اپنی روح قبض ہوتی

محسوس ہوئی تھی۔۔ شاہ زین نے اپنی
قہر برستی آنکھوں سے حور کی طرف
دیکھا۔۔ حور کو شاہ زین سے خوف
محسوس ہو رہا تھا۔۔ حور کا چھوٹا سا
دل آج خوف سے پہلی بار کانپ رہا
تھا۔۔ حور نے ڈرتے ہوئے شاہ زین
کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ حور نے

ایسی خون چھلکتی آنکھیں کبھی نہیں
دیکھی تھی۔۔ حور نے تو کبھی کسی کی
اونچی آواز بھی نہیں سنی تھی۔۔ آج
زندگی نے اسے کس مقام پر لا کھڑا کیا
تھا۔۔

اس نے ڈرتے ہوئے آنکھیں بند
کیں۔۔ حور کی پیشانی پر خوف سے

اس سرد موسم میں بھی پسینے آرہا
تھے۔۔۔ یہ ابھی سے تمھاری پیشانی
پر موتی جمنے لگے۔۔ ابھی تو میں کچھ
کیا بھی نہیں۔۔ شاہ زین اپنی انگلی
اس کی پیشانی پر ٹریں کرتے ہوئے
بولا۔۔ حور اپنی آنکھیں سختی سے بند

کر گئی۔۔ حور کو آج تک کبھی کسی سے

اتنا خوف نہیں آیا تھا۔۔

جتنا سامنے کھڑے شخص سے آرہا
تھا۔۔۔ کہاں دیکھا تھا اس طرح کسی کا
چلانا کسی سرخ خون چھلکتی
آنکھیں۔۔۔

آنکھیں کھولو۔۔۔ شاہ زین اس کے

چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے غرایا

تھا۔۔

حور نے اسی لمحے اپنی آنکھیں

کھولیں۔۔ شاہ زین کی سرخ آنکھیں

دیکھ حور اپنی بازو چھروانے کی کوشش

کرتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔۔ شاہ

زین اسی لمحے اس کی بازو پر گرفت
مضبوط کرتے ہوئے اس کے چہرہ پہ
اپنی قہر بستی آنکھیں گاڑھیں۔۔ شاہ
زین نے حور کو بیڈ پہ دھکیلہ حور بیڈ پہ
اوندھ منہ گڑی تھی۔۔ حور شاہ زین
کو اپنی طرف آتا دیکھ کر جلدی سے بیڈ
کی دوسری طرف بڑھی۔۔ شاہ زین

ایک ہی جست میں اس تک پہنچ کر
اسے کلائی سے کھینچ کر تکیہ پہ گرایا گیا
تھا۔۔

حور نے خوف زدہ ہوتے شاہ زین کی
طرف دیکھا۔۔ حور نے شاہ زین کے
چورے سینے پہ اپنے دونوں ہاتھ رکھتے
اس خود سے دردھکیلنے کی کوشش

کی۔۔ کہاں بھاگ رہی ہوں۔۔۔
تمہیں کیا لگتا ہے تم یہاں سے بھاگ
جاؤ گی۔۔

تمہارے بھائیوں نے جو کیا اس کا
حساب تمہیں دینے ہو گا پیل پیل
تمہیں اذیت ناک موت دو گا۔۔ مرنا
چاہوں گی لیکن مر نہیں پاؤ گی۔۔۔

شاہ زین اس کا منہ دوپختے ہوئے

غرایا۔

شاہ زین نے ایک ہی جست میں حور

سے اٹھتے ہوئے اس کی بازو سے

پکڑے اپنے مقابل کر گیا۔ حور کے

جسم میں درد کی لہر دوڑی تھی۔

تمہارے بھائیوں نے میرے بھائی کی

جان لی ہے۔۔ جو مجھے بے حد عزیز
تھا۔۔ میری زندگی کا اثاثہ تھا۔ کیا
کیا تمہارے بھائیوں نے کتنی بے
رحمی سے میرے بھائی کو مار دیا۔
شاہ زین نے اس کا جبر و بوجھتے ہوئے
غرایا۔ اور اگلے ہی پل اس کی شفاف
گردن پر جھکتے دانت گاڑھ گیا۔ جتنی

افیت تکلیف میری بھائی کودی

ہے۔۔ اب اتنی ہی افیت تکلیف

تمہیں دے کر ان کو افیت دوگا۔

شاہ زین نے بولتے ہی ایک جست

میں اس کا دوپٹہ اتار کر اوپر پھینکا تھا۔

اب حور جینز ٹوپ جو کہ گھٹنوں سے

بھی اوپر تھا۔۔ پہنے ہوئے شاہ زین

کے سامنے تھی۔۔ شاہ زین نے ایک

نظر حور پہ ڈالی۔۔ حور خود میں ہی

خوبصورتی کی مثال تھی۔۔ اس کا

قیامت ڈھاتاروپ اب شاہ زین کے

سامنے تھا۔۔ کیا حسن تھا وہ آنکھوں

میں اس کے حسن کو بھر گیا تھا۔۔

شاہ زین اسے بیڈ پہ دھکے دیتے ہوئے

اس پہ سایہ فگن ہوا تھا۔۔۔ حور

خوفزدہ ہوتی اپنی آنکھیں بند کر چکی

تھی۔۔۔ وہ چھوٹی سی گڑیا اس پہاڑ جیسے

وجود کے نیچے دبی ہوئی تھی۔۔

شاہ زین اس کے دونوں ہاتھوں کو

پکڑتے بیڈ کراؤن سے لگاتے ہوئے

اس کے لبوں پہ جھکا تھا۔ شاہ زین
حور کے لبوں پہ جھکا اس کی سانسیں
اپنی سانسوں میں قید کر گیا۔ حور کو
اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہوئی
تھی۔ لیکن شاہ زین اس سے دور
نہیں ہوا تھا۔ اپنا منہ میں خون کا
ذائقہ محسوس کرتے شاہ زین نے اس

کے ہونٹوں پہ دانت گاڑتے ہوئے

اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشی

تھی۔۔ حور اپنی بے ترتیب سانسوں کو

ترتیب دیتے ہوئے گہرے سانس لے

رہی تھی۔۔ اس کی پس ہوئی

تھی۔۔ جس قدر شدت سے اس نے

اس کے لبوں کو چوما تھا وہ مرنے والی

ہو چکی تھی۔۔ بس اتنی میں ہی

تمھاری تو جان نکل گئی۔۔ شاہ زین

حور کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے

ہوئے بولا تھا۔۔ وہ اس کے لرزتے

وجود کو محسوس کر چکا تھا۔۔

حور کی آنکھوں سے آنسوؤں ٹوٹ کر

برسے تھے۔۔ درد ہو رہا ہے۔۔۔ یہ

درد تو کچھ بھی نہیں ابھی جو درد میں
تمہیں دو گا۔۔۔ وہ کیسے برداشت کرو
گی۔۔ شاہ زین نے مسکراتے ہوئے
اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا
تھا۔۔۔ جہاں صرف نمی ہی نمی
تھی۔۔ وہ جس معنی خیزی آواز میں
بولا تھا وہ اونچی رودی تھی۔۔

شاہ زین اس کی گردن پہ جھکتا جگہ جگہ
اپنا لمس بکھیر رہا تھا۔۔ حور کی سانسیں
تیز ہو رہی تھی اب تو دل کانوں میں
بجھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔ حور کی تیز
ہوتی دھڑکنیں شاہ زین کا حصہ بن
رہی تھی۔۔ اس کی دھڑکنیں شاہ زین
کو اپنے سینے میں بجتے اپنے کانوں میں

محسوس ہو رہی تھی۔۔ شاہ زین اس

کی گردن سے ہوتا اب اس کی

دھڑکنوں پہ جھکا تھا۔۔۔ نہ۔۔۔ نہ۔۔۔

نہیں پپ۔۔ پپ۔۔ پلینز

۔۔۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے۔۔۔ جانے

دیں۔۔۔ حور اپنی اکھڑتی سانسوں کو

درمیان روتے ہوئے بولی۔۔ شاہ

زین اس کی دھڑکنوں پر جھکا ٹرٹ پر

سے ہی اس کی دھڑکنوں کو چوم رہا

تھا۔۔

تمہیں تو اب ہماری زندگی جانے

نہیں دوگا۔۔ تم سے اپنے بھائی کی

موت کا بدلہ لوں گا۔۔ جیسے تمہارے

بھائیوں نے بے رحمی سے مار دیا۔۔

اب تمہیں پل پل میری بیوی بن کر

حساب دینا ہو گا۔۔ شاہ زین شاہ اب

روا نہ تم سے اپنے بھائی

کی موت کا بدلہ لے گا۔۔ شاہ زین

سرخ آنکھوں کے ساتھ طیش و

اشتعال میں اس کا منہ دبوچتے ہوئے

دھاڑا تھا۔۔ حور کت آنسوؤں رواں

ہوئے تھیں۔ یہ آنسوؤں تو روکنے کا
نام ہی نہیں تھے لے رہیں۔۔ یا پھر یہ
آنسوؤں اب اس کا مقدر بن گئے
تھیں۔۔

شاہ زین کی انگلیاں اسے اپنے نازک
عارض میں بڑھتی محسوس ہوئی
تھی۔۔ اب تکلیف اس کی برداشت

سے باہر تھی۔۔ اس کے آنسوؤں میں
روانی ہوئی تھی۔۔ آج اچھے سے میرا
نظرہ کر لوں۔۔ اب ساری زندگی
تمہیں یہی میرے ساتھ ہی رہنا
ہے۔۔ جہاں سے تمہیں اب آزادی
ناممکن ہے۔۔ شاہ زین بولتے ہی
ایک جھٹکے میں اس کی شرٹ پھاڑتے

ہوئے اس کی دھڑکنوں پہ جھکا جگہ
جگہ اپنے دانت گاڑھنے لگا۔۔ حور کے
لبوں سے سسکیاں نکلی تھی۔۔ حور کی
سسکیاں اب کمرے میں گونج رہی
تھی۔۔ شاہ زین اس کی دھڑکنوں پر
جھکا اس کی دھڑکنوں کو چوم رہا
تھا۔۔ وہ اس کی دھڑکنوں کی ابھری

ساخت کو سک کرتے اس کی جان
نکال گیا تھا۔۔ وہ تڑپتے ہوئے اس
کے کندھوں پر مکے مارنا شروع ہوئی
تھی۔۔ وہ تکلیف سے چینخی
تھی۔۔ شاہ زین ایک ہاتھ سے اس کی
دوسری دھڑکنوں کو پکڑتے ہونٹوں
میں لیے سک کرنے لگا۔ ایک ہاتھ

نیچے اس کی گہرائیوں کو چھو گیا

تھا۔۔ حور کے وجود میں سپارک ہوا تھا

کہاں وہ پہاڑ سا مرد کہاں یہ چڑیا سی

کھڑکی۔۔

شاہ زین نے تھوڑا اوپر ہوتے ہی اپنی

شرٹ اتار کر دور اچھالی تھی۔۔ شاہ

زین حور کے لبوں پہ جھکا اپنے ہاتھوں

کی بے باکی اس کی دھڑکنوں پر

دیکھاتے ہوئے اسے اور خود کو ہر

پردے سے آزاد کر گیا تھا۔ شاہ زین

ایک ہاتھ سے اس کی گہرائیوں کو

سہلاتے اس کی دھڑکنوں کو چوم رہا

تھا۔ وہ ٹانگیں مارتے خود کو اس سے

دور کرنا چاہ رہی تھی۔ شاہ زین اس

کی ٹانگیں لوک کر گیا تھا۔ وہ پوزیشن

سیٹ کرتے بنا اس پر کوئی رحم کھائے

ایک ہی جھٹکے میں اس میں سمایا تھا۔

حور کی چینے بلند ہوئی تھی۔ اس کی

چینخوں سے حویلی کی دیواریں کانپی

تھی۔ شاہ زین اس کے لبوں پر جھکتے

اس کی چینخوں کا گلا گھونٹ گیا

تھا۔ وہ تیزی سے اس کے وجود میں
سٹروک دیتے اس کی دھڑکنوں پر جھکا
تھا۔

ثناء شاہ جو کہ سہا تھا والے کمرے میں
تھی حور کی چینچے سے تہیہ پر اوندھ منہ
گڑی رونے لگی۔ ثناء شاہ کے آنسوؤں
بہت تیزی سے بہے رہے تھے۔ اپنا

شوہر کو کسی دوسری عورت کا ساتھ

دیکھنا کیا آسان تھا۔

کہاں گوارہ تھا کہ کوئی مقابل کے

قریب بھی آئے۔۔۔ لیکن اب تو وہ

مقابل پر پورا حق رکھتی تھی۔۔۔ اس

سے ہمدردی تو تھی لیکن پھر بھی دل

خون کے آنسوؤں رو رہا تھا۔۔۔ دس

سال سے جو شخص صرف اس کا تھا آج

وہ شخص کسی اور کا بھی تھا جو اس پہ پورا

حق رکھتا تھا۔۔ کیا یہ غم کم تھا کہ

مقابل کی زندگی میں اب اس کے

علاوہ بھی کوئی ہے۔۔ وہ بھی اسی مقام

پہ جو مقام اس کا ہے۔۔ یہ غم کم تو

نہیں تھا کہ مقابل اس کے ساتھ

تھا۔۔ یہ بات ثناء شاہ کو انگاروں کی

طرح چب رہی تھی۔۔

شاہ آپ کو نہیں لگتا آپ نے ثناء شاہ

کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ آپ کا اور

ثناء شاہ کا دس سال کا ساتھ ہیں۔۔ وہ

تھوڑا سا ثناء شاہ کے لیے پریشان ہوئی

تھی۔۔ کیونکہ جومان شاہ زین نے

اسے دیا تھا۔۔ شاید وہ یہ سب اب

بیواشت نہ کر پاتی۔۔

ماں دیکھتے ہماری شادی کو دس سال ہو

گئے ہیں۔۔ اولاد کے لیے کبھی نہ کبھی

تو دوسری شادی کرنی ہی تھی۔۔

نہیں تو میرے مرنے کے بعد ہماری

نسل و خاندان کا نام لینے والا کون
ہو گا۔۔۔ شاہ زین سنجیدگی سے بولا

تھا۔۔

اللہ نہ کرے کسی باتیں کر رہے
ہیں۔۔۔ اللہ آپ کو بہتی دنیا تک
سلامت رکھیں۔۔۔ شاہ بی بی کے تو
کلیجے کو ہاتھ پڑا تھا۔۔۔ چلو جو آپ کو بہتر

لگے۔۔۔ شاہ بی بی نے ہمی میں سر ہلایا

تھا۔۔ ملیکن کیا آپ اپنا وارث اس بچی

سے پیدا کرنے والے ہیں۔۔۔ ہے تو

بہت چھوٹی ہیں۔ محض 16,17

سال کی ہوگی۔۔ شاہ بی بی کو وہ معصوم

سی چھوٹی سی بچی لگی تھی۔۔

ماں میرا وارث تو اب وہی پیدا کرے

گی۔۔ اور 16, 17 کی نہیں 18 کی

ہونے والی ہیں۔۔۔ شاہ زین شاہ نے

شاہ بی بی کو بتاتے ہوئے چچ رکھا

تھا۔۔ خیر اب ہم چلتے ہیں۔۔۔ ہمیں

ضروری کام ہیں۔۔۔ خدا حافظ!

کہتے ہی احترام میں سر جھکایا۔۔ شاہ بی

بی نے عقیدت سے اس کی پیشانی کو

چوما تھا۔۔ اور وہ نکل گیا۔۔

ثناء شاہ جو کہ حور کے کمرے میں گئی

تھی کسی سوچ کے تحت اپنے کمرے

کی طرف بڑھی۔۔ اور اپنے کچھ ایسے

ڈریس جو کہ نئے اور فٹنگ والے

تھے۔۔۔ وہ لیے حور کے روم میں

آئی۔۔ اور ڈریس رکھتے واشروم کی
طرف بڑھی تھی۔۔ اور جا کے ٹیب
باتھ ٹب میں کھول کر آئی تاکہ اسے
تھوڑا آرام مل سکے۔ کمرے میں آکر
حور کو دیکھا جو بے ہوش تھی۔ پاس
پڑے جگ میں سے پانی کی کچھ
چھینٹیں اس کے چہرہ پہ ماری تھی۔۔

جس سے اس کی پلکوں میں جنبش
ہوئی اور اس کا چہرہ تھپتھپایا۔ جس
سے حور نے آنکھیں کھولیں
تھیں۔۔ اٹھو حور شاہاش۔۔ وہ اس کا
ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔ اور اسے
اٹھاتے بیڈ سے نیچے اتراتھا۔ حور کو
اپنی حالت پر رونا آ رہا تھا۔ وہ کیسے

اس کے سامنے تھی۔۔ اس کا کی چاہا تھا

کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو

دے۔۔ اس کے چہرے کو خفت سے

سرخ ہوئے دیکھ ثناء شاہ نے بولنا

شروع کیا تھا۔

چھوٹی بہن کا بہت شوق تھا مجھے جو کہ

پورا ہی نہیں ہوا۔ لیکن اب تمہیں

دیکھ کر لگتا ہے۔ کہ وہ کمی بھی پوری ہو

گئی۔۔۔ اتنے میں وہ ہاتھ ٹب تک پہنچ

گئی۔ اسے ہاتھ ٹب میں ہاتھ دینے

کے بعد ثناء شاہ نے کسی سوچ کے

تحت اسے پوچھا تھا۔ حور کپڑے

چینج کر لو گی؟ وہ مسکراتے ہوئے پوچھ

گئی تھی۔۔ جس پہ حور نے اثبات میں

سر ہلایا۔۔ تو ثناء شاہ کمرے میں

آئی۔۔ حور کل سے بھوکی ہے یہ

سوچتے ہی باہر کھڑی ملازمہ کو اندر

بلایا۔۔ اور اسے حور کے لیے فروٹ

سیلڈ بنانے کا حکم دیا تھا۔۔۔۔۔ حور

کے باہر آنے تک ملازمہ فروٹ سیلڈ

لے کر آگئی۔۔ حور کو ڈریسنگ مرر

کے سامنے بیٹھاتے اس کے بال ٹاول

میں باندھے اور سیلڈ سے بھرا باؤل

حور کو پکڑا یا تھا۔۔ جس پر حور نے

حیرانگی سے اسے دیکھا تھا۔۔ اس کے

حیرانگی سے دیکھنے پر ثناء شاہ مسکرائی

تھی۔۔ پوچھو جو پوچھنا چاہتی

ہوں۔۔۔ ثناء شاہ اس کی آنکھوں میں

سوال دیکھ چکی تھی۔۔ آپ مجھ سے

اتنا پولائٹ کیوں ہے جبکہ میں آپ

کے ہسبنڈ کی سیکنڈ وائف

ہوں۔۔ حور معصومیت سے سوال کر

گئی تھی۔۔ اس نے دیکھا تھا کہ پہلی

بیوی اچھی نہیں ہوتی لیکن یہ عورت تو

اسے بہن بنا رہی تھی۔۔ ثابت ہوا تھا

کہ غلط کہتے ہیں لوگ کہ عورت ہی
عورت کی دشمن ہوتی ہے عورت
عورت کا سہارا بھی تو بن سکتی ہے۔۔
اس کی بات پہ نساء شاہ مسکرائی۔۔ پہلی
بات تو یہ نہ تو تم اپنی مرضی سے
میرے ہسبنڈ کی وائف بنی ہو۔۔ اور

نہ تم جانتی تھی کہ وہ پہلے ہی میرڈ

ہیں۔۔

I am right

ثناء شاہ نے مسکراتے ہوئے اسے

سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

Yes...

حور نے جلدی سے جواب دیا

تھا۔۔ ویسے بھی پھر تم معصوم ہی اتنی

ہوں اور پیاری بھی لیکن تمہاری

قسمت پہ دھکی ہوں۔۔ مجھے اپنی بڑی

بہن سمجھنا کوئی بھی بات مجھ سے شیئر

کرنا۔۔ اور ہاں میں کچھ ڈریس لے کر

آئی ہوں۔۔ تم دیکھ لوں۔ پھر

تمہارے سائیز کے منگوادو

گی۔۔۔ ثناء شاہ نے صوفے کی طرف

اشارہ کیا تھا۔۔ اور پھر اسے باؤل کی

طرف کھانے کا اشارہ کیا۔۔ حور کو

بہت بھوک لگی ہوئی تھی۔۔ کل سے

کچھ نہیں کھایا تھا۔۔ کھانے کی تو وہ

پہلے سے ہی کچی تھی۔۔ اور پھر فروٹ

سیلڈ تو اس کی فیورٹ تھی۔۔ سو اسی

لیے بنا چوچرہ کے کھانا شروع کر

دیا۔۔ اس کے بعد ثناء شاہ نے اس کے

آگے کھانے کی ٹرے کی۔۔ میں یہ

نہیں کھاؤں گی۔۔ حوصلہ جلدی سے اتنا

سب دیکھتے ہوئے بولی۔۔ کیوں؟ ثناء

شاہ حیرانگی سے بولی۔۔

میں نے یہ کھالی ہے بس اور نہیں کھا
سکوں گی۔۔ حور نے سیلڈ باؤل کی
طرف اشارہ کیا۔۔ ثناء شاہ نے حور کی
طرف دیکھا تھا اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ
وہ کھانے میں کچی تھی۔ ثناء شاہ نے
ٹریں باہر کھڑی ملازمہ کو دی۔۔ اور
حور کو سلیقے سے دوپٹہ دیا۔۔ اور اسے

اپنے ساتھ لاؤنج میں شاہ بی بی کے
پاس لے گئی۔۔ شاہ بی بی ثناء شاہ اور
حور کو آتادیکھ کر ان کو اپنی طرف
آنے کا اشارہ کیا۔ اور جو کچھ پڑھ رہی
تھی دونوں پہ پھونک کر انہیں صاحبہ
اولاد ہونے کی دعا دی۔۔

شاہ بی بی نے حور سے اس کے متعلق
پوچھا جس پہ حور نے اپنے متعلق
بتایا۔۔ لیکن جو بات ان کو کھٹکی وہ تھی
حور کے ماں باپ کا نام جس پہ حور سے
مزید معلومات پرائیں یقین ہوا کہ
حور ان کی بہن مہرماہ کی بیٹی ہے۔۔

ادھر سلطان شاہ حور کے جانے کے
بعد کمرے میں بند تھے۔۔ رات بھر
ارسل، اندمیر، حنان حور کے کمرے
میں اس کی تصویروں کو دیکھتے ہوئے
گزاری تھی۔۔ انہیں یہاں آئے
صرف تین دن ہوئے تھے۔۔ لیکن

اس نے تین دنوں میں کمرہ تصویروں
سے بھر دیا تھا۔

تصویروں کے بغیر کوئی کمرہ اچھا بھی
لگتا ہے کیا۔ امریکہ کے ایئر پورٹ پر
بھی ارسلان شاہ نے اچھی خاصی رقم
دے کر اس کا بیگ پاس کروایا تھا۔
کیونکہ حور نے تصویریں وزن سے

بھری تھی۔۔ پھر علامہ اقبال ایئر

پورٹ پر بھی ایسے ہی پاس کروایا

تھا۔۔

وہ تینوں بھائی اپنی بہن کی معصوم

باتوں کو یاد کرتے ہوئے رہے تھے

۔۔ کوئی ان جیسے جوانوں کو دیکھ لیتا تو

مانتا ہی نہ کہ یہ اپنی یونیورسٹی کے

بیسٹ ریسلنگ چیمپیئن ہیں۔۔۔

جبکہ مہرماہ شاہ لاؤنج میں چکر لگا رہی

تھی۔۔ کہ شاید ان کی بیٹی واپس آ

جائیں لیکن ایسا ممکن نہیں تھا۔۔ صبح

فجر کی اذان کے وقت مہرماہ شاہ نماز کی

نیت سے کمرے کی طرف بڑھی اندر

سلطان شاہ کوزمین پر بے حس و
حرکت دیکھا تو بھاگ کر ان کی طرف
بڑھی۔ شاہ۔ شاہ بولتی رونے لگی۔۔
سلطان شاہ نماز پڑھنے کے لیے اٹھے
تھے لیکن دل میں ہوتی اور برداشت
نہ کرتے ہوئے زمین بوس ہوئے
تھے۔ اور اسی لمحے مہرماہ شاہ آگئی۔۔

انھیں بے ہوش دیکھ کر مہرماہ شاہ

دروازے کی طرف بڑھی۔۔ ان کے

اور حور کے کمرے میں تین کمروں کا

فرق تھا۔۔

اور وہ جانتی تھی ان کے تینوں بیٹے حور

کے کمرے میں ہو گئیں۔۔ اسی لیے

وہ بھاگتی ہوئی ان کے پاس گئی۔۔ حنان

جو کہ ارسل کی گود میں سر رکھا اس

کے گھٹنوں میں بیٹھا اپنی ماں ایسی

حالت میں دیکھ کر جلدی سے ان کی

طرف بڑھا۔ اس کو ہڑبڑا کر اٹھتے

دیکھ از میرارسل شاہ بھی مہرماہ کی

طرف بڑھے۔۔ مہرماہ شاہ ان کو اپنی

طرف آتا دیکھ کر جلدی سے بولی۔۔

تم لوگوں کے بابا کو پتہ نہیں کیا ہو گیا
ہے۔۔ ماں کی اتنی سی بات سنی تھی
کہ وہ تینوں ان کے کمرے کی طرف
بھاگے تھے۔۔ تم گاڑی نکالو ہم ڈیڈ
کو لے کر آتے ہیں۔۔

ازمیر شاہ ارسل کی بات سن کر جلدی
سے باہر کی طرف بڑھا۔۔ جبکہ ارسل

، حنان سلطان شاہ کو اٹھائے باہر کی
طرف بڑھے۔۔ مہرماہ شاہ توروتے
ہوئے شاہ۔۔ شاہ ہی پکار رہی تھی۔۔
ازمیر سے جس قدر ہو سکا گاڑی تیز
چلاتے ہوئے ہسپتال پہنچا۔۔ فوراً
انہیں ایمر جنسی میں لے جایا گیا۔۔ مہر
ماہ شاہ کے آنسوؤں تھمنے کا نام ہی نہیں

لے رہے تھیں۔۔۔ ارسلان شاہ نے
انہیں نے حصار میں لیا تو وہ مزید
رونے لگی۔۔۔ کچھ دیر بعد ڈاکٹر ان کی
طرف آیا۔۔۔ سلطان شاہ کے ساتھ
کون ہے۔۔۔ ارسل مہرماہ کو از میر کے
حوالے کرتے خود ڈاکٹر کی طرف
بڑھا۔۔۔ جی وہ میرے ڈیڈ

ہے۔۔ ارسلان شاہ پریشانی سے بولا
تھا۔۔ دیکھئے ان کی کنڈیشن کری۔ ٹیکل
ہے۔۔ ان کو ہارٹ اٹیک آیا تھا۔۔ وہ
ابھی بھی بے ہوش ہے۔۔ اگلے
چوبیس گھنٹے بہت خطرناک ہے۔۔
آپ دعا کریں۔۔ کہ انہیں ہوش آ

جائیں۔۔ ڈاکٹر نے بنا کوئی جھوٹا دلا سہ

دیے کہا تھا۔۔

یا اللہ ہارٹ اٹیک کا سن کر چاروں کے

جسم ساکت ہوئے تھیں۔۔ باقی

ساری رات اسی طرح گزر گئی۔۔ فجر

کے بعد ڈاکٹر ایک روانڈ لگا کر چلا گیا

تھا۔۔ ڈاکٹر کے جانے کے چند منٹ

بعد ہی سلطان شاہ کو ہوش آگیا تھا تو
ان سے ملنے کی اجازت دی۔۔ اور اس
وقت وہ سلطان شاہ کے روم میں ان
کے پاس کھڑے تھیں۔۔
کل صبح سے کسی نے کچھ نہیں کھایا
تھا۔۔ از میر شاہ یہ سوچتے ہوئے باہر
کی طرف بڑھا ہی تھا کہ سلطان شاہ

کے منہ سے حور کا نام سن کر بے بسی
سے ان کو دیکھتے ہوئے ڈاکٹر کو بلانے
چلا گیا۔ ڈاکٹر نے چیک کر کے کچھ
میڈیسن دی تھی۔ جب از میر حنان
شاہ کو پیچھے آنا کا اشارہ کرتے ہوئے
کنٹین کی طرف بڑھا۔ سب کے
لیے کھانا لے کر از میر حنان پر وائیٹ

روم میں آئیں۔۔ جہاں سلطان شاہ کو

شفٹ کیا تھا۔۔ ماحول کی غمزدگی کو

کم کرنے کے لیے حنان گویا ہوا۔۔

اب کچھ کھا لیتے ہے میرے تو پیٹ

میں چوہے دوڑ رہے ہیں۔۔ وہ پیٹ پر

ہاتھ رکھے تقریباً رندی سا چہرہ بنائے

بولا تھا۔۔

اس کی بات پر سب کے چہرہ پہ ہلکی سی

مسکراہٹ آئی۔۔ سلطان شاہ کے کچھ

بہتر ہونے پر ان کو ڈیسچرج کرتے

کرواتے ہوئے حویلی آگئیں

تھیں۔۔۔

ماں آپ کیسی ہے۔۔ رات طبیعت
خرابی کے باعث آپ کے پاس نہیں
آسکی۔۔ اور ماشاء اللہ ماں یہ پیاری سی
گڑیا کون ہے۔۔ نمرین شاہ جو کہ
طبیعت کے باعث کل صبح سے اپنے
کمرے میں بند تھی ابھی باہر آتے ہی
شاہ بی بی سے انکی طبیعت کے بارے

میں دریافت کرنے لگی۔۔ تو اس کی
نظر ان کے پاس بیٹھی حور پر پڑی۔۔
نمرین شاہ، شاہ زین، شاہ ویر کی چھوٹی
بہن اور اس سے چھوٹی نورین شاہ، جو
کہ پڑھائی کے سلسلے میں شہر کے
ہوسٹل میں رہتی تھی۔۔ یہ بچی شاہپور
کے قتل میں ونی ہو کر آئی ہے آپ کی

چھوٹی بھابی ہے۔۔ زہرہ شاہ نے

مسکراتے ہوئے بتایا تھا۔۔

مطلب زین لالانے دوسری شادی کر

لی۔۔ نمرین کو اس بات پر بہت

حیرانگی ہوئی تھی کیونکہ شاہ زین نے

پانچ سال پہلے شاہ بی بی اور ثناء شاہ

دونوں کے بے حد مجبور کرنے کے

باوجود نہیں کی تھی جبکہ اولاد کی

خواہش بھی بہت زیادہ تھی۔۔ اور

ڈاکٹر نے کلیر کر دیا تھا ثناء شاہ ماں

نہیں بن سکتی۔۔ اتنے میں ثناء شاہ بھی

کچن سے نکل انکی طرف آئی۔۔ اسے

دیکھ کر نمرین چپ کر گئی کہیں اسے

برانہ لگے۔۔ ان دس سالوں میں

دونوں بہنیں ثناء شاہ بہت زیادہ اٹیچ ہو

چکی تھی۔۔ اسی لیے نمرین شاہ اس کا

خیال کرتی خاموش ش ہوئی

تھی۔۔ بھابی۔۔ نمرین شاہ نے حور

کے قریب بیٹھتے ہوئے اسے مخاطب

کیا لیکن اس کی گردن پہ موجود

نشانات دیکھ کر اس کے الفاظ اس کے

منہ میں ہی رہ گئے تھیں۔۔ کیونکہ
اس کی گردن پر شاہ زین کی شدتوں
کے نشانات پوری آب و تاب سے
چمک رہے تھے۔۔ حور کو دوپٹہ بھی
ثناء شاہ نے اوڑھنا بتایا تھا اسی لیے اس
کی گردن پر سے دوپٹہ ہٹ رہا

تھا۔۔۔ جبکہ حور کی گردن پر زخم دیکھ

کر اسے بھی بے حد ترس آیا تھا۔۔

نمرین شاہ کو اپنی گردن کی جانب

دیکھتا پا کر حور جلدی سے دوپٹہ ٹھیک

کرنے لگی۔۔ اسے احساس ہوا تھا کہ

اس کی گردن پر یقیناً نشانات تھیں

جس وجہ سے نمرین اس کی طرف

دیکھ رہی تھی۔۔۔ یہ دیکھ کر نمرین کو
بھی اس پہ بے حد ترس آیا تھا۔۔۔ یہ
لڑکی تو اسے نوری سے بھی چھوٹی لگ
رہی تھی۔۔۔ اس نے اپنے لالا کے
بارے میں ایسا کبھی نہیں سوچا تھا۔۔
جانتی تھی ونی میں آئی ہوئی لڑکیوں
کے ساتھ کیا ہوتا اس گاؤں میں کئی

لڑکیاں ونی ہوئی تھیں۔۔ اور اپنی
ایک نوکرانی سے بھی اس کے بارے
میں بہت کچھ سنا تھا۔۔ جسے یہ بے حد
برا بھلا کہتی تھی کہ کیسے کوئی کسی کے
ساتھ اتنا برا سلوک کر سکتا ہے۔۔ اور
اسکے لالا تو ایک پولائٹ قسم کے
انسان ہے۔۔۔ وہ ایسا کیسے کر سکتے

ہیں۔۔۔ اسے اپنے بھائی سے ایسی امید
بلکل نہیں تھی۔۔

ثناء شاہ نے چائے کے کپ ٹبیل پہ
رکھے اور شاہ بی بی کو چائے دینے کے
بعد نمرین کو دی اور اس کے بعد حور
کو دیا۔۔

نہیں میں چائے نہیں پیتی۔۔۔ حور

نے ثناء شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔۔ تو پھر چائے کی جگہ کافی پیتی ہو

گی۔۔ میں ابھی لے کر آتی ہوں۔۔

ثناء شاہ بول کر اٹھی تھی۔۔

نہیں رہنے دیں ابھی مجھے کچھ نہیں

چاہیے۔۔ حور اسے اٹھتا دیکھ کر بولی

۔۔ ثناء شاہ بھی حور کے ساتھ ہی بیٹھ

گئی۔۔ بھائی آپ کی اتج کیا ہے۔۔

نمرین مسکراتے ہوئے بولی۔۔

Next 3 month...

پھر 18 کی ہو جاؤ گی۔۔ جس پر نمرین

کے ساتھ ساتھ ثناء شاہ کو بھی جھٹکا لگا

تھا۔۔ کہ شاہ زین اتنی چھوٹی عمر کی

لڑکی کو وونی کروالا یا ہے۔۔ شاہ بی بی کو

تو شاہ زین بتا چکا تھا۔۔ اسی لیے وہ

زیادہ حیران نہ ہوئی تھی۔۔ اس سے

قبل کوئی کچھ بولتا اسی لمحے شاہ زین

داخلی دروازے سے لاونج میں آیا۔۔

شاہ زین نے جھک کر شاہ بی بی کو سلام

کیا اور شاہ بی بی کی پیشانی پہ لب

رکھیں۔۔۔ یہ اس کی عادت تھی کہ وہ
گھر آتے ہی اپنی ماں کی پیشانی چومتا
تھا۔۔ اور ابھی بھی شاہ بی بی کی پیشانی
چومتے ہوئے سیدھا ہوا تھا کہ اسکی
نظر نمرین شاہ اور ثناء شاہ کے درمیان
بیٹھی حور پہ پڑی جو خوف سے سہمی
ہوئی ہرنی کی طرح اس کو دیکھ رہی

تھی۔۔ ایک ہی رات میں شاہ زین

اس کو ڈراچکا تھا۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔ شاہ زین

نے جارحانہ بیور لیے اس کی طرف

بڑھتے ہوئے اسے کلائی سے پکڑ کر

اپنی طرف کھینچا وہ کسی کئی ڈال کی

طرح اس کے سینے سے آگئی۔۔۔ حور

کے اس کے سینے سے لگتے ہی اس کے

دل نے ایک بیٹ مس کی تھی لیکن

شاہ زین اگلے ہی پل اسے جھٹکے سے

خود سے الگ کرتے ہوئے سرد سرخ

نگاہوں گھور رہا تھا۔۔ تمہیں باہر

آنے سے منع کیا تھا۔۔۔ تھا

بولو۔۔۔ شاہ زین دھاڑا تھا۔۔ اس کی

دھاڑ پہ حور کے ساتھ باقی تینوں کے
نقوش بھی لرزے تھیں۔۔۔ وہ۔۔۔

مم۔۔۔ میں۔۔۔ شا۔۔۔ شاہ

۔۔۔۔۔ شاہ جی۔۔۔ وہ۔۔۔ مم۔۔۔

میں۔۔۔ جہاں اس پہ اتنا غصے آ رہا تھا

وہی اس کے شاہ جی بولنے پر پھر سے

دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔۔

شاہ اسے ہم لائے تھے۔۔ شاہ زین کی
سرد سرخ ہوتی آنکھیں سے حور کی
جانب دیکھتے پا کر شاہ بی بی نے مداخلت
کی تھی۔۔ شاہ بی بی حور کا کانپنا دیکھ
بخوبی واقف ہو گئی تھی کہ حور شاہ زین
سے ڈرتی ہے۔۔ شاہ بی بی کے کہتے
ہی اگلے پل شاہ زین اسے چھوڑ چکا

تھا۔۔ کمرے میں جاؤ۔۔ شاہ زین کی

سرد آواز پہ حور فوراً کمرے کی طرف

بھاگی تھی۔۔ جس کے باعث وہ بے

دھیانی میں صوفے کے کونر سے پاؤں

ٹکرائے پر گری تھی اور اس کے منہ

سے چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔ لیکن وہ شاہ

زین کے ڈر سے بنا اپنی چوٹ کی پرواہ

اٹھتے کمرے کی طرف بھاگی

تھی۔۔ شاہ زین نہیں چاہتا تھا کہ وہ

ان کے درمیان بیٹھا اور اس کے وجود

پر چمکتے اس کے نشانات پر کسی کی نظر

جائے۔۔ وہ ثناء شاہ کو اور دیکھ نہ دے

سکتا تھا۔۔

حور کو اس طرح بھاگتا دیکھ کر سب کو
اس پر ترس آیا تھا۔ جبکہ نمرین شاہ
کو بھی شاہ زین کو اس قدر غصے میں
دیکھ کر خوف محسوس ہوا تھا۔ اس
نے کبھی اپنے لالا کو اتنے غصے میں
نہیں دیکھا تھا۔ لیکن اسے غصے میں
دیکھ اسے حور پہ بھی ترس آیا

تھا۔ لاؤنج میں اس قدر سناٹا تھا کہ
سانسوں کی ہلکی ہلکی آواز گونج رہی
تھی۔

آپ کیسے کر سکتے اس سے ایسے
بات۔ نکاح کر کے لائے ہیں آپ
اس سے بیوی ہے وہ آپ کی۔۔۔ ثناء شاہ
شاہ زین کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی۔۔ اس سے حور کی حالت

برداشت نہ ہوئی تھی۔۔ وہ کتنا ڈر چکی

تھی۔۔ نمرین جو کہ حور کا سوچتے

کھوئی ہوئی تھی ثناء شاہ کی آواز پر ہوش

میں آئی تھی۔۔ وہ تو ابھی تک حور کی

حالت دیکھ کر سکتے میں تھی۔۔ کہ ثناء

شاہ کی آواز پر حیران ہوئی

تھی۔۔ کیونکہ ثناء شاہ نے کبھی شاہ
زین سے ایسے بات نہ کی تھی۔۔ اب
تم مجھے بتاؤ گی مجھے اس کے ساتھ کیسے
بات کرنی ہے۔۔ وہ ونی میں آئی ہے
بیوی نہیں ہے۔۔ شاہ وین سرد لہجے
میں بولا تھا۔۔ ثناء شاہ کا حور کی طرف

داری کرنا اس کی وجہ سے یوں اونچی

چینا سے پسند نہ آیا تھا۔

واہ۔۔ کیا بات ہے آپ کی بیوی نہیں ہے

وہ آپ کی لیکن اس سے تعلق قائم کرتے

وقت آپ کو یاد نہیں آیا وہونی ہو کر آئی

ہے بیوی نہیں بلکہ سوری غلطی میری

ہے بیوی کے ساتھ کوئی ایسا سلوک

تھوڑی کرتا ہے۔۔ آپ نے اس سے
حواس پوری کی ہیں درندگی دکھائی ہے
نوچا ہے آپ نے اسے۔۔۔ رات بھر
اس کی دردناک چیننے سنی ہے میں
نے یہ تھی آپ کی مردانگی ایک عورت
نہیں بلکہ ایک بچی کو اپنی مردانگی
دیکھائی بدلہ لینا تھا تو اسکے بھائیوں

سے لیتے یہ آپ نے نامردوں والا کام
کیا ہے۔۔۔ عورت سے بدلہ نامرد ہی
لیتا ہے اور آپ نامرد ہے۔۔ ثناء شاہ
چینی تھی۔۔ وہ رات سے ہی سوچ
سوچ کر پاگل ہو رہی تھی۔۔ اب وہ
چپ نہ رہ سکی تھی۔۔ ثناء شاہ گہرے

سانس لے رہی تھی۔۔ اس کے

چہرے پر پسینے آرہے تھے۔۔

چٹاخ۔۔۔ خبردار! اگر اب ایک

بھی لفظ تمہاری زبان سے نکلا جان

سے مار دو گا تمہیں۔۔ شاہ زین اسے

خون چھلکتی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے

غرایا تھا۔۔ ثناء شاہ کیسے اس یوں

بد تمیزی سے بات کر سکتی تھی۔۔ وہ

اندر تک جلا تھا۔

کیوں کیا ہوا برا لگا سچ برا ہی لگتا
ہے۔۔ ثناء شاہ اپنے جلتے عارض پہ بے

دردی سے ہاتھ کی پشت رگڑتے

ہوئے بولی۔ یہ دوسرا تھپڑ تھا جو اسے

پھر سے شاہ زین نے مارا تھا۔ اور وجہ

حور تھی۔۔ افسوس ہے۔۔ اس نے نم

آنکھوں سے نفی میں سر ہلایا۔۔ سنا

نہیں تم نے میں نے کہا اب آواز

نہیں۔۔۔ خبردار جواب تم نے ایک

لفظ بھی منہ سے نکلا۔۔۔ کہاں بہن ہے

پاس میری۔۔ شاہ زین اس کی

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے غرایا۔۔ وہ

ثناء شاہ کو چپ کر وانا چاہ رہا تھا۔ وہ
غصہ میں تھی کچھ بھی بول رہی
تھی۔۔ اور پاس ہی شاہ بی بی اور نمرین
تھی۔۔ اس نے ثناء شاہ کو حور کے
کمرے میں بھیجا تھا کہ شاہ بی بی نہ دیکھ
سکے لیکن ثناء شاہ تو شاہ بی بی کے ساتھ

ساتھ نمرین شاہ کے سامنے ہی بول
رہی تھی۔۔

کیوں کیا ہوا آپکی سو کو لڈ غیرت جاگ
رہی ہے۔۔ نساء شاہ طنزیہ لہجے میں گویا
ہوتی تھی۔۔

اس کے ساتھ یہ سب کرتے آپ کی
غیرت کہاں گئی تھی۔۔ تب کیوں

نہیں جاگی۔۔۔ وہ بھی تو کسی کی بیٹی

ہے کسی بھائی کی بہن ہیں۔۔۔ ثناء شاہ

شاہ زین کے مقابل آئی تھی۔۔۔ آج ہر

لحاظ وہ بھول چکی تھی۔۔۔ اس کی کالی

آنکھیں شاہ زین کی کوہِ براؤن

آنکھوں میں گڑھی ہوئی تھی۔۔۔ دس

سیکنڈ سے پہلے اگر تم یہاں سے دفعہ نہ

ہوئی تو تمہیں زندہ اس زمین کے نیچے

گاڑ دواگا۔۔ شاہ زین غصے سے

دھاڑا تھا۔۔ آج ثناء تو اس کا ضبط آزما

رہی تھی۔۔ اور شاہ زین اپنا ضبط کھورہا

تھا۔۔ شاہ زین جتنا خود پر کنٹرول کر رہا

تھا ثناء شاہ اتنا ہی اسے آزما رہی

تھی۔۔ جبکہ وہ یہ بخوبی جانتی تھی کہ

شاہ زین غصے میں کچھ بھی کر سکتا

ہے۔۔۔ آپ نے مجھے یہ کیوں نہیں

کہا کہ تمہیں بھی اپنی مردانگی کا ثبوت

دوگا۔۔۔ بناء شاہ اس کی سرخ

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی تھی۔۔

آپ جیسے شخص سے اور امید بھی کیا

کی جا سکتی ہے۔۔۔

ایک بچی کے ساتھ یہ سب کرتے
آپ کو ذرا شرم نہیں آئی۔۔ ثناء شاہ
پاگلوں کی طرح چلا رہی تھی۔۔ شاہ
حویلی کی ملازمین اور دیواروں نے پہلی
دفعہ ثناء شاہ کی آوازیں سنی تھی۔۔

What nonsense

bachii???

شاہ زین طنزیہ بولتے چہرہ موڑ گیا

تھا۔۔ اور یہ ثناء شاہ کی بس ہوئی

تھی۔۔ شاہ زین کے ایسے لا پرواہ

ہونے پہ ثناء شاہ پاگل ہوئی تھی۔۔ کیا

مطالب آپ کو نہیں پتہ 3 ماہ بعد وہ

18 کی ہونے والی ہے جس سے آپ

اپنی حواس پوری کر چکے ہیں۔۔ آپ

نے اس بچی کو پوری رات بری طرح
نوچا ہے۔۔ ارے اپنی اور اس کی عمر
ہی دیکھ لیتے۔۔۔ آدھی آدھی عمر کا
فرق ہے۔۔۔ اپنی ماں بہن کا پتہ وہ
بھی تو کسی کی بہن ہے۔۔۔ جتنا پیار آپ
اپنی بہنوں سے کرتے ہے اس سے
کہیں زیادہ اس کے بھائی اس سے پیار

کرتے ہیں۔۔ لیکن آپ کو کیا فرق پڑتا

ہے۔۔۔ آپ نے تو اپنے بھائی کی

موت کا فائدہ اٹھایا ہے۔۔ کیونکہ حور

کی خوبصورتی ہے آپ کافی امپرس ہو

گئے تھے۔۔ اور پھر کیا آپ نے نکاح

میں لے کر اس سے حواس پوری کر

لی۔۔

یہ ہے آپ کی مراد نگی آپ جیسا مرد
میں نے آج تک نہیں دیکھا جو بچیوں

سے بدلے لے۔۔۔ حد ہے زین

افسوس ہے آپ کی مراد نگی

پر۔۔۔ ثناء شاہ تاسف سے سر ہلا گئی

تھی۔۔

خاموش!!!! اہمک عورت!!!!

اب تمھاری آواز آئی تو اسی لمحے زمین

میں گاڑھ دوگا۔۔ شاہ زین اس کی

دوبچتے غرایا تھا۔۔ خبردار اب اگر تم

بولی جاؤ کمرے میں۔۔ شاہ زین اس

کے چہرے کو دیکھتے اس قدر اونچا

دھاڑا تھا۔۔ نمرین شاہ شاہ بی بی کے

قریب ہوئی تھی۔۔ ثناء شاہ روتے
ہوئے اپنے کمرے کی طرف بھاگی
تھی۔۔ ثناء شاہ کے لاؤنج سے جانے
کے بعد شاہ زین غصے سے سینٹرل
ٹبیل کو ٹانگ مارتے ہوئے اپنے
کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔ جہاں
ابھی تھوڑی دیر پہلے حور گئی تھی۔۔ یا

اللہ پاک خیر کر ناب شاہ پھر اپنا غصہ

اس معصوم بچی پر اتارے گا۔۔ شاہ بی

بی نے افسوس سے حور کے کمرے کی

طرف دیکھا تھا۔۔

ماں لالا جو حور بھابی کے ساتھ کر رہے

ہیں۔۔ اس کا مکافات عمل میرے یہ

نوری نے ساتھ بھی تو ہو سکتا ہے۔۔

نمرین کے منہ سے بے ساختہ نکلا
تھا۔۔ خدا خوف کرو آئندہ ایسی بات
منہ سے مت نکلنا۔۔

شاہ بی بی نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے
ہوئے کہا۔۔ جی ماں!۔۔ نمرین شاہ
بھی جلدی سے اسے پریشان دیکھ کر
بولی۔۔



شاہ زین کمرے میں غصے سے داخل
ہوا تھا۔ حور بیڈ پر بیٹھی اپنے پاؤں کو
دیکھے رورہی تھی۔ شاہ زین اس کی
طرف بڑھتے اس کا چہرہ دبوچ گیا
تھا۔ کیا کہا تم نے ثناء کو۔ وہ اس
کے چہرے کو دیکھتے غصے سے غرایا

تھا۔ حور نے لرزتے ہوئے اسے
دیکھا تھا۔ اس نے تو کچھ نہیں بتایا
تھا۔ اس کے پاؤں میں تو پہلے ہی درد
ہو رہا تھا۔ شاہ زین اس کی آنکھوں
میں خوف دیکھتے اس کا چہرہ چھوڑ گیا
تھا۔ شاہ زین غصے سے اسے دیکھتے
ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا

تھا۔۔ اور غصے سے الماری کھولتے
پسٹل لیے باہر آیا تھا۔۔ اس کے ہاتھ
میں پسٹل دیکھ حور خوف سے کانپتے
ہوئے اس تک آئی تھی۔۔
ک۔۔ کہا۔۔ کہاں۔۔ ج۔۔ جا۔۔ ر
ہے ہے۔۔ حور کانپتے ہوئے اس کے
سامنے بامشکل آئی تھی۔۔ پیچھے

ہٹو۔۔ شاہ زین نے اسے پیچھے ہٹے کو

کہا تھا۔۔ اس وقت اس کا خون خول

رہا

تھا۔۔ آ۔۔ آپ۔۔ ک۔۔ کہا۔۔ ج۔۔

جا۔۔ رہے۔۔ حور کو کچھ برا ہوتا

محسوس ہوا تھا۔۔ شاہ زین نے اسے

کندھے سے پکڑتے پیچھے کیا

تھا۔۔ تمہارے بھائی کو مارنے۔۔۔ وہ

جواب دیتے تیزی سے کمرے سے

نکل گیا تھا۔۔ جبکہ اس کی بات پر حور

کی جان نکلی تھی۔۔ وہ اس کے پیچھے

بھاگی تھی۔۔۔ ک۔۔۔ کیوں مارے

گے میرے لالا کو میں آئی تو

ہوں۔۔ حور پاگلوں کی طرح اسے

کے پیچھے بھاگتے ہوئے بول رہی
تھی۔۔ لیکن وہ تیزی سے سڑھیاں
اتر گیا تھا۔۔ حور سیڑھیوں سے گری
تھی۔۔ لیکن وہ اپنی پروا کیے بنا پھر
سے شاہ زین کی طرف بڑھتے اس کی
بازو تھام گئی تھی۔۔ نہیں
آ۔۔ آپ۔۔ ن۔۔ نہیں

ک۔۔ کرے۔۔ گے۔۔ پ۔۔ پلینز

۔۔ م۔۔ میرے بھیا کو کچھ نہیں کہے

گے۔۔ جو اس کی بازو پکڑے چختے

ہوئے رور ہی تھی۔۔ شاہ زین اسے

پیچھے دکھیل گیا تھا۔۔

آج میں اس کی جان لے کر کام ختم

کرو گا۔۔ شاہ زین لاؤنچ سے واک

آؤٹ کر گیا تھا۔۔ جبکہ حور وہی بیٹھی

چینختے ہوئے رورہی تھی۔۔ نمرین

شاہ نے حور کی طرف بڑھتے اسے

اٹھایا تھا۔۔ م۔۔ میرے

ب۔۔ بھیا۔۔ وہ زور ہی

تھی۔۔ نمرین شاہ اسے خود سے

لگائے شاہ بی بی کی طرف آئی تھی۔۔

شاہ زین کی گاڑی سلطان شاہ کی حویلی
کے کارپیوچ میں آکر روکی تھی۔۔

شاہ زین غصے سے اندر کی طرف بڑھا
تھا۔۔ ثناء شاہ کی باتوں پر وہ اپنا ضبط کھو
گیا تھا۔۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو
رہا تھا۔۔

ارسل شاہ حنان شاہ، سلطان شاہ کے
کمرے میں تھے۔۔ جبکہ از میر باہر کی
طرف ہی جا رہا تھا۔ شاہ زین کو اندر
آتا دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خون
اترا تھا۔ کہ آخر کیسے وہ یہاں آسکتا
تھا۔ از میر ایک ہی پل میں اس کی
طرف بڑھا۔ تم یہاں کیا کر رہے

ہوں۔۔۔ از میر دھاڑا تھا۔۔۔ شاہ زین کو
دیکھتے اسے اپنا خون کھولتا محسوس ہو رہا
تھا۔۔۔

فکر نہ کرو سالے صاحب ابھی تم مامو
نہیں بنے جو میں تمہیں مبارک باد
دینے آیا ہوں۔۔۔ شاہ زین اس کی
سرخ آنکھیں دیکھتے مسکراتے ہوئے

بولاً۔۔ وہ اتنا تو جان چکا تھا کہ از میر شاہ

جذبائی ہے۔۔ اسے جلانے کے لیے

یہاں کافی تھا۔۔

You bloody shut up

--

خیر دار جو میری بہن کا نام اپنی زبان

سے لیا۔۔ از میر غصے سے غرایا

تھا۔ اس شخص کی جرات کیسے ہوئی

تھی اس کی بہن کا نام لے سکے۔۔

Ohh for you kind
information...

سالے صاحب آپ کی بہن کا نام کیا آپ کی

بہن پوری کی پوری لے چکا

ہوں۔۔ بلکہ اب تو اسے اپنا بھی بنا چکا

ہوں۔۔ شاہ زین دل جلانے والی

مسکراہٹ اس کی طرف اچھالتے

ہوئے بولا۔۔

You

از میر شاہ بولنے ہی والا تھا کہ شاہ زین

اس کی بات کاٹ گیا تھا۔۔ خیر چھوڑو

مجھے بتاؤ میرے بڑے سالے صاحب

کہاں ہے۔۔۔ زرا آخری دیدار تو کر
وادو۔۔۔ آج ان کی موت بن کر آیا
ہوں۔۔۔ شاہ زین نے اس کی سرخ
آنکھوں کو دیکھا تھا۔۔۔ یقیناً یہ اسے
دیکھتے ہی سرخ ہوئی تھی۔۔۔
اگر میرے بھائی کی طرف آنکھ اٹھا کر
دیکھا بھی تو جان نکال دو گا۔۔۔ از میر

شاہ پاس پڑے گملے کو پاؤں کی ٹھوکر

مارتے دھاڑا تھا۔۔

Ohho!!!

بچے ہوں ابھی تم بڑوں سے بات کرنی

کی ضرورت نہیں تھیں۔۔ شاہ زین

شاہ اسے عمر کا طنز کر گیا تھا۔۔ ویسے یہ

بات تم نے اپنی بہن کی دفعہ بھی بولی

تھی۔۔ لیکن میں نے تمھاری بہن کی

جان بھی بہت نکالی

تھی۔۔ اففف۔۔ بہت تڑپی تھی

باخدا۔۔ شاہزین نے نفی میں سر

ہلاتے افسوس سے کہا تھا۔۔

اور اب ایسے ہی اسکی جان روز رات کو

نکالوں گا۔۔ تم کچھ نہیں کر سکو

گے۔۔ شاہ زین نے رات پر خاص

زور دیا تھا جبکہ چہرہ پر ہلکی سی

مسکراہٹ تھی۔۔

ازمیر شاہ زین کی طرف بڑھتے اس

کے چہرے پر مکامار نے ہی والا تھا اس

سے پہلے ہی حنان ازمیر کی طرف

بڑھتے اسے پیچھے کر گیا۔۔

I think are you not
in sense yar behave
your self he is
brother in-law__

حنان از میر کو روکتے ہوئے اسے رشتہ

کالفاظ کروارہا تھا۔۔۔

What??

از میر نے حیرانگی سے اسے دیکھا

تھا۔۔۔ بس ایک دفعہ میری گڑیا

میرے پاس آجائے پھر اسے اس کی

اوقات دیکھاؤ گا۔۔ از میر شاہ زین کی

طرف دیکھتے ہوئے غم ایا تھا۔۔۔

بھائی پلیز! یار بڑے ہیں ہم عمر بلکہ وہ

بھیا سے بھی بڑے ہے۔۔ اور یہ

ہماری تربیت نہیں ہے۔۔ حنان نے
اسے سمجھانا چاہا تھا۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا

کہ ان دونوں کا جھگڑا ہوں۔۔

Idiot! Go to hell

Hanan!

ازمیر کہتے ہی گاڑی کی طرف بڑھا گیا

تھا۔۔ کہاں جا رہے ہیں۔۔۔ حنان

اس کی طرف بڑھا تھا۔۔ بھائی

روکیں۔۔ از میر اس کی سنی ان سنی

کرتا گاڑی زن سے بھاگالے گیا۔۔

گاڑی حویلی سے نکلتے ہی شاہ زین حنان

سے مخاطب ہوا۔۔

بھائی کہاں ہے تمہارا۔۔ شاہ زین

نے سرد لہجے تھا۔۔ وہ جو تب سے

از میر کو تیار ہاتھا۔۔ آپ اندر

آئے۔۔۔ حنان شاہ اس کی بات کا

جواب بے حد نرمی سے دے گیا

تھا۔۔ حنان شاہ زین کے ساتھ اندر

بڑھا۔۔ اس کے اندر جاتے ہی مہرماہ

شاہ جو کہ کچن سے آرہی تھی۔۔ شاہ

زین کو دیکھ کر اس کی طرف بڑھی۔۔

کیا۔۔۔ کیا۔۔۔ میری گڑیا بھی آئی
ہے۔۔۔ بولو حان میری شہزادی بھی
آئی ہے۔۔۔ باہر ہوگی مجھے پتہ ہے مجھے
تنگ کر رہے ہیں۔۔۔ حورین بچے
حوری گڑیا۔۔۔ مہرماہ شاہ سے آوازیں
دے رہی تھی۔۔۔ جو کہ یہاں موجود
ہی نہیں تھی۔۔۔ اگر یہاں ہوتی اپنی

مما کو اس حال میں دیکھ کر پھوٹ

پھوٹ کر رو دیتی۔۔

look at me! مما۔۔۔ مما۔۔

حور نہیں آئی۔۔۔ حنان مہر ماہ شاہ کو

اپنے سینے سے لگاتے ہوئے بولا۔۔

اپنی مما کو اس حال میں دیکھ کر وہ تڑپ

رہا تھا۔۔ کہاں دیکھے تھے کبھی اپنی مما

کی آنکھوں میں آنسوؤں۔۔ حنان کا

دل خون کے آنسوؤں رورہا تھا۔۔

مہرماہ شاہ حنان شاہ کے سینے سے نکلتی

شاہ زین کی طرف بڑھی۔۔ اور اسکے

سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔۔ بیٹا

میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتی

ہوں۔۔ خدا کے لیے مجھے میری گڑیا

واپس کر دو۔۔ مہرماہ شاہ روتے ہوئے

بولی۔۔

Mom what are you
doing??

از میر جو کہ غصے سے گاڑی لے تو گیا
تھا۔۔ لیکن کچھ سوچتے واپس آ گیا اور

اپنی ماما کے ہاتھ جوڑے چلا اٹھا اور

شاہ زین کے منہ پہ مکا جڑ گیا تھا۔۔۔ یہ

سب اس نے ایک ہی پل میں کیا

تھا۔۔ ان میر شاہ غصے سے اپنی گاڑی

بھی کار پیوج میں کھڑی کرنے کی

بجائے باہر چھوڑ گارڈ کو اندر لانے کا

بول آیا تھا۔۔ گارڈ اندر چابی دینے آیا

تھا۔۔ لیکن شاہ زین

اور از میر کو جھگڑتے دیکھ کر ارسلان
اور حنان کے ساتھ از میر کی طرف
بڑھا۔ جبکہ گارڈ اور ارسلان کو
روک رہے تھے۔۔۔ حنان شاہ زین
کی طرف بڑھتے اسے روک رہا تھا۔۔
اسی وقت شاہ زین حنان سے اپنا آپ
چھروانے کے بعد اپنی پسٹل نکالتے

گولی چلا چکا تھا۔۔ جو کہ گارڈ کو لگی تو وہ

سیدھا زمین بوس ہوا تھا۔۔ حنان گارڈ

کی طرف بڑھا تھا۔۔ لیکن اس سے

پہلے ہی شاہ زین نے اسل پر گولی

چلائی۔۔ جو کہ اس کے کندھے کو چیرتی

ہوئی گئی تھی۔۔

ارسلان شاہ اگر تھوڑا سا سیدھا ہو کر
اس کی طرف کھڑا ہوتا تو کوئی شک نہ
تھا کہ گولی اس کے دل سے آر پار
ہوتی۔۔ اس سے پہلے شاہ زین دوبارہ
گولی چلاتا۔۔ مہرماہ شاہ پھر سے اس
کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔۔ مہرماہ شاہ
بولنے ہی والی تھی از میر بھی پسٹل

لیے آیا تھا۔۔ اس کے ہاتھ میں پسٹل
دیکھ کر مہرماہ شاہ از میر کی طرف بڑھی
اور تھپڑان میر کے منہ پہ مارا تھا۔۔ اس
کے ہاتھ سے پسٹل چھینتے مہرماہ شاہ
چلائی تھی۔۔ دیکھوں ان کو جا کر وہ
کہاں گئے ہے۔۔ مہرماہ شاہ غصے سے
بولی تھی۔۔

بیٹا تم یہاں سے چلے جاؤ۔۔ مہرماہ شاہ

نے ہاتھ جوڑتے شاہ زین سے کہا

تھا۔۔ وہ بیٹی تو پہلے ہی کھو چکی

تھی۔۔ اب مزید ہمت نہ تھی۔۔

شاہ زین مہرماہ شاہ کی آنکھوں میں آنسو

اور ہاتھ جوڑے دیکھ کر نکل گیا۔۔

ارسلان شاہ اور گارڈ کے ہسپتال کے
جانے کے بعد معلوم ہوا کہ گارڈ تو
موقع پر ہی جان گواہ چکا تھا۔
ارسلان شاہ کی ڈر سینگ کروانے کے
بعد گارڈ کی لاش اس کے گھر
پہنچائیں۔۔ اور اسکی آخری آرام گاہ
انتظام کرنے کے بعد اسکے گھر والوں

کو ہر ماہ اسکی تنخواہ سے ڈبل روم دینے

کا وعدہ کرتے وہ وہاں سے نکل

آئیں۔۔

سب ارسلان کے کمرے میں

تھیں۔۔ ارسلان شاہ کی حالت دیکھ

ازمیر کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔

ازمیر کمرے میں ٹہلتا اپنا غصے کو کم

کرنے کی کوشش کر رہا تھا جو کہ نا
ممکن تھا۔۔۔ بیٹا بیٹھ جاؤ۔۔۔ مہر ماہ
شاہ از میر کو اس طرح بے چین دیکھتے
ہوئے محبت سے بولی تھی۔۔۔
سالے نے بھائی پہ گولی چلائی۔۔۔ اچھا
نہیں کیا۔۔۔ اس کی اتنی ہمت اس نے
میرے بھائی پر گولی چلائی۔۔۔ میں اس

کی جان لے لوں گا۔۔ از میر غصے سے

دیوار پر ہاتھ مارتے ہوئے غرایا۔۔

چھوڑو گا نہیں اسے۔۔۔ جان سے مار

ڈالوں گا۔۔ از میر نے اپنی کنپٹی مسلی

تھی۔۔

میر تم شاہ زین کو گالی دے دے رے نے

ایسی تربیت تو نہیں کی تھی۔۔ تم یہ

بھی بھول رہے ہوں کہ وہ تمھاری
بہن کا شوہر ہے۔۔ اپنی بہن کو بیوہ کرنا
چاہتے ہوں۔۔ مہر ماہ شاہ نم آنکھوں
سے بولی تھی۔۔ بار بار ان سب کو
جھکڑتے دیکھ وہ تھک گئی تھی۔۔ بیٹی
اللہ نہ کرے ممّا۔۔ کیسی باتیں کر رہی
ہے۔۔ ارسل تڑپ کر بولا تھا۔۔ بھیا

ایسے کمینے شوہر کا کیا کرے گی ہماری
گڑیا۔۔ بس میرا ممانے ابھی منع کیا
ہے بد تمیزی کرنے سے۔۔ ارسلان
اس کی بات کاٹتے سرد لہجے میں
بولا۔۔ لیکن بھائی اس نے آپ کی
جان لینے کی کوشش کی ہے۔۔ از میر
غصے سے بولا۔۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں

ہے۔۔ ارسلان نے نرمی سے جواب

دیا تھا۔۔

لیکن بھیا۔۔ از میر نے بولنا چاہا۔۔

بس میر بس۔۔ ارسلان سرد لہجے

میں بولا۔۔ اوکے بھیا۔۔ نہیں لوں گا

اس کی جان لیکن۔۔ از میر بولتے

ہوئے مسکرایا۔۔ اس کے دماغ میں

ایک اور طریقہ آیا تھا۔ لیکن

کیا۔۔۔ اس کے چہرہ کی مسکراہٹ

دیکھ کر اس سل پریشان ہوا تھا۔

جیسے اس نے ہمیں افیت دی ایسے

ہی اسے بھی افیت دوں گا۔۔۔ از میر

مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ تم کہنا کیا

چاہتے ہوں۔۔۔ اب کیا کرنے والے

ہوں۔۔ سلطان شاہ بھی پریشانی سے

بولے۔۔

جیسے اس نے ہمیں افیت دینے کے
لیے ہماری گڑیا کو تکلیف دیتے ہم سے
دور کیا۔۔ ہم بھی اس کی بہن کے
ذریعے اسے افیت دیں گے۔۔ از میر

نے مسکراتے ہوئے اپنے خیال

بتائے۔۔

Azmir really! are
you mad!

ارسلان سرد لہجے میں دھاڑا تھا۔۔

بھائی اس کی بہن کو وونی ہو کر آنے ہی

ہو گا۔۔۔ از میر غصے سے بولا

تھا۔ اس کے چہرے پر استنزیاء

مسکراہٹ آئی تھی۔

ڈیڈ میں ایسا کچھ نہیں کرو گا۔

ارسل نے سلطان شاہ کو مخاطب

کرتے ہوئے کہا۔ آخر وہ کیوں اپنے

جھگڑے میں اس کی بہن کو کھسیٹتا۔

ٹھیک ہے بھائی آپ اس کی بہن کو وونی

میں نہیں لے گے۔۔ تو میں لوں

گا۔۔۔ از میر نے ارسل کو دیکھتے

ہوئے تمسخر سی مسکراہٹ سے کہا

تھا۔۔

میر تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔۔۔

ارسل اس کے مقابل آتے ہوئے

بولاء۔۔ وہ اپنے بھائی سے بھی یہ سب

کروانا نہ چاہتا تھا۔۔

اور اگر آپ میں سے کسی نے مجھے
روکنے کی کوشش یا کوئی مداخلت کی تو

باخدا میرا برا ہوا چہرہ دیکھے گے

۔۔۔ اس کی بات پہ مہرماہ شاہ کی

آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے

تھے۔۔ بیٹی کھو چکی تھی۔۔ ایک پیٹا
زخمی تھا۔۔ اور دوسرا کیسی باتیں کر رہا

تھا۔۔
مستقیم

کچھ دیر بعد سب جرگے میں موجود
تھیں۔۔ مجھے شاہ زین شاہ کی بہن ونی
میں چاہیے۔۔ از میر شاہ زین کی

طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے

بولا۔۔۔ جس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو

رہا تھا۔ وہ اپنی نشست پر بیٹھا سے

کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا

تھا۔۔

سلطان شاہ، ارسلان شاہ، حنان شاہ

خاموش تھیں۔ شاہ زین نے قہر برستی

نظر از میرپہ ڈالی جو مسکرا رہا

تھا۔۔۔ از میر شاہ زین کی طرف دیکھ

کر مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

شاہ زین نے قہر پرستی نظر از میرپہ

ڈالی جو مسکرا رہا تھا۔۔۔

لیکن۔۔۔ شاہ زین بولنے ہی والا تھا

کہ از میر اس کی بات کو اگنور کرتے

ہوئے ہو ہو ہوئے بولا تھا۔۔۔ اس نے

ہماری حویلی میں گھس کر ہمارے

گارڈ کو مارا ہیں۔۔۔ اور میرے بھائی پہ

جان لیوا حملہ بھی کیا۔۔۔ سو اس لیے

مجھے ونی چاہیے۔۔۔ از میر شاہ کی آواز

جرگے میں گونج رہی تھی۔۔۔ سلطان

شاہ بے بسی سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہے

تھے۔۔

شاہ زین خود کو وونی کے طور پیش کرتا

ہے۔۔۔ وہ اپنی بہن کو بچانے کے

لیے خود کی جان دینے کو تیار تھا۔۔

ازمیر نے اختلاف کیا تھا کہ مجھے اسکی

بہن چاہیے۔۔ شاہ زین کچھ بولتا اس

پہلے از میر ایک دفعہ پھر گویا ہوا کہ

قانون سب کے لیے ایک ہونا

چاہئے۔۔

شاہ زین تو اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔ وہ

اس کی نظر میں یہ کل کا لڑکا کیا سکتا

ہے لیکن یہ تو ان کی سوچ سے زیادہ

چلاک نکلا تھا۔۔ اور پنچائیت کے فیصلہ

سنا دیا کہ شاہ زین کو اپنی بہن ونی کرنی

ہی ہوگی۔۔ شاہ زین قہر برساتی

نگاہوں سے اسے دیکھتا اپنی گاڑی کی

طرف بڑھا تھا۔ اس کے پیچھے حنان

کو ارسلان شاہ نے بھیجا تھا۔۔

ان کی گاڑی شاہ حویلی کے کارپیوچ

میں آکر روکی تھی۔۔ گاڑی کی آواز

سنتی حور صوفے سے کھڑی ہوئی تھی
کہ اتنے میں شاہ زین اندر آتا دیکھائی
دیا سے اندر آتا دیکھ حور اس کی طرف
بڑھی۔۔

اور اسکا گریبان پکڑ چینے لگی۔۔ آپکی
ہمت کیسی ہوئی میرے بھائی پر گولی
چلانے کی۔۔ شاہ زین نے ارسل پہ

گولی چلائی ہیں یہ بات حویلی پہنچ چکی
تھی۔۔۔ وہ تو تب سے رو رو کر بحال ہو
رہی تھی۔۔۔

بتائیں میں نے کہا تھا۔۔۔ ناکہ آپ
میرے بھائی کو کچھ نہیں کہے گے۔۔۔
پھر کیوں میرے بھیا پر گولی

چلائی۔۔۔ بولے۔۔۔ اتنے میں از میر

اور حنان اندر داخل ہوئے لیکن حور

کی نظر ان پر نہیں پڑی تھی۔۔

شاہ زین حور سے اپنا گریبان چھروا

کر نمرین شاہ اور شاہ بی بی کی طرف

بڑھا۔۔۔ اتنے میں بناء شاہ بھی شور کی

آواز سن کر باہر آگئی تھی۔۔

ثناء شاہ حویلی کے زنان خانے میں دو
لڑکوں کو دیکھ حیران ہوئی تھی۔ کہ
شاہ زین کی سرد آواز اس کے کانوں
سے ٹکرائی تھی۔ جا کر ایک کلاس
پانی لے کر آؤ۔ ثناء شاہ پانی پینے کچن
کی طرف بڑھ گئی۔ شاہ زین نے اپنی
سفید چادر جو اس نے اوڑھ رکھی تھی

نمرین کو اوڑھی۔۔ نمرین شاہ تم ونی

کی جارہی ہوں۔۔ جس پہ نمرین شاہ

سے بے یقینی سے اپنے بھائی کو

دیکھا۔۔

لالا اس سے پہلے وہ کچھ بولتی۔۔

ازمیر شاہ اور حنان شاہ لاونج کی طرف

آئیں اور حنان شاہ نے آتے ہی بھاگ

میا میا میا میا میا

Fantastic novel by nailajutt

یقینی سے اسکے گال کو چھو کر یقین

کیا۔۔

حان تم۔۔ اتنے میں از میر حنان کی
طرف بڑھ حورو کو اس سے اپنے حصار
میں لیا۔۔ بھائی آپ یہاں۔۔۔ اس
سے پہلے حور کچھ اور کہتی شاہ زین نے
حور کو کہنی سے پکڑ اپنی طرف

کھینچا۔۔ از میر کا حصار حور کے گرد
بے حد مضبوط تھا اس نے حور کو ایسے
خود میں بھینچا تھا۔۔۔ جیسے کوئی چھوٹا
بچہ اپنی کسی چیز کے کھوجانے کے ڈر
سے اسے چھپا لیتا۔۔ لیکن شاہ زین
نے بہت بے رحمی سے اسے کھینچا
تھا۔۔۔ وہ دونوں ہی اس افتاد کے لیے

تیار نہیں تھے۔۔ اور اس کے کھینچنے پر

اسکے چٹانی سینے سے آٹکرتی تھی اس

کے ڈر سے حور نے اس کی قمیص کو

سینے سے دبوچہ تھا۔۔

اس سے قبل از میرا سے کچھ کہتا شاہ

زین نے زوردار تھپڑ حور کے بائیں

گال پہ مارا تھا۔۔ وہ پھر سے شاہ زین

کے سینے سے لگی تھی کیونکہ اسکی کہنی

ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھی۔۔

حور۔۔ شاہ زین کے تھپڑ مارنے پر

ازمیر اور حنا شاہ نے ایک ساتھ

اسے پکارا۔۔ وہ دونوں حور کو پکڑنے

کے لیے آگے بڑھے تھے کے حور کی

آواز پر رو کے حور اپنا چہرہ شاہ زین کے

سینے سے نکالتے دونوں ہاتھوں سے

اسکا گریبان پکڑتے چلائی تھی۔۔

آپ نے میرے بھیا کو مارا بولے اور

بھائی آپ انھیں مارنے کی بجائے ان

کی بہن سے بدلے لے گے۔۔

I cant !!

بھائی آپ ایسے کیسے کر سکتے ہیں۔ حور

چینخ رہی تھی۔۔ وہ پاگل لگ رہی

تھی۔ جس قدر وہ تکلیف میں

تھی۔۔ وہی جانتی تھی۔۔

عینی ریکس !!! ارسل بھیا ٹھیک ہے

بلکل۔۔ یہ قاسم کے بدلے ونی ہو کر

جارہی ہے۔۔ حنان کی بات یہ حور

پر سکون ہوئی تھی۔۔۔ جسکے حور کا دوپٹہ

چیخنے کی وجہ سے اب صرف ملے ایک

شانے پہ لہرا رہا تھا۔۔

تبھی حنان، امیر کی نظر اس کی

گردن کے نشانات پہ پڑی۔۔۔ جسے

دیکھ حنان نے ایک نظر شاہ زین کی

طرف دیکھا۔ جبکہ از میر کی آنکھوں
میں لہو اتر ا تھا۔

حنان از میر دونوں کو اب سمجھ آئی
تھی کے حور کو تھڑے سے فرق کیوں
نہیں پڑی۔۔۔ یہ انسان لان کی بہن کے
ساتھ جانوروں والا سلوک کر چکا

تھا۔ ایک تھپڑ سے اسے کیا ہی ہونا

تھا۔

حنان شاہ از میر کی طرف دیکھتے حور کی

طرف بڑھا۔ حور کو بازو سے پکڑا اسکا

رخ اپنی طرف کرتے لاسکا دوپٹہ اسکے

شانے سے پکڑا اسکے سر پہ اوڑھا

تھا۔ اس کی آنکھوں میں نمی آئی

تھی۔۔ اپنی بہن کی ایسی حالت

برداشت نہ ہوئی تھی۔۔

حنان نکاح خواہ کو بولا کر

لاؤ۔۔۔ از میر شاہ کی آواز لاؤنج میں

گونجی تھی۔۔ اب صرف اور صرف

بدلہ لینا تھا۔۔ اس کی آنکھوں میں

خون اتر اٹھا۔۔ حنان حور کو وہی پر

چھوڑ اپنے قدم باہر کی طرف بڑھا گیا

تھا۔ اور مولوی کو لے کر اندر آیا

از میر مولوی کو آتا دیکھ نمرین شاہ جو

کے سفید چادر لے کھڑی تھی اسکے

سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

حنان نکاح خواہ لے کر آتے ہی حور

کے برابر میں کھڑا ہو گیا تھا۔ حنان کو

اس وقت صرف حور کی فکر تھی کے
اس سب کے بعد نا جانے یہ شخص اس
کی ناز و پلی بہن کے ساتھ کیا کرے
۔۔۔

از میر نے مولوی کو اپنے پاس آنے کا
اشارہ کرتے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔ اور

شاہ زین سے مخاطب ہوا۔۔۔ سالے

صاحب نکاح شروع کرے۔۔ از میر

شاہ نے ایک طنزیہ مسکراہٹ چہرے

پر سجائے حور اور حنان کو بھی پاس

آنے کا اشارہ کیا۔۔ لیکن وہ وہی

کھڑے ہوئے تھے۔۔ جسے دیکھ از میر

شاہ نے مسکراتے ہوئے چہرہ ان کی

طرف کیا۔۔

کیا گڑیا تم ارسل بھائی کی شادی کے
لیے بے حد اکسائیڈ تھی۔۔ کیا میری

شادی کے لیے نہیں ہوں۔۔ وہ

مسکراتے ہوئے سوال کر گیا

تھا۔۔ اس کے چہرے پر یہ ہنسی تو

صرف شاہ زین کو جلانے کے لیے

تھی۔۔۔

بھائی اگر بات آپ شادی کی کر رہے تو
کیا یہ شادی ہے بتائیں اگر آپ انھیں
واقع نکاح کے بعد رخصت کر کے
لے جائے گے اور ان سے انسانوں
والا سلوک کرے گے اور انہیں
انسانیت کے پچلے درجہ سے بھی زیادہ
نہیں گرائے گے۔۔ حور نم آنکھوں

سے بولی تھی۔۔ جو اس کے ساتھ ہوا

تھا وہ کسی اور کے ساتھ ہوتے نہیں

دیکھ سکتی تھی۔۔ ایک نے غلطی کی

تھی دوسرا کیوں وہ غلطی

دہراتا۔۔ ایک تو سزا بھگت رہی

تھی۔۔ دوسری کیوں بھگوتی۔۔

یار پر نسز۔۔۔

Your bro getting a
marriage come on
be happy.

از میر شاہ، مستے ہوئے بولا تھا۔

حنان شاہ نے تاسف سے از میر شاہ کو

دیکھا جو بے رحم بنا ہوا تھا۔ از میر شاہ

نے زخمی مسکراہٹ سے شاہ زین کی

طرف دیکھا۔۔ از میر کے اشارہ

کرنے پہ مولوی نے نکاح شروع

کیا۔۔

نمرین شاہ ولد نواز یار شاہ آپکا نکاح

از میر شاہ ولد سلطان شاہ سے باعزاز

10 کوڑور حق مہر ہونا قرار پایا ہے کیا

آپکو قبول ہے؟؟

نمرین شاہ نے ایک نظر اپنے ڈھکے
چہرہ سے شکوہ کناں نظروں سے شاہ
زین کی طرف دیکھا۔ جس کے چہرہ
کارنگ سرخ ہو رہا تھا۔ افس کتنا
کرب زدہ لمحہ تھا۔ وہ اپنی ہی بہن کو
ونی ہوتے دیکھ رہا تھا۔ شاہ زین رخ
موڑ گیا تھا۔

قبول ہے۔۔

نمرین شاہ نے نکاح قبول کرنے کے

بعد اپنی نظریں از میر پہ ڈالی۔۔ از میر

بلا کا حسن رکھنے والا تھا۔ نیلی آنکھیں،

سفید رنگت براؤن بال جو سلقے سے

سیٹ کیے ہوئے تھے۔۔ وہ مسکراتے

ہوئے قیامت ڈھاتا تھا۔ اس کا

ڈمپیل واضح ہوتا تھا۔ جو اس کی

خوبصورتی کو زیادہ دلکش بناتا تھا۔

ازمیر نے اپنی سرخ آنکھوں سے

نمرین کی طرف دیکھا۔۔

نمرین اسی لمحے نظر میں جھکا گئی

تھی۔۔ نمرین کو یہ شخص اپنے

حواسوں پہ چھاتا محسوس ہوا تھا۔ اگر

یہ بلا کا حسن رکھنے والا انسان اپنی قہر

برستی آنکھیں کسی پہ ڈالے تو وہ

اس کی آنکھوں کے خوف سے ہی مر

جائے۔۔ نمرین کو بھی اس سے خوف

محسوس ہوا تھا۔

ونی میں جارہی تھی اب کیا سلوک

ہوگا اس کے ساتھ یہ یہ سوچ ہی اسے

خوفزدہ کر رہی تھی۔۔ سامنے بیٹھا
شخص اپنی بہن کا بخوبی بدلہ لے گا۔
نمرین یہ بھی جانتی تھی۔۔ شاہ بی بی
کے تو آنسو ہی نہیں روک رہے
تھیں۔۔ از میر شاہ صوفی سے اٹھتا
شاہ زین کی طرف بڑھا اور اس کے
گلے لگ گیا تھا۔۔ مبارک ہوں

سالے صاحب اب تمھاری بہن کی
جان میں نکالوں گا۔۔ ساری رات اور

دن میں بھی اس کی جان نکالوں
گا۔۔ تم سوچ نہیں سکتے کیسے کیسے
نکالوں گا۔۔ از میر شاہ اس کے کان
میں سرگوشی کرتے ہوئے پیچھے ہوا

تھا۔۔

My princess....

اپنے بھائی کو مبارک باد نہیں دو

گی۔۔۔ از میر حور کی طرف بڑھتے

ہوئے بولا۔۔۔

حور نے نم نگاہوں سے اس کی طرف

دیکھا۔۔۔

ایسا کرتے ہے کہ ماما سے مل کر مجھے

ان کے ساتھ مبارک دینا۔۔ از میر

نے حور کی کلائی پکڑے ہوئے اسے

دیکھا تھا۔۔۔ حنان بے بسی سے یہ

سب دیکھ رہا تھا۔۔ از میر شاہ کا قدر

سفاک بنا ہوا تھا۔۔

اسی لمحے شاہ زین نے آگے بڑھ کر

ازمیر کے ہاتھ سے حور کی کلائی

کھینچی۔۔ حور کو اس کو اپنی بازو ٹوٹتی

محسوس ہوتی تھی۔۔۔

تم نے ایک قدم بھی حویلی کے باہر

رکھا۔۔ تو تمہیں زمین میں زندہ گاڑ دیا

دوں گا۔۔ شاہ زین حور کی کلائی پر

گرفت مضبوط کرتے ہوئے غرایا

تھا۔۔

تو میری بہن کو زمین میں زندہ

گاڑھے گا۔۔ اس سے پہلے ہی میں

تیری جان لے لوں گا۔۔ از میر شاہ

نے بولتے ہی پسٹل نکالی تھی۔۔ اور

گولی چلائی تھی۔۔ جس پہ شاہ بی بی اور

نمرین شاہ ثنا شاہ خوفزدہ ہوئی تھی۔۔

حنان از میر کی طرف بڑھتے اس کا

ہاتھ اوپر کر گیا تھا۔۔

میر بھائی کیا کر رہے ہیں۔۔۔ پلیز

ڈونٹ۔۔ حنان اسے روکتے ہوئے

بولا تھا۔۔

آج میں اس کی جان لے کر سارا قصہ

ہی ختم کر دوں گا۔۔۔ از میر نے ٹریگر

پر انگلی کا دباؤ بڑھایا اسی لمحے حور شاہ

زین کے اگے آکھڑی ہوئی۔۔۔ از میر

کی پسٹل سے بھی پھر سے اسی لمحے نے

گولی چلی جسے حنان شاہ از میر شاہ کا

ہاتھ پکڑتے اوپر کی طرف کرچکا

تھا۔۔

What is this bhia??

یہ کیا کیا آپ نے؟

He is my husband

bhai??

حور حیرانگی سے اور غصے کے ملے جلے

تاثرات سے بولی تھی۔۔۔

what?? hoor are
you serious....

ازمیر خان حیرانگی سے بولا تھا۔۔

Yes damn serious....

حور چلائی تھی۔۔ بات ختم کرنی تھی
کسی ایک تو پیچھے کرنا تھا۔۔ اور وہ از میر
شاہ کو ہی کر سکتی تھی۔۔

okay...

از میر شاہ زخمی مسکرا ہٹ چہرے پہ
سجا کے وہاں سے واک آؤٹ کر
گیا۔۔۔ از میر کے جاتے ہی ہوز مین پر

گھٹنوں کے بل بیٹھتی چہرہ ہاتھوں میں

چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔

اسے ایسے روتے دیکھ شابی بی ثنا شاہ

نمرین شاہ کو بھی اس پہ بے حد ترسایا

تھا۔۔ شاہ زین کے دل کو بھی کچھ ہوا

تھا اس اس کا رونا برا لگا تھا۔۔

جبکہ حنان شاہ کو اپنا دل پھٹتا محسوس
ہوا تھا۔ اس کی گڑیا کبھی ایسے نہیں
روئی تھی وہ اس کے قریب بیٹھتے
اسے اپنے حصار میں لے گیا۔

Hey!! why are you
crying don't cry my
doll....

حنان نے اس کے انسو صاف کیے

تھے۔۔۔ حان مجھے ضد نہیں کرنی

چاہیے تھی میں ہی سب کو پاکستان

لاتی۔۔۔

It's my mistake...

میری وجہ سے یہ سب ہوا حان اور پھر

سے حنان شاہ کے گلے سے لگی۔۔۔

لیکن اس دفعہ شاہ زین نے اسے بازو
سے کھینچ کر اپنے حصار میں لیتے کھڑا
کیا تھا۔ اور سختی سے اس کی کمر میں
ہاتھ ڈالے رکھا تھا۔ جس پہ حور کی
آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔
حنان نے بے بسی سے اس کی طرف
دیکھا۔ اسی لمحے حنان کو از میر کی

کال آئی تھی۔۔۔ جی بھائی میں۔۔۔ وہ

بول ہی رہا تھا کہ از میر اس کی بات

کاٹ گیا۔۔۔ میں تیرا نوکر نہیں ہوں

جو تیرا ویٹ کروں دو منٹ میں

نکل۔۔۔ از میر فون پر غلاتے ہوئے

کال بند کر گیا تھا۔۔۔

مجھے ویسے آپ سے کہنا تو نہیں

چاہیے۔۔ لیکن پھر بھی بول رہا ہوں

میری بہن کا خیال رکھیے گا اور میں

آپ سے وعدہ کرتا ہوں جس قدر ہو

سکا آپ کی بہن کا خیال رکھوں

گا۔۔ حنان حور کی طرف دیکھتے ہوئے

بولا۔۔

بھا بھی بھائی باہر ویٹ کر رہے ہیں

چلیں۔۔ حنان سنجیدگی سے

بولا۔۔ نمرین نے روتے ہوئے شاہ بی

بی کی طرف دیکھا۔۔ بھا بھی چلیے میر

بھائی غصہ کریں گے حنان نے

پریشانی سے کہا تھا۔۔ از میر کا غصہ وہ

جاننا تھا وہ غصے میں کسی کی نہیں سنتا تھا
نہ ہی کسی کا لحاظ کرتا تھا۔

نمرین روتے ہوئے حنان شاہ کے
ساتھ باہر کی طرف چلے گئے۔ تم
کمرے میں دفع ہو جاؤ اور اب میری
اجازت کے بغیر کمرے سے پاؤں بھی
باہر رکھا۔۔۔ ناتو میں تمہیں زندہ

زمین میں گاڑ دوں گا۔۔ شازین حور
کی کمر میں انگلیاں گاڑتے ہوئے
بولا۔۔ اور پھر اچانک ہی اسے چھوڑ گیا
تھا۔۔ حور جلدی سے کمرے کی
طرف بھاگی تھی۔۔ شازین نے بھی
اپنے قدموں کا رخ باہر کی طرف کر

لیا۔ ثناء شاہ نے شاہ بی بی کے آنسو

صاف کیے تھے۔

حنان نے آگے بڑھتے ہوئے نمرین

کے لیے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا

تھا۔ یہ مہارانی نہیں ہے۔۔ جسے تم

یہاں بیٹھا رہے ہو۔۔ از میر کی سرد

آواز پہ نمرین کی آنکھیں نم ہوئی
تھیں۔۔ حنان نے شرمندگی سے
نمرین کی طرف دیکھا پھر اس کے
لیے پیچھے کا دروازہ کھول کر نمرین کو
بٹھاتے خود بھی پیسجر سیٹ پر بیٹھ
گیا۔۔ گاڑی میں نمرین کے سسکیاں
گونج رہی تھیں۔۔

Stop crying...

از میر شاہ دھاڑا تھا۔۔ وہ جس قدر
اونچی دھاڑا تھا۔۔ نمرین شاہ پوری
گرزی تھی۔۔

Be reaxled bhia..

حنان نے اس کی طرف دیکھتے اس کا
موڈ ٹھیک کرنا چاہا تھا۔۔ لیکن وہ یہ

بھول گیا تھا سامنے از میر شاہ تھا نا کہ

ارسلان شاہ۔۔

تو چپ کر جاب اگر تو بولا تجھے اٹھا کر

باہر پھینک دوں گا۔۔ از میر شاہ سپیڈ

تیز کیے غرایا تھا۔۔

حنان خاموش ہو گیا تھا۔۔ اور اسے

دیکھ رہا تھا۔۔ وہ جان بوجھ کر سپیڈ تیز

کر گیا تھا۔۔ نمرین بھی اپنے آنسو
روک گئی تھی۔۔

گاڑی حویلی کے کارپیوچ میں آکر
رکی تھی۔۔ از میر گاڑی سے نکل کر
دروازہ دھاڑ سے بند کرتا اندر چلا
گیا۔۔ نمرین پوری طرح کانپی

تھی۔۔ حنان نے گاڑی سے نکل کر

نمرین شاہ کے لیے دروازہ کھولا اور

اسے لیے اندر کی طرف آیا۔۔

سلطان شاہ، مہرماہارسلان شاہ لاؤنج

میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔ وزیر سب کو

اگنور کرتا کرے کی طرف بڑھتا اندر

بند ہوا تھا۔۔

حنان بھی نمرین کو لیے اندر آیا

تھا۔۔ اور ارسلان شاہ کو اشارہ کیا۔۔

مما یہ میر بھائی کی وائف ہیں۔۔ حنان

شاہ نے مہر ماہ شاہ کے پاس جاتے

ہوئے کہا۔۔ اتنے میں ہی از میر کے

کمرے سے چیزیں ٹوٹنے کی آواز آئی

تھی۔۔ آوازیں سن کر ارسلان شاہ

حنان شاہ، سلطان شاہ جلدی سے
ازمیر کے کمرے کی طرف بھاگے
تھے۔ مہرماہ شاہ بھی نمرین کو لیے
ازمیر کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔
سب دروازہ نوک کرتے ہوئے اسے
آوازیں دینے لگے اتنے میں ہی حنان
شاہ ڈوبلی کیٹ کیز لے آیا۔۔

اور جلدی سے دروازہ کھول کر اندر
بڑھا۔ سب جلدی سے اندر آئے
تھے۔ از میر کمرے کی ہر چیز تہس
نہس کر چکا تھا۔ سب یہ دیکھ کر
حیران ہو رہے تھے۔ از میر اپنی ہر
چیز سلیقے سے رکھتا تھا اسے گندگی

بالکل پسند نہیں تھی لیکن اس وقت

کمرے میں جگہ جگہ کانچ تھا۔

مہرماہ شاہ از میر شاہ کی طرف بڑھی۔

اور اسے گلے سے لگا لیا۔۔۔ از میر کا

غصہ کم نہیں ہوا تھا۔۔۔ لیکن ماں کے

احترام میں خاموش ہوا تھا۔۔۔ بیٹا کیوں

خود کو اور ہمیں تکلیف دے رہے

ہو۔۔۔ مہرماہ شاہ نم آواز میں بولی

تھی۔۔ ان کے رونے پر از میر شاہ تو

تڑپ ہی گیا تھا۔۔ آپ رونا بند کریں

مما اب کچھ نہیں کروں گا۔۔ از میر

اسے روتا دیکھ تڑپ کے بولا۔۔

آرام کرو میری جان۔۔ سو

جاؤ۔۔ مہرماہ شاہ اس کے ماتھے پہ بوسا

دیتے ہوئے بولی۔۔

ارسلان شاہ یہ دیکھ سلطان شاہ، حنان

شاہ کو اشارے کرتے باہر کی طرف

بڑھیں۔۔ مہرماہ شاہ بھی نہرین شاہ

کے ساتھ باہر کی طرف بڑھی ہی

تھی۔۔ کہ از میر کی نظر اس پہ پڑی
آنکھیں سرخ ہوئی تھی۔۔ ماما سے
یہی چھوڑ کر جائے۔۔ از میر سرد لہجے
میں بولا۔۔ بیٹا تم آرام کرو۔۔ مہرماہ
اُس کی سرد آواز محسوس کرتے ہوئے
بولی۔۔ وہ جانتی تھی از میر غصے میں
کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔ اور یہ تو پھر شاہ

زین کی بہن تھی۔۔ جس کسی از میر
نفرت کرتا تھا۔۔

مما میں بول رہا ہوں یہ کمرے سے
باہر نہیں جائے گی۔۔ ایک قدم باہر
نکالوں یہاں سے سمجھاؤ وہ حال کرو گا
تم سوچ بھی نہیں سکتی۔۔ از میر کی
سرد آواز پر نمرین خوفزدہ ہوئی

تھی۔۔ اس کے قدم جم گئے تھے۔۔

اس میں ہلنے کی سالت نہیں رہی

تھی۔۔ مہرماہ شاہ از میر کو دیکھ پھر

نمرین کو دیکھتے بے بسی سے کمرے

سے چلے گئی تھی۔۔ دروازہ بند ہوتے

ہی از میر نمرین کی طرف

بڑھا۔۔ از میر کو قریب آتا دیکھ کر

نمرین کی سانسیں تیر ہوئی

تھی۔۔ اس کی دھڑکنیں کانوں میں

بجی شروع ہوئی تھی۔ از میر نے اس

کی طرف بڑھ کر نظریں اس کے چہرہ

پر گاڑی تھی۔۔ نمرین نظریں

جھکائے کھڑی تھی۔ اس کی پلکیں

پلکیں لرز رہی تھی۔

Take it your
clothes...

از میر اس کے چہرے پہ نظریں
گاڑھیں ہوئے تھیں۔۔۔ نمرین نے
بے یقینی سے از میر کی طرف دیکھا۔
ونی میں آئی تھی بخوبی جانتی تھی اس
کے ساتھ کیا کیا ہو گا۔ لیکن از میر

سے ایسی بات کہ امید نہیں تھی اس
کی بے یقین آنکھوں کو دیکھ کر طنزیہ
مسکرایا تھا۔

کیا ہوا تمہیں تمہیں پتہ ونی میں جانے
والی لڑکیوں کے ساتھ کسے سلوک
ہوتا ہے۔۔ گاؤں میں رہتی ہو رسموں

سے واقف ہوگی۔۔ از میر اس کی چادر

اتارتے ہوئے بولا۔۔

نمرین کی آنکھوں میں نمی آئی تھی۔۔

تمہاری آنکھیں تو ابھی سے ہی بھیک

گئی۔۔۔۔۔ چ۔۔۔۔۔ چاہے جا بعد میں

تمہارا کیا ہو حال ہو گا۔۔۔ اتنا گھبرا

کیوں رہی ہو شوہر ہوں تمہارا چاہے

ونی میں آئی ہو۔۔ بیوی تو ہوں۔۔
از میر اس کی جھکی نظر دیکھتے ہوئے
بول رہا تھا۔۔ نمرین کا بدن کانپ رہا
تھا۔۔

مجھے میرا حق چاہیے۔۔ از میر نمرین
کی بازو پکڑ کر اسے اپنے قریب کرتے
ہوئے اس کے چہرے پہ آئی آوارہ

لٹ کو پیچھے کرتے ہنستے ہوئے بولا

تھا۔۔

نمرین کانپ رہی تھی از میرا سے

چپ دیکھتے ہوئے مسکرا رہا۔۔ جیسے

ابھی اچھی بیوی بنی جب کھڑی ہو

یقیناً اچھی بیویوں کی طرح میرا حق

بھی اچھے سے دوگی۔۔ از میر نے اس
کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے اپنے

قریب کرتے اس کے کان میں

سرگوشی کی تھی۔۔

از میر اس کی کمر پہ گرفت مضبوط

کرتے ایک ہاتھ سے اس کا چہرہ اوپر

کرتے اس کے گلابی عنابی ہونٹوں کو

اپنی گرفت میں لے گیا۔۔ اس کے
ہکتے لبوں کے لمس سے نمرین کو اپنے
ہونٹ چلتے محسوس ہوئے تھے۔۔
ازمیر اس کی لمحہ لمحہ سانسیں چرا رہا
تھا۔۔ ازمیر اس کے ہونٹوں پہ دانت
گاڑھتے اس کے ہونٹوں کو آزادی
بخش گیا تھا۔۔ نمرین کی سانسیں اسے

رکتی محسوس ہوئی تھی وہ ایک ہی
جست میں اسے بیڈ پر دھکیل چکا
تھا۔۔۔ نمرین سیدھا بیڈ پہ گری اور
خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھنے
لگی۔۔۔ از میر کی نظریں نمرین کی
شفاف گردن پر گئی تھی۔۔۔ جسے دیکھ
اس کی آنکھیں لہو لہان ہوئی تھی۔۔۔

ازمیر نے جھکتے ہی اس کی گردن پہ
اپنے دہکتے پہ لبوں کا لمس چھوڑا تھا۔
اس کی گردن پہ اپنے ہونٹوں کا لمس
چھوڑتے ہوئے اس کے چہرے کی
طرف دیکھنے لگا۔

نمرین کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے
تھے۔۔۔ یہاں۔۔۔ یہاں۔۔۔ تمہارے

اس جنگلی درندے بھائی نے میری
معصوم سی بہن پت ظلم ڈھایا تھا۔۔ وہ
خون اتری انکھ آنکھوں سے اسے
دیکھتے ہوئے اس کی گردن پہ اپنی انگلی
مسل گیا تھا۔۔ آنکھوں کے سامنے
حور کی گردن آئی تھی۔۔ جہاں وہ
شخص کتنا درد دے گیا تھا۔۔

خون اتر اٹھا میری آنکھوں میں ایک
پل کے لیے مجھے یوں لگا۔۔ جیسے میں
سب کچھ کھو ہو چکا ہوں۔۔ میری
معصوم بہن جس نے کبھی کسی کی
اونچی آواز تک نہ سنی تھی۔۔ لیکن
اس معصوم پہ تمہارے بھائی نے بہت
ظلم کیا اب میں اس سب کا بدلہ تم

سے لوں گا۔۔۔ اور تمہیں پل پل
افیت دوں گا۔۔۔ جیسے دیکھتے تمہارا وہ
کمینہ بھائی موت کے منہ میں جائے
گا۔۔۔ از میرا اس کی گردن پہ انگلی
ٹریس کرتے ہوئے بولا تھا۔۔۔
نمرین کی دھڑکنیں از میر کے سینے کا
حصہ بن رہی تھی۔۔۔

ماردوں گاتمہارے اس درندے نما

بھائی کو اور اپنی بہن کو لے آؤں

گا۔۔ از میر شاہ نے گہری مسکراہٹ

سجائے کہا تھا۔۔ میرے لالا کو کیوں

ماریں گے۔۔۔ نمرین جو کب سے

ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

اپنے بھائی کو مارنے والی بات پہ تڑپتے

ہوئے غصے سے چلائی تھی۔۔ اس کا
ظبط ٹوٹ چکا تھا۔۔ وہ ونی ہو کر آئی
تھی۔۔ اپنے بھائی کے لیے ایسے الفاظ
کیسے سن سکتی تھی۔۔

تمہارے منہ میں زبان بھی ہے مجھے
تو لگا گونگی ہو۔۔۔ از میر مسکراتے

ہوئے اس کے تب سے خاموش

رہنے پر چوٹ کر گیا تھا۔ کیوں لے
گے میرے بھائی کی جان اپنے بھائی کی
جان بچانے کے لیے ہی آئی
ہوں۔۔۔ وہ از میر شاہ کی طرف
دیکھتے ہوئے غصے سے جینجی تھی۔۔۔
بہت جلد مار دوں گا اس گھٹیادرندے
انسان کو۔۔۔ از میر اس پر سے بیڈ پر

ہوتے قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔۔ اس
کے قہقہہ کمرے کی زینت بن رہے
تھے۔۔ میرے لالا کو درندہ بول رہے
ہیں۔۔۔ وہ اس سے سوالیہ نظروں
سے دیکھنے لگی۔۔۔ اس کی آنکھیں نم
تھی لیکن اس کا لہجہ اٹل تھا۔۔۔

ہاں تمہارا بھائی درندہ ہے جس نے
میری بہن کا یہ حال کیا ہے۔۔۔ از میر
شاہ غرایا تھا۔۔ اس نے اپنا ہاتھ بیڈ پہ

مارا تھا

۔ اس کی اس حرکت پر بیڈ بھی پورا

لرزا تھا۔۔

آپ بھی تو درندے ہے۔۔ جو

میرے لالانے آپ کی بہن کے ساتھ

کیا وہی میرے ساتھ کر رہے ہیں۔۔

نمرین بیڈ سے اٹھتے ہوئے چلائی

تھی۔۔۔ آخر فرق کیا تھا ان دونوں

میں اس نے اس شخص کی بہن کے

ساتھ کیا اور یہ شخص اس کی شاہ زین

کی بہن کے ساتھ کر رہا تھا۔۔۔

دونوں ترازو میں برابر کے ہی حصے دار

تھے۔۔۔ دونوں کے گناہ ایک سے ہی

تھے اس کے چلانے پر از میر شاہ کی

آنکھوں میں خون اتر رہا تھا۔۔۔

آواز نیچے رکھو۔۔۔ از میر شاہ بیڈ پہ لیٹا

سرخ آنکھوں سے دھارا تھا۔۔۔ اس

کایوں اونچا بولنا اسے ہر گز پسند نہ آیا

تھا۔۔ کیوں نہ بولو۔۔ آپ کچھ بھی

چینچ چینچ کر بول سکتے ہے۔۔ میں

آپ کو نہیں بول سکتی۔۔ نمرین کی

بات پر از میر شاہ نے اجبر و اچکاتے

ہوئے اسے دیکھا تھا۔۔ کیا وہ واقعی

ہی اتنی بہادر تھی یا وہ بن رہی

تھی۔۔۔ لیکن اگلے ہی پر از میر اس کی

طرف بڑھا اور اسے گلے سے دبوچ

گیا تھا۔۔۔

درندہ ہوں میں بولو۔۔۔ بولو۔۔۔ میں

درندہ ہوں ابھی صرف ایک ٹریلر

تھا۔۔ پکچر ابھی بھی باقی ہے اور تم تو

مجھے درندہ بھی بنا ہی چکی ہو۔۔۔ از میر

شاہ اس کی گردن دبوچتے ہوئے لہو
لہان انکھوں سے غرایا تھا۔۔۔ نمرین
کا وجود کانپ رہا تھا۔۔

ج۔۔۔ ج۔۔۔ جھو۔۔۔ چھوڑے
مجھے۔۔۔ نمرین گھٹی گھٹی آواز میں اپنا
گلا چھرواتے ہوئے بولی تھی۔۔۔
اسے سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔۔

ازمیر نے اسے جھٹکے سے چھوڑا تھا۔

اس کے یوں اچانک سے چھوڑنے پر

نمرین زمین پر گری تھی۔۔ جس کے

باعث زمین پر گری شیشیاں اس کی کمر

اور ہاتھوں میں پیوست ہوئی تھی اور

اس کی چینخے کمرے میں گونجی

تھی۔۔ اس کے چیخنے پر ازمیر نے

پنجوں کے بل بیٹھتے ہوئے اس کی

طرف دیکھا۔۔

دوبارہ کچھ بولنے سے پہلے ضرور

سوچنا۔۔ وہ طنزیہ لہجے میں بولا

تھا۔۔ کیا سوچوں آپ جانور ہیں۔۔

نمرین روتے ہوئے چینچی تھی۔۔

اس کا برا حال ہوا تھا شیشے کی کرچیاں

اتنی بری طرح اس کی کمر میں چبھی
تھی۔۔

بکو اس بند کروا بھی تمہیں بتاتا ہوں

درندہ جانور انسان کیسا ہوتا

ہے۔۔ از میر اسے بازو سے اپنے

مقابل کرتے ہوئے بیڈ پر دھکیل

گیا۔۔ اور پھر اس کی بازو سے پکڑ

پکڑتے الٹا کرتے بے دردی سے شیشے

نکالتے ہوئے زمین پر پھینک چکا

تھا۔۔ اس کی چینخے کمرے کی زینت

بنی تھی۔۔ وہ شیشے نکالتے ہی اسے بے

دردی سے سیدھا کرتے اس پر جھکا اس

کے لبوں کو قید کر گیا تھا۔۔۔ از میر

اس کے لبوں کو سرخ قندھاری کر رہا

تھا۔۔

ازمیر اس کے ہاتھوں کی انگلیوں میں
اپنی انگلیاں پھنسا گیا تھا۔۔ جس سے
نمرین کے ہاتھوں کے شیشے ازمیر کے
ہاتھوں کو بھی زخمی کر چکے

تھے۔۔۔ ازمیر اس کے ہونٹوں سے

ہوتا اس کی گردن پر جھکا تھا۔ وہ اس
کی گردن پہ جھکتے ہی اپنی لبوں کو وہاں
مسل گیا تھا۔۔۔ نمرین کی درد اور اس
کے لمس سے جان نکل رہی تھی۔۔۔
اور آنسو ٹوٹ کر برس رہے تھے
مقابل نے جتنی شدت اس کے
ہونٹوں پر دکھائی تھی۔۔۔ نمرین کو

اپنے ہونٹ جلتے محسوس ہو رہے

تھے۔۔۔

ازمیر نے اوپر ہوتے ہی اپنی شرٹ
اتار کر دور اچھالی اور ایک دفعہ پھر سے
اس کے لبوں پہ جھک کر اس کے لبوں
کو سک کرنے لگا تھا۔۔۔ نمرین کے
لبوں کو آزادی بخشے اس کے قیامت

خیز وجود پہ نظر گاڑھ گیا۔۔ اس کی
نظریں نمرین کے وجود کا باریکی سے
معائنہ کر رہی تھی۔۔ لیکن پھر از میر
مسکراتے ہوئے اس کی گردن پر جھکتے
ہوئے دانت گاڑھ گیا۔۔۔
تم خوبصورت ہو لیکن میرے
نزدیک تم ایک نفرت کے لائٹ لٹری کی

ہو۔۔۔ از میر اس کے نشیب و فراز پہ

نظر گاڑھے بولا تھا۔۔۔ اس کے

سانس لینے سے اس کی دھڑکنوں میں

ہلچل مچی تھی اپنی اتنی تیز لیل پہ

نمرین کی آنکھوں سے آنسو تیزی سے

بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔ مقابل

پل میں اسے عرش سے فرش پہ پٹک

گیا تھا۔۔۔ وہ اس کے کندھوں پہ اپنے

دہکتے لب رکھتے اس کی سٹریپ میں

انگلیاں بھنسا گیا۔۔ اس کے ہونٹوں

کے لمس سے نہرین کی سسکیاں

کمرے میں گونج رہی تھی۔۔ از میر

لائٹ بند کرتے ہی اس کی دھڑکنوں

کو بھی بے باکی سے چھوٹے ہوئے اس

آخری پردے کو بھی ہٹا گیا تھا۔۔

وہ اس کے دھڑکنوں کو بے باکی سے

ہاتھوں سے چھوٹے ہوئے اسے سرخ

پڑنے پر مجبور کر گیا تھا۔ از میر نے

جھکتے ہوئے اس کی دھڑکنوں پہ لب

رکھے تھے۔۔ وہ اپنے اور اس کے

درمیان پردہ کو آزاد کرتے ایک ہی
پل میں اس میں سمایا تھا۔۔ نمرین کے
آنسو اور چینخوں میں روانی ہوئی
تھی۔۔ لیکن اب میرے حس بنا اس
کے بدن میں پہ اپنا لمس بکھیرتا گیا۔۔

شاہزین کمرے میں آیا تھا کہ حور بیڈ پہ

بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔ شاہزین اس کی

طرف بڑھا تھا۔۔۔ یہ ڈرامہ بند کرو اور

میری شرٹ پر پس کرو۔۔۔ شاہزین

اپنی شرٹ صوفے سے اٹھا کر اس کی

طرف پھینکتے ہوئے حکم صادر کر

گیا۔۔۔ حور کو ویسے ہی بت بنے دیکھ کر

وہ اس کی بازو پکڑتے اپنے مقابل کر

گیا۔۔۔

میرے فریش ہو کر آنے سے پہلے یہ

شرٹ بکس ہونی

چاہیے۔۔۔ شاہزین بولتے اسے

چھوڑتا و اش روم کی طرف بڑھا۔۔

25 منٹ بعد شاہزین فریش ہو کر

کمرے میں آیا حور کمرے میں نہیں
تھی۔۔

وہ ڈریسنگ روم میں تھی، اور ڈریسنگ
روم میں سے آتی اس کی ہچکیوں کی
آوازوں سے اندازہ لگا جا سکتا
تھا۔۔ دس منٹ اسے باہر آئے ہو چکے
تھے مگر حور نہیں آئی تھی۔۔۔ اس

نے ٹبیل سے سگریٹ اٹھا کر جلاتے
ہوں اپنے لبوں میں دبایا تھا۔ اور
صوفے پر بیٹھتا سگریٹ کے کیش لیتے
ہوئے نظریں ڈریسنگ روم کے
دروازے پر جما گیا۔ باہر آرہی ہو یا
پھر میں اندر آ جاؤں۔ شاہ زین سرد
آواز میں بولا تھا۔ حور جو کہ ڈری

سہمی اندر زمین پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔

اس کی سرد آواز سنتے جلدی سے باہر

آئی تھی۔۔

میری شرٹ کہاں ہے؟ شاہ زین نے

انگلیوں میں دبے سکریٹ کا گہرا کش

لیتے سرد و سپاٹ انداز میں پوچھا

تھا۔۔ حور کی جان ہوا ہوئی تھی اُس

نے کپکپاتے ہاتھوں سے شرٹ اس کی

طرف بڑھائی۔۔۔ جلے ہوئے نشان پر

نظر پڑتے ہی شاہ زین کی آنکھیں پل

میں سرخ ہوتی لہو چھلکانے کو ہوتی

تھیں۔۔۔

یہ... تم سے جلی ہے؟ وہ کسی

خونخوار شیر کی مانند غرایا تھا۔۔

حور نے نفی میں سر ہلانا چاہا لیکن لفظ
حلق میں پھنس کر رہ گئے۔ نہ...

نہ... نہ... شاہ زین اس کے قریب
جھکا، اس کے لہجے کی دھاک حور کا دل
بیٹھا رہی تھی۔ جھوٹ نہیں! تمہیں
پتا ہے نا مجھے جھوٹ سے کتنی نفرت
ہے؟ سچ بولو... میری شرٹ کیسے

جلی؟ ہم؟ اُسکا لہجہ ہڈیوں کو جمادینے
والا تھا حور خوف کے مارے دروازے
کی طرف بھاگی، لیکن شاہ زین کی
پھرتی کسی شکاری جیسی تھی۔
اس سے پہلے کہ وہ ہینڈل کو ہاتھ لگاتی،
شاہ زین نے اس کی کلائی کو آہنی
گرفت میں جکڑ لیا۔

حور کی سسکی بے ساختہ تھی مگر شاہ

زین کے چہرے پر کوئی ملال نہ تھا۔

اس نے ہاتھ میں دبی سلگتی سگریٹ

حور کی نرم و ملائم سفید ہتھیلی پر رکھ

دی۔

سس۔۔ اُسے اپنا ہاتھ اُسکی آہنی

گرفت میں برزخ میں جلتا محسوس ہوا

تھا۔۔ سفید کھال پر جلنے کا نشان

ابھرنے لگا۔۔ حساب... اب برابر

ہوا ہے۔ یہاں بھی داغ وہاں بھی داغ

۔۔ شاہزین کی سرد آواز کمرے میں

گو نجی تھی

حور کی چینخیں کمرے میں گو نجی

تھی۔۔ میری عدالت میں غلطی کی

معافی نہیں سزا ہوتی ہے تاکہ دوبارہ
ایسی غلطی نہ دہرائی جائے امید کرتا
ہوں اگلی دفعہ تم ایسی غلطی نہیں کرو
گی۔۔۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑے آنکھیں
موندے سخت لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔
حور اپنا ہاتھ چھڑوا کے روتے ہوئے
باہر بھاگی تھی۔۔

وہ کمرے سے نکلتے سیدھا بھاگ کے
کچن میں آئی اور ٹھنڈے پانی کا جگ
اٹھاتے اپنی جلتی ہتھیلی پر ڈال دیا
تھا۔ کہ شاید اسے کچھ سکون مل
جائے۔ لیکن اس جگ کے پانی سے
رتی برابر فرق نہ پڑا تھا۔ اتنے میں

ملازمہ کچن میں آئی اور حور کا ہاتھ دیکھ

وہ پریشان ہوئی تھی۔۔۔

بی بی جی یہ کیا۔۔۔ آئے میں آپ کو

لے کر چلتی ہوں۔۔۔ ملازمہ اسے شاہ

بی بی کے پاس لے آئی تھی۔۔۔ شاہ بی،

بی بی بی جی کا ہاتھ دیکھیں۔۔۔ وہ شاہ بی

بی کی جانب اس کا جلا ہوا ہاتھ کر گئی

تھی۔۔۔ حور رور ہی تھی۔۔۔ شاہ بی

بی نے حور کو ایسے روتے دیکھ اس کا

ہاتھ دیکھا جو کہ جلا ہوا تھا۔۔۔ وہ پل

میں پریشان ہوئی تھی۔۔۔

یہ کیا ہوا بیٹا؟؟؟ یہ کس نے کیا... وہ

پریشان ہوئی تھی۔۔۔ کہ آخر اس کا

ہاتھ اتنا کیسے جل گیا۔۔۔

وہ۔۔ وہ۔۔ ان۔۔ ان۔۔ اُنھوں نے

جلتا ہوا سگریٹ۔۔۔۔۔ رکھ

دیا۔۔۔۔۔ حور روتے ہوئے ہچکیاں

بھرتے ہوئے شاہ بی بی کو بتا گئی

تھی۔۔۔۔۔ شاہ بی بی نے اُسے اپنے گلے

سے لگایا۔۔۔ اور ملازمہ کی طرف

دیکھا۔۔۔ جا کر کوئی ٹیوب لا کر دو ہمیں

بچی کے ہاتھ پہ لگائے اور یہ بات کسی
اور کو پتہ نہ چلے سمجھی ہماری بہو کے
وقار میں کوئی کمی نہیں آنی
چاہیے۔۔ وہ اسے حکم دے گئی
تھی۔۔ ملازمہ نے ٹیوب جل لا کر
دی۔۔ شاہ بی بی نے وہ جلدی سے حور
کی ہتھیلی پر لگائی۔۔ آنٹی نہیں لگائے

ایریریشن ہو رہا ہے۔۔۔ شاہ بی بی

اس کی ہتھیلی پر لگا کر انگلی کی مدد سے

اس زخم پر لگانے لگی تو حور نے انہیں

کہا تھا۔۔۔ حور درد سے بلبلا گئی

تھی۔۔۔

بیٹا جیسے ہم شاہ کی ماں ہے اسی طرح

تمہاری بھی ماں ہے مجھے ماں ہی بولا

کرو۔۔ شاہ بی بی نے بے حد پیار سے
بولاتھا۔۔۔ جی۔۔ حور نے ابھی اتنا ہی
کہا تھا کہ شاہ زین دروازہ کھول اندر آیا
تھا۔۔ اور حور کو خونخوار نگاہوں سے
دیکھنے لگا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ
وہ حور کا چہرہ تھپڑوں سے لال کر

دے۔۔۔

شاہ یہ کیا کیا آپ نے؟ شاہ زین کو اندر

اتے دیکھ ہی شاہ بی بی نے اس سے

سوال کیا تھا۔۔ حور کی یہ حالت ان

سے برداشت نہیں ہوئی تھی۔۔۔

ماں آپ اس سب سے دو رہیں تو

بہتر ہے۔۔۔ شاہ زین حور پر نظر

جمائے بولا تھا۔۔ اس کی نظریں اس

وقت حور پر جمی ہوئی تھی اس سے
پہلے شاہ بی بی کچھ بولتی شاہزین حور کی
طرف بڑھتے اس کی بازو پکڑتے اسے
اپنی طرف کھینچتے ہوئے اس لیے
کمرے سے نکل گیا۔۔۔ حور اس کے
ساتھ گھسیٹی ہوئی جا رہی تھی۔۔

شاہزین کمرے کا دروازہ دھاڑ سے بن

کرتا اندر بڑھا تھا۔

اندر آتے ہی شاہزین نے حور کو بیڈ پر

دکھایا وہ سیدھا بیڈ پر گری تھی۔۔ شاہ

زین اس کی طرف بڑھتے اس پہ جھکا

اسے بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنے

مقابل کرتے اس کے لبوں پہ جھکا اس
کی سانسیں انہیل کر رہا تھا۔

حور نے اس کی شرٹ مٹھیوں میں
جکڑی تھی۔ شاہزین نے اس کے
ہاتھوں سے اپنی شرٹ چھڑواتا اس
کے ہاتھ اپنی گرفت میں لیتا بیڈ
کراؤن سے لگا گیا۔ شاہزین نے اس

کے ہونٹوں کو آزادی بخشے اس کی
گردن پہ انگلی ٹریس کی تھی۔۔ حور
گہرے سانس لیتے شاہ زین کی طرف
دیکھ رہی تھی۔۔ شاہ زین نے اپنی
سرخ آنکھوں سے اس کی طرف
دیکھا جو اس وقت لال انگارہ بنی ہوئی
تھی۔۔

حور اس کی سرخ آنکھیں دیکھتے اسی
پل خوف کے مارے نظریں جھکا گئی
تھی۔۔۔ شاہ زین اس کی جھکی آنکھیں
دیکھتا اس کی دھڑکنوں پر جھکا تھا وہ اس
کی فراک پر سے ہی اس کی دھڑکنوں
پر لمس بکھیرتا اسے تڑپنے پر مجبور کر
گیا تھا۔۔ حور کی آنکھوں سے آنسو

بہنے شروع ہوئے تھے۔۔ شاہ زین کا
ایک ہاتھ اس کے گہرائیوں پہ چلتا ہے
باکی دیکھا ہوا تھا۔۔ شاہ زین کی شدت
سے حور کا وجود لرز رہا تھا شاہ زین نے
اوپر ہوتے اپنی قمیض اتار کر دو اچھالی
تھی۔

حور نے خوفزدہ ہوتے شاہ زین کی
طرف دیکھا۔ جس کی آنکھوں میں
اس کے طلب واضح نظر آرہی تھی۔
شاہ زین اس پہ جھکتا ایک ہی جست
میں اس کی فراک اتار کر اس کی
دھڑکنوں پہ جھکا تھا۔ شاہ زین اس کی
دھڑکنوں کے مقام پہ دانت گاڑتے

ہوئے اس سے دور ہوا تھا۔ اور اس

پہ بلینکٹ اوڑھتا وہ کمرے سے واک

آؤٹ کر گیا۔۔۔

حور کمرے کا دروازہ بند ہونے کی آواز

پہ اٹھتی بیڈ کر اوٹ سے ٹیک

لگائی۔۔ حور کو اس کے جانے پہ

حیرانگی ہوئی تھی اور اپنی فراق

اٹھاتے پہن چکی تھی۔۔ حور پُر سکون

ہوتے آنکھ میں موند گئی۔۔ اس کی

جان کی خلاصی ہوئی تھی۔۔ یہی کافی

تھی۔۔

اسی لمحے دروازہ کھولنے کی آواز پر اس

نے دروازے کی طرف

دیکھا۔۔ شاہزین کو دیکھ وہ خوفزدہ

ہوئی تھی۔۔

شاہزین نے اس کی طرف بڑھتے اپنی

سرخ آنکھیں گاڑھی جو کہ اپنی فراک

پہن چکی تھی جب کہ اس نے اسے ایسا

کرنے کو بالکل نہ کہا تھا۔۔ شاہزین

نے اس کی طرف بڑھتے اس کی کلائی

پکڑی اور اسے لیے ڈریسنگ روم کی
طرف بڑھا اندر اندھیرا دیکھ حور خوف
سے اس کے سینے سے لگی اور اس کی
قمیض کو مٹھیوں میں جکڑا۔
اس کے یوں شازین کے سینے سے
لگنے پہ شاہ۔ زین کا دل زور سے دھڑکا
تھا لیکن اسی پل نمرین کا سوچتا شاہ زین

نے جھٹکے سے اس کی زپ کھولی اور
بے دردی سے اس کے کپڑے الگ
کرتے اسے نائٹی زیب تن کی تھی۔۔
اسے نائٹی پہناتے ہی وہ اسے اٹھاتے
ڈریسنگ روم سے نکلتا بیڈ کی طرف
بڑھاتا تھا اور حور خود کو دیکھ نظر جھکا گئی
تھی وہ اس وقت نائٹی میں تھی جو کہ

گھٹنوں تک بامشکل تھی اور اس کا گلا

کافی ڈیپ تھا جبکہ بیک لیس

تھی۔۔۔ اسے اپنی کمر میں شاہزین کی

انگلیوں کا لمس محسوس ہو رہا تھا

شاہزین اسے بیڈ پہ دھکیلتا اس پہ جھکا

اور اس کی دھڑکنوں پہ اپنی شدتیں

بکھیرنے لگا۔۔

شاہزین نے اس کی نائٹی کی ڈوریوں
میں اپنی انگلیاں پھساتے اس کے
لبوں کو اپنی گرفت میں لے گیا۔۔
حور کی آنکھوں سے آنسو نکلنا شروع
ہوئے تھے۔۔ شاہزین اس کی نائٹی کو
کھولتے اس کی دھڑکنوں پہ جھکا
تھا۔۔ اپنے اور اس کے درمیان

آخری پردہ بھی الگ کرتا اس کے وجود

میں سمایا تھا۔ اس کی شدت پر لرزی

تھی شاہین اپنی شدتوں میں اضافہ

کرتا ہے اس کے لبوں کو قید کر

گیا۔۔۔

نمرین شام سے از میر کی شدت

برداشت کرتے ہوئے لے حال ہو

رہی تھی۔ لیکن از میر بے حس بنا ہوا

تھا صبح کے پانچ بج رہے تھے جبکہ اس

از میر ابھی بھی اس کی دھڑکنوں پہ سر

رکھے پُر سکون ہوتے آنکھیں

موندے ہوئے تھا۔۔ نمرین کو اپنی

سانس روکتی ہوئی محسوس ہو رہی
تھی۔۔ اس کی آنکھوں سے بے اختیار
آنسو بارش کی طرح برس رہے
تھے۔۔ اس کے رونے کی آواز سنتے
ازمیر اس پہ ترس کھاتے ہوئے اس پر
سے اٹھتا واش روم کی طرف
بڑھا۔۔۔

نمرین اپنی سانس بحال کرنے لگی۔۔

نمرین نیچے سے از میر کی شرٹ پہنتے

ہوئے اٹھی اور ڈریسنگ مرر کے

سامنے جا کر کھڑی ہوئی اس کی گردن

پہ از میر کی شدتوں کے نشانات

تھے۔۔ جب کہ ہونٹوں پہ بھی زخم

تھے۔۔ نمرین نے مرر میں دیکھتے

ہوئے اپنی گردن پہ ہاتھ رکھا۔۔

جہاں نشان تھے اور وہ خود ہی سسک

اٹھی تھی۔۔۔ کتنی بے رحمی لالہ نے

بھا بھی کے ساتھ کی تھی کتنا ٹرپی ہو گئی

سکی ہو گئی۔۔۔ اس نے سوچا

تھا۔۔۔ نہ جانے کیوں انہوں نے ایسا

سلوک نہیں کیا جبکہ بھابھی پہ ظلم ہوا

تھا انہوں نے صرف اپنا حق لیا

ہے۔۔۔ نمرین ڈریسنگ مرر کے

سامنے کھڑی سوچ رہی تھی۔۔۔ وہ یہ تو

بھول ہی گئی تھی لیا تو اس کے لالانے

بھی حق ہی تھا۔۔۔ مگر حق لینے میں

فرق تھا۔۔۔

ناجانے کیوں اسے از میر کی شدتوں
میں ظلم محسوس نہیں ہوا تھا۔ وہ
ابھی یہی سب سوچ رہی تھی کہ تبھی
از میر واس روم سے باہر آیا
تھا۔۔۔ جسے دیکھ نمرین کی نظر خود
بخود سجدہ ریز ہوئی تھی۔ از میر اپنے
نیم گیلے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔

نمرین اسے اس حالت میں دیکھ سرخ

پڑ رہی تھی از میر نے سوالیہ نظروں

سے نمرین کی طرف دیکھا۔۔

وہ۔۔ وہ۔۔ می۔۔ می۔۔ میرے

پاس کپڑے۔۔ نمرین نظریں

جھکاتے ہوئے بولنے کی کوشش کر

رہی تھی۔۔ از میر نے اس کی طرف

دیکھا اسے اوپر سے نیچے تک دیکھنے پر
اسے پتہ چلا تھا کہ وہ سرخ اسی لیے ہو
رہی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ اس کی شرٹ
پہننے ہوئی تھی، وہ نظریں جھکائے
کھڑی تھی۔۔۔

اس کے ہونٹوں پہ زخم دیکھتے وہ اس
کے قریب آیا اور اس کی کمر میں بازو

ڈالتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔ اور

نرمی سے اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا

پھیرا۔۔۔

سس۔۔ جس پہ نمرین نے سسکی لی

تھی۔۔ اس کے سسکے پہ از میر

اس کے ہونٹوں پر نرمی سے ہونٹ

رکھتے اس سے دور ہوا تھا۔۔

نمرین اس کے دور ہوتے ہی اپنے
کپڑے اٹھا کر واش روم کی طرف
بھاگ گئی تھی اسے یوں بھاگتے دیکھ
از میر بیڈ پر جا بیٹھا اور بیڈ کراؤن سے
ٹیک لگالی کچھ دیر تک آنکھیں بند
کرتے اسے وہ پُر سکون ہوا
تھا۔۔۔ نمرین شاور لے کر باہر

آئی۔۔ از میر کو سوتا سمجھ کر وہ ڈریسنگ

مرر کے سامنے کھڑی بال خشک

کرنے لگی۔۔

از میر نے آنکھیں کھولتے ہوئے

نمرین کی طرف دیکھا۔۔

(ہیزل گریں آنکھیں چاکلیٹ کلر

کے بال جو کہ کمر سے بھی نیچے جھول

رہے تھے سفید رنگت) جس پہ از میر

کی شدتوں کے نشانات تھے نمرین

نے اپنے بال خشک کرتے آگے

شانے پہ رکھیں جس پہ از میر کی

نظریں اس کی کمر پہ پڑی وہاں بھی

از میر کی شدتوں کے نشان تھے۔۔

ازمیر کے کھینچنے کی وجہ سے زپ رات
کوٹوٹ چکی تھی۔۔ وہ بال واپس پیچھے

کیے اپنی برہانہ برہانہ کمر چھپا گئی
تھی۔۔ اس کی اس حرکت پہ ازمیر
اٹھ کر اس کی طرف بڑھلا۔۔ اور اسے

کلانی سے پکڑتے اس کا چہرہ اپنی
طرف کیا۔۔۔ یہ کیا حرکت کی تم

نے؟؟؟ از میر سرد نظر اس پہ گاڑتے
ہوئے اس کی کمر میں انگلیاں دبا گیا۔
نمرین اس کے غصے سے دیکھنے پہ نظر
تک نہ اٹھایا تھی۔۔۔
میں کچھ پوچھ رہا ہوں اس نے اس کا
جبرے اپنی آہنی گرفت میں لیتے
ہوئے پوچھا۔۔

ما۔۔۔ما۔۔۔میں۔۔۔میں نے کیا کیا

ہے؟ نمرین لڑکھڑاتی آواز سے اسے

پوچھ رہی تھی۔۔۔اسے سمجھ نہ آئی

تھی کہ از میر اس کا یہ کس بات پہ غصہ

کر رہا ہے۔۔۔

۔ یہ کیا حرکت کی ہے تم نے؟؟؟ از میر

اس کی برہانہ کمر پہ انگلیاں لگاتے

ہوئے اسے محسوس کروا گیا تھا۔ کہ

وہ کس بات پر غصہ تھا۔۔۔

ابھی ممائیں گی باہر جانا ہے تم ایسے

جاؤ گی باہر۔۔۔ وہ اس کی کمر میں اپنی

دھنسا گیا تھا وہ۔۔۔۔۔

مم۔۔۔ میرے پاس اور ڈریس نہیں

ہے۔۔۔۔۔ نمرین کی زبان سے بمشکل

یہ لفظ ادا ہوئے تھے۔۔ از میرا سے
سرد نظروں سے دیکھ کے کمرے سے
نکل گیا اس کے جاتے ہی نمرین وہیں
زمین پر بیٹھی تھی۔۔

از میرا کمرے سے نکلتا باہر کی طرف
بڑھا تھا۔۔ مہرماہ شاہ کچن میں تھی۔۔

مہرماہ شاہ کو بچن میں دیکھ از میر نیچے

قریب آیا تھا۔۔

السلام علیکم !!! ماما کیسی ہیں آپ۔۔

اور آپ اتنی صبح صبح یہاں کیا کر رہی

ہیں۔۔ از میر نے مہرماہ شاہ کے گرد

حصار بناتے ہوئے پیار سے کہا

تھا۔۔۔ میرا شہزادہ اٹھ گیا۔۔ مہرماہ

شاہ نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے
ہوئے اس کے عارض پر ہاتھ رکھا۔
جی ماما بھی جو گنگ کے لیے جا رہا
ہوں اپ ایک گلاس فریش جو س بنا
دیں۔۔۔ از میر نے لڑ سے کہا
تھا۔۔ جس پر مہر ماہ شاہ مسکرا دی۔۔

جلدی آنا میں بنا دیتی ہوں۔۔ مہرماہ
شاہ نے مسکراتے ہوئے اپنی بیٹے سے
کہا تھا۔۔ از میر ہمی میں سر ہلاتے باہر
کی طرف بڑھا ہی تھا۔۔ کہ مہرماہ شاہ
کی بات پہ رکا ہے۔
میر وہ بچی کہاں ہے مہرماہ شاہ نے
نمرین کے متعلق پوچھا تھا۔۔۔ ماما

اندر روم میں ہے۔۔۔ اس نے سپاٹ

لہجے میں جواب دیا تھا۔۔ اچھا ٹھیک

ہے تم جاؤ۔۔۔ مہرماہ شاہ بول کر اس

کے کمرے کی تک بڑھی ہی تھی کہ

مما۔۔ از میر نے مہرماہ شاہ کی طرف

بڑھتے ہوئے انہیں روکا۔۔ جی میری

جان۔۔۔ مہرماہ شاہ نے پیار سے اس

کی طرف دیکھے۔۔ کہ شاید وہ کچھ کہنا
چاہتا تھا۔۔

کچھ نہیں۔۔ از میر بولتے ہی قدم باہر
کی طرف بڑھا گیا تھا۔ مہر ماہ شاہ
دروازہ نوک کرتی۔۔ میر کے روم
میں آئی تھی۔۔ نمرین نے جلدی سے
اپنے آنسو صاف کرتے تھے چادر

سے مہر ماہ شاہ نمبرین کے

Fantastic novel by nailajutt

کر و سب ناشتے کے ٹائم پہ ہی باہر آئیں

گے۔۔ مہرماہ شاہ اسے پیار سے بتا رہی

تھی۔۔ جی نمبرین نے بھی مسکراتے

ہوئے مہرماہ شاہ کو کو جواب دیا تھا۔۔

مہرماہ شاہ کی نظر مر سے اس کی

فراک کی ٹوٹی زپ پر گئی تھی۔۔

جس سے اس کی برہانہ کمر واضح
تھی۔۔ مہرماہ شاہ اس کی کمر پہ نظر
ڈالتی باہر نکلی تھی۔۔ اور حور کے
کمرے کی طرف بڑھی مہرماہ شاہ نے
اندر آتے حور کی الماری کھولی اور اس
کی نئی فراک جو کہ اس نے ابھی پہنی
نہیں تھی۔۔ نکالتے ہوئے رونے لگی

کتنی خوشی سے اس نے فراک لی
تھی۔۔ وہ نم آنکھیں لیے کمرے سے
نکلی اور انڈمیر کے کمرے کی طرف
بیڑھ گئی۔۔

بیٹا تم ڈریس چینج کر لو باہر سب ناشتہ
کے لیے آئے گے۔۔ تب تک تم
آرام کرو۔۔ مہرماہ شاہ مسکرائی

تھی۔۔ نمرین شاہ نے ہمی میں سر
ہلایا۔ اور کپڑے تبدیل کرنے چلے
گئی۔۔

نمرین شاہ کپڑے چنچ کیے مہرماہ شاہ
کے ساتھ کچن میں آئی تھی۔۔ مہرماہ
شاہ نے مسکراتے ہوئے نمرین کی
طرف چائے کا کپ بڑھایا تھا۔۔ جسے

نمرین نے تھام لیا۔۔ تم چائے پیو میں

ابھی سب کو جگا کر آتی ہوں۔۔۔

مہرماہ شاہ بول کر کچن سے نکلی تھی۔۔

مہرماہ شاہ کچن سے نکلی ہی تھی کہ از میر

جو گنگ سے واپس آتے سیدھا کچن

کی طرف آیا تھا۔۔

مما۔۔۔ مما جوس۔۔۔ از میر نے
کر سی پر بیٹھتے ہوئے اپنے ایر پورٹس
اتار کر سلیب پر رکھتے ہوئے مہر ماہ شاہ
کو مخاطب کیا تھا۔۔۔ نمرین اس کی
آواز پہ سٹل ہوئی تھی۔ وہ جوس کا
گلاس پکڑ کر از میر کی طرف آئی اور
اس کی طرف گلاس بڑھایا۔۔۔ از میر

جو کہ فون استعمال کر رہا تھا جو س
پکڑتے ہوئے اس کی نظر نمرین پر
گئی۔۔۔

جو ریڈ کلر کی فراک میں ہلکی سی
لیپسٹک لگا کر چادر لیے کھڑی تھی اس
کے دیکھنے پہ نمرین سرخ پڑی
تھی۔۔۔ جبکہ از میر تو کہیں اور دیکھنا

ہی بھول گیا تھا۔ اس کے گلابی عنابی

ہونٹوں پر لال رنگ اس کی سفید

رنگت میں شمار سے گھولتی

سرخیاں۔۔ وہ اس کے حسن میں کھویا

ہوا تھا۔۔ کہ تجھی مہرماہ شاہ کچن میں

آتے ہی از میر کی طرف آئی۔۔

آگیا میرا شہزادہ۔۔ مہرماہ شاہ کی آواز پہ

وہ ہوش میں آیا تھا۔۔ اور نظروں کا

مرکز بدل گیا۔۔ جی مہما از میر

مسکراتے ہوئے کہا۔۔ چلو کھانا لگا

رہی ہوں کھانا کھاؤ۔۔ مہرماہ شاہ نے

مسکراتے ہوئے اسی دیکھا تھا۔۔

بھیا حان اٹھ گئے۔۔۔ از میر نے

جوس پیتے ہوئے مہرماہ شاہ سے سوال

کیا جبکہ اس کی نظر نمرین پہ تھی جو کہ

سلیب کے پاس کھڑی ہوئی

تھی۔۔۔ حان اٹھ نہیں رہا رسل اٹھ

گیا ہے۔۔ مہرماہ شاہ نے کھانا ٹیبل پر

لگاتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے

جواب دیا۔۔

میں حان کو اٹھا کر آتا ہوں۔۔۔

ازمیر نے بولتے ہوئے حنان کے

کمرے کی طرف قدم بڑھا

دیے۔۔۔ ازمیر کمرے میں آیا اور اسے

دیکھا۔۔ حنان جو کہ سو رہا تھا اسے

دیکھ از میر مسکرایا تھا۔۔۔ از میرا گے

بڑھتے پاس پر پانی کا جگ اس پر ڈال

گیا۔۔۔ حنان کی آنکھیں جھٹ سے

کھلی تھی حنان از میر کو غصے سے دیکھ

رہا تھا۔۔۔

حان نیچے پہنچ۔۔۔ از میر بول کر رکنا

تھا۔۔۔

بھئی خود کچھ بھی کرو ہم کچھ نہ

کرے۔۔ از میر نے آنکھ دبائے اسے

دیکھا تھا۔۔

اچھا چلو چھوڑو بڑا بھائی ہے کچھ نہیں

ہوتا اور از میر نیکسٹ ملائم تم بھی ایسا

نہیں کرنا۔۔ ارسل نے بات ختم کی

تھی۔۔

بھیا آپ ہمیشہ بھائی کی سائیڈ ہی کیوں

لیتے ہیں حنان نے ارسل کو شکوہ کناہ

نظروں سے دیکھا تھا۔۔ میری جان

میرا بچہ میں تو اپنے حان کی سائیڈ لیتا

ہوں۔۔۔ ارسل نے مسکراتے

ہوئے اسے دیکھا۔۔۔ بھیا حان نہیں

حانی ہے ہماری حانی۔۔۔ از میر نے

اسے اور چھیڑا تھا۔۔

اچھا تو پھر آپ بھی مہر و آپی ہوئے نہ
کہ از میر بھیا۔۔ حنان نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔۔۔ خاموش ہو جاؤ اب
سلطان شاہ نے کرسی پہ بیٹھتے ہوئے

ان سب کو دیکھا اور سلطان شاہ کی

موجودگی میں سب خاموش ہو
گئے۔۔

نمرین محرمہ شاہ کے ساتھ کچن سے
آئی تھی۔۔۔ جان ساتھ والی چیرپہ
بیٹھو۔۔ مہرماہ شاہ نے حنان کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا۔۔ حنان خاموشی سے
ساتھ والی چیرپہ بیٹھ گیا۔۔ بیٹا آپ

میر کے ساتھ بیٹھو۔۔۔ مہر ماہ شاہ نے

اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پیار

سے کہا تھا۔۔

Mama what is
this???

Fantasy novel by mailajutt

یہ حان کی جگہ ہے میرے ساتھ ہمیشہ

حنان ہی بیٹھتا ہے۔۔۔ از میر کا غصہ

ساتویں آسمان پر پہنچا تھا۔۔۔

تب تمہاری شاہی نہیں ہوئی تھی،

بیوی نہیں تھی، اب تمہاری بیوی

ہے۔۔۔ اب کی بار سلطان شاہ نے

اسے سمجھایا تھا۔۔۔ ڈیڈ کیا اپ اس سے

پہلے از میر کو کچھ بولتا۔۔۔ سلطان شاہ

نے اس کی بات کاٹی۔۔۔ میر اب اگر

تم بولے تو میں اٹھ کر چلا جاؤں گا، پھر

اپنی مرضی کرنا بھی میں زندہ ہوں

جس دن مر گیا۔۔۔ کرنا جو دل

کرے۔۔۔ سلطان شاہ سنجیدگی سے

بولے تھے۔۔

اللہ نہ کرے شاہ آپ کیسی باتیں کر
رہے ہیں۔۔۔ مہرماہ شاہ تڑپ کر بولی
تھی۔۔

از میر غصے سے اپنی کرسی گھسیٹتے
ہوئے اٹھا تھا۔۔ چیر کی آواز لاؤنج
میں گونجی تھی۔۔

میر بیٹھ جاؤ۔۔ ارسل نے اسے سرد
نظروں سے دیکھتے ہوئے وارننگ دی
تھی۔۔ اس کی سخت نظروں پر از میر
اپنے غصے کو ضبط کرتے بیٹھ
گیا۔۔۔ ناشتہ کرنے کے بعد از میر
روکانہ تھاوہ باہر نکل گیا تھا۔۔۔ نمرین

شرمندہ ہوئی تھی۔۔ مہرماہ شاہ نمرین
کو کچن میں لے گئی۔

حنان اور ارسل کچن کی طرف آئے
تھے۔۔۔ عینی حنان نے اس کی طرف

بڑھتے اس کا چہرہ اپنی طرف

کیا۔۔ نمرین کو دیکھ وہ شرمندہ ہوا

تھا۔۔۔ سوری بھا بھی۔۔ مجھے لگا وہ

عینی۔۔۔ وہ اتنا ہی بولتے کہ کچن سے

نکلتا اب تک کمرے نے کی طرف

بڑھ گیا تھا۔۔۔

صبح کسی نے بھی اس پر اتنا توجہ نہ دی

تھی کہ وہ اس وقت حور کے لباس

میں موجود ہے ابھی حنان اسے دیکھتے

حور ہوئے سمجھتے ہوئے اس کے

قریب آیا تھا۔۔

مما آپ آرام سے کرے۔۔ مہر ماہ شاہ

کو تیزی سے کام کرتے دیکھ ارسلان

شاہ نے مخاطب کیا تھا۔۔ اور پھر

نمرین شاہ کی طرف مڑا تھا۔۔

گڑیا نام کیا ہے۔۔۔ ارسل شاہ نے

نمرین سے پانی لیتے ہوئے پوچھا

تھا۔۔۔ نمرین۔۔۔ اس نے بس مختصر

ساجواب دیا تھا۔۔۔ گڑیا مجھے اپنا بڑا

بھائی سمجھانا، اگر میری تک کرے تو

مجھے بتانا۔۔۔ ارسل نے مسکراتے

ہوئے نمرین کو دیکھا۔۔۔ نمرین کی

آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ اور اس کی

آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔

گڑیا رو کیوں رہی ہو؟؟ اس کی

آنکھوں میں آنسو دیکھتے ارسلان شاہ

نے اس کے آنسو صاف کیے

تھے۔۔

لا۔۔۔ لا۔۔۔ لا لا کی یاد آگئی تھی۔۔۔

نمرین نے نم آواز میں بتایا تھا۔۔۔ بس

پھر اگے سے مجھے بھی اپنا لا لا سمجھنا۔۔۔

ارسلان نے اسے مسکراتے ہوئے کہا

تھا۔۔۔

جس میں نمرین بھی ہلکا سا مسکرا

دی۔۔۔ اسی لمحے از میر کمرے کی

طرف بڑھ رہا تھا کہ اس کی نظر بھی

بچن میں کھڑی لڑکی پر گئی

تھی۔۔ جس کی اس کی طرف پشت

تھی۔۔ گڑیا۔۔ ہماری حور۔۔ از میر

بولتے ایک ہی جسے میں بچن کے اندر

داخل ہوا۔۔ اور اس کی بازو تھام کر

اس کا چہرہ اپنی طرف کر

گیا۔۔ ارسلان شاہ، مہرماہ شاہ حیران

ہوئے تھے۔۔ اس کا ایسے ری ایکٹ

کرنے پر دونوں کو پریشان ہوئے

تھے۔۔

ازمیر نے ایک نظر نمرین کو اوپر سے

نیچے تک دیکھا۔۔ اس کی آنکھیں

سرخ ہوئی تھی اس نے نمرین کا بازو

پکڑتے اپنی انگلیاں پیوست کی
تھی۔۔۔ درد کی وجہ سے نمرین کے
آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔۔
میر کیا بد تمیزی ہے۔۔۔ ارسل نے
ازمیر کی طرف بڑھتے ہوئے اسے
پیچھے ہٹنے کو اشارہ کیا تھا۔۔۔

بھائی کیا مسئلہ ہے اس کا کیوں پہنی

اس نے یہ ڈریس۔۔۔ از میر غصے سے

دھاڑا تھا۔۔۔ مجھے لگا تھا کہ شاید حور

ہے مگر یہاں تو کچھ اور ہی تھا۔۔

از میر شاہ نے اسے سر و نظروں سے

دیکھا تھا۔۔۔ کیا ہو گیا ہے اگر پہن

بھی لی تو؟؟؟ ارسلان اس کے مقابل

آتے ہوئے اس سے سوال کر گیا

تھا۔۔۔

کیونکہ یہ گڑیا میری حور کی

تھی۔۔۔ فوراً تلو۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔

ورنہ میں تمہاری ابھی کے ابھی جان

لے لوں گا۔۔۔ از میر کی دھاڑ پہ

نمرین پوری طرح کا پی

تھی۔۔۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے

تھے۔۔ وہ کانپتے ہوئے مہرماہ شاہ کی

طرف دیکھنے لگی۔۔ ارسلان شاہ نے

اسی لمحے اگے کو ہوتے از میر شاہ کے

چہرے پر تھپڑ مارا تھا۔۔ اسے ذرا

لحاظ نہ رہا تھا۔۔ نمرین نے بے یقینی

سے ارسلان شاہ کی طرف دیکھا۔۔

اب اگر ایک لفظ بھی تمہاری زبان
سے نکلا۔۔ تو مجھ سے برا کوئی نہیں
ہو گا۔۔ ارسلان شاہ نے اسے تنبیہ
نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔
جس پہ از میر شاہ لمبے ڈانگ مارتے
ہوئے نکل گیا تھا۔۔

رات از میر جب کمرے میں آیا۔۔ تو

نمرین کو ناپا کر ادھر ادھر دیکھنے

لگا۔۔ کہ اچانک ہی ملک کی آواز سے

اس کی نظر ویش روم کی طرف

اٹھی۔۔۔ تو وہ ایک پل کو ٹھٹکا تھا۔۔

کیونکہ نمرین شاید کپڑوں سمیت

شاو رلے رہی تھی۔۔۔

اس کی آنکھیں بھی سرخ تھی، جو کہ
رونے کی چغلی کھا رہی تھی۔۔۔ از میر
بے خود ہوتا اس کی طرف بڑھا اس کی
آنکھوں میں خمار کی سرخی بڑھی
تھی۔۔۔ کیونکہ اس کا لباس گिला ہونے
کے باعث جسم کے ساتھ چپکا اس کے
بدن کو عیاں کر رہا تھا۔۔۔ نمرین

کمرے میں اسے دیکھ کر حیران ہوئی
تھی کیونکہ جب وہ شاور لینے کے لیے
گئی تھی۔۔۔ تواز میر کمرے میں نہ
تھا۔۔۔

نمرین کے بال جو کہ جوڑے میں لپٹے
ہوئے تھے اس کی کچھ آوارہ لپٹے اس
کے کے چہرے کو چوم رہی

تھی۔۔ صاف شفاف حسیں قیامت
ڈھار ہاتھا۔۔ از میر نمرین کی طرف
بڑھا نمرین اسے اپنے قریب آتا دیکھ
پیچھے ہوئی اور دیوار کے ساتھ جا لگی۔۔
از میر اس کے گرد دیوار پر ہاتھ پین
کرتا اس کے چہرے کا طواف کرنے
لگا۔۔ بلا کا حسن رکھتی تھی سامنے

کھڑی عورت جبکہ نمرین اس کی
نظروں کی طاق نہ لیتے ہوئے پلکیں
جھکائے اس کے حصار میں کھڑی
تھی۔۔

تم نے ابھی تک کپڑے چینج کیوں
نہیں کیے۔۔ از میر کی آنکھیں اس
کے چہرے کا طواف کر رہی

تھی۔۔ اس کا لہجہ اس قدر نرم تھا لیکن

اس کے لہجے میں ہلکی سی سردی

محسوس کرتے ہیں وہ بوکھلا گئی تھی۔۔

وہ۔۔ وہ۔۔ م۔۔ م۔۔ میں۔۔ نمرین

کا وجود اس کے حصار میں کانپنا شروع

ہوا تھا نمرین نے لڑکھڑاتی زبان سے

بولنے کی کوشش کی۔۔ مگر از میر نے

جھکتے اس کے ہونٹوں کو قید کرتے
بولنے سے قاصر کیا تھا۔۔۔ نمرین
نے اس کی شرٹ مٹھیوں میں
جکڑے اس کی شدت اپنے ہونٹوں پر
برداشت کی تھی۔۔۔ اب میرا اس کی
سانسیں چڑا رہا تھا۔ اس کی اتنی
شدت پہ نمرین کی آنکھوں سے آنسو

بہنے شروع ہوئے تھے۔۔ جنہیں

محسوس کرتے از میر نے اس کے

ہونٹوں پہ دانت گاڑتے اس کے

ہونٹوں کو آزادی بخشی تھی۔۔

نمرین اسے دیکھتے گہرے سانس لے

رہی تھی۔۔ از میر کی آنکھوں میں

سرخی دیکھتے نمرین نے تھوک نگلا

تھا۔ اس کی آنکھوں سے صاف

واضح تھا کہ وہ اب اسے ساری رات

سونے تو بالکل نہیں دے گا۔ از میر

کی آنکھوں میں دیکھتے نمرین نے اسی

پل نظریں جھکائی تھی۔ از میر نے

جھکتے اس کی گردن کے نیچے تل پہ

اپنے دانت گاڑھے تھے۔ اس کی

گردن پہ یہ چمکتا اب و تاب سے تل
اس کی جان نکال رہا تھا۔۔ نمرین نے
سسکی لیتے اس کی شدت برداشت کی
وہ بہت بری طرح سے اس کی تل پہ
دانت گاڑ چکا تھا۔۔ انہی نے ایک
نظر نمرین ڈالی اس کے کپڑے بالکل

اس کے جسم کے ساتھ چپکے اس کے
نشیب و فریز کو عیاں کر رہے تھے۔
اس کی آنکھوں کی تپش اپنے وجود پہ
محسوس کرتے مہرین کے گال دھک کر
سرخ ہوئے تھے۔ انہیں اسے سرخ
پڑتا دیکھ ہلکا سا مسکرایا۔ نہ جانے کیا
تھا اس عورت میں وہ اسے دیکھتے مسکرا

دیتا تھا... اس کے مسکرا نے پہ نمرین

کی نظر اس کے چہرے پر گئی تھی

نمرین نے از میر کی آنکھوں میں دیکھا

اس کی نیلی آنکھوں میں خمار کی سرخی

تھی ایک پل کے لیے دونوں کی

آنکھیں دو چار ہوئی تھی۔۔۔ نمرین کا

دل زور سے دھڑکا جسے از میر نے
اپنے دل میں بجھتا محسوس کیا تھا۔
از میر نے ایک ہاتھ سے اس کی
گہرائیوں کو چھوتے اسے سرخ پڑنے
پر مجبور کیا تھا۔ وہ اس کے چہرے کو
سرخ کرتا دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ۔ ن
وہ۔۔۔ م۔۔۔ میں کپ کپڑے چنچ

کرنے جارہی تھی۔۔۔ نمرین سرخ
پڑتے کے حساب میں نظریں جھکائے
اسے شاید بتا رہی تھی۔۔۔

My dear beautiful
wife....

فرشتہ نہیں انسان ہوں۔۔ اتنا قریب
آکر دور نہیں جاسکتا، دور گیا تو شاید یہ

سانسیں رک جائیں گی۔۔ از میر اس
کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے بولا
تھا۔۔ جبکہ اس کی بات پر نمرین کی
نظریں اس کی طرف گئی
تھی۔۔ از میر شاہ نے اس کی گردن
سے چہرہ نکالے اس کے چہرے کو
دیکھا اور ہلکا سا مسکرایا۔۔

باخدا اگر تم سے دور ہوا اس پل تو

از میر شاہ جان سے جائے گا۔ اس کی

بات پہ نہرین نے تڑپ کر اس کے

ہونٹوں پہ ہاتھ رکھے اس کی آنکھوں

میں اپنے آنکھیں سے گڑھی تھی۔

اس کی مرنے والی بات پہ وہ تڑپ

اٹھی تھی۔

دو دن میں ہی مقابل کی قربت سے
محبت ہو گئی تھی۔۔ کہ ایک پل کے
لیے آنکھوں سے دور ہوتا تو شاید اس
کی سانسیں رک جاتی... از میر نے
ایبر واچکاتے اسے دیکھا تھا۔۔ اس
کے ایبر واچکانے پر نمرین اسی لمحے
اس کے ہونٹوں سے ہاتھ ہٹا چکی

تھی۔۔۔ از میرا سے بازو سے پکڑتے

اپنے قریب کرتے اس کی کمر میں ہاتھ

ڈالتے اس کی گردن پہ دانت گاڑھ

کیا۔۔۔

نمرین نے سسکی لی تھی۔۔۔ وہ اس کی

طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے

لگا۔۔۔ مم مجھے د۔۔۔ درد ہو رہا ہے۔۔۔

وہ اب روتے ہوئے بولی

تھی۔۔۔ اس کے رونے پر از میر شاہ

ایک پل کے لیے ساکت ہوا تھا۔۔

کہاں... کہاں درد ہو رہا ہے؟؟؟

اس کے آنسو اپنی پوروں سے صاف

کرتے ہوئے وہ اس کی طرف دیکھنے

لگا۔۔۔ نمرین نے سسکتے ہوئے کمر کی

طرف اس کا ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔ از میر
نے اسے مزید خود سے لگائے اس کی
زپ کھولی۔۔۔ نمرین سرخ پڑتی اس کی
کمر کے گرد حصار بنائے اس کے سینے
میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔

از میر نے اس کی کمر کاموں بغور دیکھا
جہاں شیشہ لگنے کے زخم اور اس کی

شدتوں کا نشانات تھے۔۔۔ اس نے

لب بھینچے تھے۔۔ از میر اسے الگ

کرتے اپنی باہوں میں اٹھاتا بیڈ کی

طرف بڑھا اور اسے نرمی سے بیڈ پر لٹا

کر ڈریسنگ روم کی طرف آیا اور

فرسٹیٹ باکس لیے آکر بیڈ پر

بیٹھا۔۔ از میر کو اتادیکھ نمرین نے

آنکھیں بند کی تھی۔۔ جیسے وہ سو رہی
ہو از میر نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے
اسے اپنے قریب کیا۔۔ اور ایک ہاتھ
سے فرسٹ ایڈ باکس سے ڈیٹول نکال
کر کاٹن پر لگائی۔۔۔ انہیں ہاتھ
میں ڈیٹول اور کاٹن دیکھ نمرین جلدی

سے اٹھتے بیڈ سے بھی نیچے اتری

تھی۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟ از میرا سے اچانک اٹھتے

دیکھ سوال کر گیا۔۔۔ نمرین اب پیچھے

دیوار کے ساتھ جا لگی تھی۔۔۔ از میر

اس کے ایسے ری ایکٹ کرنے پر

حیران کن نظروں سے دیکھنے

لگا۔ ادھر آؤ۔۔۔ از میرا سے اشارہ
کرتے ہوئے بولا۔۔ لیکن نمرین نفی
میں سر ہلا گئی۔۔ وہ اٹھتا اس کے
قریب آیا تھا۔۔۔

پ۔۔۔ پ۔۔۔ پلیر۔۔۔ یہ مت
لگائے۔۔ نمرین آنکھیں بند کرتے
سکی لیے رودی تھی۔۔۔ از میر شاہ

نے اس کے آنسوؤں کو چنا تھا۔ یہ

نہیں لگاؤ گا تو زخم کیسے ٹھیک ہو

گا۔۔۔ از میر شاہ نے نرمی سے اس کے

گال پر ہاتھ رکھا

تھا۔۔۔ ی۔۔۔ یہ۔۔۔ ب۔۔۔ بہت۔۔۔ ز۔

۔ زیادہ۔۔۔ لگتی ہے۔۔۔ نمرین نے ہچکی

لی تھی۔۔۔ اچھا نہیں لگاؤ گا۔۔۔ از میر

شاہ نرمی سے اس کی کلائی پکڑتے بیڈ
کی طرف بڑھاتا تھا۔ از میر شاہ نے بیڈ
پر بیٹھتے اسے اپنی لپ پر بیٹھاتے اس
کا چہرہ اپنے چہرے کے مقابل کیے اس
کے ہونٹوں پر جھک گیا تھا۔

نمرین شاہ اس کی شدت پر دونوں
ہاتھوں سے اس کی شرٹ مٹھیوں میں

پکڑتے خود کو سنبھال رہی

تھی۔۔۔ از میر شاہ نے ایک ہاتھ سے

کوٹن پکڑتے اس کی کمر کے زخموں پر

لگانا شروع کیا تھا۔۔۔ نمرین کی

آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے

تھے۔۔۔ از میر نے اس کے زخموں پر

مرہم لگاتے اس کے ہونٹوں کو اسی

لمحے آزادی بخشی تھی۔۔ نمرین نے
بھیگی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔ از میر
شاہ نے اس کی بھیگی نظروں کو دیکھتے
اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔
اب کیا ہوا ہے؟؟ از میر شاہ نے اس
کی پیشانی پر ہونٹ

رکھے۔۔ آپ۔۔ ب۔۔ بہت برے

ہے۔۔ نمرین شاہ نے روتے ہوئے
اس کے سینے میں چہرہ چھپایا تھا۔۔ میں
بہت براہوں نا۔۔ از میر شاہ نے اس کا
چہرہ ٹھوڑی سے بکڑتے ہوئے اوپر کیا
تھا۔ بہت زیادہ۔۔ نمرین شاہ روتے
ہوئے بولی تھی۔۔ از میر شاہ کی
آنکھیں اسے دیکھ سرخ ہو رہی

تھی۔۔ آج مقابل کی آنکھوں کے

آنسوؤں کانٹوں کی طرح چھب رہا

تھا۔۔

نمرین اس کی نیلی آنکھوں کو سرخ

آنکھوں کو دیکھتے پھر سے اس کے سینے

میں چہرہ چھپا گئی تھی۔۔ اس کے خوف

سے نمرین کانپنا شروع ہوئی

تھی۔۔ جسے محسوس کرتے از میر نے

اسے بیڈ پر کرتے ہوئے اٹھا

تھا۔۔ آرام کرو جلدی ٹھیک ہو جاؤ

گی۔۔ از میر شاہ اس کی پیشانی چومتے

ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف

بڑھا۔۔ اور کیزا اٹھاتے اسے آنکھ

مارتے ہوئے کمرے سے نکلا

تھا۔۔ نمرین نے بیڈ کراؤن سے ٹیک

لگائی تھی۔۔ از میر شاہ کا نرم لہجہ یاد

کرتے مسکراتے ہوئے لیٹ گئی۔۔

از میر شاہ گاڑی زن سے چلائے نکل

گیا تھا۔۔ از میر کی گاڑی حویلی سے

نکلتے شاہ ہاوس کے کارپیوچ میں روکی

تھی۔۔ گاڑی سے نکلتے وہ اندر کی

طرف بڑھا تھا۔۔ اور سیدھا اپنے پسند

کیے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔ یہ

سلطان کی دوسری حویلی تھی۔۔ جو کہ

نیلی ٹائلز سے سجائی گئی تھی۔۔ از میر

شاہ حویلی سے نکل کر سیدھا یہاں آیا

تھا۔۔ وہ پریشانی میں یہی آتا

تھا۔۔ از میر نے سگریٹ جلا کر اس کا

گہرا کش لگایا تھا۔۔ اور پیچھے صوفے

سے سر ٹکا گیا۔۔

آنکھیں بند کرتے ہی نہرین کا چہرہ

آنکھوں کے سامنے لہرایا۔۔ از میر

نے اسی لمحے اپنی آنکھیں کھولیں

تھیں۔۔۔۔۔ نمرین کا رونا یاد کرتے

اس کا دل بے چین ہوا تھا۔۔۔۔۔ از میر

نے ٹائٹم دیکھ رات کا ایک بج رہا

تھا۔۔۔۔۔ سگریٹ پاؤں کے نیچے مسلتے

ہوئے اپنی کیزا اٹھاتا کمرے سے

نکلا۔۔۔۔۔ کہ پھر اسی لمحے حور کا سوچتے

واپس آیا تھا۔۔۔۔۔

روئے کچھ بھی کرے مجھے کیا۔۔۔

اس کے بھائی کی وجہ سے میری ناز و

پلی بہن آج اس حال میں ہے تو میں

کیوں اس پہ ترس کھاؤ۔۔۔ سوچتے ہی

ازمیر سر جھٹکتا دوبارہ اس پر تر کرے

کی طرف بڑھا۔۔۔ لائٹس آؤف

کرتے بیڈ پر اوندھ منہ لیٹتے آنکھیں
بند کر گیا۔۔

فجر کے وقت از میر کی آنکھ کھولی۔۔
جلدی سے فریش ہوتا کیزا اٹھاتے
ہوئے کمرے سے نکلا۔۔ بیس منٹ
بعد گاڑی حویلی کے کارپوچ میں آکر
روکی۔۔۔ از میر لاؤنج میں داخل

ہوا۔۔۔ اس نے ایک نظر کچن کی
طرف بڑھتے کچن میں ڈالی۔۔۔ مہرماہ
شاہ کچن میں نہیں تھی۔۔
شکر ہے ممانہیں اٹھی۔۔۔ از میر
کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے
بولا۔۔۔ کمرے میں آتے ہی اس کی
نظر بیڈ پر گئی۔۔۔ نمرین بیڈ پہ نہیں

تھی۔۔ اس نے کمرے میں نظریں
دوڑائیں۔۔ اسی لمحے نمرین ڈریسنگ
روم سے باہر آئی۔۔ اسے دیکھتے از میر
ساکت ہوا تھا۔۔ نمرین بالوں پہ
ٹاول لیٹے ہوئے پنک فرائک پہنے
کھڑی تھی۔۔ نمرین اسے دیکھ کر
حیران ہوئی تھی۔۔ اس کے کپڑے

اس کے وجود سے چپکے ہوئے

تھے۔۔۔

ازمیر اسے وہی کھڑا دیکھ کر اس کی

طرف بڑھا۔۔۔ نمرین اسے اپنی

طرف آتا دیکھ کر نظریں جھکا گئی۔۔۔

ازمیر ہلکا سا مسکراتے ہوئے ڈریسنگ

روم میں چلا گیا۔۔۔ ازمیر کے جاتے

ہی نمرین لیا۔۔ بالوں سے ٹاول اتار
کر صوفے پہ رکھتے نے سانس بال
بنانے لگی۔۔۔ بال شانوں پہ رکھتے
لیپ سٹک لگا رہی تھی۔۔ از میر
ڈریسنگ روم سے باہر آیا۔۔ از میر
ٹریک سوٹ پہنے کمرے سے نکل

گیا۔۔۔ نمرین اچھے سے دوپٹہ سیٹ

کرتے کچن کی طرف بڑھی۔۔۔

اسلام وعلیکم۔۔۔ نمرین ممر ماہ شاہ کو

دیکھتے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ وعلیکم

السلام پیٹا۔۔۔ کیسی ہے آپ۔۔۔ مہر

ماہ نے بھی پیار سے اس کے سر پہ ہاتھ

رکھا تھا۔۔۔ میں ٹھیک ہوں آپ

کیسی ہے۔۔۔ نمرین شاہ نے

مسکراتے انہیں دیکھا۔

بلکل ٹھیک ماشاء اللہ میری بیٹی تو بہت

پیاری لگ رہی ہے۔۔ مہرماہ نمرین کو

پیارے دیکھتے ہوئے بولی۔۔ نمرین

مسکرائی۔۔ نمرین مہرماہ کے ساتھ

کھانا بنانے میں مدد کر رہی تھی۔۔۔

مہرماہ زیادہ تر کھانا خود ہی بناتی تھی۔۔

چالیس منٹ بعد از میر جو گنگ سے

واپس آیا۔۔ اور کچن کی طرف

بڑھا۔۔ از میر کے بیٹھتے ہی نمرین

نے اس کی طرف جوس کا گلاس

بڑھایا۔۔ از میر نے جوس لیتے ہوئے

ایک نظر نمرین کی طرف دیکھا۔۔ وہ

اس کے دیکھنے پہ سرخ پڑتے نظریں
جھکا گئی۔۔

کیونکہ اس کی جزبہ لٹاتی نگاہوں کا
مقابلہ کرنا اس کے بس کی بات نہیں
تھی۔۔ نمرین اسے جوس دینے کے
بعد مہرماہ کی طرف بڑھی۔۔ بیٹا سب
کچھ تیار ہے تم اپنے ڈیڈ، ارسل اور

حان کو بلا لاؤ۔۔ میں تب تک ناشتہ

لگوا لیتی ہوں۔۔

جی۔۔ نمرین تھوڑا سا نروس ہوتے

ہوئے بولی۔۔ جی بیٹا آپ جاؤ۔۔ مہرماہ

شاہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ نمرین

شاہ ان کی تائید میں کمروں کی طرف

کی طرف بڑھتے سلطان شاہ کے

کمرے کا دروازہ نوک کیا۔۔۔ ان کی

جی کہنے پہ نمرین شاہ اندر کی طرف

بڑھی۔۔

وہ۔۔ وہ اسلام و علیکم! و علیکم السلام

جی بچے۔۔ سلطان شاہ اس کے انداز پہ

ہلکا سا مسکرائے۔۔ انکل ممابولار ہی

ہے۔۔ نمرین نظریں جھکائے

بولی۔۔ بچے جیسے آپ مہر کو ماما کہتے

ہوں۔۔ مجھے بھی ڈیڈ بولا

کرے۔۔ مجھے اچھا لگے گا۔۔ سلطان

شاہ بے حد محبت سے بولے

تھے۔۔ ان کی بیٹی تو تھی نہیں

یہاں۔۔ بہو بھی بیٹی ہی تھی۔۔

جی۔۔ وہ بس اتنا ہی بولی تھی۔۔

سلطان شاہ نے پیار سے اس کے سر پہ

ہاتھ رکھتے باہر کی جانب قدم

بڑھائے۔۔ ان کی شفقت بھرے

انداز پر اسکی آنکھوں میں ہلکی سی نمی

آئی تھی۔۔ زوایا شاہ نمرین نورین دو

تین سال کی تھی جب اس دنیا سے

رخصت ہوئے۔۔۔ والد کا پیار کیا
ہوتا یہ تو ان دونوں بہنوں نے اپنی
ہوش میں محسوس نہیں کیا۔۔ لیکن
شاہ زین نے ہمیشہ اپنی دونوں بہنوں
کی ہر خواہش پوری کی ہے۔ ان کو کبھی
زاویار شاہ کی کمی محسوس ہونے نہیں
دی۔۔۔ ان کے خاندان میں شہر

جانے کی اجازت نہیں تھی۔۔ لیکن

نورین کے کہنے پہ شاہ زین نے اس کا

خود ایڈمیشن کروایا تھا۔۔

شاہ زین نے، ہمیشہ دونوں کو بہنوں کو

اپنی سیٹیاں ہی سمجھا تھا۔ شاہ ویر بھی

اسی لیے بگڑ گیا تھا۔۔ زوایا شاہ کے

مرنے کے بعد شاہ زین نے اس کی

بھی ہر خواہش پوری کی تھی۔۔۔ اس
لیے وہ خود سر ضدی بد تمیز ہو گیا ہوا
تھا۔۔۔ نمرین اب ارسل کے کمرے
کی طرف بڑھی۔۔۔
دروازہ نوک کرتے اندر کی طرف
بڑھی۔۔۔ ارسل نمرین کو دیکھ کر
مسکرایا۔۔۔ بھیا ماما کھانا پہ بلا رہی

ہے۔۔۔ نمرین شاہ مسکراتے ہوئے

بولی تھی۔۔ ارسلان شاہ اس کے لیے

اس کے بڑے بھائی کی طرح ہی

تھا۔۔ اوکے میں ابھی آیا۔۔ ارسل

مسکراتے ہوئے بولا۔۔ نمرین ارسل

کے کمرے سے نکلی۔۔ حنان نیچے ہی

آ رہا تھا۔۔۔

اسلام و علیکم بھابی! حنان نمرین کو

دیکھتے ہی بولا۔۔۔۔۔ و علیکم

اسلام۔۔۔۔۔ نمرین نے مسکراتے ہوئے

کہا۔۔۔۔۔ بھابھی میری بھائی اٹھ گئے۔۔۔

حنان نے از میر کے کمرے کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

جی وہ نیچے ہے۔۔۔ نمرین از میر کی
آنکھوں کی تپش یاد کرتے بولی۔۔۔
چلے پھر کھانا کھاتے ہے۔۔۔ ویسے
بھابی ایک بات بتاؤ۔۔۔ حنان نمرین
کے ساتھ ڈائینگ روم کی طرف
بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ جی۔۔۔ بھابی میں
نے سوچا تھا آج میر بھائی پہ پانی گرا کر

ان کو اٹھانا جگانے کا۔۔ حنان شاہ نے

شرارتی انداز میں کہا تھا۔۔

لیکن وہ پہلے سے ہی اٹھے ہے۔۔۔

لیکن بھابی مجھے میر بھائی پہ پانی گرانا

ہے کل آپ بھائی کو نہیں اٹھائے

گی۔۔۔ میں اٹھاؤ گا۔۔۔ اور آپ بھائی

کے اٹھنے سے پہلے مجھے اٹھا دے

گی۔۔۔ حنان نے التجائیں لہجے میں

کہتے اسے دیکھا۔۔۔

نمرین نے حیرانگی سے حنان کی طرف

دیکھا۔۔۔ بھابی بتائے۔۔۔ دیکھے بھابھی

منع مت کیجئے گا۔۔۔ میں آپ کا

اکلوتا دیوار ہوں۔۔۔ اپنے اس اکلوتے

دیوار پر ترس

کھائے۔۔۔ پلیز۔۔۔ پلیز۔۔۔ حنان

معصوم سا چہرہ بناتے ہوئے بولا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ نمرین اس کا معصوم

چہرہ بناتے ہوئے بولا۔۔۔ پھر دونوں

ڈانگ روم کی طرف

بڑھے۔۔۔ نمرین کے چہرہ پہ

مسکراہٹ تھی۔۔۔ جسے سب نے

دیکھا تھا۔۔ جبکہ حنان کے چہرہ کی

مسکراہٹ پہ سب کو پتہ چل رہا تھا

حنان ضرور کوئی شرارت کرنے والا

تھی۔۔

ازمیر نے ایبر و آچکا کے نمبرین کی

طرف دیکھا۔۔ جس کے چہرہ پہ

مسکراہٹ تھی۔۔ کھانڈ کھاتے وقت

ازمیر کی نظریں وقفے وقفے سے

نمرین پر پڑ رہی تھی۔۔

جبکہ جنان یہ دیکھ صرف مسکرا رہا

تھا۔۔۔ بھائی کیا بھائی کو آنکھوں سے

ہی نکلنے کا اردہ ہے۔۔ جنان شاہ نے

ازمیر کے کان میں سرگوشی کی

تھی۔۔ جس پہ ازمیر شاہ کو گھورا

تھا۔۔ اور پھر کھانا کھاتے ہی حنان

کھڑا ہوا۔۔۔ اب ہم لوڈ و کھیلے

گئیں۔۔ حنان نے مسکراتے ہوئے

ان سب کو دیکھ رہا تھا۔۔

مہرماہ کچن کی طرف بڑھ بڑھی

تھی۔۔ نمرین بھی کھڑی

ہوئی۔۔ ارے بھابی آپ

کہاں۔۔۔ حنان نمرین کو چن کی

طرف جاتا دیکھ کر بولا۔۔

وہ۔۔ میں۔۔ ماما۔۔ لک۔۔ کی ہیلپ

کرنے۔۔ نمرین نے ایک نظر از میر

پہ ڈالتے ہوئے کہا۔۔ جواب ٹیک

لگائے فرست سے اسے دیکھ رہا

تھا۔۔ کہ وہ اسی سے تو بھاگ رہی

تھی۔۔ وہ اس کی نظروں کی طاق نہ
لے سکتی تھی۔۔

بھابی نور امما کی ہیلپ کر دے گی۔۔
آپ چلے ہم کھیتے ہیں۔۔۔ کیوں میر
بھائی بھابی کو بھی کھیلنا چاہیے
نہ۔۔ حنان نمرین کے آگے کھڑے
ہوتے ہوئے بولا۔۔ جس پر از میر نے

اسے غصے سے دیکھا۔۔ اس کے غصے

سے دیکھنے پر حنان نے اسے آنکھ

ماری۔۔ جواب تو دے میر

بھائی۔۔ حنان معصومیت سے بولا۔۔

کھیلوں نمرین تم بھی ان کے ساتھ

میرے ساتھ نور ہے وہ میری مدد کر

دے گی۔۔۔ مہرماہ نے مسکراتے

ہوئے کہا۔۔

اوکے ہو گیا۔۔۔ چلے بھائی، بھیا،

بھابی۔۔ حنان تینوں کو دیکھتے ہوئے

بولا۔۔ سب لاؤںج میں بیٹھے

تھیں۔۔۔

او کے میر بھائی اور ارسل بھیا آپ کی

ٹیم میں اور بھا بھی ایک ٹیم

میں۔۔۔ حنان نے لڈونکالتے ہوئے

سامنے رکھی۔۔۔ لڈودیکھ سلطان

شاہ، ارسل مہرماہ اور انہیں سب کی

آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ دیکھے یہاں

ابھی میں بھیا اور بھائی کو جیت کر

دیکھاؤ گا۔۔ اس لیے ڈونٹ

اوکے۔۔ حنان سب کی آنکھیں نم

دکھتے ہوئے بولا۔۔

حنان کے کہنے پر سب اپنی اپنی جگہ

بیٹھ گئے۔۔ از میرا اولاد سل ایک

طرف حنان نمرین ایک طرف بیٹھے

تھے۔۔ سلطان شاہ مہر ماہ سامنے

صوفے پر بیٹھ گئے۔۔ اب سب کھیلنے
میں مصروف تھیں۔۔ نمرین جس کو
سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے حنان کو
دیکھنے لگی۔۔ حنان اپنے ساتھ اس کی
بھی مدد کرتے چیٹنگ کرنے لگا۔۔
ارسل جس کی نظر حنان پر

تھی۔۔۔ اسے چیٹنگ کرتا دیکھ اس کا

ہاتھ پکڑ لیا۔۔ نہیں۔۔

(No, no cheating)

ارسل حنان سے مسکراتے ہوئے بولا

تھا۔۔ وہ اس کے اراپے سمجھ چکا

تھا۔۔

نہیں یار بھیا میں چیٹنگ نہیں کر

رہا۔۔ حنان معصومیت سے

بولا۔۔ دیکھانہ بھائی یہ چیڑا بھی بھی

نہیں سدھرا۔۔ حنان چیڑا از میر حنان

کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔

ہیلو بھائی میں چیڑ نہیں ہوں۔۔ وہ تو

بس میں بھابی کی تھوڑی سی مدد کر رہا

تھا۔۔۔ حنان معصومیت سے بولا۔۔

نمرین ان تینوں کو دیکھ رہی تھی جو

بچوں کی طرح بحث کر رہے تھے۔۔

اچھا ٹھیک ہے لاسٹ ٹائم۔۔ اب

نہیں کرو گا۔۔ حنان نے اپنی جگہ پہ

دوبارہ بیٹھتے ہوئے کہا۔۔

اب از میر کی نظر بھی حنان پر بھی۔۔

نمرین حنان کے ساتھ بیٹھی حنان کی

طرف دیکھ رہی تھی۔۔ بھائی۔۔ آپ

اب دیکھے کیا کرتا ہوں۔۔ حنان نے

شرارت سوچتے نمرین سے کہا تھا۔۔

نمرین حنان کی طرف دیکھنے لگی۔۔

حنان از میر، ارسل پر نظر ڈال کر
چیٹنگ کرنے لگا۔۔۔ حان چیسٹر۔۔۔

از میر نے اب اس کا ہاتھ پکڑا
تھا۔۔۔ دیکھا بھیا۔۔۔ چیٹنگ کر رہا تھا
۔۔۔ از میر ارسل کو اس کا ہاتھ
دیکھاتے ہوئے بولا۔۔۔ عینی دیکھ بھائی
خود چیٹنگ کر کے ہم پہ نام لگا رہے

ہے۔۔ حنان جلدی جلدی میں بولا

تھا۔۔

پھر اپنی بات سوچتے زبان دانتوں کے

نیچے دہائی۔۔ سلطان شاہ، مہرماہ شاہ ان

کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔ ان کی

آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔ اب لاؤنج

میں بالکل خاموشی تھی۔۔ بھیا میں

سوچ رہا ہوں آئیس کریم کھائیں۔۔

حنان بولتے کچن کی طرف بڑھا۔۔

اور آئیس کریم لیے لاؤنج میں آیا۔

سب کو آئیس کریم دیتے اب صوفے

پر بیٹھا۔۔

سلطان شاہ مہرماہ کے ساتھ صوفے پہ

بیٹھے تھے۔۔ ساتھ ہی ارسال بیٹھا

تھا۔۔ حنان از میر کے ساتھ نمرین
بلکل از میر کے سامنے بیٹھ ہوئی
تھی۔۔ از میر کی نظریں نمرین پہ
تھی۔۔ جو کہ پنک کمر کی فراک پہنے
لائٹ سی لیپ سٹک لگاتے بہت پیاری
لگ رہی تھی۔۔ از میر کی نظریں
محسوس کرتے نمرین کی رنگت سرخ

ہو رہی تھی۔۔۔ از میر کی نظریں
نمرین پر ٹپکی دیکھ کر حنان نے از میر
کی طرف دیکھتے ایبر واچکائی۔۔۔ میر
بھائی کیا بھابی کو کھا جانے کا اردہ
ہے۔۔۔۔ حنان نے جھکتے از میر کے
کان میں سرگوشی کی تھی۔۔ حنان کی
بات پر از میر نے حنان کو گھورا۔۔

بھائی آپ تو جیسے ترس رہے

ہیں۔۔ فضول نہ بول۔۔ از میر حنان

کو گھورتے ہوئے بولا۔۔ بھائی اس

سے پہلے حنان کچھ بولتا ارسل

بولا۔۔۔ ڈیڈ آپ کو اور ماما کو آرام

کرنا چاہیے۔۔ بعد میں آؤں لائین

میٹنگ رکھی ہے میں نے۔۔ ارسل

نے آئیس کریم کھاتے ہوئے

بتایا۔۔۔ اوکے پیٹا۔۔ سلطان شاہ بول

کر کمرے کی طرف بڑھے۔۔

میر تمھاری میٹنگ کا کیا ہوا۔۔ ارسل

اب از میر سے متوجہ ہوا۔۔۔ بھیا

میری بات ہوئی تھی کر لوگا

اٹینڈ۔۔ از میر نے مصروف انداز میں

کہا۔۔ ہم یاد سے کر لینا میر۔۔ اس
دفعہ مت بھول جانا۔۔ ارسل نے
سنجیدگی سے کہا۔۔ ٹھیک ہے بھیا۔۔
ازمیر نے اثبات میں سر ہلایا۔۔
مما میں کمرے میں ہوں۔۔ ازمیر
باؤل رکھتے ہوئے بولا۔۔ ازمیر کی
نظر ابھی بھی نمرین پر تھی۔۔

نمرین نے از میر کی نظریں محسوس
کرتے نظریں اٹھا کر از میر کی طرف
دیکھا۔۔۔ از میر نے نمرین کو اندر آنے
کا اشارہ کیا تھا۔۔۔ نمرین از میر کا اشارہ
سمجھتے کمرے کی طرف بڑھی۔۔
از میر بھی اسی کے پیچھے کمرے کی
طرف بڑھا۔۔

جی۔۔ نمرین از میر کو اندر آتا دیکھ کر
بولی۔۔ از میر نے اس کے قریب آتے
اس کی چادر اتارتے بیڈ پر پھینکی
تھی۔۔ اب از میر نمرین کا بغور جائزہ
لے رہا تھا۔۔

پنک کلر کی فراک بال جو کہ جوڑے
کی شکل میں باندھے ہوئے تھے۔۔

فراک کی فیٹنگ سے اس کی بل کھاتی

کمر نشیب و فراز عیاں ہو رہے

تھے۔۔۔ از میر کو خود کا جائزہ کرتا دیکھ

نمرین کے عارضی تپ کے انار ہوئے

تھے۔۔۔ از میر اس کی کمر میں ہاتھ

ڈالتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔

نمرین اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتے

اپنی ہیزل گریں آنکھیں جھکا گئی۔۔

ازمیر نے جھکتے اس کے عارض پہ لب

رکھے تھے۔۔۔ جو کہ تپ کے انار ہو

رہے تھے۔۔۔ اس کی جھکی نظریں

دیکھ ازمیر نے ٹھوڑی سے پکڑ کر اس

کا چہرہ اپنے مقابل کرتے اس کے

ہونٹوں کو شدت سے چوما تھا۔

نمرین اس کی شدت پہ کاپی تھی۔

ازمیر اسے اپنی بالہوں میں اٹھاتے بیڈ

کی طرف بڑھا۔ نمرین نے اس کی

شرٹ مٹھیوں میں جکڑی ہوئی

تھی۔۔۔ ازمیر اسے نرمی سے بیڈ پہ

لیٹتے ہوئے اس پہ جھکا تھا۔۔ اس پہ اپنا

وزن ڈالے بغیر اس کی گردن پہ جھکا

اپنا لمس بکھیرنے لگا۔۔ اس کی گردن

سے ہوئے انہ میر نے اس کی

دھڑکنوں کو شدت سے چوما۔۔

نمرین پوری کا پی تھی۔۔۔ اس کے

کانپنے سے از میر اس سے دور ہوتے

بیڈ پہ لیٹا۔۔

نمرین کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے

اوپر کرتے اس کی کمر پہ حصار بناتے

ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھنے

لگا۔۔۔ اس کے گرد حصار منضبوط

کرتے از میر آنکھیں موند گیا۔۔۔

نمرین اسے دیکھ کر حیران ہو رہی
تھی۔۔۔ اگر کوئی از میر سے پوچھتا
سکون کہاں ہے تو وہ بتاتا دنیا میں کہیں
سکون نہیں جتنا سکون نمرین کے
قریب ہونے میں ہے۔۔۔

حور کی صبح آنکھ کھلی تو شازین کمرے
میں نہیں تھا۔۔۔ جسے کمرے میں نہ
پاتے وہ فریش ہوتے کھانے کی غرض
سے لاؤنج کی طرف بڑھ رہی
تھی۔۔۔

لاؤنج میں شاہ بی بی کو دیکھ ان کے
قریب آئی تھی۔۔۔ السلام

علیکم۔۔۔ ماما۔۔۔ حور نے مسکراتے

ہوئے آگے آتے سلام کیا تھا۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔ کیسی ہے میری

بیٹی۔۔۔ شاہ بی بی نے اسے خود سے

لگاتے ہوئے سوال کیا تھا۔۔۔

میں ٹھیک ہوں آپ کیسی

ہیں۔۔۔ حور نے معصومیت سے ان

کی طرف دیکھا۔۔

میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ شاہ بی بی

نے اس کی پیشانی چومی تھی۔۔۔ بچے

شاہ کہاں ہیں؟؟؟ شاہ زین کونہ پاتے

شاہ بی بی نے اس سے سوال کیا

تھا۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ مجھے نہیں پتا

میں سو رہی تھی۔۔۔ ائی ایم

سوری۔۔۔ وہ بتاتے لاسٹ پہ سوری

بول رہی تھی۔۔۔ جیسے ساری غلطی

اسی کی ہوتی ہے

وہ کس لیے بچے؟؟ شاہ بی بی نے اس

کی سوری بولنے پر اس سے استغفار کیا

تھا۔۔۔ وہ دیر سے اٹھنے کے لیے حور

نے چہرہ جھکائے ہاتھوں کی انگلیوں پر

نظریں کی تھی۔۔۔ شاہ بی بی بھی

مسکرا دی۔۔۔

لیکن بچے اس میں سوری والی کیا بات

ہے۔۔۔ بیٹا کبھی انسان دیر سے اٹھ جاتا

ہے۔۔۔ آپ اگلی دفعہ خیال

کرنا۔۔ شاہ بی بی ایک بہت ہی نرم
مزاج عورت تھی۔۔ سو اپنی طبیعت
کے مطابق بے حد نرمی سے مسکرا
دی۔۔ جو اثبات میں سر
ہلایا۔۔ جس سے اس کے دائیں گال
پر ڈمپل واضح ہوا تھا۔۔ جسے وہ اور
خوبصورت لگی تو بے ساختہ شاہ بی بی

کے منہ سے.... ماشاء اللہ!!

نکلا۔۔۔

شاہ زین جولاؤنج میں داخل ہو رہا
تھا۔۔۔ وہ حور کی آواز سن وہیں رک
گیا۔۔۔ حور شاہ بی بی سے اجازت
طلب کرتی ہوئی نگاہوں سے دیکھ
پوچھنے لگی۔۔۔ آپ سے ایک بات

کہوں اگر آپ مائنڈ نہیں

کرے۔۔ حور نے محبت سے پوچھا

تھا۔۔

تو جس پر شاہ بی بی نے مسکراتے

ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔۔ انہیں

حور ایسی باتیں کرتی بہت پیاری لگی

تھی۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے

لگی۔۔ یہ ان کی ہی خواہش تھی جو ہور

ان سے تھوڑا بہت بات کر رہی

تھی۔۔ ورنہ وہ تو پہلے دن سے اب

تک بہت ڈر گئی تھی۔۔ لیکن اب وہ دو

دنوں میں شاہ بی بی اور شاہ سے

تھوڑا بہت بات چیت کر لیتی

تھی۔۔ آپ بالکل بھی

healthier mother in law

نہیں ہے... جیسے وہ ڈراما میں ہوتی
ہیں۔۔ وہ ہیر وٹن کو بہت تنگ کرتی
ہیں ہیر وٹن سے ڈانٹ بھی پڑواتی ہیں
لیکن آپ ایسی نہیں ہے۔۔ بلکہ آپ
تو میرا خیال رکھتی ہیں اور مجھے شاہ جی

سے بھی ڈانٹ نہیں پڑنے دیتی..

انہیں روکتی ہیں۔۔۔ وہ کل شام کی

بات کر رہی تھی، جب شاہ بی بی نے

اسے شاہ زین سے ڈانٹ پڑنے سے

بچایا تھا۔۔۔

جس پہ وہ بے ساختہ مسکرا دی۔۔۔

شاہ جی کون ہے؟؟ شاہ بی بی اس کا موڈ

اور فریش کرنے کے لیے جانتے

ہوئے بھی انجان بنی۔۔۔

شاہ جی وہ میرے ہسبینڈ ہے۔۔۔ وہ

سمجھانے کے انداز میں بولی۔۔۔

اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ شاہ بی بی نے بھی

سمجھنے والے انداز میں اسے

دیکھا۔۔۔ وہ حورین شاہ بے حد باتونی

قسم کی لڑکی تھی۔۔۔ شازین وہی

کھڑے اس کی باتیں سن رہا تھا۔۔ اس

کا ارادہ ابھی اور باتیں سننے کا تھا۔۔ حور

کی باتوں سے اس کا دل الگ ہی رت پر

دھڑک رہا تھا۔۔ شاہ بی بی اس سے

مزید گویا ہوئی۔۔

تو آپ شاہ کو شاہ جی کیوں بولتی

ہوں۔۔۔ شاہ بی بی نے محبت سے

سوال پوچھا تھا۔۔

حور نے تحریر زادہ نگاہوں سے اسے

دیکھا۔۔

آپ کو نہیں پتہ؟؟ حور نے سوالیہ

نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔

نہیں بچے مجھے نہیں پتہ۔۔۔ شاہ بی بی

نے جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے

کہا۔۔۔

(i tell) چلیں کوئی نہیں۔۔

حور مسکرا کر بولی۔۔ وہ شاہ (you

جی مجھ سے بڑے ہیں... آپ بڑی

ہیں آپ شاہ کہتی ہیں تو میں شاہ کے

ساتھ جی ان کو بڑا سمجھ کے لگاتی ہوں

آپ کو پتہ ہے جب میں نے اُنہیں

فرسٹ ٹائم دیکھا۔۔۔ تو انکل سمجھی

تھی.... وہ اپنے نکاح والے دن کی

بات کر رہی تھی... نکاح والے دن

وہ اپنے سلطان شاہ کے بتانے سے پہلے

اسے پیچھے کھڑا دیکھ چکی تھی... لیکن

پوچھ نہ سکی کہ کون ہے تو اس کے
معصومیت سے کہنے پر شاہ بی بی ہنس
دی۔۔۔ جبکہ شاہ زین نے چہرے پر
تھوڑی مسکراہٹ کے ساتھ ساتھ
حیرانگی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔
وہ سحرانگریز پر سنلٹی کا مالک ناجانے
کتنی ہی لڑکیوں کا آئیڈیل تھا۔۔۔ اس

کے دادا شاہ جبکہ دادی خان تھی۔۔

اور اس نے یہ پٹھانی نقوش اپنی دادی

سے چرائے تھے۔۔ وہ پٹھان ہی لگتا

تھا۔۔ جبکہ باقی تینوں بھی

خوبصورت تھے۔۔ لیکن اس سے کم

تھے۔۔

ماشاء اللہ!!! ہماری بیٹی تو بہت سمجھدار

ہے... اب آپ کے ہاتھ کی جلن

کیسی ہے۔۔۔ شاہ بی بی نے اس کے

ہاتھ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

تھا۔۔۔

اب ٹھیک ہے.... میں تو بھول بھی

گئی۔۔۔ حور اپنے مزاج کے مطابق

بول گئی تھی۔۔۔ وہ ایسی ہی تو تھی

چوٹ جلدی بھول جاتی تھی۔۔۔

پھر تو آپ بہت بہادر ہوئی۔۔۔ شاہ بی

بی حور کے بتانے پر مسکراتے ہوئے

بولی۔۔۔ تو حور کو ایک اور واقعہ یاد آیا

تھا۔۔۔ اور وہ بتانے لگی۔۔۔

آپ کو پتہ ہے ڈیڈ بھی ایسے کہتے ہیں
کہ میرا بچہ تو بہت بہادر ہے... جب
میں حان کو تنگ کرتے بھاگ رہی
تھی، تو میرے پاؤں کو ٹھوکر لگ گئی
جس پر بھیا اور بھانی مجھے کمرے میں
چھوڑ کر خاص انسٹرکشن کے ساتھ
آئے تھے۔۔۔ کہ اب صبح تک بالکل

باہر نہیں آنا۔۔ لیکن میں نے کوئی
نہیں سنی... اور اپنے دماغ میں ایک
نیا سکیم سوچنے لگی۔۔ وہ بولتے ہوئے
ہنس پڑی تھی۔۔۔

اس کا مطلب ہماری بیٹی تو بہت
شرارتی ہے۔۔۔ شاہ بی بی مسکراتے
ہوئے بولی۔۔۔ حور کچھ کہنے ہی والی

تھی کہ شاہ زین اندر آیا تھا۔ وہ ابھی

اس کی باتیں اور سننا چاہتا تھا۔ مگر

شاہ زین کھڑا تھکنے لگا۔ تو اندر آگیا

جب حور کی نظر اس پہ پڑی تو چپ

کرتے نظریں جھکا گئی۔ شاہ زین شاہ

بی بی کے ہاتھ چوم آنکھوں سے لگا کر

ان کے سامنے والے صوفے پر

بیٹھا۔۔ اور حور سے مخاطب ہوا۔۔

جاؤ میرے لیے پانی لے کر

آؤ۔۔ اور جام ملنے کی دیر تھی کہ وہ

بھاگنے کے انداز میں چین کی طرف گئی

تھی۔۔

حور کے کچن میں جانے کے بعد شاہ
زین شاہ بی بی سے متوجہ ہوا۔۔۔ ماں
میں دو تین دنوں کے لیے شہر جا رہا
ہوں۔۔۔ کچھ کام ہے۔۔۔ جس پہ شاہ
بی بی نے اسے مسکراتے ہوئے
دیکھا۔۔۔ اور اثبات میں سر
ہلایا۔۔۔ اتنے میں حور پانی کا گلاس

ٹرے میں لیے آئی تھی۔۔۔ اس سے

ٹرے میں گلاس سنبھالا نہیں جا رہا

تھا۔۔۔ اسے ایک انڈا تک بنانا نہ آتا

تھا۔۔

کبھی ایسے ٹرے میں گلاس نہیں سرو

کیا تھا۔۔۔ اس لیے اسے بیچ بیچ کے آنا

پڑ رہا تھا۔۔۔ کہ اچانک ہی شاہ زین کی

آواز پر ڈر کر تیزی اسی سے آگے

بڑھی اور گلاس زمین بوس ہو

گیا... اور شاہ زین کہ ڈر سے وہ اس

قدر خوفزدہ تھی... کہ اسی پر پاؤں

... رکھ کر ایک قدم آگے بڑھی تھی

جس پہ اس کی چینخ بے ساختہ نکلی

تھی۔۔ جبکہ شاہ زین حیران ہوا

تھا۔۔ اس نے تو بس یہی کہا تھا کہ

جلدی آئے اور وہ کیا کر بیٹھی..... وہ

افسوس سے دیکھتے اس کی طرف بڑھا

..... تھا

شاہ بی بی بھی اپنی جگہ سے اٹھتے اس کی
طرف آئی تھی۔۔ شاہ زین اس کے
پاس پہنچ کر اسے کلائی سے جکڑے
اپنے قریب کر گیا۔۔ کیونکہ وہ اسے
اپنی طرف اتادیکھ ڈر کر دوسرے
پاؤں بھی کانچ پر رکھ دیتی کہ اسی لیے
شاہ زین صوفے کی طرف اس کے

قدموں میں پنچوں کے بل بیٹھا اس

.... کے پاؤں کو دیکھ رہا تھا

ثناء شاہ جو حور کی چینخ سن کر اسی کی
طرف آرہی تھی۔۔۔ شاہ زین کو حور

کے قدموں میں بیٹھا دیکھ وہی رک

بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ جو

حور کا پاؤں ہاتھ میں لے چکا تھا اور

اب کانچ کو اس کے پاؤں سے نکال

اس کے پاؤں کو دونوں ہاتھوں کے

درمیان اس طرح پکڑے ہوا تھا...

کہ خون بہک جائے۔۔۔

ملازمہ کو شاہ بی بی فرسٹ ایڈ باکس

لانے کا بول چکی تھی۔۔۔ وہ اس میں

سے کاٹن نکال کر سپریٹ سے زخم

صاف کرتے پٹی باندھ گیا تھا۔۔۔ ثناء

شاہ اسے حور کے قدموں میں بیٹھا

دیکھ اور پٹی کرتے ہونٹ دانتوں تلے

دبائے کمرے میں چلے گئی تھی۔۔

لیکن آج اسے اس بات کا احساس ہو

گیا تھا۔۔ کہ شاہ زین اب حور کا ہو چکا

ہے۔۔۔ کیونکہ شاہ زین آج تک اپنے

باپ کے بعد ماں اور تیسری حور
تھی... جس کے قدموں میں بیٹھا

تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔

حور کو تکلیف تو بہت تھی لیکن وہ شاہ
زین کے ڈر سے خاموش تھی۔۔

چلو بیٹا اسے کمرے میں لے جاؤ۔۔۔
شاہ بی بی نے شاہ زین کو حکم دیا تھا۔۔۔
اٹھو... شاہ زین نے حور کے سامنے
ہاتھ کیا۔۔۔ حور نے کچھ پل اس کے
ہاتھ کو دیکھا اور پھر اس کے ہاتھ میں
اپنا ہاتھ رکھتے اٹھنے کی کوشش کی
تھی۔۔۔ جس کے باعث درد کی لہر اس

کے پاؤں میں اٹھی اور آنکھوں میں

انسو آگئے۔۔ جسے دیکھ شازین نے

اپنے آپ کو تھوڑا جھکائے ایک ہاتھ

اس کی کمر کے گرد حائل کیا۔۔ اور

دوسرے ہاتھ سے اس کے ہاتھ کو

مضبوطی سے تھامتے اسے خود

اٹھایا۔۔ اور کمرے کی طرف چل

دیا۔ شاہ بی بی نے شاہ زین کو جاتے
دیکھ ملازمہ کو آواز دی۔۔۔ اور اسے
ہلدی والا دودھ شازین کے کمرے
میں دے کر آنے کا بولتے اپنے
کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔
شاہ زین نے لاؤنج سے نکلتے حور کو اپنی
باہوں میں اٹھالیا۔۔۔ اور اس افتاد

کے لیے تیار نہ تھی تو بوکھلاتے ہوئے
خود کو گرنے سے بچانے کے لیے اس
کی گردن کے گرد باہر حائل کر گئی،
اور شاہ جی بول اس کے سینے میں چہرہ
چھپا گئی۔۔ اس کے ایکٹ پر شاہ زین
کے چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی
تھی۔۔ وہ کمرے کا دروازہ پاؤں کی

ٹھوکر سے کھول اسے لیے بیڈ کی
طرف بڑھا۔ اور اسے بیڈ کراؤن
سے لگوا کر بٹھایا۔ حور کی نظر اس
کے گریبان سے کھلے بٹنوں سے
چھلکتے سینے پر پڑی تو اس کے چہرے کی
طرف دیکھتے سوچنے لگی واقعی شاہ زین

ایک خوبصورت مردانہ وجاہت کا

شہکار تھا۔۔۔

وہ کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل ہو سکتا

تھا۔۔۔۔ لیکن اس کے نکاح کی رات کا

عمل یاد کرتے وہ بری طرح سے

لرزی تھی۔۔ اس نے بہت برا

سلوک کیا تھا اس کے ساتھ۔۔ اس کا

لرزنا سازین نے محسوس کیا

تھا۔۔۔ اتنے میں دروازے پر دستک

ہوئی شاہ زین کے اجازت دینے پر

ملازمہ اندر آئی۔۔ شاہ صاحب...

شاہ بی بی نے بی بی جی کے لیے ہلدی

والا درود بھیجا ہے۔۔۔ ملازمہ نے

نظریں جھکائے دروازے کے قریب

کھڑے ہی بتایا تھا۔۔۔

وہاں رکھ دو اور ہاں دوبارہ بی بی جی

نہیں بیگم صاحبہ بول کر مخاطب کرنا

اور یہ بات تمام ملازمین کو بتا دینا مجھے

دوبارہ کہنے کی ضرورت نہ پڑے۔۔۔

شاہ زین کا لہجہ خود بخود سخت ہوا

تھا۔۔۔ جی صاحب... ملازمہ کہتی
وہاں سے غائب ہوئی تھی۔۔۔ کیونکہ
آج کل شاہ زین کے غصے سے سبھی کی
جان نکلتی تھی۔۔۔ وہ غصے میں کسی کا
لحاظ نہیں کر رہا تھا۔۔۔
اب شاہ زین حور کی طرف
بڑھا۔۔۔ وہ اسے دودھ کو دیکھتے منہ

چڑھا کر دیکھ چکا تھا۔۔۔ دودھ کا گلاس

سائیڈ ٹیبل سے اٹھاتے اس کی طرف

آیا۔۔۔ تو نہ چاہتے ہوئے بھی اسے

روہانسی ہو کر گلاس پکڑتے شاہ زین کو

اس کے چہرے کو دیکھ کافی ہنسی

آئی۔۔۔ لیکن وہ کنٹرول کر گیا تھا۔۔۔

می۔۔۔م۔۔۔میں۔۔۔ب۔۔۔بعد
میں پی لوں گی۔۔ حور میں کہتے ہوئے
اس کی طرف دیکھا۔۔ تو اس کی سرخ
آنکھوں کو دیکھتے وہ بنا چوچڑا کیے ایک
ہی سانس میں سارا گلاس ختم کر گئی
تھی۔۔م اور سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور
شاہ زین کے اشارہ کرتے ہی وہ بیٹھ پہ

کروٹ کے بل لیٹ گئی۔۔ اس کی

طرف سے پشت نہیں کی

تھی۔۔ اسے لیٹتے دیکھ شاہ زین بھی

لائٹ بند کی اور اس کے ہونٹوں پر

ہونٹ رکھتے کمرے سے باہر چل

گیا۔۔

اس کے جاتے ہی حور نے بھی

آنکھیں کھولی اور لمبی سانس لی۔۔ اور

سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔ جو کہ

ناممکن تھی کیونکہ پاؤں میں بہت درد

تھا پھر بھی آنکھیں موندے سونے کی

کوشش کرنے لگی۔۔۔

نمرین کمرے میں تھی۔۔۔ وہ کل کی

وجہ سے ڈسٹرب ہوگی۔۔ یہ سوچتے

مہرماہ شاہ نے اسے شوپنگ پر بھیجنے کا

سوچا تھا۔۔ مہرماہ دروازہ نوک کر کے

اندر آئی۔۔ بیٹا آپ ایسا کرو کچھ دیر

تک میرے ساتھ جا کر شوپنگ کر

آنا۔۔ مہرماہ نے مسکراتے ہوئے

کہا۔۔۔ جی۔۔۔ نمرین بس اتنا پہ بولی

تھی۔۔۔ میں نہیں جاؤ گا۔۔۔ از میر

اندردا خل ہوتے ہوئے بولا۔۔۔ میر

۔۔۔ مہرماہ نے اس کی طرف

دیکھا۔۔۔

مما میں بزی ہوں۔۔۔ از میر نے بول

کر بیڈ پہ لیٹ گیا۔۔۔ مہرماہ نے اسے

دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔ وہ اپنے

بیٹے کے مزاج سے اچھے سے واقف

تھی۔۔ وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہا

تھا۔۔

بیٹا حان آتا ہے آپ اس کے ساتھ

چلے جاؤ۔۔ مہرماہ نے نمرین کے سر پر

پیار دیتے ہوئے کہا اور باہر چلے

گئی۔۔۔

ازمیر نے دروازہ بند ہونے کی آواز پر

ازمیر نے آنکھیں کھول کر نمرین کی

طرف دیکھا۔۔۔ نمرین صوفے پر

بیٹھی نظریں جھکائے ہوئی

تھی۔۔۔ بقول ازمیر شاہ کے وہ اس

کے لیے بڑی تھا۔ مگر اسے دیکھنے

کے لیے فری تھا۔

نمرین صوفے پر بیٹھی اپنی انگلیاں

موڑ رہی تھی۔ از میر کی نظریں

نمرین پر تھی۔۔۔ نمرین اسکی

نظروں کی تپش خود پہ محسوس کرتی

سرخ ہو رہی تھی۔۔۔

وہ۔۔۔ مم۔۔ مم۔۔ مجھے۔۔ آ۔۔

آ۔۔ آپ س۔۔۔ سے ہب۔۔

بات لک۔۔ کر۔۔ کرنی ہو۔۔

ہے۔۔۔ نمرین ٹوٹے ہوئے لفظوں

سے بولی۔۔

نمرین کی بات پر از میر نے اس کی

طرف دیکھا۔۔

ہم۔۔ بولو۔۔ از میر نے آنکھیں بند

کرتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے

ہوئے کہا۔۔

وہ۔۔۔ مم۔۔ مم۔۔ مجھے نمرین

ٹوٹے لفظ لیے بول رہی تھی۔۔۔

از میر نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتے

ہوئے اسے پاس آنے کا اشارہ کیا۔۔

نمرین آہستہ سے چلتی اس کے پاس

کھڑی ہوئی تھی۔۔ از میر نے اسے

بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔ نمرین نظریں

جھکائے اسکے پاس بیٹھ گئی۔۔۔

ہم اب بولو۔۔۔ از میر نے اسکی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ وہ جو سونے

تو؟؟ از میر نے بولتے اس کا ہاتھ

پکڑتے اسے اپنے اوپر گرایا

تھا۔۔۔ نمرین اس کے چوڑے سینے پہ

گری تھی۔۔۔ از میر نے اس کے چہرہ

پہ آتے بالوں کو کان پیچھے کیا تھا۔۔۔

بولو اب۔۔۔ از میر نے اس کے چہرہ پر

نظریں گاڑھی تھی۔۔۔

ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ از میر نے اس کے
ہونٹوں کو فوکس میں لیا تھا۔۔۔ نمرین
نے اس کی طرف بھیگی نظروں سے
دیکھا۔۔۔

پیار تو نہیں ہو گیا مجھے سے۔۔۔۔۔
از میر اسے خود کی طرف دیکھتے پا کر
بولا۔۔۔۔۔ اسکی بات پہ نمرین نظریں

جھکا گئی۔۔۔ از میر کا ایک ہاتھ اسکی کمر پہ

تھی۔۔۔ دوسرے ہاتھ سے اس نے

اسکی گردن کے پیچھے سے ہاتھ ڈالتے

اسے اپنے اور قریب کیا۔۔۔

نمرین نے اس کے چوڑے سینے پہ

ہاتھ رکھا۔۔۔ از میر نے اسکے ہاتھ

پکڑتے اس کی کمر پہ لوک

کیے۔۔۔ اب نمرین کی ناز کی از میر کو

اپنے سینے پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

نمرین کا وجود اس کے حصار میں لرز

رہا تھا۔۔۔

از میر نے اسے اور قریب کرتے اسکے

ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیا۔۔۔

اسی لمحے حنان دروازہ کھول کر اندر آیا

تھا۔۔۔۔۔ دروازہ کھولنے کی آواز پہ
نمرین کرنٹ کھا کر از میر سے دور
ہوئی تھی۔۔۔۔۔ از میر نے دروازے کی
طرف دیکھا۔۔۔۔۔

حنان کو دیکھ از میر نے اسے گھورا
تھا۔۔۔۔۔ حنان بھی اب شرمندہ ہوا

تھا۔۔۔ نمرین تو اب نظریں ہی نہیں
اٹھا پار ہی تھی۔۔

سوری بھائی وہ۔۔۔ حنان شرمندہ
ہوتے ہوئے بولا۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔ از میر
نے ایک نظر نمرین کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔۔۔ جس کی نظریں جھکی

تھی۔۔ اور وہ کانپ رہی تھی۔۔ اور

اتنا تو اسے اندازہ ہوا تھا۔۔ کہ وہ

شرماتی بہت ہے۔۔ وہ جو اپنے شوہر

سے نظریں نہیں ملا پاتی وہ آ خراب

حنان سے نظریں کیسے ملا سکتی تھی۔۔

وہ بھائی ممانے بولا ہے بھابی کو شوپنگ

پہ لے جاؤ۔۔ حنان نے اپنے بالوں

میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔

تو یہاں سے نکل میں خود لے جاؤ

گا۔۔۔ از میر شاہ نے دانت پستے

ہوئے کہا تھا۔۔ تم جا کر چادر لو

-- از میر اسے کانپتے اور سرخ پڑتے

دیکھ بولا تھا۔۔

نمرین جلدی سے ڈریسنگ روم کی
طرف بڑھی۔۔ حنان دروازے کی
طرف بڑھا۔۔ از میر بیڈ سے اٹھتا اس
کے پاس آیا۔۔

تو دروازہ نوک کر کے نہیں آسکتا

تھا۔۔ از میرا سے گھورتے ہوئے

بولا۔۔

بھائی یار ذہن سے نکل گیا۔۔۔ حنان

نے شرمندگی سے کہا تھا وہ واقعی ہی

شرمندہ ہوا تھا۔۔ دوبارہ احتیاط

کرنا۔۔۔۔

از میرا سے شر مندہ دیکھ مسکرا کر

بولا۔۔۔

ٹھیک ہے بھائی ویسے ایک بات

پوچھو۔۔۔ حنان اسے مسکراتا دیکھ

شرارتی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔

بھائی ویسے میں غلط ٹائم پہ آگیا

نہ۔۔۔ ورنہ آج آہ اور بھاب۔۔۔ حنان

نے اسے دیکھتے شرارتی لہجے میں کہا

تھا۔۔

تو میرے سے کھائے گا۔۔ از میر ہاتھ

کا مکا بناتے ہوئے بولا۔۔ ویسے بھائی

مذاق اپنی جگہ بھابی کا اس سب میں

کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔ حنان نے

اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔

ازمیر نے ایک نظر حنان کی طرف

دیکھا۔۔۔

ہمم۔۔۔ ازمیر بس اتنا ہی بولا۔۔۔ ویسے
لگتا ہے بھابی میری وجہ سے باہر نہیں
آ رہی میں چلتا ہوں۔۔۔ حنان ازمیر کو
آنکھ مارتے بول کر نکل گیا۔۔۔

ازمیر نے گہرا سانس لیا اور

مسکرایا۔۔۔ ازمیر نے ڈریسنگ روم

کے دروازے کی طرف دیکھا نمرین

کو باہر آتا نہ دیکھ کر ڈریسنگ روم کی

طرف بڑھا۔۔۔ نمرین اندر صوفے

پر ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ دروازہ

کھولنے کی آواز پر نمرین نے سامنے

دیکھا۔۔۔ از میر کو سامنے دیکھ کر

نمرین کھڑی ہوئی۔۔۔

وہ۔۔۔ مم۔۔۔ میرے۔۔۔ پپ

پاس۔۔۔ بیچ۔۔۔ چادر۔۔۔ لی۔۔۔

یہی۔۔۔ ہہ۔۔۔ ہے۔۔۔ نمرین نظریں

جھکائے بولی۔۔۔ چلو اسی سے چہرہ کور

کرو۔۔۔ از میر نے باہر کی طرف

بڑھتے ہوئے کہا۔۔ نمرین چہرہ پر ویل
کرتی باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ از میر
کے ساتھ نمرین باہر آئی۔۔۔ نمرین
از میر کی اس دن والی بات یاد کرتے
پیچھے والے دروازے کی طرف
بڑھی۔۔۔

ازمیر نے اسی لمحے اسکا ہاتھ پکڑ کر
اپنے قریب کیا۔۔ نمرین اس کے
چوڑے سینے سے لگی تھی۔۔۔
تم اتنا کانپتی کیوں ہوں۔۔۔ ازمیر اس کے
لرزتے جسم کو محسوس کرتے ہوئے
بولا۔۔۔

مم۔۔ مم۔۔ مجھے۔۔ آ۔۔ آ۔۔

آ۔۔ آپ۔۔ س

۔۔ سے۔۔ ڈ۔۔ ڈ۔۔ ڈ۔۔ ل۔۔

لگتا ہے۔۔۔ نرین کا پتہ ہوئے

نظریں جھکائے بولی تھی۔۔۔

میری طرف دیکھو۔۔ از میر نے اسکی

جھکی پلکوں پر پھونک مارتے ہوئے

کہا۔۔۔ نمرین نے ہلکی سی پلکیں اٹھا
کر از میر کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر اسی
لمحے نظریں جھکا گئی۔۔۔ وہ اس شخص
کی آنکھوں میں نہ دیکھ سکتی تھی۔۔
میں نے کہا تم سے نظریں جھکانے
کا۔۔۔ از میر کی بات پر نمرین نے نفی
میں سر ہلایا۔۔۔ اتنا ڈرتی ہوں۔۔۔

ازمیر کو اس کا خود سے ڈرنا برا لگا

تھا۔۔۔

جج۔۔۔ جی۔۔۔ نمرین اسکی آنکھوں

میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ بیٹھو۔۔۔

ازمیر اسے چھوڑنا گاڑی کے

دروازے کو کھولتے ہوئے بولا۔۔۔

نمرین گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔ ازمیر

نے بیٹھتے ہی گاڑی سٹارٹ کی

تھی۔۔۔ نمرین نے اسے گاڑی

چلاتے ہوئے دیکھا۔۔۔ از میر نے

اسے خود کی طرف دیکھتے ہوئے ایبرو

اچکائی۔۔۔ نمرین نے اپنی نظریں اس

پر سے ہٹاتے سیٹ سے ٹیک لگائی۔۔۔

بیس منٹ بعد از میرا سے لیے شوپ

پہ تھا۔۔

نمرین نے از میر کی طرف دیکھا۔۔

جو کہ اس کے لیے کپڑے نکلا رہا

تھا۔۔ لیکن از میر کو پسند ہی کوئی

نہیں آ رہا تھا۔۔ تمہیں کوئی پسند ہے

تو لے لوں۔۔ از میر نے نمرین کی

جھکی نظریں دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ اسے
کنفیوز دیکھ از میر نے پریشانی سے کنپٹی
مسلی۔۔۔ نمرین اس کے ایکٹ پر
ڈرتے ہوئے کپڑے دیکھنے لگی۔۔
نمرین نے صرف دو دوسریس لیے
تھیں۔۔۔

بس۔۔۔ از میر نے اسکی طرف دیکھتے

ہوئے ایبر واچکائی۔۔۔ جی۔۔۔

نمرین نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

از میر اس کی گلانی پکڑے گاڑی کی

طرف بڑھا۔۔۔ جبکہ نمرین اسے

دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔۔۔

گاڑی کارپیوچ میں آکر روکی تھی
۔۔۔ نمرین دروازہ کھول کر اندر کی
طرف بڑھی۔۔۔ از میر اسے دیکھ کر
مسکرا رہا تھا۔۔۔ اندر روم میں آتے ہی
از میر نے نمرین کی طرف ایک پیکٹ
بڑھایا۔۔۔ نمرین نے اسکی طرف
سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ خود دیکھ

لوں م۔۔ از میرا سکی آنکھوں کا اشارہ

سمجھتے بولا۔۔ نمرین نے از میر سے

پیکٹ لے کر آہستہ سے کھولا۔۔

پیکٹ کھولتے ہی نمرین حیران ہوئی

تھی۔۔ اس نے حیرانی سے از میر کی

طرف دیکھا۔۔ جو مرار کے سامنے

کھڑا تھا۔۔

جاؤ چینیج کر کے آؤ۔۔۔ از میر نے
بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے
دیکھا۔۔۔ نمرین تو ناٹٹی دیکھ کر حیران
ہو رہی تھی۔۔۔ از میر کی بات پر
سرخ ہوتی تھی۔۔۔
وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ جا کر چینیج کر کے
آؤ۔۔۔ از میر اسے وہی بیٹھا دیکھ کر

دوبارہ بولا۔۔۔ وہ اس کی بات تک

کاٹ گیا تھا۔۔ نمرین جلدی سے

ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔۔

ازمیر وہی صوفے پر بیٹھ گیا۔۔ نمرین

چینج کر کے باہر آئی تھی۔۔

ازمیر نے نمرین کی طرف دیکھا۔۔

جو کہ اپنی نائیٹی کو نیچے کرنے کی

کوشش کرنے میں ہلکان ہو رہی
تھی۔۔

ادھر آؤ۔۔۔ از میر نے اسے دیکھتے
اپنے آنکھوں میں خمار لیے کہا تھا۔۔
نمرین از میر کی طرف بڑھی۔۔۔ وہ
آہستہ سے از میر کے پاس کھڑی
ہوئی۔۔۔

ازمیر نے اسکا ہاتھ پکڑتے اسے اپنے
لیپ پہ بیٹھایا۔۔۔ نمرین کان کی لو
تک سرخ ہوئی تھی۔۔۔ ازمیر نے
اسکا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کرتے
ہوئے اس کے ہونٹوں کو قید کرتے
اس کی سانسیں انہیل کرنے لگا۔۔۔
نمرین نے اسکی شرٹ مٹھیوں میں

جکڑتے اس کی شدت برداشت کی
تھی۔۔۔ از میرا سکی سانسیں بند ہوتی

محسوس کر کے اس کے لبوں پہ کو
آزادی بخشی تھی۔۔۔

نمرین اس کی شرٹ مٹھیوں میں

جکڑے گہرے سانس لے رہی

تھی۔۔۔ از میر نے اس کی نائٹی کے

اندر سے ہاتھ لے جاتے اس کی

دھڑکنوں کو سختی سے چھوا تھا۔۔۔

نمرین نے سسکتے ہوئے آنکھیں بند کی

تھی۔۔۔ از میر کا اس کے وجود پہ بے

باکی سے ہاتھ اپنا حق جتا رہا تھا۔۔۔

نمرین سرخ پڑتے اس کے سینے میں

سمائی تھی۔۔۔ اسے اس طرح خود میں

سماتا دیکھ کر مسکرایا۔۔۔ از میر کا ہاتھ

اب اس کی کمر پہ چل رہا تھا۔۔۔ از میر

اسے خود سے الگ کرتے اس کی

دھڑکنوں پہ جھکتے ہونٹ رکھے

تھے۔۔۔

از میر اسے اپنی باہوں میں اٹھاتے

ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ اسے بیڈ

پر لیٹا کر از میر اس پہ جھکا تھا۔۔۔ از میر

اس پر جھکا اس کے چہرہ پہ جگہ جگہ

ہونٹ رکھ رہا تھا۔۔۔ نمرین آنکھیں

بند کیے ہوئے تھی۔۔۔ اس کی پلکیں

لرز رہی رہی تھی۔۔۔ از میر نے اس

کی آنکھوں پہ جھکتے اپنے ہونٹ رکھے

۔۔۔ نمرین نے اس کے نرم لمس پہ

جھٹ سے آنکھیں کھولی تھی۔۔۔
ازمیر اس کی گردن پر جھکتا اسے سک
کر رہا تھا۔۔۔

نمرین کا ہاتھ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں
میں پھنساتے وہ اس کی گردن سے
دھڑکنوں پہ جھکا تھا۔۔۔ اس نے ایک
ہاتھ سے لائٹ او ف کرتے اسکی

ڈوریاں کھولتے اس کی دھڑکنوں کو
ہونٹوں میں دبایا تھا۔۔۔ وہ اس کی
دھڑکنوں سے ہوتے اس کی گہرائیوں
پہ جھکا اپنا سر بکھیرنے لگا۔۔۔
ازمیر نے اوپر ہوتے ہوئے اپنی
شرٹ اتار کر دور اچھالی۔۔ ایک جھٹکے
میں خود کے اور اس کے درمیان ہر

پردے کو آزاد کرتے اس میں

سمایا۔۔۔ نمرین کی چینچنے از میر نے

ہو ننٹوں کو قید کرتے رو کی تھی۔۔۔

رات کے ساتھ ساتھ اس کی شدتوں

میں اضافہ ہو رہا تھا۔۔۔ از میر پر

سکون ہوتے اس کی دھڑکنوں کے

درمیان منہ چھپائے آنکھیں بند کر

گیا۔۔۔ نمرین کو اپنی سانسیں مدھم

ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ سی۔۔۔

سانس۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ آ۔۔۔

آ۔۔۔۔۔ رہی۔۔۔۔۔ نمرین اپنی

مدھم ہوتی سانسوں کے درمیان

بولی۔۔۔۔۔ از میر اس پہ ترس کھاتے

اسے اپنے اپر کرتے آنکھیں بند کر

گیا۔۔۔

نمرین بھی اس کے چوڑے سینے پہ سر

رکھ کر آنکھیں بند کر گئی۔۔۔

شاہ بی بی حور کے کمرے کا دروازہ

نوک کرتے ہوئے اندر گئی۔۔ حور جو

کہ سورہی تھی۔۔ شاہ بی بی کے

دروازہ نوک کرنے پہ اٹھ کر بیڈ

کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے بیٹھی

۔۔۔ کیسی ہے اب ہماری بیٹی۔۔۔ شاہ

بی حور کے قریب بیٹھتے ہوئے

بولی۔۔۔ میں ٹھیک ہوں آپ کیسی

ہے۔۔۔ حور مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

میں سو گئی تھی نہیں تو باہر ہی آنے
والی تھی۔۔ حور شر مندہ ہوتے ہوئے
بولی۔۔ کوئی بات نہیں۔۔۔ چلے میں
آپ کھانا کھا لے۔۔ شاہ بی بی نے
پیار سے کہا۔
جی ممّا۔۔ میں آرہی ہوں۔۔۔ حور
نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

شاہ بی بی کے جاتے ہی حور بھی فریش
ہو کر لاؤنج میں آئی۔۔۔ کھانے کھا کر

حور شاہ بی بی سے باتیں کر رہی
تھی۔۔ کہ ثناء شاہ نے شاہ زین کو نہ
پاتے شاہ بی بی کو مخاطب کیا۔۔
ماں زین کہیں گئے ہے۔۔ ثناء شاہ شاہ

بی بی سے پوچھنے لگی۔۔

جی بیٹا شاہ شہر گئے ہیں۔۔ شاہ بی بی نے

پیار سے کہا تھا۔۔ ثناء شاہ شاہ بی بی کی

بات پر حیران ہوئی تھی۔۔ شاہ زین

کبھی بھی شہر جاتا تو اسے ضرور بتا کر

جاتا تھا۔۔ لیکن اس دفعہ اسے بتائے

بغیر چلا گیا۔۔ کیا اتنی سی بھی اہمیت

نہیں رہی تھی میری زین مجھے بتا کر ہی

چلے جاتے۔۔ کیا میں اتنی غیر اہم ہو
گئی ہوں کہ انہیں میرا خیال بھی نہ
آیاء۔۔ یہ سوچتے ہی ثناء شاہ کی آنکھیں
نم ہوئی تھیں۔۔ جبکہ شاہ بی بی کی
بات پہ حور کے چہرہ پہ مسکراہٹ آئی
تھی۔۔۔ جسے ثناء شاہ اور شاہ بی بی
دونوں نے دیکھا تھا۔۔ شاہ بی بی

کمرے میں چلے گئی۔۔۔ اب ثناء شاہ

اور حور لاؤنج میں بیٹھی ہوئی

تھی۔۔۔ حور بہت خوش تھی۔۔۔

اسے خوش دیکھ کر ثناء شاہ نے اسکی

طرف دیکھا۔

حور تم تو بہت خوش ہوں۔۔۔ ثناء شاہ

اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔

شاہ بی بی نے جو بتایا اس کے بعد خوش

ہونا بناتا ہی ہے۔۔ حور مسکراتے

ہوئے بولی تھی۔۔۔ کس بات پر۔۔۔

ثناء شاہ نے اب دیکھتے ہوئے سوال

کیا۔۔

یہی بات کہ شاہ جی اب کچھ دن نہیں

آئے گے۔۔ حور کی مسکراتے ہوئے

بولی۔۔۔ حور کی مسکراہٹ کم ہی

نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ جیسے اسے کوئی

خزانہ مل گیا ہوں۔۔۔ جبکہ اس کی

بات پہ ثناء سناہنے حیرانگی سے اسے

دیکھا۔۔۔ شاید یہ پہلی بیوی تھی جو

اپنے شوہر کے دور جانے سے خوش ہو

رہی تھی۔۔۔ تم زین کے جانے سے

خوش ہو رہی ہوں۔۔۔ ثناء نے

حیرانگی سے پوچھا۔

جی آپ خوش نہیں ہوتی شاہ جی کے
جانے سے۔۔۔ حور اسے حیران دیکھتے
ہوئے بولی۔۔۔ نہیں ثناء شاہ نے
نرمی سے جواب دیا تھا۔۔۔ ویسے آپ
کو پتہ ہے میری بھی کوئی بہن نہیں

ہے۔۔۔ میرے تین بھائی

ہے۔۔۔ ارسل بھیا، میر بھائی اور

جان لیکن مجھے ان کے ہوتے کبھی

بہن کی ضرورت نہیں پڑی۔۔۔ بہت

پیار کرتے ہیں۔۔۔ لیکن یہاں آکر

مجھے بہت اکیلا فیل ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن

آپ جیسی بڑی بہن کے ہوتے اب

نہیں ہوتا۔۔۔ حور مسکراتے ہوئے

بولی۔۔ حور کی بات پہ ثناء شاہ بھی

مسکرائی۔۔ آپ میری ایک ہلیپ کر

سکتی ہے۔۔ حور ثنا کی طرف دیکھتے

بولی۔۔

کیسی ہلیپ۔۔۔ ثناء کا لہجہ سوالیہ تھا۔۔

آپ مجھے میرے گھر بھیج سکتی ہے۔۔

میں جلدی واپس آ جاؤ گی۔۔۔ شاہ جی
کو پتہ نہیں چلے گا۔۔ میر بھائی مجھ سے
ناراض ہے۔۔ ماما، ڈیڈ اور ارسل بھیا
سے بھی نہیں ملی کب سے آپ میری
ہلیپ کر سکتی ہے۔۔ حور نم آواز میں
بولی تھی۔۔ ثناء نے حور کی طرف

دیکھا جو اسے بہت امید سے دیکھ رہی
تھی۔۔۔

حور میں وعدہ نہیں کرتی میں کوشش
کرو گی۔۔ ثناء شاہ نے مسکراتے
ہوئے کہا۔۔ وہ جس قدر امید سے
اسے دیکھ رہی تھی۔۔ ثناء شاہ منع نہ
کر سکی تھی۔۔ حور بھی مسکرائی

تھی۔۔ دونوں کافی دیر باتیں کرتی
رہی۔۔ پھر حور اپنے کمرے کی طرف
بڑھ گئی۔۔ ثناء شاہ شاہ بی بی کے پاس
چلے گئی۔۔

حور کمرے میں آئی۔۔ اور ڈریسنگ
روم کی طرف بڑھی۔۔ ڈریسنگ

روم میں شاہ زین کے اور اس کے
کپڑے تھے۔۔ حور شاہ زین کی ساری
پینٹ شرٹ نکالتے ہاتھ میں پکڑے
کمرے میں آئی۔۔ اور بیڈ پہ پھیلا
دی۔۔ اب حور شاہ زین کے ساری
پینٹ شرٹ پہن کر خود کو دیکھ رہی
تھی۔۔ واٹ شرٹ اور بلیک پینٹ

پہن کر حور ڈریسنگ مرار کے سامنے

آئی۔۔۔ یہ اچھی لگ رہی ہے۔۔۔

حور خود کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔

By the way Shah ji
is dressing like this
even when he is so
old, he looks cute

حور شاہزین کی تصویر کے سامنے

کھڑی اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

but his anger kills

me.

حور اس کی تصویر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے

بولی۔۔ خیر اب آپ کچھ دن نہیں

آئے گے۔۔۔ میں سکون سے رہ

سکوں گی۔۔۔ حور بیڈ پہ گرنے کے

انداز پہ لیٹتے ہوئے بولی۔۔۔

حور کے چہرہ پہ مسکراہٹ

تھی۔۔۔ حور ڈور سینک روم میں

گئی۔۔۔ شاہ زین کا لیپ ٹاپ اٹھا کر

کمرے میں آئی۔۔۔ لیپ ٹاپ سائیڈ

ٹیبِل پہ رکھتے ہوئے اسے آون کیا اور

سونگ لگایا۔۔ کمرے کی حالت حور

نے بہت خراب کر دی تھی۔۔۔

لیکن اسے پرواہ نہیں تھی۔۔۔ حور

نے سونگ سلیکٹ کیا۔۔ سونگ لگا

کر حور ڈنس کرنے لگی۔۔ اور ساتھ

سونگ گانے لگی۔۔۔

چاندنی چاندنی رات ہے

رات کے نشے میں کوئی بات ہے

موقع ہے مستی ہے لے لے لے

لے مزے

آج کا وقت اپنے ساتھ ساتھ ہے

لے لے لے لے مزے لے

لے لے لے لے لیے مزے لے

لے لے مزے لے

حور گاتے ہوئے ڈانس کر رہی تھی کہ
دروازے کھولنے کی آواز بھی سنائی نہ

دی۔۔۔

شاہ زین حور کو دیکھ کر حیران ہوا
تھا۔۔ جبکہ حور اتنا مگن تھی کہ اسے
پتہ ہی نہیں چلا شاہ زین اس کے پیچھے
ہے۔۔۔ وہ خود میں مگن ڈانس کر رہی

تھی۔۔ کبھی کمر ہلاتی تو کبھی اپنے

ہاتھوں کی مدد سے ڈانس کر رہی

تھی۔۔

شاہ زین نے آگے بڑھتے سونگ بند

کیا۔۔ حور نے سونگ بند ہوتے ہی

آنکھیں کھولی تھی۔۔ شاہ زین کو اپنے

سامنے دیکھ کر حور خوفزدہ ہوئی

تھی۔۔۔ جبکہ شاہ زین کمرے کی

حالت دیکھ رہا تھا۔ اس کے سارے

کپڑے کچھ زمین پر گرے تھے کچھ

بیڈ پہ بکھیرے ہوئے تھے۔۔۔

شاہ زین نے ایک نظر خور پر ڈالی جو

اس کی سفید بٹنوں والی شرٹ جو کہ

اسے کھولی اور لمبی تھی بلیک پینٹ جسے

اس نے نیچے سے فولڈ کیا ہوا تھا۔۔۔

حور نے اسے خود کی طرف دیکھتا پا کر

شرٹ کے اوپر والے دونوں بٹن بند

کرنے لگی۔۔۔ حور اب اسے دیکھ کر

کانپ رہی تھی۔۔۔

ش۔۔۔ شا۔۔۔ شاہ جی۔۔۔ آ۔۔۔

آ۔۔۔ آپ۔۔۔ تت۔۔۔

تو۔۔۔ک۔۔۔ک۔۔۔کچھ۔۔۔دو۔۔۔

دنوں۔۔۔ہب۔۔۔بعد۔۔۔آ۔۔۔

آ۔۔۔آنے۔۔۔والے تھے۔۔۔حور

لڑکھڑاتی زبان سے بولی۔۔۔کیوں

میرے آنے سے تمہیں کوئی مسئلہ

ہے۔۔۔شاہ زین نے ایبر و آ

چکائی۔۔۔نن۔۔۔نہیں تو۔۔۔حور

جلدی سے بولی۔۔

تم نے میرے کپڑے کیوں پہنے
ہے۔۔۔شاہنشاہ اب اسکی طرف
بڑھتے اس کے شرٹ سے واضح ہوتی
اس کی رعنائیاں پہ نظریں گاڑھیں
بولا۔۔۔آ۔۔۔آ۔۔۔آپ۔۔۔

ہب۔۔ بھی۔۔۔ مم۔۔ میرے

پپ۔۔۔ پہن لے۔۔ حور معصومیت

سے بولی۔۔ اگلے ہی پل شاہ زین کی

سرد سرخ آنکھیں دیکھتے جلدی سے

ڈریسنگ میں بھاگ گئی۔۔ اس کے

جاتے ہی شاہ زین کے چہرہ پہ

مسکراہٹ آئی۔۔۔ لیکن کمرے کی

حالت دیکھ کر اسے حور پر بے حد غصہ

آیا تھا۔ شاہ زین دھاڑ سے دروازہ بند

کرتے کمرے سے نکل گیا۔

شاہ زین اب چین کی طرف بڑھا تھا۔

رضیہ جس کر میرا روم صاف

کرو۔ شاہ زین نے ایک نظر ملازمہ

کو دیکھتے کہا۔ شاہ صاحب کون سے

والا؟؟ ملازمہ نظریں جھکائے بولی

تھی۔۔ حور والا۔۔ وہ سنجیدگی سے

جواب دے گیا تھا۔۔ دس منٹ بعد

ملازمہ نے آکر شاہزین جو کہ موبائل

میں مصروف تھا اسے بتایا کہ روم

صاف ہو گیا ہے۔۔

شاہ زین فون اپنی پاکٹ میں رکھتا
کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ حور اسے
دیکھ بلند ٹمنہ تک لے گئی
تھی۔ شاہ زین بیڈ بیڈ کی دوسری
طرف آکر لیٹ گیا۔
حور کانپ رہی تھی۔ شاہ زین نے
ایک نظر حور پر ڈالی۔ اور دوسرے

ہی لمحے وہ اس کے پیٹ کے گرد حصار

بناتے اسے اپنے قریب کر

گیا۔۔۔ ش۔۔۔ ش۔۔۔ شاہ۔۔۔ ج۔۔۔ جی

۔۔۔ حور لڑکھڑاتی زبان سے بولی۔۔۔ سو

جاؤ۔۔۔ شاہ زین آنکھیں بند کیے بولا

تھا۔۔۔

حور فریش ہو کر کمرے سے نکلی

تھی۔۔ شاہ زین پھر سے جا چکا

تھا۔۔ اور یہ بات اسے ملازمہ سے پتہ

چلی تھی۔۔ جسے سنتے حور کے توپاؤں

ہی زمین پر نہ لگ رہا تھا۔۔

ثناء شاہ لاؤنج میں تھی حور کو دیکھ کر

روکی تھی۔۔۔ حور کھانا تیار ہے

کھالوں۔۔ ثناء شاہ حور کو دیکھتے

مسکراتے ہوئے بولی۔۔ آپ نے کہا

تھا مجھے میرے بھائی سے ملنے کے لیے

بھیجے گی۔۔ حور نے امید سے

دیکھا۔۔

مجھے یاد ہے۔۔ ثناء نے حور کے عارض

پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔ پہلے کھانا

کھاؤ۔۔۔ ثناء شاہ نے کچن کی طرف

بڑھتے ہوئے کہا۔۔۔ جی۔۔۔ حور

بولتے ہی لاؤنج میں صوفے پر بیٹھ

گئی۔۔۔ ثناء شاہ نے حور کو سلیڈ دی۔۔۔

جسے حور نے مسکراتے ہوئے کہا اور

کھانا شروع کیا۔۔۔ حور کھاتے ہوئے

ثناء شاہ سے باتیں کر رہی

تھی۔۔۔ باتیں کرتے حور نے سیلڈ
ختم کی اور ثناء کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔
اب کھالیا ہے۔۔۔ حور نے ثناء کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ چلو۔۔۔
ثنا شاہ حور کے ساتھ باہر کی طرف
بڑھی ہی تھی کہ سامنے شاہ زین کو
دیکھ کر دونوں کے وجود ساکت ہوئے

تھے۔۔۔ حورِ خوفزدہ ہوتے ثناء سے

بھی پیچھے جا کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ ثناء

حیرانگی سے شاہ زین کی طرف دیکھ

رہی تھی۔۔۔ وہ تو چلا گیا تھا۔۔۔ پھر

واپس کیوں آیا تھا۔۔۔

زین۔۔۔ ثناء شاہ زین کی طرف دیکھتے

ہوئے بے یقینی سے بولی۔۔۔ شاہ زین

حور کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ حور اسے

اپنے قریب آتے دیکھ پیچھے ہوئی

تھی۔۔۔ شاہ زین نے ایک جست میں

اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے مقابل

کیا۔۔۔

کہاں جا رہی تھی۔۔۔ شاہ زین اس کی

نبلی خوفزدہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے

غرایا۔۔ زین ہم باہر۔۔۔ ثناء شاہ نے

بولنے کی کوشش کی شاہ زین نے اسے

ہاتھ کے اشارے سے روکا تھا۔۔۔

ثناء شاہ اسی لمحے چپ ہو گئی تھی۔۔۔

ایک سیکنڈ میں تم کمرے میں

پہنچو۔۔ شاہ زین حور کی کلائی

چھوڑتے ہوئے بولا۔۔۔

حور جلدی سے کمرے کی طرف

بھاگی۔۔۔ اب شاہ زین نے ثناء شاہ پہ

اپنی سرخ آنکھیں گاڑھیں۔۔۔ آج

یہ حماقت کرنے کی کوشش کر دی

ہے۔۔۔ دوبارہ یہ حماقت کرنے کا

سوچنا بھی نہ۔۔۔ ثناء تم بہت اچھے سے

جانتی ہوں ونی میں آئی ہوئی لڑکیوں کا

حال۔۔۔ اور یہ سب تم کرو گی تو مجھے

افسوس ہو گا۔۔ ثناء دس سال کم نہیں

ہے۔۔ کیا تم اس کچھ دن کی آئی ہوئی

لڑکی کے اپنے قریب ہو گئی۔۔ کہ تم

اپنے ہی شوہر کو دھوکہ دینے کا سوچ

رہی تھی۔۔ اگر تم یہ حماقت کر لیتی تو

جانتی ہوں اس کا انجام کیا ہونا

تھا۔۔ شاہ زین سرخ آنکھیں ثناء شاہ

پہ گاڑتے ہوئے غرایا۔۔

زین آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔۔ ثناء
اس کی سرخ آنکھیں دیکھتے ہوئے بولی
تھی۔۔۔ جھوٹ۔۔ جھوٹ نہیں
بلکل بھی جھوٹ نہیں نفرت ہے مجھے
جھوٹ سے۔۔۔ شاہ زین اس کی بازو

پکڑتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے
ہوئے بولا۔۔ دوبارہ ایسی حرکت
کرنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی
نہیں ہوگا۔۔ شاہ زین بول کر
کمرے کی طرف بڑھا۔۔ ثناء شاہ
زین کی پشت دیکھتے اپنی نم آنکھیں

صاف کرنے لگی۔۔۔ نورین ابھی

کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔۔

اسلام و علیکم بھابی! نورین ثناء کو

دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ و علیکم

السلام۔۔۔ ثناء اپنی آنکھیں صاف

کرتے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ بھابی

سوری آج تھوڑی لیٹ اٹھی کل سے

کوشش کرو گی جلدی اٹھ جاؤ۔۔ لیکن

ابھی مجھے بہت بھوک لگی ہے کچھ بھی

ہے تو کھانے کے کیسے دے دو۔۔

ورنہ میں یہی بے ہوش ہو جاؤ

گی۔۔ نورین ثناء شاہ کے گرد حصار

بناتے ہوئے بولی۔۔ ثناء نورین کے

انداز پہ مسکرائی۔۔۔



شاہ زین دھاڑ سے دروازہ کھولتے

ہوئے کمرے میں آیا۔۔۔ حور بیڈ

کراؤن سے ٹیک لگائے خوفزدہ ہوتے

شاہ زین کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ شاہ زین

ایک ہی جست میں اس تک پہنچا۔۔۔

حور نے اسے اپنے قریب دیکھتے

آنکھیں بند کی تھی۔۔۔

شاہ زین کی سلگتی سانسیں اسے اپنے

چہرہ پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔

آنکھیں کھولو۔۔ شاہ زین اس کے چہرہ

پر سلگتی سانسیں چھوڑتے غرایا۔۔ حور

نے آنکھیں کھولتے خوفزدہ ہوتے

-- ل ل -- لان مم -- مم -- میں

-- حور لڑکھڑاتی زبان سے بولی --

تم لان میں جارہی تھی -- شاہ زین

نے اس کی نیلی آنکھوں میں آنکھیں

گاڑھتے ہوئے سرو لہجے میں

غرایا --

جج۔۔۔جی۔۔۔جی۔۔۔حور نے خوفزدہ

ہوتے ہوئے بامشکل جواب دیا

تھا۔۔۔شاہ زین اسی لمحے اس کا جبرٹہ

دبوتج گیا۔۔۔

دوبارہ تم نے حویلی سے پاؤں باہر

رکھنے کا سوچا بھی تو اسی حویلی میں

تمھاری قبر بناؤ گا۔۔۔اور پھر روز صبح

اس پہ فاتحہ پڑھو گا۔۔۔ شاہ زین اس

کے چہرہ پہ نظریں گاڑھے

بولا۔۔۔ حور نے ڈرتے ہوئے اثبات

میں سر ہلایا۔۔۔

گوڈ۔۔۔ شاہ زین اس سے دور ہوتے

ہوئے بولا۔۔۔ حور خوفزدہ ہوتے

اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ شاہ زین نے اپنا

کوٹ اتار کر بیڈ پہ پھینکا۔۔ میرے
کپڑے نکالوں۔۔ شاہ زین ایک نظر
اسے دیکھتا بول کر واشروم کی طرف
بڑھا۔۔ شاہ زین کے جاتے ہی حور
بیڈ سے اتری اور ڈریسنگ روم کی
طرف بڑھی۔۔ سارے کپڑے

سلیقے سے اٹھاتے باہر صوفے پر

رکھے۔۔۔ اور خود بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔

شاہ زین و اشروم سے کمر تک ٹاول بند

کر کمرے میں آیا تھا۔۔۔ حور شاہ زین کو

دیکھتے سرخ پڑتی نظریں جھکا گئی۔۔۔

حور کو بیٹھا دیکھ کر شاہ زین نے اس کی

طرف دیکھا۔۔۔ حور نے اپنی نیلی

خوفزدہ آنکھوں سے صوفے کی

طرف دیکھا۔۔ حور کے صوفے کی

طرف دیکھنے پہ شاہ زین کی نظر

صوفے پر پڑی۔۔ صوفے پر اس

طرح کپڑے پڑے دیکھے شاہ زین کی

آنکھیں غصے سے سرخ ہوئی تھیں۔۔

تمہیں کہا تھا کپڑے نکالنے کا سارے

یہاں سجانا کا نہیں کہا تھا۔۔۔ شاہ زین

سرد آواز میں بولا۔۔

و۔۔۔ وہ۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔

مجھے۔۔۔ نن نن نن۔۔۔ نہیں۔۔۔

پ۔۔۔ پ۔۔۔ پ۔۔۔ تھا۔۔۔ نے۔۔۔ ک

آ۔۔۔ آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ۔۔۔ نن۔۔۔

نے۔۔۔ لک۔۔ کون۔۔۔ س۔۔۔۔

سے۔۔۔ لگ۔۔۔ کپڑے۔۔۔ پ۔۔۔

پہنے۔۔۔ ہے۔۔۔ شش۔۔۔ شاہ

جی۔۔۔ حور ڈرتے ہوئے

بولی۔۔۔ شاہ زین نے صوفے کی

طرف بڑھتے اپنے کپڑے

اٹھائے۔۔۔

باقی واپس رکھ کر آؤ۔۔۔ شاہ زین کی
سرد آواز سنتے حور جلدی سے صوفے
سے کپڑے اٹھاتے ہوئے ڈریسنگ
روم کی طرف بیٹھی۔۔۔ اور ایک ایک
کر کے سارے کپڑے الماری میں
رکھ کر بیڈ پہ بیٹھی۔۔۔

شاہ زین کپڑے چینج کر کے ڈریسنگ

مرار کے سامنے کھڑا بال سیٹ کر رہا

تھا۔۔۔

جاؤ میرے لیے چائے لے کر آؤ۔۔۔

شاہ زین نے بال ٹھیک کرتے ہوئے

بولا۔۔

حور نے شاہ زین کی طرف

دیکھا۔۔۔ چلواٹھو ایک منٹ میں

میرے لیے چائے لے کر آؤ۔۔۔ شاہ

زین کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سرد

تھا۔۔۔ حج۔۔۔ جی۔۔۔ حور

لڑکھڑاتی زبان سے بولی۔۔۔

حور اس سے خوفزدہ ہوتی بیڈ سے نیچے

اتری دوپٹہ پاؤں میں اٹکنے سے زمین

پر منہ پل گری تھی۔۔ جس سے اس

کے گھنٹے بری طرح نیچے لگے تھے۔۔

لیکن منہ زمین پر لٹنے سے شاہ زین

اسے بچا چکا تھا۔۔۔

شاہ زین نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر
اپنے قریب کیا اور اسکی طرف سرخ
نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔ شاہ زین کی
آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی
تھی۔۔۔ حور نے اس کی سرخ
آنکھیں دیکھ خو فرزدہ ہوتے اٹھنے کی
کوشش کی۔۔

حور کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔ جسے

دیکھ شاہ زین کو اب خود پہ غصے آرہا

تھا۔ کہ کیوں اسے چائے کا

بولا۔۔۔ شاہ زین نے اس کا ہاتھ

پکڑتے اس کی اٹھنے میں مدد کرتے

اسے بیڈ پہ بیٹھایا۔۔

چلو تم آرام کرو۔۔۔ حورا چانک شاہ

زین کے نرم لہجے دیکھ کر حیران ہوئی

تھی۔۔۔ شاہ زین خود بھی اپنے نرم

لہجے پہ حیران تھا۔۔۔ شاہ ویر کے

مرنے کے بعد شاہ زین بہت روڈ ہو

گیا تھا۔۔۔ آج اپنے اتنے نرم لہجے پہ

حیرت سے خود کو ایک نظر مرار میں
دیکھتے پھر سر جھٹکتے باہر نکل گیا۔۔

شاہ زین سڑھیاں اتر رہا تھا جب اس
کی نظر نورین شاہ پر پڑی۔۔۔ نور۔۔

نور۔۔۔ شاہ زین نے وہی کھڑے

ہوتے اسے آواز دی۔۔۔ نورین جو

کہ کچن کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔

نورین اس کے چہرہ دیکھتے فکر مندی
سے بولی۔۔۔ ہاں میں ٹھیک ہوں تم
ایک کپ جائے میرے کمرے میں
بھجوادوں۔۔۔ شاہ زین نے
مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ جی
لالا۔۔۔ میں لاتی ہوں۔۔۔ نورین بول
کر پچن کی طرف چلے گئی۔۔۔ شاہ

زین کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ شاہ

زین کمرے میں آکر بیڈ پہ لیٹ

گیا۔۔۔

حور جو کہ بیڈ کے اوٹن سے ٹیک لگائے

آنکھیں موندے ہوئے تھی۔۔۔ اس

کی طرف دیکھنے لگی۔۔

سفید رنگت کو پر براؤن آنکھیں جو کہ

ہمیشہ غصے سے سرخ رہتی

ہے۔۔۔ بال جو کہ اچھے سے سیٹ

کیے ہوئے۔۔۔ بہت خوبصورت لگ

رہا تھا۔۔۔ حور اس کے ایک ایک

نقوش نقوش کا جائزہ لے رہی

تھی۔۔۔ شاہ زین کا ہاتھ اس کے سر پہ

تھا۔۔ حور شاہ زین کا ہاتھ اس کے سر
پہ دیکھ کر اس کا سر دبانے لگی۔۔۔ شاہ
زین اس کو سر دباتا دیکھ کر حیران ہوا
تھا۔۔۔

لیکن اس کا خود سے ڈرنا بھی جانتا تھا اسی
لیے کچھ ریکیٹ نہ کیا حور کو اس کا سر
دباتے کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ شاہ

زین نے اپنا سر تکیے سے اٹھا کر حور کی
گود میں رکھا۔۔۔ یہ سب اس نے
اچانک کیا تھا۔۔۔ جب کہ حور اس کی
حرکت پہ ساکت ہوئی تھی۔۔۔ اسے
شاہ زین سے اس حرکت کی امید نہیں
تھی۔۔۔

شاہ زین اسے اس طرح خود کی طرف
بے یقینی سے اپنی نیلی سمندر سی گہری
آنکھوں کو بڑا کر کے خود کو دیکھ اسے
اپنا سرد بانے کا اشارہ کیا۔۔ لیکن اسے
پھر بھی بت بنا دیکھ اس کا ہاتھ پکڑ کر
اپنے ماتھے پہ رکھ اس کے ہاتھوں کو
حرکت دینے لگا۔ اس سے پہلے شاہ

زین اس سے کچھ کہتا نور دروازہ کھول
کر اندر آئی۔۔۔

لالا آپ کے لیے چائے کے ساتھ
میڈیسن بھی لے کر آئی ہوں۔۔۔ نور
اپنے دھیان بولی جا رہی
تھی۔۔۔ جب اس کی نظر حور اور شاہ
رین پر پڑی۔۔۔ وہ دونوں بھی اس کی

آواز پہ چونکے تھے۔۔ لیکن شاہ زین
کے اچانک اٹھنے سے اس کا سر حور کے

سر سے لگا۔۔

لالا مجھے نوک کر

Am really sorry

آنے چاہیے تھا۔۔ نور شر مندہ ہوتے

ہوئے بولی۔۔

شاہ زین مسکراتے ہوئے حور کے

پاس سے اٹھ کر صوفے It's ok

پہ جا بیٹھا۔۔ لا لا آپ کے لیے

میڈیسن لائی ہوں۔۔۔ لاؤ دو۔۔ شاہ

زین نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ نور

نے شاہ زین کو میڈیسن دی۔۔

میڈیسن دینے کے بعد نور نے اسے

چائے پکڑتے ہوئے شاہ زین کا سر کا

دبانے لگی۔۔

حور نور کو شاہ زین کا سر دہاتے دیکھ اس

اسے اپنی اور حنان کی لڑائی یاد آئی

تھی۔۔ وہ بھی ایسے ہی ارسل کا سر

دباتی تھی۔۔ حنان اسے کتنا چراتا

تھا۔۔ کہ وہ ارسل کو مکھن لگا رہی

ہے پھر وہ کتنا لڑتی تھی۔۔۔ اس سے

اور پھر ارسل از میر سلطان شاہ، مہرماہ

شاہ اسے کتنا ڈانٹتی تھی۔۔ پھر جب وہ

ڈانٹ کھا کر معصوم شکل بناتا تھا۔۔ تو

اسے منہ چڑھاتے اور تنگ کرتی

تھی۔۔ اور پھر بعد میں اسے منانے

کے لیے پیزا، برگر اور بہت کچھ منگوا

کرا سے مناتی تھی۔۔ یہ سب سوچتے

خود بخود اس کی آنکھیں نم ہوئی

تھی۔۔

حور اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔۔ جب

نورین شاہ کی آواز اسے ہوش میں

لائی۔۔۔ لا لایہ۔۔۔ نورین نے حور

کی طرف اشارہ کیا۔۔ یہ تمھاری بھابی

ہے۔۔۔ شاہ زین نے حور کی طرف
دیکھتے ہوئے جواب دیا۔۔ واہ یہ تو
بلکل ایک شہزادی لگ رہی ہے۔۔
لیکن آپ نے مجھے بتایا ہی نہیں اور نہ
دیدہ مجھے کل سے نظر آئی ہے وہ
کہاں ہے۔۔۔ سے نورین ایک ہی
سانس میں بولی تھی۔۔۔

نورین شاہ نمرین شاہ سے چھوٹی

ہونے کے ساتھ اس اس کی عادت

بھی مختلف تھی۔۔ وہ کافی سلجھی ہوئی

سلیقہ مند تھیں مزاج تھی۔۔ جبکہ

نورین شاہ چلیبلی اور شرارتی سی

تھی۔۔ حور کا تعارف کروانے پر

نورین شاہ زین کی طبیعت کے باعث

باہر چلے گئی۔۔ لیکن حور سے تفصیل

ملاقات کرنے کا اردہ رکھتی تھی۔۔

اور اس کی شادی کیسے کسی وجہ کب

ہوئی جانے کا اردہ رکھتی تھی۔۔۔ شاہ

زین چائے پینے بعد بیڈ کے بعد بیڈ پہ

آکر لیٹ گیا۔۔

حور ابھی بھی اسی پوزیشن میں بیٹھ
ہوئی تھی۔۔ شاہ زین نے ایک نظر
حور کی طرف دیکھا پھر اس کی گود میں
سر رکھتے اسے سرد بانے کا اشارہ
کیا۔۔ حور اپنے چھوٹے چھوٹے
ہاتھوں سے اس کا سرد بانے لگی۔۔
شاہ زین اس کے ہاتھوں کے گرنے

نرم لمس پر آنکھیں بند کر گیا۔۔ حور
شاہ زین کا سرد باتے بند ہوئے اس کی
طرف دیکھ رہی تھی۔۔ جو کہ شاید سو
چکا تھا۔۔۔ حور بھر بھی اس کا سرد با
رہی تھی۔۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد
اس نے آنکھیں کھولتے ہوئے حور کی
طرف دیکھا جس کی آنکھیں اب نیند

سے بند ہو رہی تھی۔۔۔ لیکن پھر بھی

اس کا سرد بار ہی تھی۔۔۔

شاہ زین اس کی آنکھوں میں نیند

دیکھتے اٹھا تھا۔۔۔ حور اسے اٹھتا دیکھ

ڈرتے ہوئے آنکھیں بند کر گئی۔۔۔

ش۔۔۔ شش۔۔۔ شاہ جی مم۔۔۔

میں۔۔۔ آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ۔۔۔

لک۔۔۔کا۔۔۔سی۔۔۔سر۔۔۔

ہی۔۔۔دہا۔۔۔ر۔۔۔

رہی۔۔۔ت۔۔۔تھی۔۔۔پ۔۔۔

پلیز۔۔۔م۔۔۔مجھے۔۔۔لگ۔۔۔کچھ۔۔۔

مم۔۔۔مت۔۔۔کیسے۔۔۔حور۔۔۔سختی

سے آنکھیں بند کیے لڑکھڑاتی زبان

سے بول رہی تھی۔۔۔شاہ زین اس

کے ریکیٹ پر مسکرا رہا تھا۔۔۔ شاہ

زین نے مسکراتے ہوئے اسے

دیکھا۔۔۔ جو کہ اس سے خوفزدہ

تھی۔۔۔

آنکھیں کھولو۔۔۔ شاہ زین کی آواز نہ

چاہتے ہوئے بھی سرد سرد تھی۔۔۔

حور نے اسی لمحے آنکھیں کھولی۔۔۔ تم

میرا سردہار ہی تھی۔۔ شاہ زین نے
اس کے چہرہ پر نظریں گاڑھیں ہوئے
پوچھا۔۔ حور جلدی سے اثبات میں
سر ہلانے لگی۔۔ ہم چلو اب تم سو
جاؤ۔۔ شاہ زین اسے اپنے قریب
کرتے اس کا سراپنے کی شدہ سینے پہ
رکھتے اس کی کمر کے گرد حصار بناتے

ہوئے کہا۔۔۔ حور اس کا ہاتھ اپنی کمر
پر ینگتا محسوس کرتے ہوئے آنکھیں
بند کر گئی۔۔۔ شاہ زین بھی آنکھیں
بند کیے پر سکون ہوا تھا۔۔

صبح نورین شاہ شاہ بی بی کے ساتھ کھانا
کھا رہی تھی۔۔ تو شاہ بی بی سے

مخاطب ہوئی۔۔۔ ماں وہ جو لڑکی میرا
مطلب بھابی ہے وہ کب آئی اور دیدہ
کہاں ہے۔۔۔ نہ ہی شاہویر لالا نظر
آئے ہے۔۔۔ نورین نے شاہ بی بی کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ شاہ زین
جو کہ ڈائنگ روم کی طرف آ رہا تھا۔۔۔

نورین کی بات پہ اس کے پاؤں روکے

تھے۔۔۔ پیٹا آپ کی بھابی شاہویر کے

قتل میں ونی ہو کر آئی ہے۔۔۔ اور

نمرین بھی ونی ہو کر گئی ہے۔۔۔ شاہ

بی بی اپنے مزاج کے مطابق نرم لہجے

میں بولی۔۔۔ لیکن ان کا لہجہ نرم

تھا۔۔۔

شاہ زین کے سامنے شاہویر کا خون
سے لت پت وجود آیا تھا۔۔۔ شاہ زین
اسی لمحے دوبارہ کمرے کی طرف
بڑھا۔۔۔ اور دھاڑ سے دروازہ
کھولتے حور کی طرف بڑھا۔۔۔ حور
مسکراتے ہوئے سو رہی تھی۔۔۔ شاہ
زین اس کی طرف بڑھتے ہوئے اس

کی بازو سے کھینچ کر اسے اپنے مقابل
کیا۔۔۔

حور جو کہ سورہی تھی۔۔ اس اچانک
افتاد کے لیے تیار نہ تھی۔۔ شاہ زین
کے چوڑے سینے سے ٹکرائی۔۔ حور
نے اپنی آدمہ کھولی آنکھوں سے شاہ

زین کی طرف دیکھا۔۔۔ جس کی

آنکھیں خون چھلک رہی تھی۔۔۔

حور کی آنکھیں خوف سے کھولی

تھی۔۔۔ حور شاہزین کی سرخ آنکھیں

دیکھتے اپنی سانسیں روک گئی۔۔۔ حور

کانپ رہی تھی۔۔۔ حور کو اس کی

سلگتی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس

ہو رہی تھی۔۔۔ شاہ زین نے اسی لمحے

اس کا منہ اپنی آہنی گرفت میں لیا۔۔

حور کو اپنا جبرہ ٹوٹا محسوس ہو رہا

تھا۔۔۔

ش۔۔۔ ش۔۔۔ شاہ۔۔۔ ج۔۔۔ ج۔۔۔

جی۔۔۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے۔۔۔

دو۔۔۔ درد۔۔۔ ہو۔۔۔ رہا۔۔۔

ہے۔۔۔ حور گھٹی گھٹی آواز میں

بولی۔۔۔ درد ہو رہا ہے تمہیں۔۔۔ شاہ

زین اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے

دھاڑا تھا۔۔۔ شاہ زین کی آنکھیں خون

جھلک رہی تھی۔۔۔

حور اس کی دھاڑ پہ پوری طرح کانپی

تھی۔۔۔ حور کی آنکھوں سے آنسو

نکل کر اس کے عارض پر بہنے شروع
ہوئے تھے۔۔ جسے شاہ زین نے بے
دردی سے صاف کیا۔۔ شاہ زین کی
اتنی سخت گرفت اور بے دردی پہ حور
نے سسکی لی تھی۔۔ شاہ زین اس کی
سسکی کو اگنور کرتے اس کے ہونٹوں
پہ جھکا اس کی سانسیں روک گیا۔۔

حور کی آنکھیں خوف سے کھولی

تھی۔۔۔ حور میں اتنی ساکت نہیں

تھی کہ خود کے سہارے کھڑی رہ

سکے۔۔۔ شاہزین اس کی سانسیں

بری طرح قید کیسے ہوئے تھے۔۔۔ حور

کو اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہو

رہی تھی۔۔۔ شاہزین نے اس کے

ہو نٹوں پہ دانت گاڑتے اس کے

ہو نٹوں کو سک کرتے اس کی

سسکیاں تک اپنے لمس سے روک گیا

تھا۔۔ کچھ پل اس کے ہو نٹوں کو سک

کرنے کے بعد وہ اس کے ہو نٹوں کو

چھوڑ گیا تھا۔۔

حور اب نم نظروں سے شاہ زین کی
طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ شاہ زین
نے اسے بالوں سے پکڑتے چہرہ اپنا
مقابل کیا۔۔۔ درد کی لہر حور کے
پورے وجود میں دوڑی تھی۔۔۔ اتنی
بے رحم گرفت پر حور کی آنکھیں بند
ہوئی تھی۔۔۔

درد ہو رہا ہے نہ۔۔۔ ایسے ہی میرے
بھائی کو درد ہوا تھا۔۔۔ جب تمہارے
اس بھائی نے میرے بھائی کو گولی
ماری تھی۔۔۔ شاہزین اس کے بالوں
کو جھٹکا دیتے ہوئے غرلایا تھا۔۔۔ حور
کے منہ سے سسکیاں نکلی تھیں۔۔۔

تمھاری یہ سسکیاں مجھے بہت سکون
دیتی ہے۔۔۔ جب جب تمھیں
تکلیف دیتا ہوں۔۔۔ مجھے بہت سکون
ہوتا ہے۔۔۔ میرے بھائی کی روح کو
سکون ملتا ہے۔۔۔ شاہ زین اپنی
گرفت اس کے بالوں میں منطبوط
کرتے ہوئے غرایا۔۔۔ حور کی

آنکھوں کے سامنے منظر لہرایا تھا۔۔۔

جب سب کے سامنے شاہویرا سے
گھسیٹے ہوئے لے جا رہا تھا۔۔۔ آخر
کیا غلطی تھی اس کے بھائیوں کی یا پھر
اس کی انہوں نے اپنی بہن کو بچانا چاہا
تھا۔۔۔ ورنہ وہ درندہ اسے نوچ دیتا۔۔۔

آپ بھی اپنے بھائی کی طرح ہی
ہے۔۔۔ اس کو بھی مجھ سے حواس
پوری کرنی تھی۔۔۔ لیکن اس سے
پہلے ہی میرے بھیا نے اس کے
ناپاک ارادوں پر پانی ڈال دیا۔۔۔
لیکن افسوس آپ سے نہیں بچا
سکے۔۔۔ آپ کا بھائی مجھ سے نکاح

کے بغیر حواس پوری کرنا چاہتا تھا آپ

نے نکاح کر کے مجھ سے سے حواس

پوری کر لی۔۔۔ کیا فرق رہا آپ

دونوں میں۔۔۔ اپنے بھائی کی خواہش

آپ نے پوری کر دی۔۔۔ حور اپنی

تکلیف کی پرواہ کیے بغیر چینی

تھی۔۔۔

چٹاخ۔۔ شاہ زین نے اسی لمحے اس
کے چہرہ پہ تھپڑ مارا۔۔۔ حور زین پر جا
گری تھی۔۔ اس کا سر گھوما تھا۔۔
کیا ہوا سچ کروا تھا نہ۔۔۔ یہی سچ ہے
آپ اور آپ کا بھائی دونوں ہی حواس
پرست ہے۔۔ حور شاہ زین کے
مقابل آتے ہوئے چینیچی

تھی۔۔۔ پوری طرح درندگی دیکھائی

تھی آپ نے نکاح کی رات مجھے بے

جان وجود سمجھ کر میرے جسم کے

ساتھ کھیلا تھا۔ ایک دفعہ بھی سوچا

آپ نے میں بھی انسان ہوں۔۔

نہیں کیونکہ آپ کو تو حواس پوری

کرنی تھی۔۔۔ میرے وجود پر سب

نے آپ کی درندگی کے نشانات دیکھے

تھے۔۔ آپ کی بہن نے بھی دیکھے

تھے۔۔ جانور ہے آپ۔۔ جانور سے

بھی بڑھ کر ہے جانور تو ایک دفعہ نوچ

کر چھوڑ دیتے ہیں لیکن

آپ۔۔ آپ نے

بار۔۔ بار۔۔ نوچ۔۔

چٹاخ۔۔۔ خبردار اب اگر تمھاری

آواز نکلی۔۔۔ تم سے میں نے

تمھارے عشق میں پاگل ہو کر شادی

نہیں کی تھی۔۔۔ ونی میں آئی

ہوں۔۔۔ ونی میں آئی بیوی لڑکیوں

کی زبان ایسے نہیں چلتی۔۔۔ ان کا حال

اس سے بھی برا ہوتا ہے۔۔۔ مگر غلطی

میری تھی تم سے آرام سے بات کی
تھی۔۔۔ تم سے نرمی کی تھی۔۔۔ تم
ونی میں آئی ہوں اب تم تمہارے
ساتھ ایسا ہی سلوک ہو گا۔۔۔ جیسا ونی
میں آئی ہوئی لڑکیوں کے ساتھ ہوتا
ہے۔۔۔ شاہ زین حور کو بالوں سے

پکڑ کر چہرہ اپنے مقابل کرتے ہوئے

دھاڑا تھا۔۔۔

تم بس اپنا منہ بند رکھ کر وہ کرو گی۔۔

جو میں تم سے کہوں گا۔۔ نہیں تو

تمہیں زندہ اس زمین میں دفن کر دو

گا۔۔ شاہ زین نے اسے جھٹکے سے

چھوڑا اور پیچھے دیوار کے ساتھ

جاگی۔۔ جلدی کرو یہ چادر لو اور باہر
چلو۔۔ مہارانی نہیں ہوں اس وقت
تک سوتی رہوں۔۔ شاہ زین کی دھاڑ
پہ حور نے چادر اٹھا کر لی۔۔ شاہ زین
اس کلائی پکڑے اپنے ساتھ کھینچتے
ہوئے کچن میں آیا۔۔

ثناء شاہ جو کہ کھانا بنا رہی تھی۔۔ شاہ

زین کی سرخ آنکھیں دیکھتے حور کی

طرف دیکھنے لگی۔۔ جو کہ رورہی

تھی۔۔ مطلب صاف تھا کہ حور کی

پھر سے شامت آئی ہوئی ہے۔۔

آج سے کچن کے سارے کام یہی

کرے گی۔۔ اور اگر کسی نے اس کی

مدد کرنے کی کوشش کی مجھ سے برا
کوئی نہیں ہوگا۔۔۔ شاہ زین حور کی
بازو چھوڑتے غرایا تھا۔۔۔ ثناء شاہ شاہ
زین کی دھاڑ پہ کانپی تھی۔۔۔ جبکہ پاس
کھڑی ملازمہ نظریں جھکا گئی۔۔۔
باہر چلو۔۔۔ شاہ زین ایک نظر پاس
کھڑی حور پہ ڈالے ثناء شاہ سے

بولا۔۔۔ ثناء شاہ ڈرتے ہوئے کچن
سے نکل گئی۔۔۔ پاس کھڑی ملازمہ
بھی اسی لمحے باہر چلے گئی۔۔۔
چائے بنا کر لاؤ۔۔۔ اگر زرا سا بھی کچھ
غلط ہوا یہ تم نے خراب کیا تمہارے
ان ہاتھوں کو نہیں چھوڑوں گا۔۔۔
شاہ زین حور کی انگلیاں اپنے ہاتھوں

میں دباتے ہوئے بولا۔۔۔ حور نے

روتے ہوئے سسکی لی تھی۔۔

شاہ زین اس کی سسکیاں اگنور کرتے

کچن سے نکل گیا۔۔ حور وہی کھڑی

آنسو بہنے لگی۔۔۔ شاہ زین ڈانگ

روم میں آیا تھا۔۔ اسلام و علیکم ماں !!

شاہ زین نے شاہ بی بی کی طرف بڑھتے

ان کی پیشانی پہ لب رکھے۔۔ وعلیکم
السلام۔۔ شاہ بی بی مسکراتے ہوئے

بولی۔۔ ثناء شاہ شاہ زین کی طرف
دیکھتے ہوئے بچن کی طرف

بڑھی۔۔

یہی رہوں گی کوئی بھی اس کی مدد

نہیں کرے گا۔۔ شاہ زین کا لہجہ سرد

تھا۔۔ شاہ آپ حور کی بات کر رہے
ہیں۔۔ شاہ بی بی نے ثناء شاہ کی طرف
دیکھتے ہوئے شاہ زین سے پوچھا

تھا۔۔

جی میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔۔۔

ونی میں آئی ہے۔۔۔ پھولوں پہ بیٹھا

کر نہیں رکھنا۔۔۔ شاہ زین نے سر
جھٹکتے ہوئے کہا تھا۔۔

حورا بھی کہاں ہے۔۔ شاہ بی بی نے
شاہ زین کی طرف دیکھا تھا۔۔ جس
کے چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ
اس پر غصہ کر کے آیا ہے۔۔۔

وہ۔۔۔ کچن میں ہے۔۔۔ ثناء شاہ نے

ڈرتے ہوئے جواب دیا۔۔۔ شاہ زین

نے سرخ نظروں سے ثناء شاہ کی

طرف دیکھا۔۔۔

آپ نے اسے کچن میں کیوں بھیج

دیا۔۔۔ اسے کچھ آتا نہیں ہے ہاتھ جلا

لے گی اپنا۔۔۔ شاہ بی بی پریشانی سے

بولی۔۔

ماں اسے سیکھنا تو پڑے گا۔۔ کب تک

ایسے رہے گی۔۔ اور پھر وہ ونی میں آئی

ہوئی ہے۔۔۔ وہ سر جھٹک گیا تھا۔۔

شاہ ہمیں لگ رہا ہے آپ پاگل ہو گئے

ہے۔۔ شاہ بی بی بولتے ہی کچن کی

طرف گئی۔۔۔ نورین شاہ زین کے

چہرے کے تاثرات دیکھ کر حیران

تھی۔۔۔ شاہ بی بی کچن میں آئی۔۔

حور اپنا ہاتھ پکڑ کر کھڑی رہی

تھی۔۔۔ شاہ بی بی نے حور کی طرف

بڑھتے اس کے ہاتھ پر پانی ڈالا۔۔۔

بیٹا آپ ٹھیک ہے۔۔ حور نے روتے
ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ شاہ بی بی نے
حور کو اپنے ساتھ لگایا اور باہر آئی۔۔
نور۔۔ شاہ بی بی نے حور کو صوفے پہ
بیٹھاتے ہوئے آواز دی۔۔ نورین
جلدی سے لاؤنج میں آئی۔۔

جی شاہ بی بی۔۔ نورین نے حور کا ہاتھ

دیکھتے ہوئے شاہ بی بی کی طرف

دیکھا۔۔ جاؤ بیٹا آپ بھابی کے ہاتھ پہ

لگانے کے لیے جعل لے کر

آئے۔۔ جی شاہ بی بی۔۔ نورین

لاؤنج سے نکلتے اپنے کمرے میں

آئی۔۔ فرسٹیٹ بوکس لے کر واپس

آئی۔۔ نورین نے حور کے ساتھ

بیٹھتے اس کا ہاتھ پکڑ کر ٹیشو سے

صاف کیا۔۔ اور جعل لگائی۔۔ حور کی

سسکیوں آنسو دیکھتے نورین کو اس پہ

نے حد ترس آیا تھا۔۔

ثناء شاہ ابھی بھی ڈانگ روم میں وہی

کھڑی تھی۔۔ حور کی سسکیاں ڈانگ

روم تک باسانی سنائی دے رہی
تھی۔۔

شاہ زین اپنے سرخ چہرے پہ ہاتھ
پھیرتے ہوئے لاؤنج کی طرف
بڑھا۔۔ ثناء شاہ بھی اسی کے پیچھے
لاؤنج میں آئی۔۔ حور شاہ زین کو
لاؤنج میں اتادیکھ کر شاہ بی بی کے پیچھے

ہوئی تھی۔۔ شاہ زین کی سرخ
آنکھیں دیکھتے حور کی سسکیاں زیادہ
ہوئی تھی۔۔

نورین شاہ شاہ زین کی سرخ
آنکھیں دیکھ خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔

آج تک اس نے شاہ زین کی آنکھوں

میں غصے نہیں دیکھا تھا۔۔ سرد سرخ

آنکھیں تو دور کی بات

تھی۔۔۔ نورین نے ایک نظر حور پہ

ڈالی۔۔ رات کتنے پیار سے شاہ زین کا

سرد بار ہی تھی۔۔ حور شاہ زین سے

ڈرتی ہے یہ بات تو اسے رات میں ہی

پتہ چل گئی تھی۔۔ لیکن اتنا ڈرتی ہے

یہ معلوم نہیں تھا۔۔

حور اپنے ہاتھ کی پرواہ کیے بغیر اپنے

آنسو صاف کر رہی تھی۔۔

شاہ آپ جائے یہاں سے بچی بہت ڈر

گئی ہے۔۔ شاہ بی بی حور کا ہاتھ پکڑتے

ہوئے بولی۔۔ وہ شاہ زین سے ڈرتی

تھی۔۔ اور شاہ زین کے سامنے ہونے

پر وہ کچھ بول نہ سکتی اسی لیے شاہ بی بی

شاہ زین کو بھیجنا چاہ رہی تھی۔۔

ماں میں نے اسے چائے بنانے کا بولا

تھا ہاتھ جلانے کا نہیں ہے شاہ زین کی

سرد آواز پر حور ثناء شاہ اور نورین شاہ

نے نظریں جھکائی تھی۔۔

زین میں بنا دیتی ہوں۔۔ ثناء شاہ

ڈرتے ہوئے بولی۔۔ شاہ زین نے

ایک نظر ثناء شاہ کی طرف دیکھا۔۔

ثناء شاہ اسی لمحے نظریں جھکا گئی۔۔ شاہ

زین حور پر سرخ آنکھیں گاڑھتا باہر

نکل گیا۔۔۔

ثناء بیٹا آپ ناشتہ لے کر آئے۔۔

نورین آپ بھابی کے ساتھ جاؤ۔۔ شاہ

بی بی نے حور کو اپنے پاس بیٹھاتے

ہوئے اسے حور سے لگا گئی۔۔ حور کی

آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔۔

شاہ بی بی نے حور کے آنسو صاف

کیے۔۔

بیٹے شاہ کو صبح صبح کیا ہو گیا تھا۔۔ کیوں

آپ پر اتنا غصے کر رہے تھے۔۔ شاہ بی

بی نے پیار سے پوچھا۔۔

م۔۔ م۔۔ مجھے۔۔ ن۔۔

نہیں۔۔۔۔۔ پ۔۔ پ۔۔ پتہ۔۔

میم۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ س۔۔۔۔۔ ہو۔۔۔۔۔

رہی۔۔۔۔۔ ت۔۔۔۔۔ تھی۔۔۔۔۔ شش۔۔۔۔۔

شاہ۔۔۔ حج۔۔۔ جی نن۔۔۔ نے۔۔۔ غغ

۔۔۔ غصہ۔۔۔۔۔ کرنا۔۔۔ شش

شروع۔۔۔ لک۔۔۔ کر۔۔۔ دو۔۔۔

دیا۔۔۔ حور نے روتے ہوئے بتایا

تھا۔۔۔

شاہ کو آنے دے آپ کے سامنے ان

کی کلاس لوگی۔۔۔ شاہ بی بی نے

مسکراتے ہوئے حور کی طرف

دیکھا۔۔۔ حور بھی مسکرائی

تھی۔۔۔ نورین ثناء شاہ کھانا لیے لاؤنج

میں آئی۔۔۔ ثناء شاہ نے چائے کا کپ

شاہ بی بی کو دینے کے بعد حور کی

طرف فروٹ سیلڈ بڑھایا۔۔۔ ثناء شاہ

روازنہ صبح حور کو سلید دیتی

تھی۔۔ حور نے بھیگی نظروں سے ثناء

شاہ کی طرف دیکھا۔۔ ثناء شاہ حور کے

دیکھنے پر مسکرائی۔۔

حور پکڑو۔۔ ثناء شاہ نے پیار سے اس

کی طرف بڑھایا تھا۔۔ حور نے اپنے

کانپتے ہاتھوں سے باؤل لیا۔۔ نورین

شاہ چائے کا کپ ثناء شاہ کو دیا۔۔ ثناء

شاہ نے حور کی طرف دیکھا جس کے
آنسو ہی نہیں روک رہے تھے۔۔ ثناء
شاہ اٹھ کر حور کے ساتھ بیٹھی۔۔ حور
سے باؤل پکڑ کر اسے کھلانے لگی۔۔
مم۔۔ مم۔۔ مجھے۔۔ باب۔۔
بھوک۔۔۔ نم۔۔ نہیں۔۔۔
ہے۔۔ حور ثناء شاہ کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی۔۔ چلو شاباش کھاؤ۔۔

ثناء شاہ نے پیار سے کہا۔۔ بھابی جلدی

سے کھائے پھر ہم شوپنگ پہ چلتے

ہیں۔۔ نورین چائے کا سیپ لیتے

ہوئے بولی۔۔ شاباش کھاؤ۔۔ ثناء

شاہ نے اسے کھلاتے ہوئے کہا۔۔

بس۔۔ حور تھوڑا سا کھانے کے بعد

بولی۔۔ ثناء شاہ نے باؤل وہی رکھ

دیا۔۔ بھابی چلیں۔۔ نورین نے حور

کی طرف دیکھا۔ حور نے شاہ بی بی کی

طرف دیکھا۔

ماں ہم جائیں۔۔ نورین نے شاہ بی بی

سے اجازت چاہی۔۔ چلے جائے بیٹا

جلدی آجانا۔ شاہ بی بی نے مسکراتے

ہوئے کہا۔۔ بھائی آپ نہیں جائے

گی۔۔ نورین نے ثناء شاہ کو وہی بیٹھے

دیکھ کر پوچھا تھا۔۔

نہیں میں ماں کے پاس گھر ہی

ہوں۔۔ ثناء شاہ نے مسکراتے ہوئے

کہا۔۔ حوروہی بیٹھی تھی۔۔ بھابی۔۔

نورین نے حور کی طرف دیکھا۔۔ حور

ابھی بھی شاہ بی بی کی طرف دیکھ رہی

تھی۔۔ بیٹا آپ جائے۔۔ شاہ بی بی

نے پیار سے حور کو کہا تھا۔۔ حور نے

اثبات میں سر ہلایا۔۔ حور میں

تمھیں چادر دیتی ہوں۔۔ نور حور کو

نئی لے دینا۔۔ ثناء شاہ نے مسکراتے

ہوئے کہا۔۔ نورین نے اثبات میں سر

ہلایا۔۔۔

حور خوفزدہ ہوتے گاڑی میں بیٹھی۔۔

نورین مسکرا رہی تھی۔۔ بھابی ایک

بات پوچھو۔۔ نورین نے حور کو

مخاطب کیا۔۔ ج۔۔ جی حور نے

لڑکھڑاتی زبان سے جواب دیا۔۔

بھابی رات کو تولا لا بلکل ٹھیک تھے
اب کیا ہوا تھا لا لا کو۔۔ نورین نے حور
کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ حور کی
آنکھوں پتہ نہیں میں سو رہی
تھی۔۔۔

اچانک سے شاہ جی آئے اور مجھے جگا کر
غصے کرنے لگے۔۔ حور معصومیت

سے بولی۔۔۔ نسے دیکھتے نورین

مسکرائی۔۔۔ کیونکہ حور واقع ہی

بچوں جیسا ریکٹ کر رہی تھی۔۔۔

بھابی آپ کا فیورٹ کلر کون سا میرا

فیورٹ کلر وائٹ حور مسکراتے ہوئے

بولی۔۔۔

بھابی لالا کا بھی فیورٹ کلروائٹ

ہے۔۔۔ باتیں کرتے کرتے راستہ

کیسے ختم ہوا۔۔ پتہ ہی نہیں

چلا۔۔۔ نورین حور سے پورے راستے

باتیں کرتے ہوئے آئی تھی۔۔

حور نورین شوپنگ مال شوپنگ کر رہی

تھی۔۔ جب حور کی نظر کچھ فاصلے پہ

کھڑے ارسلان شاہ پہ پڑی۔۔ جو کہ
موبائل پہ بات کر رہا تھا۔۔ حور بے
یقین ہوتے اس کی طرف بھاگتے
ہوئے اس کے گلے لگی تھی۔۔
ارسلان شاہ اس کے اچانک گلے لگنے
پہ لڑکھڑایا تھا۔۔ مگر حور کو دیکھتے اس
کی آنکھیں خوشی سے پھیلی

تھی۔۔ مرنے والے کو زندگی کا حکم

سنایا گیا تھا۔۔

میری گڑباد۔۔ ارسلان شاہ موبائل

بند کرتے خود کی پیشانی پہ ہونٹ

رکھتے ہوئے بولا۔۔ خود کی آنکھوں

سے آنسو بہے رہے تھے۔۔ ارسلان

شاہ نے اس کے آنسو صاف کیے۔۔

میری گڑیا روتے ہوئے اچھی نہیں

لگتی۔۔۔ ارسلان شاہ نے حور کے

ہاتھ چومتے ہوئے اسے

دیکھا۔۔۔ جب اس کی نظر حور کے

جلے ہوئے ہاتھ پہ پڑی۔۔۔ گڑیا یہ

کی۔۔۔ کیسے۔۔۔ ارسلان شاہ کی توجہ

نکلی تھی۔۔ اپنی بہن کے ہاتھ پر یہ
نشان دیکھتے اس کی جان نکلی تھی۔۔
حورنم آنکھوں سے مسکرائی۔۔۔ یہ
سب سہنے کی توانا سے عادت ہو چکی
تھی۔۔ ارسلان شاہ نے اس کے جلے
ہوئے ہاتھ پہ ہونٹ رکھے۔۔۔

بھیا۔۔۔اب۔۔۔ٹ۔۔۔ٹ۔۔۔

ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔حور روتے

ہوئے بولی تھی۔۔۔اس کی بات پر

ارسلان شاہ ہنسا تھا۔۔۔اس کی بہن آج

بھی نہ بدلی تھی۔۔۔ارسلان شاہ نے

اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔وہ رو رہا

تھا۔۔۔اسے اپنے حصار میں

لیے۔۔ کتنے وقت بعد وہ اپنی ناز و پلی

بہن کو مل رہا تھا۔۔

شاہ زین جو کہ کسی کام سے شوپنگ

مول آیا ہوا تھا۔۔ ارسلان شاہ اور

حور کو دیکھتے ان کی طرف بڑھا

تھا۔۔ لیکن حور کو ارسلان شاہ کے

حصار میں دیکھتے ایک ہی جست میں

اس تک پہنچتے حور کو اپنی طرف کھینچ

چکا تھا۔۔۔ نورین شاہ بھی شاہ زین کو

دیکھتے سہمی تھی۔۔۔

حور نے روتے ہوئے شاہ زین کی

طرف دیکھا۔۔۔ ارسلان شاہ بھی

بے بس تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ

جھگڑا کرے گا تو یہ شخص اس کا بہت

برا حال کرے گا۔

میں صرف گڑیا سے۔۔ ارسلان شاہ

بول ہی رہا تھا۔

کہ شاہ زین نورین کی بھی کلائی

دوسرے ہاتھ سے پکڑتے باہر کی

طرف بڑھا۔۔ حور روتے ہوئے

ارسلان شاہ کی طرف دیکھ رہی
تھی۔۔۔ لیکن شاہ زین اسے بے
دردی سے اپنے ساتھ لیے جا رہا
تھا۔۔۔

وہ گاڑی کی پیسجر سیٹ کا دروازے
کھولتے حور کو بے دردی سے اندر
دکھیل گیا تھا۔ اس کے رونے پر شاہ

زین اس کے قریب ہوا تھا۔۔ اب
تمھاری آواز نہ نکلے۔۔ شاہ زین
اسے سرخ نظروں سے دیکھتے ہوئے
بولا۔۔۔ نورین شاہ بھی ڈرتے ہوئے
چھپے بیٹھی رہے

کس سے پوچھ کر باہر گئی تھی۔۔ شاہ

زین حویلی آتے ہی حور پہ اپنی سرخ

نظریں گاڑھ گیا۔۔۔

و۔۔۔ و۔۔۔ ہور ڈرتے ہوئے کچھ

بول بھی نہیں سکی تھی۔۔

شاہ ہم نے بھیجا تھا۔۔۔ شاہ بی بی شاہ

زین کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ نا جانے

کیوں وہ اتنا غصہ کر رہا تھا۔۔۔

ماں آپ نے کیوں بھیجا تھا۔۔۔ شاہ

زمین نے شاہ بی بی کی طرف دیکھتے

سوال کیا تھا۔۔۔

اب ہم کیا ہر کام آپ سے پوچھ کر
کرے گے۔۔۔ شاہ بی بی تھوڑا غصے
سے بولی۔۔۔ شاہزین شاہ بی بی کے
جواب پر خاموش ہوا تھا۔۔۔ اگر وہ بیٹا
تھا تو پھر وہ بھی اسی کی ماں تھی۔۔۔ حور
جو کہ کچھ فاصلے پہ کھڑی کانپ رہی
تھی۔۔۔ شاہ بی بی نے حور کو اپنے

حصار میں لیا۔۔۔ شاہ زین اپنے

چہرے پہ ہاتھ پھیرتے غصے کم کر رہا

تھا۔۔۔ جو کہ کم ہی نہ ہو رہا تھا۔۔۔

شاہ اب آپ ہی کھڑے رہے

گے۔۔۔ یا جائے گے۔۔۔ بچی اگر بیمار

ہوئی۔۔۔ ہم آپ کو چھوڑے گے

نہیں۔۔۔ شاہ بی بی شاہ زین کے سرخ

چہرہ کو دیکھتے سر دلہے میں گویا ہوئی

تھی۔۔ شاہ زین سر جھٹکتا نکل گیا

تھا۔۔

ارسلان شاہ حویلی آیا تھا۔۔ لاونج میں

مہرماہ شاہ اور سلطان شاہ بیٹھے ہوئے

تھے۔۔۔۔ ارسلان شاہ نے مول میں

ہوا۔۔۔ سارا واقع مہرماہ شاہ اور

سلطان شاہ کو بتایا۔۔۔

از میر شاہ جو کہ حنان شاہ کے ساتھ

لاونج میں داخل ہوا تھا۔۔۔ ارسلان

شاہ کی باتیں سنتے اس کا چہرہ سرخ ہوا

تھا۔۔۔

وہ کیسے ہماری پر سنز کو تکلیف دے

سکتا ہے۔۔۔ آج میں اسے چھوڑو

گا۔۔ نہیں۔۔۔ از میر شاہ دھاڑتے

ہوئے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔

اس کی آواز باسانی مہرماہ شاہ سلطان

شاہ، ارسلان شاہ تک گئی تھی۔۔۔

بھائی۔۔ بات سنے۔۔ حنان اس کے
پیچھے باہر نکلا۔۔ ارسلان شاہ بھی
بھاگا تھا۔۔ مگر از میر گاڑی لیے جا چکا
تھا۔۔

حان۔۔ میں گاڑی سٹارٹ کرتا
ہوں۔۔ ارسلان شاہ نے گاڑی
سٹارٹ کی تھی۔۔ حنان بھی پیسنجر

سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔۔ ارسلان شاہ کی
گاڑی از میر شاہ کی گاڑی کے پیچھے ہی
تھی۔۔۔ دونوں کی گاڑیاں حویلی کے
کارپوچ میں آکر روکی۔۔۔ از میر شاہ
غصے سے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔

شاہ زین شاہ۔۔ شاہ زین شاہ۔۔ وہ
دھاڑتے ہوئے حویلی کے لاؤنج میں
آیا تھا۔ از میر شاہ کی آواز سنتے حور
نے کمرے کے دروازہ کی جانب دیکھا
تھا۔۔ خبردار جو تم پیچے آئی۔۔ وہ اسے
سختی سے بولتے کمرے سے نکلتے
دروازہ بند کر گیا تھا۔۔

تو کیا ہو وقت میری حویلی میں آکر شور

کرتا رہتا ہے۔۔ ابھی گارڈز کو بلا کر

تجھے باہر پھینک سکتا ہوں۔۔ شاہ زین

نیچے آتے ہوئے مسکراہٹ چہرے پر

سجائے بولا تھا۔۔ از میر شاہ بھی تلخ سا

مسکرایا تھا۔۔ بہنوئی کے ساتھ ایسا

سلوک کرے گا تو سوچ تیری بہن کا

کیا حال ہوں گا؟ از میر شاہ نے

مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ اور

صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا

تھا۔

تجھ میں جتنا دم خم ہے وہ میں دیکھ چکا

ہوں۔۔ شاہ زین بھی اس کے سامنے

آکر بیٹھا تھا۔ از میر شاہ کچھ بولنے ہی

والا تھا کہ سیڑھیوں سے بھاگتی حور

اس کی طرف آئی تھی۔۔

بھائی۔۔ وہ بولتے ہی از میر شاہ کے

گلے لگی تھی۔۔ از میر جو کہ اتنے غصے

میں آیا تھا۔۔ اتنے وقت کے بعد حور

سے ملنے پر سب کچھ بھول چکا تھا۔۔

ہوش تو تب آیا جب شاہ زین نے آکر

حور کو اس کے حصار سے کھینچ کر نکلا

تھا۔۔۔ حور جو کہ اس افتاد کے لیے

تیار نہ تھی اس کا سر شاہ زین کے چٹانی

سینے سے ٹکرایا تھا۔۔۔ حور نے کچھ کہنے

کے لیے چہرہ شاہ زین کی طرف کیا ہی

تھا کہ ایک زنا ٹے دار تھپڑ کی آواز

فضاء میں گونجی تھی۔۔۔

حور نے بے یقینی سے شاہ زین کی

طرف دیکھا۔ جس نے بلا وجہ ہی

اس پہ ہاتھ اٹھایا تھا۔ حور کی

آنکھوں میں بے یقینی دیکھتے ہوئے شاہ

زین نے حور کو بے دردی سے صوفے

پہ پھینکا تھا۔۔۔۔۔ حور اوندھ منہ

صوفے پہ گری تھی۔۔ نورین شاہ،

ثناء شاہ، اور شاہ بی بی تینوں کھڑی حور

کی حالت دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ بیچاری

پھنس چکی تھی۔۔ ثناء شاہ اور شاہ بی بی

تو پہلے بھی یہ دیکھ چکی تھی۔۔ لیکن

نورین کو حور پہ بہت ترس آرہا

تھا۔۔۔ نورین نے نم نگاہوں سے حور

کی طرف دیکھا۔۔۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی میری حویلی

میں قدم رکھنے کی۔۔۔ شاہ زین نے

از میر کی طرف اپنی سرخ نظروں

سے دیکھتے ہوئے غرایا تھا۔۔۔

سالے صاحب اب کوئی سسرال بھی

پوچھ کر قدم رکھتا ہے۔۔ آپ کو تو

چاہیے گھر آئے داماد کی عزت کرو۔۔

ازمیر نے استغنیاء مسکراتے ہوئے

اس کے قریب آیا تھا۔۔ دل پر

انگارے برسے تھے اس کی بہن کو اس

کے سامنے بے جان گڑیا کی طرح

تھپڑ مارا گیا تھا۔۔

شاہ زین نے آگے بڑھتے از میر کے

منہ پہ مکا جڑ دیا۔۔ اور اس کا گریبان

پکڑا تھا۔۔ تمھاری ہمت کیسے ہوئی

میری حویلی میں آنے کی۔۔ شاہ

زین اب دھاڑا تھا۔۔

ہمت میری تمہیں بہت جلد پتہ چل

جائے گی۔۔ جب تمہیں مامو بناؤ

گا۔۔۔ ہاں اگر تب بھی پتہ نہ چلے تو

اپنی بہن سے پوچھ لینا اس سے بہتر

میری ہمت تمہیں کون بتائے گا۔۔۔

از میر نے کندھے اچکاتے ہوئے شاہ

زین کے قریب ہوتے ہوئے

کہا۔۔۔ یہ صرف اس لیے تھا کہ شاہ

زین نے اس کی بہن کو تھپڑ مارا

تھا۔۔ جبکہ اس کی اتنی بے باک بات

پر وہ تینوں اسے دیکھتے رہ گئی تھی۔۔

خیر میں یہاں اپنی گڑیا کو لینے آیا ہوں

پیچھے ہٹو۔۔۔ از میر نے اسے پیچھے

کرتے ہوئے ایک قدم حور کی طرف

بڑھایا۔۔۔ از میر کو روکنے کے لیے

شاہ زین حور کے سامنے آیا تھا۔۔۔

ذکر میری لاش اور اسے بیوگی کی چادر

اوڑھا کر لے جانا چاہتا ہے تو لے

جا۔۔۔ شاہ زین بول کہ خور کی طرف

بڑھا تھا۔۔۔ لیکن حور لاؤنج میں

داخل ہوتے حنان کو دیکھ اس کی

طرف بھاگی تھی۔۔۔

حنان نے بھی اسے ہمیشہ کی طرح خود

میں بھینچتے ہوئے اسے چپ کروانے

کی ناکام کوشش کی تھی۔۔۔ از میر

نے شاہ زین کی بات سنتے اپنی پسٹل

نکالتے اس پہ تانی تھی۔۔۔

آج پھر یہ ڈرامہ یہی ختم۔۔ تیری
جان لے کر میری بہن کی زندگی میں
سکون آئے گا۔۔ اور مجھے میری بہن کا
سکون عزیز ہے۔۔ از میر نے بولتے
ہی گولی چلائی تھی۔۔ میر۔۔۔ ارسل
اس کا ہاتھ ہوا میں بلند کر چکا تھا۔۔

ازمیر نے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں
سے ارسل کی طرف دیکھا۔

Are you mad! What
are you doing ???

ذرسل نے غصے سے سرخ ہوتی
چہرے سے اسے دیکھا تھا۔ گولی کی
آواز پہ حور نے حنان کی شرٹ

مٹھیوں میں جکڑتے اس میں مزید
چھپی تھی۔۔۔ کہ کہیں شاہ زین کو تو
نہیں لگ گئی۔۔۔ دل میں ایک خوف سا
پیدا ہوا تھا۔۔۔

بھیا بچھے ہو جائے۔۔۔ آج میں اس
کی جان لے کر رہوں گا۔۔۔ از میر
اپنی سرخ آنکھوں سے شاہ زین کو

دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو پیچھے کھڑا اسے

استنزیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

میر تم پاگل ہوں۔۔۔ تم چاہتے ہوں

ہماری گڑیا بیوہ ہو جائے۔۔۔ ارسل نے

ایک نظر حور کے ڈر سے لرزتے وجود

کو دیکھتے ہوئے اسے سرد نظروں سے

دیکھا۔۔

ارسل کو حور کی حالت دیکھ بہت رونا
آ رہا تھا۔۔۔ کبھی اپنی بہن سے اونچی
آواز میں بات تک نہیں کی تھی۔۔۔ اور
یہاں اس پہ ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹ
رہے تھے۔۔۔ ارسل کو حور کی قسمت
پہ رونا آ رہا تھا۔۔۔ حور حنان کے ساتھ
لیٹی رو رہی تھی۔۔۔

اس نے کون سا ہماری گڑیا کو پھولوں

پہ بٹھایا ہے۔۔ ظلم کرتا ہے یہ انسان

ہماری گڑیا ہے۔۔۔ از میر نے شاہ

زین پر سرخ آنکھیں اس سامنے

کھڑے شخص پر ڈالی تھی۔۔

سالے صاحب ایسا کیا کر دیا میں نہ

تمہاری بہن کے ساتھ۔۔۔ شاہ زین

دل جلانے والی مسکراہٹ از میر کی
طرف اچھالتے ہوئے بولا۔۔ وہ از میر
شاہ کو جان بوجھ کر ٹیز کرتا تھا۔۔
از میر نے ایک نظر ارسل پہ ڈالی اور
دوسرے ہی پل شاہ زین کی طرف
بڑھتے اس کے منہ پر مکامرا تھا۔۔ شاہ
زین کے ہونٹوں پہ اس کے ہاتھ میں

میں پکڑی پسل لگنے سے خون فوارہ کی

مانند نکلا تھا۔ شاہ زین نے بھی جواباً

ازمیر کے منہ پہ مکا جڑا تھا۔ ازمیر

نے ہونٹوں سے خون صاف کرتے

ہوئے شاہ زین کی طرف

دیکھا۔۔ شاہ زین نے اسی پل ازمیر

کے چہرے پر دوبارہ مکا جڑ دیا۔۔

ازمیر لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہوا

تھا۔۔

ارسل ازمیر کی طرف بڑھا۔۔۔ میر

اب تم کچھ نہیں کرو گے۔۔۔ جاؤ

یہاں سے۔۔۔ ارسل نے اس کے ہاتھ

سے پسٹل لیتے ہوئے جانے کا کہا

تھا۔۔ از میر نے اپنی سرخ آنکھوں

سے ارسل کی طرف دیکھا۔۔

گو۔۔ ارسل اسے خود کی طرف دیکھتا

پاکر بولا۔۔ از میر نے حنان کی طرف

بڑھتے ہوئے حور کو اس کے حصار

سے نکال کر خود میں بھینچا تھا۔۔ حور

نے روتے ہوئے از میر کی طرف

دیکھا۔۔

میر بھائی۔۔ حور نے از میر کے

ہونٹوں سے خون صاف کرتے

ہوئے سسکی لی تھی میر بھائی

آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ۔۔۔ لک۔۔۔ کا

خ۔۔۔ خون۔۔۔ نن۔۔۔ نن۔۔۔

او۔۔۔ وجہ۔۔۔ سی۔۔۔ سے۔۔۔

ہوا۔۔۔ ہے۔۔۔ حور روتے ہوئے بولی۔

no my princess.....

یہ تمھاری وجہ سے نہیں ہوا۔۔۔ اور

اب ایک آنسو نہیں ہے۔ از میر نے

حور کے آنسو صاف کرتے ہوئے اس

کا ہاتھ چومے تھے۔۔۔ حورِ خم آنکھوں

سے مسکرائی تھی۔۔ کتنے وقت بعد
اس کے دونوں بھائیوں نے اس کے
ہاتھ چومے تھے۔۔ شاہ زین جو کہ
پیچھے ہی کھڑا ہوا تھا۔۔ از میر کو حور
کے قریب دیکھ کر غصے سے اس کی
طرف بڑھا۔۔ اور حور کو گلائی سے
پکڑتے اپنی طرف کھینچا۔۔ حور نے

ازمیر کی شرٹ مٹھیوں میں پکڑی
ہوئی تھی۔۔ جو اس کے ہاتھوں سے
ایک دم چھوٹنے پہ ازمیر لڑکھڑایا۔۔
ازمیر نے شاہ زین کی طرف اپنی
سرخ آنکھوں سے دیکھا۔۔ حور
روتے ہوئے خوفزدہ آنکھوں سے
شاہ زین کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

شاہ زین نے اس کی کلائی پر اپنی

گرفت مضبوط کی تھی۔۔ جس کے

باعث حود نے سسکی لی۔۔۔ از میر شاہ

زین کی طرف بڑھا۔۔

میر چلا جا یہاں سے ورنہ میرا ہاتھ اٹھ

جائے گا۔۔۔ ارسل نے از میر کا ہاتھ

پکڑے سے روکتے ہوئے تنبیہ

کہا۔۔۔ از میر شاہ زین کو سرخ
آنکھوں سے دیکھتے ہوئے باہر نکل
گیا۔۔۔

حور نے بے بسی سے از میر کو جاتے
ہوئے دیکھا۔۔۔ حور کو اب زیادہ رونا
آ رہا تھا۔۔۔ جو اپنے بھائی سے ملی بھی
نہیں تھی۔۔۔ اور اس سے دور کر

دیا۔۔ نورین کی نظر کب سے اس کا
چہرے کا طواف کر رہی تھی۔۔ خود پہ
کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے
اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔۔
نورین اسی پل اپنے چہرے پر ویل
کرتی چہرہ چھپا چکی تھی۔۔ اسے چہرہ
چھپاتے دیکھ مقابل کی آنکھیں بھی

جھکی تھی۔۔ جسے دیکھ نورین کے

چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔

ارسل جو کہ حور، شاہ زین سے کچھ

فاصلے پر کھڑا تھا۔۔ حور کی طرف

بڑھا۔۔ شاہ زین نے حور کی بازو اس

کی کمر پہ پین کیے مضبوطی سے اسے

پکڑا ہوا تھا۔۔۔ جسے دیکھ ارسل کی

آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ
جانتا تھا اس کی بہن بہت تکلیف میں
ہوگی۔۔۔ اور بعد میں بھی جب جب
اس کی نظر شاہزین کی انگلیوں کے
نشانات پہ پڑے گی۔۔۔ تو وہ مزید روئی
گی۔۔۔

ارسل اپنے دل پر پتھر رکھتے ہوئے
حور کے قریب آیا۔۔ حور کی نظریں
جو کہ شاہ زین کے حصار میں جھکی ہوئی
تھی۔۔ ارسل کو دیکھ کر حور نے
ارسل کی طرف دیکھا۔۔
بھیا۔۔ حور کے لبوں نے جنش کی
تھی۔۔ شاہ زین نے اس کی کلائی پر

گرفت مضبوط کی تھی۔۔۔ حور کی
آنکھوں میں نمی میں بھی تیزی سے
آئی تھی۔۔۔ اس کے چہرے سے ہی
اس کی تکلیف کا اندازہ کیا جاسکتا تھا۔
لیکن حور ارسل کی طرف دیکھ کر ہلکا
سا مسکرائی۔۔۔ ارسل نے حور کے سر
پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

گڑیا مجھے قسم ہے اپنی گڑیا کو یہاں
سے لے کر جاؤ گا۔۔۔ لیکن تب تک
میری گڑیا خود کا خیال رکھنا۔۔۔
ارسل اس کے عارض پر پیار سے ہاتھ
رکھتے ہوئے نم آواز میں گویا ہوا
تھا۔۔۔ کتنا مجبور تھا۔۔۔ حور کی
آنکھوں سے آنسوؤں نکلے

تھے۔۔۔ اس کی قسمت میں تو شاید
رونا ہی تھا۔۔ کبھی مقابل اپنی قربت
میں رولاتا تھا تو کبھی اس کی فیملی سے
دور کر کے رولاتا تھا۔۔۔ ارسل بول
کر اپنی آنکھوں میں آئی نمی پیچھے
دھکیلتے باہر نکل گیا۔۔۔ حنان نے
ایک نظر شاہ زین پہ ڈالی۔۔ جس کی

نظریں حور پہ تھی۔۔۔ شاہ زین کا چہرہ

بلکل سنجیدہ تھا۔۔۔ اس کے چہرہ سے

اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔۔۔

حور کو چھوڑنے کا اردہ بلکل نہیں

رکھتا۔۔۔ حنان نے ایک نظر حور پہ

ڈالی۔۔۔ جس سے کے چہرے سے

اس کی تکلیف عیاں تھی۔۔۔ پھر شاہ

زین سے مخاطب ہوا۔۔۔

میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں۔۔۔

صرف اس لیے نہیں آپ عینی کے

ہسبنڈ ہے۔۔۔ آپ بڑے ہے اس

لیے بھی آپ کی عزت کرتا ہوں۔۔۔

ہمیشہ میر بھائی کے خلاف گیا

ہوں۔۔۔ اور آپ کو عزت دی

ہے۔۔۔ کیونکہ میری ماما کی تربیت

ایسی نہیں ہے کہ میں خود سے بڑوں

کے ساتھ بد تمیزی سے بات کرو۔۔۔

لیکن اگر نیکسٹ ٹائم آپ نے عینی کو

تکلیف دی تو میں میر بھائی کو نہیں روکو

گا۔۔۔ اس دن میں ہر حد سے گزر جاؤ

گا۔۔۔ مجھے میری عینی سے زیادہ کوئی

عزیز نہیں ہے۔۔۔ اور جب بات

میری عینی پہ آتی ہے۔۔۔ میں سارے

لحاظ بھول جاتا ہوں۔۔۔ حنان نے

حور کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا آخری

جملہ مکمل کیا تھا۔۔۔ شاہ زین نے

ایک نظر حنان کی طرف دیکھا۔۔۔

چھوٹے سے کی کتنی زبان چلتی

ہے۔۔۔ وہ اسے کتنا معصوم سمجھتا

تھا۔۔ شاہ زین نے اسے دیکھتے ہوئے

سوچا۔۔

حنان ایک نظر حور کو دیکھتے ہوئے باہر

چلا گیا۔۔

حنان کے جاتے ہی شاہ زین کی نظر
اب حور پہ تھی۔۔۔ شاہ زین نے حور
کو جھٹکے سے چھوڑا۔۔۔ حور زمین پر
اوندھ منہ گری تھی۔۔۔ لیکن زمین پہ
ہاتھ رکھتے ہوئے اپنا منہ زمین پہ لگنے
سے بچا چکی تھی۔۔۔ بھائی۔۔۔ نورین
شاہ نے آگے بڑھتے ہوئے اسے پکڑنا

چاہا تھا۔۔ شاہ زین اسے ہاتھ کے

اشارے سے روک چکا تھا۔۔ نورین

اب وہی کھڑی بے بسی سے حور کو دیکھ

رہی تھی۔۔۔ شاہ زین پنجنوں کے بل

حور کے پاس زمین پر بیٹھا۔۔

حور نے ڈرتے ہوئے سسکی لی۔۔ اور

پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ شاہ زین نے اس

کا جبرہ اپنی اپنی گرفت میں لیتے ہوئے

اسے اپنے قریب کیا۔۔ درد سے حور

کے آنسوؤں ٹوٹ کر برسے تھیں۔۔

حور کو اپنا عارضی ٹوٹا محسوس ہو رہا

تھا۔۔ حور کی آنکھوں میں نمی دیکھتے

شاہ زین نے اپنی گرفت مضبوط کی

تھی۔۔ تمہیں میری ایک دفعہ بولی

گئی بات سمجھ نہیں آتی۔۔۔ شاہ زین

دھاڑا تھا۔۔۔ اس کی دھاڑ پہ نورین

واپس شاہ بی بی کے پاس جا کھڑی

ہوئی۔۔۔ جبکہ حور کانپ رہی

تھی۔۔۔

بولو۔۔۔ تمہیں میری بات سمجھ نہیں

آتی۔۔۔ شاہ زین نے نے اس کا جبرہ

خطرناک حد تک مضبوطی سے دبوتے

ہوئے غرایا۔۔۔ آ۔۔۔ آ۔۔۔ آ۔۔۔

آتی۔۔۔ ہے۔۔۔ ہے۔۔۔ حور اپنی

لڑکھڑائی اور گھٹی آواز میں سے

بولی۔۔۔

Fantastic novel by nailajutt

تمہارا میں آکر علاج کرو گا۔۔ شاہ زین

اسے جھٹکے سے چھوڑ نکل گیا۔۔۔ حور

وہی بیٹھی رونے لگی۔۔۔

ثناء شاہ، نورین شاہ حور کی طرف

بڑھی۔۔۔ اسے نرمی سے اپنے ساتھ

لیے شاہ بی بی کی طرف بڑھی۔۔ شاہ

بی بی نے حور کو اپنے قریب بیٹھاتے

ہوئے اس کے آنسو صاف کیے۔۔

حور کی سسکیاں زیادہ ہو رہی تھیں۔۔

بیٹا چپ کر۔۔۔ شاہ بی بی نے حور کو

خود سے لگاتے ہوئے کہا۔۔۔ ماں

آپ کو پتہ ہے بھابی کو ولٹ کمر پسند

ہے۔۔۔ نورین نے حور کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ہماری بیٹی کو

وائٹ کلر پسند ہے۔۔ شاہ بی بی نے

مسکراتے ہوئے بات بدلی تھی۔۔

جی۔۔۔ حور نے اثبات میں سر ہلایا

تھا۔۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔ شاہ

بی بی نے حور کے چہرے پر پیار سے

ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔ ان کی بہن کی

ناز و پلی بیٹی ان کے پاس ان کے گھر

تھی۔۔ لیکن پھر بھی اس کے لیے کچھ

نہیں کر سکتی تھی۔۔ جس پر ان کا خود

کا بیٹا ہی کتنا ظلم کر رہا تھا۔۔ حور کو دیکھ

شاہ بی بی کی آنکھیں نم ہوئی

تھی۔۔ شاہ بی بی کو اب شہرین کی فکر

تھی۔۔



ازمیر کی گاڑی حویلی کے کارپیوچ میں

آکر روکی۔۔ ازمیر دھاڑ سے دروازہ

کھولتے ہوئے اندر آیا۔۔ نمرین مہرماہ

شاہ کے ساتھ کچن میں تھی۔۔ ازمیر

کو آتادیکھ کر نمرین کے چہرے پر

مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ ازمیر کی

سرخ آنکھوں پہ نمرین کی نظر نہیں

پڑی تھی۔۔۔ از میر نمرین کو کچن میں

دیکھ سیدھا اس کی طرف بڑھا۔۔۔

نمرین از میر کو اپنی طرف آتا دیکھ کر

سہی تھی۔۔۔

از میر نے نمرین کے پاس آتے ہی

بے دردی سے اس کی کلائی کھینچی

تھی۔۔۔۔۔ نمرین کے ہاتھوں سے

گلاس زمین بوس ہوا تھا۔۔۔ نمرین
کٹی پتنگ کی طرح از میر کے سینے سے
آ لگی۔۔۔ نمرین نے خوفزدہ ہوتے
از میر کی طرف دیکھا۔۔۔ جن
آنکھوں میں ابھی مسکراہٹ
تھی۔۔۔ اب ان آنکھوں میں خوف لہرا
رہا تھا۔۔۔ از میر اس کی کلائی پکڑے

اندر کی طرف بڑھا۔۔ مہرماہ شاہ یہ

دیکھ از میر کی طرف بڑھی۔۔

میر۔۔۔ از میر ان سنی کرتے اپنے

کمرے کی طرف بڑھا۔۔ ارسل،

حنان لاؤنج میں داخل ہوئے۔۔ از

میر کو غصے میں دیکھ کر ارسل نے گھر

اسانس لیا۔۔ جس کا ڈر تھا وہی ہوا۔۔

اب از میر اپنا غصے نمرین پر نکلا

گا۔۔ حنان از میر کی طرف بڑھا۔۔

میر بھائی یاد کیا کر رہے ہیں۔۔۔ حنان

نے از میر کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے

کہا۔۔۔ بھائی بھابی کو چین ہو رہی

ہے۔۔ حنان نے ایک نظر نمرین پر

ڈالی۔۔ جس کے چہرے پہ تکلیف کے

تاثرات تھے۔۔۔ میر۔۔۔ مہرماہ شاہ

از میر کی طرف بڑھی۔۔

از میر نمرین کو کھینچتے ہوئے اندر

کمرے کی طرف بڑھا۔۔ کمرے میں

آتے ہی دھاڑ سے دوازے بند

کرتے ہوئے از میر نے نمرین کو جھٹکے

سے چھوڑا تھا۔۔

نمرین زمین پر گری تھی۔۔ نمرین کی

آنکھوں میں نمی آئی تھی۔۔ نمرین

نے نم نگاہوں سے از میر کی طرف

دیکھا۔۔۔ از میر نمرین کی طرف

بڑھا۔۔ نمرین از میر کی سہ رخ آنکھیں

دیکھتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔۔ از میر

ایک ہی جست میں نمرین کی طرف

بڑھا۔۔ نمرین کو بالوں سے پکڑتے
اس کا چہرہ اپنا مقابل کیا۔۔ نمرین نے
سسکی لی تھی۔۔۔

درد ہو رہا ہے۔۔۔ از میر اس کے
بالوں کو جھٹکا دیتے ہوئے بولا۔۔۔
نمرین نے از میر کے ہاتھ پہ ہاتھ
رکھا۔۔ تمہارے بھائی نے میرے

چہرے پر تھپڑ مارا۔۔۔ از میر کی بات پر

نمرین نے از میر کی طرف دیکھا۔۔

ازمیر نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے

مقابلہ کر گیا

— — — — —

وہ۔۔۔۔۔ا۔۔۔ا۔۔۔اس۔۔۔محم۔۔۔

میں۔۔۔۔۔ محمد۔۔۔۔۔ میری۔۔۔

کَلک۔۔۔ کیا۔۔۔ غغ۔۔۔ غلطی

-----نمبرین نے روتے

ہوئے از میر کی شہرٹ مٹھیوں میں

جکڑی تھی۔۔۔ از میر تقی میر

نظریں گاڑھتے ہوئے اس کے ڈرے

سہمے چہرے کی طرف دیکھا۔۔

غلطی تو میری بہن کی بھی نہیں

تھی۔۔۔ پہلے تمہارا وہ غلیظ بھائی جس

نے میری بہن پہ گندی نظر ڈالی۔۔۔ وہ

مر گیا تو تمہارے دوسرا سالہ نکاح

کے نام پر میری بہن سے ظلم کرتا

ہے۔۔۔ بتاؤ اس میں میری بہن کی کیا

غلطی ہے۔۔۔ بولو۔۔۔ از میر نے اس

کے بالوں کو جھٹکا دیا تھا۔۔۔

ت۔۔۔ تو۔۔۔ لک لک۔۔۔ کیا۔۔۔

مم۔۔۔ میری۔۔۔ یہ۔۔۔ غغ۔۔۔ غغ

غلطی۔۔۔ ہے۔۔۔ لگ۔۔۔ کہ

مم۔۔۔

میں۔۔۔ لال۔۔۔ لالا۔۔۔ کک

ب۔۔۔ہب۔۔۔بہن۔۔۔

ہوں۔۔۔نمرین روتے ہوئے بول

رہی تھی۔۔۔

ازمیر نے ایک نظر نمرین کے روتے

ہوئے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

ازمیر نے اس کے بالوں پہ اپنی

گرفت ہلکی کی تھی۔۔۔ازمیر کی

گرفت ہلکی محسوس کرتے ہوئے
نمرین نے شکوہ کناں نظروں سے
اسے دیکھا۔۔۔ از میر اسے چھوڑتے
ہوئے واشرووم کی طرف بڑھا
تھا۔۔۔۔۔ نمرین بیڈ پہ بیٹھتے اپنا چہرہ
گھٹنوں میں دیے رونے لگی۔۔۔
از میر بیس منٹ بعد جب کمرے میں

آیا۔۔۔ نمرین کو روٹا دیکھ اس کی

طرف بڑھا۔۔

تم تو رو رہی ہوں۔۔۔ از میر نے اس کا

چہرہ اوپر کرتے ہوئے پوچھا

تھا۔۔۔ از میر شرٹ لیس تھا۔۔۔ جسے

دیکھ نمرین نظریں جھکائے نئی۔۔۔

اب کیوں رو رہی ہوں۔۔۔ از میر نے

اس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا

تھا۔۔ نمرین نے شکوہ کناں نظروں

سے اسے دیکھا اور چہرہ دوسری طرف

کر لیا۔۔ از میر نے اس کا چہرہ ٹھوڑی

سے پکڑتے اپنی طرف کیا۔۔ نمرین

کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔

سوری۔۔ جسے دیکھ از میر نے ہلکی سی

آواز میں غلطی کا اقرار کرتے معافی

مانگی تھی۔۔۔

نمرین نے اس کی طرف شوکڈ ہوتے

ہوئے دیکھا۔۔۔ سوری یا رخصے میں

تھا۔۔۔ از میر نے اس کے آنسو صاف

کرتے ہوئے پھر سے سودی کہا تھا۔۔

نمرین از میر کے سینے میں چہرے

چھپائے رونے لگی۔۔۔ سوری یار

۔۔۔ از میر نے اس کے بالوں میں

ہاتھ الجھا گیا تھا۔۔۔ نمرین کی سسکیاں

زیادہ ہوتی تھیں جس سے از میر کے

چہرے پہ مسکراہٹ آتی ہے۔۔۔ وہ رورہی

تھی۔۔۔ مطلب وہ اس سے ناراض

تھی۔۔۔

سوری نا۔۔ از میر نے اسے خود سے
الگ کرتے اس کے عارض پر لب
رکھے تھے۔۔۔ منانا بھی تو تھا۔۔ اور
وہ بہت اچھے سے جانتا تھا کہ اسے کیسے
منایا جائے گا۔۔

آ۔۔۔ آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ۔۔۔ ب

ہب۔۔۔ بہت۔۔۔۔۔ ہب۔۔۔

برے۔۔۔۔ہے۔۔۔نمرین نے

روتے ہوئے نم آنکھوں سے کہا

تھا۔ میں نے کب کہا میں اچھا

ہوں۔۔۔۔میں بہت برا ہوں۔۔۔

ازمیر نے نمرین کے ہونٹوں کو نرمی

سے چوما تھا۔۔نمرین کی آنکھوں میں

نمی تھی۔۔۔۔آ۔۔آ۔۔آپ۔۔۔مم

مم۔۔۔۔۔مجھ۔۔۔۔۔پ۔۔۔۔۔چہ۔۔۔۔۔غ

غصے۔۔۔ لک۔۔۔ کرتے۔۔۔

ہے۔۔۔ نمبرین نے سسکی لی تھی۔۔۔

نن۔۔۔ نن۔۔۔ نن نہیں۔۔۔ مم۔۔۔

مَم میں۔۔۔ گل۔ کیوں۔۔۔۔۔

اپنی۔۔۔پ۔۔۔پیاری۔۔۔سی۔۔۔

بب۔۔ بیوی۔۔ پپ۔۔ پپ۔۔ پپ۔۔ غص

--- غصے --- کلک --- کرو۔۔۔

گا۔۔۔ از میر نے نمرین کی طرح

بولتے ہوئے اسے چھیڑا تھا۔۔۔ نمرین

نے از میر کی طرف دیکھا۔۔۔

آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ۔۔۔ مم۔۔۔ میرا

۔۔۔ مذ۔۔۔ مذاق۔۔۔ بن۔۔۔

بنا۔۔۔ رہے۔ ہیں۔۔۔ نمرین نے از

میر کے چہرے پر ملکی سی مسکراہٹ

دیکھتے ہوئے شکوہ کیا تھا۔۔۔ اب

میری بیوی کے یہ آنسو کب تک

روکے گئے۔۔۔ انداز میر نے نمرین کے

آنسو صاف کرتے ہوئے سوال کیا

تھا۔۔۔ ہب۔۔۔ ہب۔۔۔ بیوی۔۔۔

آ۔۔۔ آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ۔۔۔ نن۔۔۔

نے۔۔۔ سم۔۔ سمجھا۔۔۔ ہے۔۔

ہی۔۔ لک۔۔۔ کب۔۔

ہے۔۔ نمرین نے ہونٹ باہر نکالے

تھے۔۔ بیوی سمجھا ہے تو یہاں ہوں

۔۔۔ از میر نے نمرین کے ہونٹوں پر

انگلی رکھی تھی۔۔

کاش۔۔ آ۔۔ آ۔۔ آپ۔۔ حج

۔۔ جلدی۔۔ سی۔۔ بیج۔۔ سے۔۔

ٹٹ۔۔ ٹھیک۔۔ ہو جائے۔۔

نمرین نے خوفزدہ ہوتے ہوئے اپنے

لبوں سے کہا تھا۔۔ ابھی کیا میں کہیں

سے خراب ہوں۔۔۔ از میر نے

نمرین کو آنکھ مارتے ہوئے بے باک

اشارہ کیا تھا۔۔ نمرین اس کی بات
سمجھتے سرخ ہوئی تھی۔۔۔ اب رونا
مت۔۔۔ از میر بولتے ہوئے
ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔
از میر وائٹ شرٹ اور بیلو پیٹ پہنے
نکلا۔۔۔ نمرین نے از میر کی طرف

دیکھا جو کہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا

وہ بہت خوب رو چہرے اور بار عب
پر سنیلٹی کا مالک تھا۔ اس کی
پر سنیلٹی بہت سحر انگیز اور شاندار
تھی۔ کوئی بھی اس کی پر سنیلٹی سے
متاثر ہو سکتا تھا۔۔۔ نمرین کے

چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

جسے دیکھ از میر نے ایبر و آچکائی۔۔۔

نمرین نے اسی لمحے نظریں جھکائی
تھی۔۔۔ اس کی نظروں کا سامنا کرنا

مشکل تھا۔۔۔

از میر نمرین کی طرف دیکھتے ہوئے

کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔ لاؤنج میں

مہرماہ شاہ ارسل، حنان اسے دیکھ کر

حیران ہوئے تھے۔۔ جو کہ بہت

فریش موڈ میں یہاں سے نکلا تھا۔۔

مہرماہ شاہ از میر کے کمرے کی طرف

بڑھی۔۔ دروازہ نوک کمرے مہرماہ

اندر آئی۔۔ نمرین ان کی طرف دیکھ

کر مسکرائی۔۔ بیٹا آپ ٹھیک

ہوں۔۔ مہرماہ شاہ نے پریشانی سے
کہا۔۔ میں ٹھیک ہوں ماما۔۔ نمرین
مسکراتے ہوئے بولی۔۔ مہرماہ شاہ
بھی مسکرا دی تھی۔۔ شاید ان کا بیٹا
اس سے محبت کرنے لگا تھا۔۔

ڈیڈ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم پیسے

دے کر اپنی عینی کو واپس لے

آئے۔۔۔ ارسلان شاہ جو کہ سلطان

شاہ کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ وہ

کب سے بے چین تھا آخر وہ بول گیا

تھا۔۔ سلطان شاہ نے کچھ پل اسے

دیکھا۔۔ اور پھر سر جھکا لیا۔۔ ایسا ممکن

نہیں ارسل۔۔ وہ اس گاؤں کا سردار
ہے۔۔ بزنس میں ہے۔۔ وہ کیا کرے
گے۔۔ سلطان شاہ نے سنجیدگی سے
جواب دیا تھا۔۔

لیکن ڈیڈ ہماری عینی وہاں بلکل ٹھیک
نہیں ہے۔۔ ارسلان شاہ رو دینے کو
تھا۔۔ وہ جو حال اپنی بہن کا دیکھ کر آیا

تھا۔ اس سے برداشت نہ ہو رہا

تھا۔ ہم دعا ہی کر سکتے

ارسل۔ سلطان شاہ کی آواز بھگی

تھی۔ ارسلان شاہ نم نگاہوں سے

سلطان شاہ کے کمرے سے نکلتا اپنے

کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ حنان شاہ

ارسلان شاہ کو یوں نکلتے دیکھ اس کے

پیچھے ہی آیا تھا۔۔۔ ارسلان شاہ کمرے

میں آتے ہی پستل نکال اپنی کنپٹی پر

رکھ گیا تھا۔۔۔ اور ایسا پہلی دفعہ ہوا تھا

کہ وہ اس قدر بے بس ہوا تھا۔۔۔

بھیا۔۔۔ بھیا یہ کیا کر رہے ہے

آپ۔۔۔۔۔ حنان شاہ اس کی طرف بھاگا

تھا۔۔۔ حنان شاہ کی چیخنے کی آواز پر

مہرماہ شاہ سلطان شاہ ارسلان شاہ کے

روم میں آئے تھے۔۔ ارسل کیا تم

پاگل ہو گئے ہوں۔۔۔ سلطان شاہ

اس سے پسپا چھنتے پھینک گئے

تھے۔۔ ڈیڈ۔۔ ارسلان شاہ بچھے کو سر

ٹکا گیا تھا۔۔ وہ بے بس تھا۔۔ اس سے

حور کے آنسو برداشت نہ تھے۔۔ وہ

یوں ہی سر ٹکائے گہرے سانس لے
رہا تھا کہ نظر بیڈ کے پاس گرمی پسٹل پر
گئی تھی۔ جسے حیران ہوتے ارسلان
شاہ نے تھاما تھا۔ اور اسے دیکھ وہ
پاگلوں کی طرح روتے روتے ہنس دیا
تھا۔

کیا ہوا ارسل میری جان۔۔ مہرماہ شاہ

ارسلان شاہ کے قریب بیٹھی تھی۔۔

موم میں نے گولی نہیں چلائی

ڈیڈ۔۔ یہ دیکھے جب ہم یہاں آئے

تھے۔۔ میں نے پسل میں گولیاں

ڈالی تھی ابھی بھی چھ کی چھ گولیاں

ہے۔۔ ڈیڈ۔۔ ارسلان شاہ روتے

روتے ہنس دیا تھا۔ اس کی بات سنتے

سلطان شاہ بھی ایک پل کو حیران

ہوئے تھے۔۔۔ پنچائیت ایسے ثبوتوں

کو نہیں مانتی ارسلان۔۔ سلطان شاہ کی

بات سنتے ارسلان شاہ کی خوشی سمٹی

تھی۔۔ ڈیڈ میں ایئر پورٹ جاؤ

گا۔۔ ساری ڈیٹلزلے کر آؤ

گا۔ میں نے کچھ نہیں کیا ڈیڈ۔ میں

اپنی عینی کو وہاں نہیں چھوڑ

سکتا۔۔۔ اسلان شاہ اٹھتا کمرے سے

نکل گیا تھا۔۔۔

شاہ زین لاؤنج میں داخل ہوا۔ شاہ بی

بی، ثناء شاہ، نورین شاہ حور کے ساتھ

بیٹھی ہوئی تھی۔۔ حور شاہ زین کو آتا
دیکھ کر خوفزدہ ہوئی تھی۔۔ حور نے
اپنے ساتھ بیٹھی ثناء شاہ اور نورین شاہ
کا ہاتھ سختی سے پکڑا تھا۔ شاہ زین شاہ
بی بی کی طرف بڑھا۔۔ اور ان کا ہاتھ
چوم پیشانی پر لب رکھے۔۔

نور بیٹا میرے لیے چائے بناؤ۔۔۔ شاہ

زین بول کر اپنے کمرے کی طرف

بڑھا۔۔ نورین بھی اٹھ کر کچن کی

طرف بڑھی۔۔ شاہ زین فریش ہو کر

لاؤنج میں آیا اور شاہ بی بی کے ساتھ

بیٹھا گیا۔۔ شاہ زین کی نظر حور پہ

تھی۔۔ جو کہ ڈری سہمی ہوئی تھی۔۔

لالا چائے۔۔۔ نورین نے چائے شاہ

زین کی طرف بڑھائی تھی۔۔ شاہ

زین حور کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اسے

نورین کی آواز بھی سنائی نہ دی

تھی۔۔۔ لالا۔۔۔ نورین نے شاہ زین

کی آنکھوں کے آگے ہاتھ لہرایا

تھا۔۔۔

جی بیٹا۔۔۔ شاہ زین نے ہوش میں آیا

تھا۔۔۔ لا لا چائے۔۔۔ نورین نے

دوبارہ چائے شاہ زین کی طرف

بڑھائی۔۔۔ شاہ زین نے مسکراتے

ہوئے چائے لی۔۔۔ شاہ زین

کی نظریں خود پر محسوس کرتے ثناء شاہ

کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا۔ شاہ زین

نے چائے پینے کے بعد حور کی طرف
دیکھا۔۔

حور سہی نظروں سے اس کی طرف
دیکھ رہی تھی۔ شاہ زین نے حور کو
کمرے میں آنا کا اشارے کیا
تھا۔۔۔ جسے سمجھتے حور کانپ رہی
تھی۔۔۔ شاہ زین اٹھ کر کمرے کی

طرف بڑھا۔۔۔ حور مرتی کیا نہ کرتی

ڈری سہمی کمرے کی طرف

بڑھی۔۔۔ شاہ زین کا اشارے پاس

بیٹھی ثناء شاہ نے بھی دیکھا۔۔۔ جسے

دیکھ اس کی آنکھوں میں نمی آئی

تھی۔۔۔ ثناء شاہ نے شکوہ کناں نظروں

سے شاہ زین کو جاتے ہوئے

دیکھا۔۔۔ شاہ زین کے کمرے میں
جاتے ہی ثناء شاہ بھی کمرے کی طرف
بڑھی۔۔۔

حور کمرے میں آئی۔۔۔ شاہ زین بیڈ پہ
لیٹا ہوا تھا۔۔۔ حور ڈرتی ہوئی اندر آئی
تھی۔۔۔ دروازہ بند کر کے آؤ۔۔۔

شاہ زین کی آواز سرد تھی۔۔۔ جسے

محسوس کرتے حور دروازے کی

طرف بڑھی۔۔ دروازہ لوک کرتے

ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اندر

آئی۔۔ بیڈ سے کچھ فاصلے پر کھڑی حور

اپنی انگلیاں موڑ

نے لگی۔۔

ادھر آؤ۔۔ شاہ زین اسے وہی کھڑا
دیکھ کر بولا۔۔ حور کا وجود کانپ رہا
تھا۔۔ حور نے خوفزدہ نظروں سے
شاہ زین کی طرف دیکھا۔۔ جلدی
آؤ۔۔ شاہ زین نے سر د آواز میں
کہا۔۔ حور بیڈ کے قریب آئی۔۔ شاہ
زین نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس کی

کلائی پکڑ کر اسے خود پہ گراتے ہوئے

اپنے قریب کیا۔۔ حور نے شاہ زین کی

طرف دیکھا۔۔ شاہ زین اس کے گرد

حصار بناتے ہوئے آنکھیں موند گیا

تھا۔۔

کیوں رو رہی ہوں۔۔ ہر وقت روتی

رہتی ہوں۔۔ شاہ زین اس کی

سکیوں پر اکتائے ہوئے لہجہ میں بولا

تھا۔۔ شاہ زین اسے اٹھائے باہر

ٹیرس پر آیا تھا۔۔ اور اسے کاؤچ پر

لیٹاتے اس کے پاس بیٹھا تھا۔۔ آپ

سے ناراض ہوں۔۔ مجھ پر ٹکرتے

ہے۔۔ حور روتے ہوئے ہچکی لیے

بولی تھی۔۔ شاہ زین نے اپنا ہونٹ

دانتوں تلے لیا تھا۔۔

حور شاہ زین کے سینے میں چہرہ

چھپائے رو رہی تھی۔۔ ہر طرف

چاند کی چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔۔ چاند

کی روشنی ان دونوں پر پڑ رہی تھی۔۔

شاہ زین نے حور کا چہرہ نرمی سے

اٹھاتے ہوئے اس کی آنکھوں میں
دیکھا۔۔ حور کی آنکھوں میں نمی
تھی۔۔ آپ مجھ پہ ہر وقت غصے
کرتے ہے۔۔ آپ مجھے ڈانٹتے ہے۔۔
اگر آپ کو میں اچھی نہیں لگتی تو کیوں
کیا تھا مجھ سے نکاح۔۔ جب سے نکاح
ہوا ہے۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ مجھے

میرے ماما، ڈیڈ بھیا بھائی اور حان کسی
سے بھی ملنے نہیں دیتے۔۔۔ حور ہچکی
لیتے ہوئے بولی۔۔۔ حور کی باتیں شاہ
زین کے دل پر لگ رہی تھیں۔۔۔ وہ
معصومیت سے شاہ زین سے اس کی
شکایت کر رہی تھیں۔۔۔

آپ کو یاد ہے۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ نے

میرے ہاتھ جلایا تھا۔ ایک دفعہ بھی

نہیں دیکھا میرا ہاتھ کیسا ہے۔۔۔ مجھے

گھر پہ کبھی چوٹ نہیں تھی لگتی۔۔

اگر کبھی لگ جاتی تو بھیا بھائی سب کو

دیکھاتی تھی۔۔۔ پھر جب بھیا اور ڈیڈ

میری چوٹ کو نرمی سے چومتے تھے تو

میں خوش ہو جاتی تھی۔۔۔ ساری
چوٹ ٹھیک ہو جاتی تھی۔۔۔ آپ تو
دیکھتے بھی نہیں۔۔۔ حور نے پھر سے
ہچکی لی تھی۔۔۔ شاہ زین اس کے
معصومیت سے کیے گئے شکوہ کرتے
دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا۔۔۔

چلو اندر۔۔۔ شاہ زین نے اٹھتے ہوئے

حور کو اپنے مقابل کیا تھا۔۔ حور کٹی

ہوئی ڈال کی طرح اس کے سینے سے

لگی۔۔ حور کا ہاتھ شاہ زین کی گرفت

میں ہی تھا۔۔ شاہ زین کے کچھ نہ

بولنے پر حور کو اس سے خوف محسوس

ہوا تھا۔۔ حور اسے خوفزدہ ہوتے

دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں
میں خوف دیکھتے شاہ زین نے حور کی
آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ حور شاہ
زین کے نرم رومال پہ کوئی رٹیکٹ
کرتی۔۔۔

شاہ زین اسے لیے کمرے میں آیا۔۔

حور شاہ زین کے نرم رومال پہ

مسکرائی۔۔ شاہ زین نے اندر آ کر حور

کا ہاتھ چھوڑا۔۔

میرے آنے سے پہلے سو جاؤ۔۔ شاہ

زین بول کر ڈبل بنگ روم کی طرف

بڑھا۔۔ حور نے بیڈ پر لیٹتے خود پہ

بلینکٹ لیتے ہوئے آنکھیں بند کر

گئی۔۔ لیکن شاہ زین کی نرمی یاد کرتے

حور نے آنکھیں کھولیں۔۔ شاہ زین کو

ڈریسنگ روم سے نکلتے دیکھ حور نے

جلدی سے آنکھیں بند کی تھی۔۔ شاہ

زین بیڈ کی طرف بڑھا۔۔ بیڈ پر لیٹتے

حور کی کمر کے گرد حصار بناتے اسے

اپنے قریب کر گیا۔۔

حور نے اسی لمحے آنکھیں کھولتے شاہ
زین کی طرف دیکھا۔ شاہ زین نے
مسکراتے ہوئے ایبر و آچکائی۔۔ حور
اس کے لمحہ بہ لمحہ بدلتے رویہ پر
حیران تر حیران ہو رہی تھی۔۔ حور
نے پلکیں جھپکتے نظریں جھکائی۔۔ کچھ
دیر گزرنے کے بعد حور نے شاہ زین

کی طرف دیکھا۔ شاہ زین آنکھوں پہ

بازور کھے ہوئے تھا۔

شاہ جی۔ حور نے ڈرتے ہوئے شاہ

زین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہمم۔ شاہ زین نے بغیر خور کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے پتہ

تھا۔ حور شاہ زین کے دیکھنے پہ کنفیوز

ہو جائے گی۔۔ جو شاہ زین نہیں چاہتا

تھا۔۔ شاہ زین کو اس کا بولنا بہت اچھا

لگ رہا تھا۔۔

شاہ جی آپ مجھ سے ناراض ہے۔۔

حور معصومیت سے اپنا ہونٹ باہر

نکالتے ہوئے بولی۔۔

حور کی بات پر شاہ زین نے بازو ہٹاتے

حور کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔ کیا

اسے میری ناراضگی کی بھی فکر ہے۔۔

شاہ زین نے سوچا تھا۔۔

شش۔۔۔ شاہ جی۔۔۔ حور دوبارہ

بولی۔۔۔ نہیں۔۔ شاہ زین نے مختصر

ساجواب دیتے ہوئے بازو واپس

آنکھوں پہ رکھا۔۔۔ آپ مجھ سے
ناراض ہے۔۔۔ حور شاہ زین کی قمیض
کے بٹن پہ انگلیاں چلاتے ہوئے
بولی۔۔۔ نہیں ہوں۔۔۔ تمہیں ایسا
کیوں لگ رہا۔۔۔ شاہ زین حور کی کمر پہ
ہاتھ چلاتے ہوئے بولا۔۔۔

حور شاہ زین کی اس حرکت پر سرخ
ہوئی تھی۔۔۔ وہ۔۔ آپ نے
میری باتوں کا جواب نہیں
دیا۔۔۔ حور اس کی حرکت پر سرخ
پڑتے اپنی لڑکھڑاتی زبان پر قابو پاتے
ہوئے بولی۔۔ بولو کس بات کا جواب
چاہیے۔۔ شاہ زین نے حور کا چہرہ اپنے

سینے پہ سے چہرہ کے مقابل کرتے اس
کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

حور اس کی گرم نرم سانوں کی تپش
چہرہ پہ محسوس کرتے گھبرائی تھی۔

بولو۔ شاہ زین حور کو ہنوز چپ دیکھ
کر بولا۔ شاہ جی آپ میرا ہاتھ تو نہیں

جلائے گے۔ حور ڈرتے ہوئے

بولی۔۔ شاہ زین نے حور کی آنکھوں

میں خوف دیکھتے آنکھیں بند کی۔۔

نہیں۔۔۔ شاہ زین گہرے سانس اب

ٹھیک ہو جائے گا۔۔ شاہ زین نے

سوالیہ نظروں سے حور کی طرف

دیکھا۔۔۔ حور نے اثبات میں سر

ہلایا۔۔۔ چلو اب سو جاؤ۔۔ شاہ زین

آنکھیں بند کرتے ہوئے

بولا۔۔۔ حور خاموش ہو گئی۔۔۔ اور

کچھ دیر شاہ زین کے چہرے کی طرف
دیکھتی رہی۔۔۔

شاہ زین نے آنکھیں کھولتے ہوئے
اس کی طرف دیکھا۔۔۔ سو کیوں نہیں

رہی۔۔۔ شاہ زین نے حور کی طرف

دیکھتے ہوئے نیند نہ آنے کی وجہ جانی

چاہی تھی۔۔ شاہ جی مجھے نیند نہیں

آ رہی۔۔ حور آنکھیں جھپکتے ہوئے

بولی۔۔

کیوں؟؟؟ شاہ زین نے سوالیہ نظروں

سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔۔۔ شاہ جی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔

حور کے لہجے سے خوف زادہ تھا۔۔۔

کس بات کا ڈر لگ رہا ہے؟ شاہ زین

نے حور کی طرف پریشانی سے دیکھتے

ہوئے پوچھا تھا۔۔۔ کہ آخر وہ کیوں

خوفزدہ ہے۔۔۔ شاہ جی آپ صبح پھر

سے غصے کرے گے۔۔ حور ڈرتے

ہوئے بولی۔۔۔ نہیں کرو گا۔۔ شاہ

زین نرمی سے بولا۔۔ پکا

پر و مس۔۔ حور اپنا ہاتھ شاہ زین کے

سامنے کرتے ہوئے بولی۔۔ شاہ زین

نے ایک نظر حور کے ہاتھ پر ڈالی۔۔

حور نے شرمندگی سے اپنا ہاتھ پیچھے

کیا۔۔ حور ایسی ہی تھی۔۔ تھوڑی سی

باتیں کرتے بہت بولنا شروع کر دیتی

تھی۔۔ اور بات کر کے پرومیس کرنا تو

حور کی بچپن کی عادت تھی۔۔۔ جو کہ

اسے حنان نے ڈالی تھی۔۔ اور پھر اس

کو یہ عادت پڑ گئی۔۔۔ ارسل، از میر

سلطان شاہ سب سے حور پرومیس ہی

کرواتی تھی۔۔ کیونکہ حور کا کہنا تھا کہ

پرومیس کرنے کے بعد جو پرومیس

توڑتا ہے تو حور اس سے ناراض

ہے۔۔ جو کہ سلطان شاہ، ارسل شاہ

ہو از میر شاہ یا حنان شاہ۔۔ کسی کو بھی

منظور نہیں تھا۔ اس لیے مان جاتے

تھے۔۔ لیکن حنان حور کو تنگ کرنے

کے لیے اپنے پرومیس سے کچھ دیر

کے لیے لا تعلقی بھی ظاہر کرتا

تھا۔۔۔ لیکن جب حور ناراض ہوتی

تھی۔۔۔ تو جلدی مان جاتا تھا۔۔

حور کی پہلے بچوں کی طرح ہاتھ آگے

کرنے پہ جہاں شاہ زین کے چہرہ کو

مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔ وہی اس کا

شرمندہ ہوتے ہاتھ پیچھے کرنا سے

پسند نہیں آیا تھا۔۔۔ اس لیے جلدی

سے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ پرومیں۔۔ شاہ

زین اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے

بولا۔۔۔ جو رپلیں جھکتے مسکرائی۔۔

جس سے اس کا ڈمیل واضح ہوا

تھا۔۔۔ شاہ زین نے جھکتے اس کے

ڈمیل کو شدت سے چومتے اپنے

دانت گاڑھے تھے۔۔ شاہ زین کے

شدت سے چومنے پر حور نے شاہ زین

کی طرف دیکھا۔۔ شاہ زین اس کی

آنکھوں کو باری باری چومتے آنکھیں

بند کر گیا۔۔۔ حور اس کی قمیض کو ہاتھ

سے پکڑے دوسرے ہاتھ سے اس کی

قمیض کے بٹن کو انگلی سے چھیر رہی

تھی۔۔۔

شاہ جی۔۔ حور پھر سے بولی۔۔ شاہ
زین کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے

پہ حور نے شاہ زین کی طرف

دیکھا۔۔۔

حور فریش ہو کر کمرے سے نکلی

تھی۔۔ شاہ زین پھر سے جا چکا

تھا۔۔ اور یہ بات اسے ملازمہ سے پتہ

چلی تھی۔۔ جسے سنتے حور کے توپاؤں

ہی زمین پر نہ لگ رہا تھا۔۔

ثناء شاہ لاؤنج میں تھی حور کو دیکھ کر

روکی تھی۔۔۔ حور کھانا تیار ہے

کھالوں۔۔ ثناء شاہ حور کو دیکھتے

مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ آپ نے کہا

تھا مجھے میرے بھائی سے ملنے کے لیے

بھیجے گی۔۔۔ حور نے امید سے

دیکھا۔۔۔

مجھے یاد ہے۔۔۔ ثناء نے حور کے عارض

پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ پہلے کھانا

کھاؤ۔۔۔ ثناء شاہ نے کچن کی طرف

بڑھتے ہوئے کہا۔۔۔ جی۔۔۔ حور

بولتے ہی لاؤنج میں صوفے پر بیٹھ
گئی۔۔ ثناء شاہ نے حور کو سلیڈ دی۔۔
جسے حور نے مسکراتے ہوئے کہا اور
کھانا شروع کیا۔ حور کھاتے ہوئے
ثناء شاہ سے باتیں کر رہی
تھی۔۔۔ باتیں کرتے حور نے سلیڈ
ختم کی اور ثناء کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

اب کھا لیا ہے۔۔۔ حور نے ثناء کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ چلو۔۔۔

ثناء شاہ حور کے ساتھ باہر کی طرف
بڑھی ہی تھی کہ سامنے شاہ زین کو
دیکھ کر دونوں کے وجود سہکت ہوئے
تھے۔۔۔ حور خوفزدہ ہوتے ثناء سے

بھی پیچھے جا کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ ثناء

حیرانگی سے شاہ زین کی طرف دیکھ

رہی تھی۔۔ وہ تو چلا گیا تھا۔۔ پھر

واپس کیوں آیا تھا۔۔

زین۔۔۔ ثناء شاہ زین کی طرف دیکھتے

ہوئے بے یقینی سے بولی۔۔ شاہ زین

حور کی طرف بڑھا تھا۔۔ حور اسے

اپنے قریب آتے دیکھ پیچھے ہوئی

تھی۔۔ شاہ زین نے ایک جست میں

اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے مقابل

کیا۔۔۔

کہاں جا رہی تھی۔۔ شاہ زین اس کی

نبلی خوفزدہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے

غرایا۔۔ زین ہم باہر۔۔ ثناء شاہ نے

بولنے کی کوشش کی شاہ زین نے اسے

ہاتھ کے اشارے سے روکا تھا۔۔۔

ثناء شاہ اسی لمحے چپ ہو گئی تھی۔۔۔

ایک سیکنڈ میں تم کمرے میں

پہنچو۔۔ شاہ زین حور کی کلائی

چھوڑتے ہوئے بولا۔۔۔

حور جلدی سے کمرے کی طرف

بھاگی۔۔۔ اب شاہ زین نے ثناء شاہ پہ

اپنی سرخ آنکھیں گاڑھیں۔۔۔ آج
یہ حماقت کرنے کی کوشش کر دی
ہے۔۔۔ دوبارہ یہ حماقت کرنے کا
سوچنا بھی نہ۔۔۔ ثناء تم بہت اچھے سے
جانتی ہوں ونی میں آتی ہوئی لڑکیوں کا
حال۔۔۔ اور یہ سب تم کرو گی تو مجھے
افسوس ہو گا۔۔۔ ثناء دس سال کم نہیں

ہے۔۔ کیا تم اس کچھ دن کی آئی ہوئی

لڑکی کے اتنے قریب ہو گئی۔۔ کہ تم

اپنے ہی شوہر کو دھوکہ دینے کا سوچ

رہی تھی۔۔ اگر تم یہ حماقت کر لیتی تو

جانتی ہوں اس کا انجام کیا ہونا

تھا۔۔ شاہ زین سرخ آنکھیں ثناء شاہ

پہ گاڑتے ہوئے غرایا۔۔

زین آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔۔۔ ثناء
اس کی سرخ آنکھیں دیکھتے ہوئے بولی
تھی۔۔۔ جھوٹ۔۔۔ جھوٹ نہیں
بلکل بھی جھوٹ نہیں نفرت ہے مجھے
جھوٹ سے۔۔۔ شاہ زین اس کی بازو
پکڑتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے
ہوئے بولا۔۔۔ دوبارہ ایسی حرکت

کرنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی

نہیں ہو گا۔۔۔ شاہ زین بول کر

کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ ثناء شاہ

زین کی پشت دیکھتے اپنی نم آنکھیں

صاف کرنے لگی۔۔۔ نورین ابھی

کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔۔

اسلام و علیکم بھابی! نورین ثناء کو

دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ و علیکم

السلام۔۔۔ ثناء اپنی آنکھیں صاف

کرتے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ بھابی

سوری آج تھوڑی لیٹ اٹھی کل سے

کوشش کرو گی جلدی اٹھ جاؤ۔۔۔ لیکن

ابھی مجھے بہت بھوک لگی ہے کچھ بھی

ہے تو کھانے کے کیسے دے دو۔۔

ورنہ میں یہی بے ہوش ہو جاؤ

گی۔۔ نورین ثناء شاہ کے گرد حصار

بناتے ہوئے بولی۔۔ ثناء نورین کے

انداز پہ مسکرائی۔۔

شاہ زین دھاڑ سے دروازہ کھولتے

ہوئے کمرے میں آیا۔۔۔ حور بیڈ

کراؤن سے ٹیک لگائے خوفزدہ ہوتے

شاہ زین کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ شاہ زین

ایک ہی جست میں اس تک پہنچا۔۔۔

حور نے اسے اپنے قریب دیکھتے

آنکھیں بند کی تھی۔۔۔

شاہ زین کی سلگتی سانسیں اسے اپنے

چہرہ پہ محسوس ہو رہی تھیں۔۔

آنکھیں کھولو۔۔ شاہ زین اس کے چہرہ

پر سلگتی سانسیں جھوڑتے غرایا۔۔ حور

نے آنکھیں کھولتے خوفزدہ ہوتے

اسے دیکھا۔۔ شاہ زین نے اس کے

دونوں اطراف میں ہاتھ پن کیے اس

پہ جھکا ہوا تھا۔۔۔۔

کہاں جا رہی تھی۔۔ شاہ زین کا لہجہ

سرد تھا۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ مم

۔۔۔۔ میں۔۔۔۔ ب۔۔۔۔ ہ۔۔۔۔ ہا۔۔۔۔ باہر

۔۔۔۔ ل۔۔۔۔ لان مم۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ میں

۔۔۔۔ حور لڑکھڑاتی زبان سے بولی۔۔۔۔

تم لان میں جا رہی تھی۔۔۔ شاہ زین

نے اس کی نیلی آنکھوں میں آنکھیں

گاڑھتے ہوئے سرد لہجے میں

عمر لایا۔۔۔

جج۔۔۔ جی۔۔۔ جی۔۔۔ جو نے خوفزدہ

ہوتے ہوئے بامشکل جواب دیا

تھا۔۔۔ شاہ زین اسی لمحے اس کا جبرٹہ

دبوچ گیا۔۔۔

دوبارہ تم نے حویلی سے پاؤں باہر

رکھنے کا سوچا بھی تو اسی حویلی میں

تمہاری قبر بناؤ گا۔۔۔ اور پھر روز صبح

اس پہ فاتحہ پڑھو گا۔۔۔ شاہ زین اس

کے چہرہ پہ نظریں گاڑھے

بولاء۔۔۔ حور نے ڈرتے ہوئے اثبات

میں سر ہلایا۔۔۔

گوڈ۔۔۔ شاہ زین اس سے دور ہوتے

ہوئے بولاء۔۔۔ حور خوفزدہ ہوتے

اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ شاہ زین نے اپنا

کوٹ اتار کر بیڈ پہ پھینکا۔۔۔ میرے

کپڑے نکالوں۔۔۔ شاہ زین ایک نظر

اسے دیکھتا بول کر واشر روم کی طرف

بڑھا۔۔۔ شاہ زین کے جاتے ہی حور

بیڈ سے اتری اور ڈریسنگ روم کی

طرف بڑھی۔۔۔ سارے کپڑے

سلیقے سے اٹھاتے باہر صوفے پر

رکھے۔۔۔ اور خود بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔

شاہ زین واشر و م سے کمر تک ٹاول بند
کر کمرے میں آیا تھا۔۔ حور شاہ زین کو
دیکھتے سرخ پڑتی نظریں جھکا گئی۔۔
حور کو بیٹھا دیکھ کر شاہ زین نے اس کی
طرف دیکھا۔۔ حور نے اپنی نیلی
خوفزدہ آنکھوں سے صوفے کی
طرف دیکھا۔۔ حور کے صوفے کی

طرف دیکھنے پہ شاہ زین کی نظر

صوفے پر پڑی۔۔۔ صوفے پر اس

طرح کیڑے پڑے دیکھ شاہ زین کی

آنکھیں غصے سے سرخ ہوئی تھی۔۔۔

تمہیں کہا تھا کیڑے نکالنے کا سارے

یہاں سجانا کا نہیں کہا تھا۔۔۔ شاہ زین

سرد آواز میں بولا۔۔

و۔۔۔و۔۔وہ۔۔۔م۔۔م۔۔م۔۔م۔۔

مجھے۔۔نن ننن۔۔ن۔۔نہیں۔۔

پ۔۔پ۔۔ت۔۔۔تھا۔۔نے۔۔ک

آ۔۔آ۔۔آ۔۔آپ۔۔نن۔۔

نے۔۔لک۔۔کون۔۔س۔۔۔

سے۔۔لگ۔۔کپڑے۔۔پ۔۔

پہنے۔۔۔۔ہے۔۔شش۔۔شاہ

جی۔۔۔ حور ڈرتے ہوئے

بولی۔۔۔ شاہ زین نے صوفے کی

طرف بڑھتے اپنے کپڑے

اٹھائے۔۔۔

باقی واپس رکھ کر آؤ۔۔۔ شاہ زین کی

سرد آواز سنتے حور جلدی سے صوفے

سے کپڑے اٹھاتے ہوئے ڈریسنگ

روم کی طرف بڑھی۔۔ اور ایک ایک

کر کے سارے کپڑے الماری میں

رکھ کر بیڈ پہ بیٹھی۔۔۔

شاہ زین کپڑے چنچ کر کے ڈریسنگ

مرار کے سامنے کھڑا بالی سیٹ کر رہا

تھا۔۔۔

جاؤ میرے لیے چائے لے کر آؤ۔۔

شاہ زین نے بال ٹھیک کرتے ہوئے

بولا۔۔

حور نے شاہ زین کی طرف

دیکھا۔۔۔ چلوا ٹھو ایک منٹ میں

میرے لیے چائے لے کر آؤ۔۔ شاہ

زین کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سرد

تھا۔۔۔ حج۔۔۔ جی۔۔۔ حور

لڑکھڑاتی زبان سے بولی۔۔۔

حور اس سے خوفزدہ ہوتی بیڈ سے نیچے

اتری دوپٹہ پاؤں میں اٹکنے سے زمین

پر منہ پل گری تھی۔۔۔ جس سے اس

کے گھنٹے بری طرح نیچے لگے تھے۔۔۔

لیکن منہ زمین پر لگنے سے شاہ زین

اسے بچا چکا تھا۔۔۔

شاہ زین نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر
اپنے قریب کیا اور اسکی طرف سرخ
نظروں سے دیکھنے لگا۔ شاہ زین کی
آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی
تھی۔۔۔ حور نے اس کی سرخ

آنکھیں دیکھ خو فردہ ہوتے اٹھنے کی
کوشش کی۔۔

حور کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔ جسے
دیکھ شاہ زین کو اب خود پہ غصے آرہا
تھا۔۔ کہ کیوں اسے جائے گا
بولا۔۔۔۔ شاہ زین نے اس کا ہاتھ

پکڑتے اس کی اٹھنے میں مدد کرتے

اسے بیڈ پہ بیٹھایا۔۔۔

چلو تم آرام کرو۔۔۔ حورا چانک شاہ

زین کے نرم لہجے دیکھ کر حیران ہوئی

تھی۔۔۔ شاہ زین خود بھی اپنے نرم

لہجے پہ حیران تھا۔۔۔ شاہ ویر کے

مرنے کے بعد شاہ زین بہت روڈ ہو

گیا تھا۔۔۔ آج اپنے اتنے نرم لہجے پہ

حیرت سے خود کو ایک نظر مرار میں

دیکھتے پھر سر جھٹکتے باہر نکل گیا۔۔۔

شاہ زین سڑھیاں اتر رہا تھا جب اس

کی نظر نورین شاہ پر پڑی۔۔۔ نور۔۔۔

نور۔۔۔ شاہ زین نے وہی کھڑے

ہوتے اسے آواز دی۔۔۔ نورین جو

کہ کچن کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔

شاہ زین کی آواز پر اس کی طرف

بڑھی۔۔۔ جی لالا۔۔۔ نورین

مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ بیٹا ایک کپ

چائے تو بنادو میرے سر میں بہت درد

ہے۔۔۔ شاہ زین اپنے چہرہ کے

تاثرات نارمل رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

لالا آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔۔۔

نورین اس کے چہرہ دیکھتے فکر مندی

سے بولی۔۔۔ ہاں میں ٹھیک ہوں تم

ایک کپ چائے میرے کمرے میں

بھیجا دوں۔۔۔ شاہ زین نے

مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ جی

لالا۔۔ میں لاتی ہوں۔۔۔ نورین بول

کرچن کی طرف چلے گئی۔۔ شاہ

زین کمرے کی طرف بڑھا۔۔ شاہ

زین کمرے میں آکر بیڈ پہ لیٹ

گیا۔۔۔

حور جو کہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے
آنکھیں موندے ہوئے تھیں۔۔۔ اس
کی طرف دیکھنے لگی۔۔

سفید رنگت کو پوراؤن آنکھیں جو کہ

ہمیشہ غصے سے سرخ رہتی

ہے۔۔۔ بال جو کہ اچھے سے سیٹ

کیے ہوئے۔۔۔ بہت خوبصورت لگ

رہا تھا۔۔۔ حور اس کے ایک ایک

نقوش نقوش کا جائزہ لے رہی

تھی۔۔۔ شاہ زین کا ہاتھ اس کے سر پہ

تھا۔۔۔ حور شاہ زین کا ہاتھ اس کے سر

پہ دیکھ کر اس کا سر دبائے لگی۔۔۔ شاہ

زین اس کو سر دباتا دیکھ کر حیران ہوا

تھا۔۔۔

لیکن اسکا خود سے ڈرنا بھی جانتا تھا اسی

لیے کچھ ریکیٹ نہ کیا حور کو اس کا سر

دباتے کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ شاہ

زین نے اپنا سر تکے سے اٹھا کر حور کی

گود میں رکھا۔۔۔ یہ سب اس نے

اچانک کیا تھا۔۔۔ جب کہ حور اس کی

حرکت پہ ساکت ہوئی تھی۔۔۔ اسے

شاہ زین سے اس حرکت کی امید نہیں
تھی۔۔۔

شاہ زین اسے اس طرح خود کی طرف
بے یقینی سے اپنی نیلی سمندر سی گہری
آنکھوں کو بڑا کر کے خود دیکھ اسے
اپنا سرد بانے کا اشارہ کیا۔۔۔ لیکن اسے
پھر بھی بت بنا دیکھ اس کا ہاتھ پکڑ کر

اپنے ماتھے پہ رکھ اس کے ہاتھوں کو
حرکت دینے لگا۔ اس سے پہلے شاہ
زین اس سے کچھ کہتا نور دروازہ کھول
کر اندر آئی۔۔۔

لالا آپ کے لیے چائے کے ساتھ
میڈیسن بھی لے کر آئی ہوں۔۔ نور

اپنے دھیان بولی جا رہی

تھی۔۔۔ جب اس کی نظر حور اور شاہ

رین پر پڑی۔۔ وہ دونوں بھی اس کی

آواز پہ چونکے تھے۔۔ لیکن شاہ زین

کے اچانک اٹھنے سے اس کا سر حور کے

سر سے لگا۔۔

لا لا مجھے نوک کر

Am really sorry

آنے چاہیے تھا۔۔ نور شر مندہ ہوتے

ہوئے بولی۔۔

شاہ زین مسکراتے ہوئے حور کے

پاس سے اٹھ کر صوفے It's ok

پہ جا بیٹھا۔۔ لالا آپ کے لیے

میڈیسن لائی ہوں۔۔۔ لاؤ دو۔۔ شاہ

زین نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ نور

نے شاہ زین کو میڈیسن دی۔۔

میڈیسن دینے کے بعد نور نے اسے

چائے پکڑتے ہوئے شاہ زین کا سر کا

دبا لگی۔۔

حور نور کو شاہ زین کا سر دہاتے دیکھ اس

اسے اپنی اور حنان کی لڑائی یاد آئی

تھی۔۔ وہ بھی ایسے ہی ارسل کا سر

دبائی تھی۔۔ حنان اسے کتنا چراتا

تھا۔۔ کہ وہ ارسل کو مکھن لگا رہی

ہے پھر وہ کتنا لڑتی تھی۔۔ اس سے

اور پھر ارسل از میر سلطان شاہ، مہرماہ

شاہ اسے کتنا ڈانٹتی تھی۔۔ پھر جب وہ

ڈانٹ کھا کر معصوم شکل بناتا تھا۔۔ تو

اسے منہ چڑھاتے اور تنگ کرتی

تھی۔۔ اور پھر بعد میں اسے منانے
کے لیے پیرا، برگر اور بہت کچھ منگوا
کر اسے مناتی تھی۔۔ یہ سب سوچتے
خود بخود اس کی آنکھیں نم ہوئی
تھی۔۔

حورا اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔۔ جب
نورین شاہ کی آواز اسے ہوش میں

لائی۔۔۔ لا لایہ۔۔۔ نورین نے حور
کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ یہ تمھاری بھابی
ہے۔۔۔ شاہ زین نے حور کی طرف
دیکھتے ہوئے جواب دیا۔۔۔ واہ یہ تو
بلکل ایک شہزادی لگ رہی ہے۔۔۔
لیکن آپ نے مجھے بتایا ہی نہیں اور نہ
دیدہ مجھے کل سے نظر آئی ہے وہ

کہاں ہے۔۔۔۔۔ سے نورین ایک ہی

سانس میں بولی تھی۔۔۔

نورین شاہ نمرین شاہ سے چھوٹی

ہونے کے ساتھ اس اس کی عادت

بھی مختلف تھی۔۔۔ وہ کافی سلیجھی ہوئی

سلیقہ مند تحمل مزاج تھی۔۔۔ جبکہ

نورین شاہ چلیبلی اور شرارتی سی

تھی۔۔ حور کا تعارف کروانے پر

نورین شاہ زین کی طبیعت کے باعث

باہر چلے گئی۔۔ لیکن حور سے تفصیل

ملاقات کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔

اور اس کی شادی کیسے کسی وجہ کب

ہوئی جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔ شاہ

زین چائے پینے بعد بیڈ کے بعد بیڈ پہ
آکر لیٹ گیا۔۔۔

حورا بھی بھی اسی پوزیشن میں بیٹھ
ہوئی تھی۔۔۔ شاہ زین نے ایک نظر
حور کی طرف دیکھا پھر اس کی گود میں
سر رکھتے اسے سرد بانے کا اشارہ
کیا۔۔۔ حورا اپنے چھوٹے چھوٹے

ہاتھوں سے اس کا سر دبانے لگی۔۔
شاہ زین اس کے ہاتھوں کے گرنے
نرم لمس پر آنکھیں بند کر گیا۔۔ حور
شاہ زین کا سر دباتے بند ہوئے اس کی
طرف دیکھ رہی تھی۔۔ جو کہ شاید سو
چکا تھا۔۔ حور پھر بھی اس کا سر دبا
رہی تھی۔۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد

اس نے آنکھیں کھولتے ہوئے حور کی

طرف دیکھا جس کی آنکھیں اب نیند

سے بند ہو رہی تھی۔۔۔ لیکن پھر بھی

اس کا سر و بار ہی تھی۔۔۔

شاہ زین اس کی آنکھوں میں نیند

دیکھتے اٹھا تھا۔۔۔ حور اسے اٹھتا دیکھ

ڈرتے ہوئے آنکھیں بند کر گئی۔۔۔

شش شش شاه جی مم

میں۔۔۔ آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ۔۔۔

لک۔۔۔کا۔۔۔سی۔۔۔سمر۔۔۔

ہی۔۔۔۔۔ وہاں۔۔۔۔۔

رہی۔۔۔۔۔ت۔۔۔۔۔پ۔۔۔۔۔

پلیز۔۔۔م۔۔۔مجھے۔۔۔لگ۔۔۔کچھ۔۔۔

مم۔۔۔مت۔۔۔کھیسے گا۔۔۔حورِ سختی

سے آنکھیں بند کیے لڑکھڑاتی زبان

سے بول رہی تھی۔۔۔ شاہ زین اس

کے ریکیٹ پر مسکرا رہا تھا۔۔۔ شاہ

زین نے مسکراتے ہوئے اسے

دیکھا۔۔۔ جو کہ اس سے خوفزدہ

تھی۔۔۔

آنکھیں کھولو۔۔۔ شاہ زین کی آواز نہ

چاہتے ہوئے بھی سرد سرد تھی۔۔۔

حور نے اسی لمحے آنکھیں کھولی۔۔۔ تم

میرا سرد ہار ہی تھی۔۔۔ شاہ زین نے

اس کے چہرہ پر نظریں گاڑیں جسے ہوئے

پوچھا۔۔۔ حور جلدی سے اثبات میں

سر ہلانے لگی۔۔۔ ہم چلو اب تم سو

جاؤ۔۔۔ شاہ زین اسے اپنے قریب
کرتے اس کا سراپنے کی شدہ سینے پہ
رکھتے اس کی کمر کے گرد حصار بناتے
ہوئے کہا۔۔۔ جو اس کا ہاتھ اپنی کمر
پہ رینگتا محسوس کرتے ہوئے آنکھیں
بند کر گئی۔۔۔ شاہ زین بھی آنکھیں
بند کیے پر سکون ہوا تھا۔۔۔

صبح نورین شاہ شاہ بی بی کے ساتھ کھانا

کھا رہی تھی۔۔ تو شاہ بی بی سے

مخاطب ہوئی۔۔ ماں وہ جو لڑکی میرا

مطلب بھابی ہے وہ کب آئی اور دیدہ

کہاں ہے۔۔ نہ ہی شاہویر لالا نظر

آئے ہے۔۔۔ نورین نے شاہ بی بی کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ شاہ زین
جو کہ ڈائنگ روم کی طرف آ رہا تھا۔
نورین کی بات پہ اس کے پاؤں روکے
تھے۔۔۔ بیٹا آپ کی بھابی شاہویر کے
قتل میں ونی ہو کر آئی ہے۔۔۔ اور
نمرین بھی ونی ہو کر گئی ہے۔۔۔ شاہ
بی بی اپنے مزاج کے مطابق نرم لہجے

میں بولی۔۔۔ لیکن ان کا لہجہ نم

تھا۔۔۔

شاہ زین کے سامنے شاہویر کا خون
سے لت پت وجود آیا تھا۔۔۔ شاہ زین
اسی لمحے دوبارہ کمرے کی طرف
بڑھا۔۔۔ اور دھاڑ سے دروازہ
کھولتے حور کی طرف بڑھا۔۔۔ حور

مسکراتے ہوئے سورہی تھی۔۔۔ شاہ

زین اس کی طرف بڑھتے ہوئے اس

کی بازو سے کھینچ کر اسے اپنے مقابل

کیا۔۔۔

حور جو کہ سورہی تھی اسے اس اچانک

افتاد کے لیے تیار نہ تھی۔۔۔ شاہ زین

کے چوڑے سینے سے ٹکرائی۔۔۔ حور

نے اپنی آدھ کھولی آنکھوں سے شاہ
زین کی طرف دیکھا۔۔۔ جس کی
آنکھیں خون چھلک رہی تھی۔۔۔
حور کی آنکھیں خوف سے کھولی
تھی۔۔۔ حور شاہ زین کی سرخ آنکھیں
دیکھتے اپنی سانسیں روک گئی۔۔۔ حور
کانپ رہی تھی۔۔۔ حور کو اس کی

سلگتی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس
ہو رہی تھی۔۔۔ شاہ زین نے اسی لمحے
اس کا منہ اپنی آہنی گرفت میں لیا۔۔
حور کو اپنا جبرہ ٹوٹا محسوس ہو رہا
تھا۔۔۔

ش۔۔۔ ش۔۔۔ شاہ۔۔۔ ج۔۔۔ ج

جی۔۔۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے۔۔۔

دو۔۔ درد۔۔ ہو۔۔ رر۔۔ رہا۔۔

ہے۔۔۔ حور گھٹی گھٹی آواز میں

بولی۔۔ درد ہو رہا ہے تمہیں۔۔۔ شاہ

زین اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے

دھاڑا تھا۔۔ شاہ زین کی آنکھیں خون

جھلک رہی تھی۔۔

حور اس کی دھاڑ پہ پوری طرح کانپی
تھی۔۔ حور کی آنکھوں سے آنسوؤں
نکل کر اس کے عارض پر بہنے شروع
ہوئے تھے۔۔ جسے شاہ زین نے بے
دردی سے صاف کیا۔۔ شاہ زین کی
اتنی سخت گرفت اور بے دردی پہ حور
نے سسکی لی تھی۔۔ شاہ زین اس کی

سسکی کو اگنور کرتے اس کے ہونٹوں

پہ جھکا اس کی سانسیں روک گیا۔۔۔

حور کی آنکھیں خوف سے کھولی

تھی۔۔۔ حور میں اتنی ساکت نہیں

تھی کہ خود کے سہارے کھڑی رہ

سکے۔۔۔ شاہ زین اس کی سانسیں

بری طرح قید کیسے ہوئے تھا۔۔۔ حور

کو اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہو
رہی تھی۔۔۔ شاہ زین نے اس کے
ہونٹوں پہ دانت گاڑتے اس کے
ہونٹوں کو سک کرتے اس کی
سسکیاں تک اپنے کمر سے روک گیا
تھا۔۔ کچھ پل اس کے ہونٹوں کو سک

کرنے کے بعد وہ اس کے ہونٹوں کو
چھوڑ گیا تھا۔۔

حور اب خم نظروں سے شاہ زین کی
طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ شاہ زین
نے اسے بالوں سے پکڑتے چہرہ اپنا
مقابل کیا۔۔۔ درد کی لہر حور کے
پورے وجود میں دوڑی تھی۔۔۔ اتنی

بے رحم گرفت پر حور کی آنکھیں بند
ہوئی تھی۔۔۔

درد ہو رہا ہے نہ۔۔۔ ایسے ہی میرے
بھائی کو درد ہوا تھا۔۔۔ جب تمہارے
اس بھائی نے میرے بھائی کو گولی
ماری تھی۔۔۔ شاہ زین اس کے بالوں

کو جھٹکا دیتے ہوئے غرایا تھا۔۔۔ حور

کے منہ سے سسکیاں نکلی تھی۔۔۔

تمھاری سسکیاں مجھے بہت سکون

دیتی ہے۔۔۔ جب جب تمھیں

تکلیف دیتا ہوں۔۔۔ مجھے بہت سکون

ہوتا ہے۔۔۔ میرے بھائی کی روح کو

سکون ملتا ہے۔۔۔ شاہ زین اپنی

گرفت اس کے بالوں میں مضبوط

کرتے ہوئے غرایا۔۔۔ حور کی

آنکھوں کے سامنے منظر لہرایا تھا۔۔۔

جب سب کے سامنے شاہویرا سے

گھسیٹتے ہوئے لے جاتا تھا۔۔۔ آخر

کیا غلطی تھی اس کے بھائیوں کی یا پھر

اس کی انہوں نے اپنی بہن کو بچانا چاہا

تھا۔۔۔ ورنہ وہ درندہ اسے نوچ دیتا۔۔۔

آپ بھی اپنے بھائی کی طرح ہی

ہے۔۔۔ اس کو بھی مجھ سے حواس

پوری کرنی تھی۔۔۔ لیکن اس سے

پہلے ہی میرے بھیا نے اس کے

ناپاک ارادوں پر پانی ڈال دیا۔۔۔

لیکن افسوس آپ سے نہیں بچا

سکے۔۔۔ آپ کا بھائی مجھ سے نکاح

کے بغیر حواس پوری کرنا چاہتا تھا آپ

نے نکاح کر کے مجھ سے سے حواس

پوری کر لی۔۔۔ کیا فرق رہا آپ

دونوں میں۔۔۔ اپنے بھائی کی خواہش

آپ نے پوری کر دی۔۔۔ حور اپنی

تکلیف کی پرواہ کیے بغیر چینی

تھی۔۔۔

چٹاخ۔۔ شاہ زین نے اسی لمحے اس
کے چہرہ پہ تھپڑ مارا۔۔۔ حور زمین پر جا
گری تھی۔۔ اس کا سر گھوما تھا۔۔
کیا ہوا سچ کرواہ تھا نہ۔۔۔ یہی سچ ہے
آپ اور آپ کا بھائی دونوں ہی حواس

پرست ہے۔۔ حور شاہ زین کے

مقابل آتے ہوئے چینیچی

تھی۔۔۔ پوری طرح درندگی دیکھائی

تھی آپ نے نکاح کی رات مجھے بے

جان وجود سمجھ کر میرے جسم کے

ساتھ کھیلا تھا۔۔۔ ایک دفعہ بھی سوچا

آپ نے میں بھی انسان ہوں۔۔

نہیں کیونکہ آپ کو تو حواس پوری
کرنی تھی۔۔۔ میرے وجود پر سب
نے آپ کی درندگی کے نشانات دیکھے
تھے۔۔ آپ کی بہن نے بھی دیکھے
تھے۔۔ جانور ہے آپ۔ جانور سے
بھی بڑھ کر ہے جانور تو ایک دفعہ نوج
کر چھوڑ دیتے ہیں لیکن

آپ۔۔آپ نے

بار۔۔بار۔۔نوح۔۔

چٹاخ۔۔خبردار اب اگر تمھاری

آواز نکلی۔۔تم سے میں نے

تمھارے عشق میں پاگل ہو کر شادی

نہیں کی تھی۔۔۔ونی میں آئی

ہوں۔۔۔ونی میں آئی ہوئی لڑکیوں

کی زبان ایسے نہیں چلتی۔۔ ان کا حال

اس سے بھی برا ہوتا ہے۔۔ مگر غلطی

میری تھی تم سے آرام سے بات کی

تھی۔۔۔ تم سے نرمی کی تھی۔۔ تم

ونی میں آئی ہوں اب تم تمہارے

ساتھ ایسا ہی سلوک ہو گا۔۔ جیسا ونی

میں آئی ہوئی لڑکیوں کے ساتھ ہوتا

ہے۔۔۔ شاہ زین حور کو بالوں سے
پکڑ کر چہرہ اپنے مقابل کرتے ہوئے

دھاڑا تھا۔۔۔

تم بس اپنا منہ بند رکھ کر وہ کرو گی۔۔۔

جو میں تم سے کہوں گا۔۔۔ نہیں تو

تمہیں زندہ اس زمین میں دفن کر دو

گا۔۔۔ شاہ زین نے اسے جھٹکے سے

چھوڑا اور پیچھے دیوار کے ساتھ

جاگی۔۔ جلدی کرو یہ چادر لو اور باہر

چلو۔۔ مہارانی نہیں ہوں اس وقت

تک سوتی رہوں۔۔ شاہ زین کی دھاڑ

پہ حور نے چادر اٹھا کر لی۔۔ شاہ زین

اس کلائی پکڑے اپنے ساتھ کھینچتے

ہوئے کچن میں آیا۔۔

ثناء شاہ جو کہ کھانا بنا رہی تھی۔۔ شاہ

زین کی سرخ آنکھیں دیکھتے حور کی

طرف دیکھنے لگی۔۔ جو کہ رورہی

تھی۔۔ مطلب صاف تھا کہ حور کی

پھر سے شامت آئی ہوئی ہے۔۔

آج سے کچن کے سارے کام یہی

کرے گی۔۔ اور اگر کسی نے اس کی

مدد کرنے کی کوشش کی مجھ سے برا
کوئی نہیں ہوگا۔۔۔ شاہ زین حور کی
بازو چھوڑتے غرایا تھا۔۔۔ ثناء شاہ شاہ
زین کی دھاڑ پہ کانپی تھی۔۔۔ جبکہ پاس
کھڑی ملازمہ نظریں جھکا گئی۔۔۔
باہر چلو۔۔۔ شاہ زین ایک نظر پاس
کھڑی حور پہ ڈالے ثناء شاہ سے

بولا۔۔۔ ثناء شاہ ڈرتے ہوئے کچن
سے نکل گئی۔۔۔ پاس کھڑی ملازمہ
بھی اسی لمحے باہر چلے گئی۔۔۔
چائے بنا کر لاؤ۔۔۔ اگر زرا سا بھی کچھ
غلط ہوا یہ تم نے خراب کیا تمہارے
ان ہاتھوں کو نہیں چھوڑوں گا۔۔۔
شاہ زین حور کی انگلیاں اپنے ہاتھوں

میں دباتے ہوئے بولا۔۔۔ حور نے

روتے ہوئے سسکی لی تھی۔۔

شاہ زین اس کی سسکیاں اگنور کرتے

کچن سے نکل گیا۔۔ حور وہی کھڑی

آنسو بہنے لگی۔۔۔ شاہ زین ڈانگ

روم میں آیا تھا۔۔ اسلام و علیکم ماں !!

شاہ زین نے شاہ بی بی کی طرف بڑھتے

ان کی پیشانی پہ لب رکھے۔۔ وعلیکم
السلام۔۔ شاہ بی بی مسکراتے ہوئے

بولی۔۔ ثناء شاہ شاہ زین کی طرف
دیکھتے ہوئے بچن کی طرف

بڑھی۔۔

یہی رہوں گی کوئی بھی اس کی مدد

نہیں کرے گا۔۔ شاہ زین کا لہجہ سرد

تھا۔۔ شاہ آپ حور کی بات کر رہے
ہیں۔۔ شاہ بی بی نے ثناء شاہ کی طرف
دیکھتے ہوئے شاہ زین سے پوچھا

تھا۔۔

جی میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔۔۔

ونی میں آئی ہے۔۔۔ پھولوں پہ بیٹھا

کر نہیں رکھنا۔۔۔ شاہ زین نے سر
جھٹکتے ہوئے کہا تھا۔۔

حورا بھی کہاں ہے۔۔ شاہ بی بی نے
شاہ زین کی طرف دیکھا تھا۔۔ جس
کے چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ
اس پر غصہ کر کے آیا ہے۔۔۔

وہ۔۔۔ کچن میں ہے۔۔۔ ثناء شاہ نے

ڈرتے ہوئے جواب دیا۔۔۔ شاہ زین

نے سرخ نظروں سے ثناء شاہ کی

طرف دیکھا۔۔۔

آپ نے اسے کچن میں کیوں بھیج

دیا۔۔۔ اسے کچھ آتا نہیں ہے ہاتھ جلا

لے گی اپنا۔۔۔ شاہ بی بی پریشانی سے

بولی۔۔

ماں اسے سیکھنا تو پڑے گا۔۔ کب تک

ایسے رہے گی۔۔ اور پھر وہ ونی میں آئی

ہوئی ہے۔۔۔ وہ سر جھٹک گیا تھا۔۔

شاہ ہمیں لگ رہا ہے آپ پاگل ہو گئے

ہے۔۔ شاہ بی بی بولتے ہی کچن کی

طرف گئی۔۔۔ نورین شاہ زین کے

چہرے کے تاثرات دیکھ کر حیران

تھی۔۔۔ شاہ بی بی کچن میں آئی۔۔

حور اپنا ہاتھ پکڑ کر کھڑی رہی

تھی۔۔۔ شاہ بی بی نے حور کی طرف

بڑھتے اس کے ہاتھ پر پانی ڈالا۔۔۔

بیٹا آپ ٹھیک ہے۔۔ حور نے روتے
ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ شاہ بی بی نے
حور کو اپنے ساتھ لگایا اور باہر آئی۔۔
نور۔۔ شاہ بی بی نے حور کو صوفے پہ
بیٹھاتے ہوئے آواز دی۔۔ نورین
جلدی سے لاؤنج میں آئی۔۔

جی شاہ بی بی۔۔ نورین نے حور کا ہاتھ

دیکھتے ہوئے شاہ بی بی کی طرف

دیکھا۔۔ جاؤ بیٹا آپ بھابی کے ہاتھ پہ

لگانے کے لیے جعل لے کر

آئے۔۔ جی شاہ بی بی۔۔ نورین

لاؤنج سے نکلتے اپنے کمرے میں

آئی۔۔ فرسٹیٹ بوکس لے کر واپس

آئی۔۔ نورین نے حور کے ساتھ

بیٹھتے اس کا ہاتھ پکڑ کر ٹیشو سے

صاف کیا۔۔ اور جعل لگائی۔۔ حور کی

سسکیوں آنسو دیکھتے نورین کو اس پہ

نے حد ترس آیا تھا۔۔

ثناء شاہ ابھی بھی ڈانگ روم میں وہی

کھڑی تھی۔۔ حور کی سسکیاں ڈانگ

روم تک باسانی سنائی دے رہی
تھی۔۔

شاہ زین اپنے سرخ چہرے پہ ہاتھ
پھیرتے ہوئے لاؤنج کی طرف
بڑھا۔۔ ثناء شاہ بھی اسی کے پیچھے
لاؤنج میں آئی۔۔ حور شاہ زین کو
لاؤنج میں اتادیکھ کر شاہ بی بی کے پیچھے

ہوئی تھی۔۔ شاہ زین کی سرخ
آنکھیں دیکھتے حور کی سسکیاں زیادہ
ہوئی تھی۔۔

نورین شاہ شاہ زین کی سرخ
آنکھیں دیکھ خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔

آج تک اس نے شاہ زین کی آنکھوں

میں غصے نہیں دیکھا تھا۔۔ سرد سرخ

آنکھیں تو دور کی بات

تھی۔۔۔ نورین نے ایک نظر حور پہ

ڈالی۔۔ رات کتنے پیار سے شاہ زین کا

سرد بار ہی تھی۔۔ حور شاہ زین سے

ڈرتی ہے یہ بات تو اسے رات میں ہی

پتہ چل گئی تھی۔۔ لیکن اتنا ڈرتی ہے

یہ معلوم نہیں تھا۔۔

حور اپنے ہاتھ کی پرواہ کیے بغیر اپنے

آنسو صاف کر رہی تھی۔۔

شاہ آپ جائے یہاں سے بچی بہت ڈر

گئی ہے۔۔ شاہ بی بی حور کا ہاتھ پکڑتے

ہوئے بولی۔۔ وہ شاہ زین سے ڈرتی

تھی۔۔ اور شاہ زین کے سامنے ہونے

پر وہ کچھ بول نہ سکتی اسی لیے شاہ بی بی

شاہ زین کو بھیجنا چاہ رہی تھی۔۔

ماں میں نے اسے چائے بنانے کا بولا

تھا ہاتھ جلانے کا نہیں ہے شاہ زین کی

سرد آواز پر حور ثناء شاہ اور نورین شاہ

نے نظریں جھکائی تھی۔۔

زین میں بنا دیتی ہوں۔۔ ثناء شاہ

ڈرتے ہوئے بولی۔۔ شاہ زین نے

ایک نظر ثناء شاہ کی طرف دیکھا۔۔

ثناء شاہ اسی لمحے نظریں جھکا گئی۔۔ شاہ

زین حور پر سرخ آنکھیں گاڑھتا باہر

نکل گیا۔۔۔

ثناء بیٹا آپ ناشتہ لے کر آئے۔۔

نورین آپ بھابی کے ساتھ جاؤ۔۔ شاہ

بی بی نے حور کو اپنے پاس بیٹھاتے

ہوئے اسے حور سے لگا گئی۔۔ حور کی

آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔۔

شاہ بی بی نے حور کے آنسو صاف

کیے۔۔

بیٹے شاہ کو صبح صبح کیا ہو گیا تھا۔۔ کیوں

آپ پر اتنا غصے کر رہے تھے۔۔ شاہ بی

بی نے پیار سے پوچھا۔۔

مم۔۔ مم۔۔ مجھے۔۔ نن۔۔

نہیں۔۔۔۔۔ پپ۔۔ پپ۔۔ پتہ۔۔

میم۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ س۔۔۔۔۔ ہو۔۔۔۔۔

رہی۔۔۔۔۔ تت۔۔۔۔۔ تھی۔۔۔۔۔ شش۔۔۔۔۔

شاہ۔۔۔ حج۔۔۔ جی نن۔۔۔ نے۔۔۔ غغ

۔۔۔ غصہ۔۔۔۔۔ کرنا۔۔۔ شش

شروع۔۔۔ لک۔۔۔ کر۔۔۔ دو۔۔۔

دیا۔۔۔ حور نے روتے ہوئے بتایا

تھا۔۔۔

شاہ کو آنے دے آپ کے سامنے ان

کی کلاس لوگی۔۔۔ شاہ بی بی نے

مسکراتے ہوئے حور کی طرف

دیکھا۔۔۔ حور بھی مسکرائی

تھی۔۔۔ نورین ثناء شاہ کھانا لیے لاؤنج

میں آئی۔۔۔ ثناء شاہ نے چائے کا کپ

شاہ بی بی کو دینے کے بعد حور کی

طرف فروٹ سیلڈ بڑھایا۔۔۔ ثناء شاہ

روازنہ صبح حور کو سلید دیتی

تھی۔۔ حور نے بھیگی نظروں سے ثناء

شاہ کی طرف دیکھا۔۔ ثناء شاہ حور کے

دیکھنے پر مسکرائی۔۔

حور پکڑو۔۔ ثناء شاہ نے پیار سے اس

کی طرف بڑھایا تھا۔۔ حور نے اپنے

کانپتے ہاتھوں سے باؤل لیا۔۔ نورین

شاہ چائے کا کپ ثناء شاہ کو دیا۔۔ ثناء

شاہ نے حور کی طرف دیکھا جس کے
آنسو ہی نہیں روک رہے تھے۔۔ ثناء
شاہ اٹھ کر حور کے ساتھ بیٹھی۔۔ حور
سے باؤل پکڑ کر اسے کھلانے لگی۔۔
مم۔۔ مم۔۔ مجھے۔۔ باب۔۔
بھوک۔۔۔ نم۔۔ نہیں۔۔۔
ہے۔۔ حور ثناء شاہ کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی۔۔ چلو شاباش کھاؤ۔۔

ثناء شاہ نے پیار سے کہا۔۔ بھابی جلدی

سے کھائے پھر ہم شوپنگ پہ چلتے

ہیں۔۔ نورین چائے کا سیپ لیتے

ہوئے بولی۔۔ شاباش کھاؤ۔۔ ثناء

شاہ نے اسے کھلاتے ہوئے کہا۔۔

بس۔۔ حور تھوڑا سا کھانے کے بعد

بولی۔۔ ثناء شاہ نے باؤل وہی رکھ

دیا۔۔ بھابی چلیں۔۔ نورین نے حور

کی طرف دیکھا۔ حور نے شاہ بی بی کی

طرف دیکھا۔

ماں ہم جائیں۔۔ نورین نے شاہ بی بی

سے اجازت چاہی۔۔ چلے جائے بیٹا

جلدی آجانا۔ شاہ بی بی نے مسکراتے

ہوئے کہا۔۔ بھائی آپ نہیں جائے

گی۔۔ نورین نے ثناء شاہ کو وہی بیٹھے

دیکھ کر پوچھا تھا۔۔

نہیں میں ماں کے پاس گھر ہی

ہوں۔۔ ثناء شاہ نے مسکراتے ہوئے

کہا۔۔ حوروہی بیٹھی تھی۔۔ بھابی۔۔

نورین نے حور کی طرف دیکھا۔۔ حور

ابھی بھی شاہ بی بی کی طرف دیکھ رہی

تھی۔۔ بیٹا آپ جائے۔۔ شاہ بی بی

نے پیار سے حور کو کہا تھا۔۔ حور نے

اثبات میں سر ہلایا۔۔ حور میں

تمھیں چادر دیتی ہوں۔۔ نور حور کو

نئی لے دینا۔۔ ثناء شاہ نے مسکراتے

ہوئے کہا۔۔ نورین نے اثبات میں سر

ہلایا۔۔۔

حور خوفزدہ ہوتے گاڑی میں بیٹھی۔۔

نورین مسکرا رہی تھی۔۔ بھابی ایک

بات پوچھو۔۔ نورین نے حور کو

مخاطب کیا۔۔ ج۔۔ جی حور نے

لڑکھڑاتی زبان سے جواب دیا۔۔

بھابی رات کو تولا لا بلکل ٹھیک تھے
اب کیا ہوا تھا لا لا کو۔۔ نورین نے حور
کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ حور کی
آنکھوں پتہ نہیں میں سو رہی
تھی۔۔۔

اچانک سے شاہ جی آئے اور مجھے جگا کر
غصے کرنے لگے۔۔۔ حور معصومیت

سے بولی۔۔۔ نئے دیکھتے نورین

مسکرائی۔۔۔ کیونکہ حور واقع ہی

بچوں جیساریکٹ کر رہی تھی۔۔۔

بھابی آپ کا فیورٹ کلر کون سا میرا

فیورٹ کلر وائٹ حور مسکراتے ہوئے

بولی۔۔۔

بھابی لالا کا بھی فیورٹ کلروائٹ

ہے۔۔۔ باتیں کرتے کرتے راستہ

کیسے ختم ہوا۔۔ پتہ ہی نہیں

چلا۔۔۔ نورین حور سے پورے راستے

باتیں کرتے ہوئے آئی تھی۔۔

حور نورین شوپنگ مال شوپنگ کر رہی

تھی۔۔ جب حور کی نظر کچھ فاصلے پہ

کھڑے ارسلان شاہ پہ پڑی۔۔ جو کہ
موبائل پہ بات کر رہا تھا۔۔ حور بے
یقین ہوتے اس کی طرف بھاگتے
ہوئے اس کے گلے لگی تھی۔۔
ارسلان شاہ اس کے اچانک گلے لگنے
پہ لڑکھڑایا تھا۔۔ مگر حور کو دیکھتے اس
کی آنکھیں خوشی سے پھیلی

تھی۔۔ مرنے والے کو زندگی کا حکم

سنایا گیا تھا۔۔

میری گڑباد۔۔ ارسلان شاہ موبائل

بند کرتے خود کی پیشانی پہ ہونٹ

رکھتے ہوئے بولا۔۔ خود کی آنکھوں

سے آنسو بہے رہے تھے۔۔ ارسلان

شاہ نے اس کے آنسو صاف کیے۔۔

میری گڑیا روتے ہوئے اچھی نہیں

لگتی۔۔۔ ارسلان شاہ نے حور کے

ہاتھ چومتے ہوئے اسے

دیکھا۔۔۔ جب اس کی نظر حور کے

جلے ہوئے ہاتھ پہ پڑی۔۔۔ گڑیا یہ

کی۔۔۔ کیسے۔۔۔ ارسلان شاہ کی توجہ

نکلی تھی۔۔ اپنی بہن کے ہاتھ پر یہ
نشان دیکھتے اس کی جان نکلی تھی۔۔
حورنم آنکھوں سے مسکرائی۔۔۔ یہ
سب سہنے کی توانا سے عادت ہو چکی
تھی۔۔ ارسلان شاہ نے اس کے جلے
ہوئے ہاتھ پہ ہونٹ رکھے۔۔۔

بھیا۔۔۔اب۔۔۔ٹ۔۔۔ٹ۔۔۔

ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔حور روتے

ہوئے بولی تھی۔۔۔اس کی بات پر

ارسلان شاہ ہنسا تھا۔۔۔اس کی بہن آج

بھی نہ بدلی تھی۔۔۔ارسلان شاہ نے

اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔وہ رو رہا

تھا۔۔۔اسے اپنے حصار میں

لیے۔۔ کتنے وقت بعد وہ اپنی ناز و پلی

بہن کو مل رہا تھا۔۔

شاہ زین جو کہ کسی کام سے شوپنگ

مول آیا ہوا تھا۔۔ ارسلان شاہ اور

حور کو دیکھتے ان کی طرف بڑھا

تھا۔۔ لیکن حور کو ارسلان شاہ کے

حصار میں دیکھتے ایک ہی جست میں

اس تک پہنچتے حور کو اپنی طرف کھینچ

چکا تھا۔۔۔ نورین شاہ بھی شاہ زین کو

دیکھتے سہمی تھی۔۔۔

حور نے روتے ہوئے شاہ زین کی

طرف دیکھا۔۔۔ ارسلان شاہ بھی

بے بس تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ

جھگڑا کرے گا تو یہ شخص اس کا بہت

برا حال کرے گا۔

میں صرف گڑیا سے۔۔ ارسلان شاہ

بول ہی رہا تھا۔

کہ شاہ زین نورین کی بھی کلائی

دوسرے ہاتھ سے پکڑتے باہر کی

طرف بڑھا۔۔ حور روتے ہوئے

ارسلان شاہ کی طرف دیکھ رہی
تھی۔۔۔ لیکن شاہ زین اسے بے
دردی سے اپنے ساتھ لیے جا رہا
تھا۔۔۔

وہ گاڑی کی پیسجر سیٹ کا دروازے
کھولتے حور کو بے دردی سے اندر
دکھیل گیا تھا۔ اس کے رونے پر شاہ

زین اس کے قریب ہوا تھا۔۔ اب
تمھاری آواز نہ نکلے۔۔ شاہ زین
اسے سرخ نظروں سے دیکھتے ہوئے
بولا۔۔۔ نورین شاہ بھی ڈرتے ہوئے
چھپے بیٹھی رہے

کس سے پوچھ کر باہر گئی تھی۔۔ شاہ

زین حویلی آتے ہی حور پہ اپنی سرخ

نظریں گاڑھ گیا۔۔۔

و۔۔۔و۔۔۔ حور ڈرتے ہوئے کچھ

بول بھی نہیں سکی تھی۔۔

شاہ ہم نے بھیجا تھا۔۔۔ شاہ بی بی شاہ

زین کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ نا جانے

کیوں وہ اتنا غصہ کر رہا تھا۔۔۔

ماں آپ نے کیوں بھیجا تھا۔۔۔ شاہ

زمین نے شاہ بی بی کی طرف دیکھتے

سوال کیا تھا۔۔۔

اب ہم کیا ہر کام آپ سے پوچھ کر
کرے گے۔۔۔ شاہ بی بی تھوڑا غصے
سے بولی۔۔۔ شاہزین شاہ بی بی کے
جواب پر خاموش ہوا تھا۔۔۔ اگر وہ بیٹا
تھا تو پھر وہ بھی اسی کی ماں تھی۔۔۔ حور
جو کہ کچھ فاصلے پہ کھڑی کانپ رہی
تھی۔۔۔ شاہ بی بی نے حور کو اپنے

حصار میں لیا۔۔۔ شاہ زین اپنے

چہرے پہ ہاتھ پھیرتے غصے کم کر رہا

تھا۔۔۔ جو کہ کم ہی نہ ہو رہا تھا۔۔۔

شاہ اب آپ ہی کھڑے رہے

گے۔۔۔ یا جائے گے۔۔۔ بچی اگر بیمار

ہوئی۔۔۔ ہم آپ کو چھوڑے گے

نہیں۔۔۔ شاہ بی بی شاہ زین کے سرخ

چہرہ کو دیکھتے سر دلہے میں گویا ہوئی

تھی۔۔ شاہ زین سر جھٹکتا نکل گیا

تھا۔۔

ارسلان شاہ حویلی آیا تھا۔۔ لاونج میں

مہرماہ شاہ اور سلطان شاہ بیٹھے ہوئے

تھے۔۔۔۔ ارسلان شاہ نے مول میں

ہوا۔۔۔ سارا واقع مہرماہ شاہ اور

سلطان شاہ کو بتایا۔۔۔

از میر شاہ جو کہ حنان شاہ کے ساتھ

لاونج میں داخل ہوا تھا۔۔۔ ارسلان

شاہ کی باتیں سنتے اس کا چہرہ سرخ ہوا

تھا۔۔۔

وہ کیسے ہماری پر سنز کو تکلیف دے

سکتا ہے۔۔۔ آج میں اسے چھوڑو

گا۔۔ نہیں۔۔۔ از میر شاہ دھاڑتے

ہوئے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔

اس کی آواز باسانی مہرماہ شاہ سلطان

شاہ، ارسلان شاہ تک گئی تھی۔۔۔

بھائی۔۔ بات سنے۔۔ حنان اس کے
پیچھے باہر نکلا۔۔ ارسلان شاہ بھی
بھاگا تھا۔۔ مگر از میر گاڑی لیے جا چکا
تھا۔۔

حان۔۔ میں گاڑی سٹارٹ کرتا
ہوں۔۔ ارسلان شاہ نے گاڑی
سٹارٹ کی تھی۔۔ حنان بھی پیسنجر

سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔۔ ارسلان شاہ کی
گاڑی از میر شاہ کی گاڑی کے پیچھے ہی
تھی۔۔۔ دونوں کی گاڑیاں حویلی کے
کارپوچ میں آکر روکی۔۔۔ از میر شاہ
غصے سے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔

شاہ زین شاہ۔۔ شاہ زین شاہ۔۔ وہ
دھاڑتے ہوئے حویلی کے لاؤنج میں
آیا تھا۔ از میر شاہ کی آواز سنتے حور
نے کمرے کے دروازہ کی جانب دیکھا
تھا۔۔ خبردار جو تم پیچے آئی۔۔ وہ اسے
سختی سے بولتے کمرے سے نکلتے
دروازہ بند کر گیا تھا۔۔

تو کیا ہو وقت میری حویلی میں آکر شور

کرتا رہتا ہے۔۔ ابھی گارڈز کو بلا کر

تجھے باہر پھینک سکتا ہوں۔۔ شاہ زین

نیچے آتے ہوئے مسکراہٹ چہرے پر

سجائے بولا تھا۔۔ از میر شاہ بھی تلخ سا

مسکرایا تھا۔۔ بہنوئی کے ساتھ ایسا

سلوک کرے گا تو سوچ تیری بہن کا

کیا حال ہوں گا؟ از میر شاہ نے

مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ اور

صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا

تھا۔

تجھ میں جتنا دم خم ہے وہ میں دیکھ چکا

ہوں۔۔ شاہ زین بھی اس کے سامنے

آکر بیٹھا تھا۔ از میر شاہ کچھ بولنے ہی

والا تھا کہ سیڑھیوں سے بھاگتی حور

اس کی طرف آئی تھی۔۔

بھائی۔۔ وہ بولتے ہی از میر شاہ کے

گلے لگی تھی۔۔ از میر جو کہ اتنے غصے

میں آیا تھا۔۔ اتنے وقت کے بعد حور

سے ملنے پر سب کچھ بھول چکا تھا۔۔

ہوش تو تب آیا جب شاہ زین نے آکر

حور کو اس کے حصار سے کھینچ کر نکلا

تھا۔۔۔ حور جو کہ اس افتاد کے لیے

تیار نہ تھی اس کا سر شاہ زین کے چٹانی

سینے سے ٹکرایا تھا۔۔۔ حور نے کچھ کہنے

کے لیے چہرہ شاہ زین کی طرف کیا ہی

تھا کہ ایک زنا ٹے دار تھپڑ کی آواز

فضاء میں گونجی تھی۔۔۔

حور نے بے یقینی سے شاہ زین کی

طرف دیکھا۔ جس نے بلا وجہ ہی

اس پہ ہاتھ اٹھایا تھا۔ حور کی

آنکھوں میں بے یقینی دیکھتے ہوئے شاہ

زین نے حور کو بے دردی سے صوفے

پہ پھینکا تھا۔۔۔۔۔ حور اوندھ منہ

صوفے پہ گری تھی۔۔ نورین شاہ،

ثناء شاہ، اور شاہ بی بی تینوں کھڑی حور

کی حالت دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ بیچاری

پھنس چکی تھی۔۔ ثناء شاہ اور شاہ بی بی

تو پہلے بھی یہ دیکھ چکی تھی۔۔ لیکن

نورین کو حور پہ بہت ترس آرہا

تھا۔۔۔ نورین نے نم نگاہوں سے حور

کی طرف دیکھا۔۔۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی میری حویلی

میں قدم رکھنے کی۔۔۔ شاہ زین نے

از میر کی طرف اپنی سرخ نظروں

سے دیکھتے ہوئے غرایا تھا۔۔۔

سالے صاحب اب کوئی سسرال بھی

پوچھ کر قدم رکھتا ہے۔۔ آپ کو تو

چاہیے گھر آئے داماد کی عزت کرو۔۔

ازمیر نے استغنیاء مسکراتے ہوئے

اس کے قریب آیا تھا۔۔ دل پر

انگارے برسے تھے اس کی بہن کو اس

کے سامنے بے جان گڑیا کی طرح

تھپڑ مارا گیا تھا۔۔

شاہ زین نے آگے بڑھتے از میر کے

منہ پہ مکا جڑ دیا۔۔ اور اس کا گریبان

پکڑا تھا۔۔ تمھاری ہمت کیسے ہوئی

میری حویلی میں آنے کی۔۔ شاہ

زین اب دھاڑا تھا۔۔

ہمت میری تمھیں بہت جلد پتہ چل
جائے گی۔۔ جب تمھیں مامو بناؤ
گا۔۔۔ ہاں اگر تب بھی پتہ نہ چلے تو
اپنی بہن سے پوچھ لینا اس سے بہتر
میری ہمت تمھیں کون بتائے گا۔۔۔
از میر نے کندھے اچکاتے ہوئے شاہ
زین کے قریب ہوتے ہوئے

کہا۔۔۔ یہ صرف اس لیے تھا کہ شاہ

زین نے اس کی بہن کو تھپڑ مارا

تھا۔۔ جبکہ اس کی اتنی بے باک بات

پر وہ تینوں اسے دیکھتے رہ گئی تھی۔۔

خیر میں یہاں اپنی گڑیا کو لینے آیا ہوں

پیچھے ہٹو۔۔۔ از میر نے اسے پیچھے

کرتے ہوئے ایک قدم حور کی طرف

بڑھایا۔۔۔ از میر کو روکنے کے لیے

شاہ زین حور کے سامنے آیا تھا۔۔۔

ذکر میری لاش اور اسے بیوگی کی چادر

اوڑھا کر لے جانا چاہتا ہے تو لے

جا۔۔۔ شاہ زین بول کہ خور کی طرف

بڑھا تھا۔۔۔ لیکن حور لاؤنج میں

داخل ہوتے حنان کو دیکھ اس کی
طرف بھاگی تھی۔۔۔

حنان نے بھی اسے ہمیشہ کی طرح خود
میں بھینچتے ہوئے اسے چپ کروانے
کی ناکام کوشش کی تھی۔۔۔ از میر
نے شاہ زین کی بات سنتے اپنی پسٹل
نکالتے اس پہ تانی تھی۔۔۔

آج پھر یہ ڈرامہ یہی ختم۔۔ تیری
جان لے کر میری بہن کی زندگی میں
سکون آئے گا۔۔ اور مجھے میری بہن کا
سکون عزیز ہے۔۔ از میر نے بولتے
ہی گولی چلائی تھی۔۔ میر۔۔۔ ارسل
اس کا ہاتھ ہوا میں بلند کر چکا تھا۔۔

ازمیر نے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں
سے ارسل کی طرف دیکھا۔

Are you mad! What
are you doing ???

ذرسل نے غصے سے سرخ ہوتی
چہرے سے اسے دیکھا تھا۔ گولی کی
آواز پہ حور نے حنان کی شرٹ

مٹھیوں میں جکڑتے اس میں مزید
چھپی تھی۔۔۔ کہ کہیں شاہ زین کو تو
نہیں لگ گئی۔۔۔ دل میں ایک خوف سا
پیدا ہوا تھا۔۔۔

بھیا بچھے ہو جائے۔۔۔ آج میں اس
کی جان لے کر رہوں گا۔۔۔ از میر
اپنی سرخ آنکھوں سے شاہ زین کو

دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو پیچھے کھڑا اسے

استنزیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

میر تم پاگل ہوں۔۔۔ تم چاہتے ہوں

ہماری گڑیا بیوہ ہو جائے۔۔۔ ارسل نے

ایک نظر حور کے ڈر سے لرزتے وجود

کو دیکھتے ہوئے اسے سرد نظروں سے

دیکھا۔۔

ارسل کو حور کی حالت دیکھ بہت رونا
آ رہا تھا۔۔۔ کبھی اپنی بہن سے اونچی
آواز میں بات تک نہیں کی تھی۔۔۔ اور
یہاں اس پہ ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹ
رہے تھے۔۔۔ ارسل کو حور کی قسمت
پہ رونا آ رہا تھا۔۔۔ حور حنان کے ساتھ
لیٹی رو رہی تھی۔۔۔

اس نے کون سا ہماری گڑیا کو پھولوں

پہ بٹھایا ہے۔۔ ظلم کرتا ہے یہ انسان

ہماری گڑیا ہے۔۔۔ از میر نے شاہ

زین پر سرخ آنکھیں اس سامنے

کھڑے شخص پر ڈالی تھی۔۔

سالے صاحب ایسا کیا کر دیا میں نہ

تمہاری بہن کے ساتھ۔۔۔ شاہ زین

دل جلانے والی مسکراہٹ از میر کی
طرف اچھالتے ہوئے بولا۔۔ وہ از میر
شاہ کو جان بوجھ کر ٹیز کرتا تھا۔
از میر نے ایک نظر ارسل پہ ڈالی اور
دوسرے ہی پل شاہ زین کی طرف
بڑھتے اس کے منہ پر مکامارا تھا۔ شاہ
زین کے ہونٹوں پہ اس کے ہاتھ میں

میں پکڑی پسل لگنے سے خون فوارہ کی

مانند نکلا تھا۔ شاہ زین نے بھی جواباً

ازمیر کے منہ پہ مکا جڑا تھا۔ ازمیر

نے ہونٹوں سے خون صاف کرتے

ہوئے شاہ زین کی طرف

دیکھا۔۔ شاہ زین نے اسی پل ازمیر

کے چہرے پر دوبارہ مکا جڑ دیا۔۔

ازمیر لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہوا

تھا۔۔

ارسل ازمیر کی طرف بڑھا۔۔۔ میر

اب تم کچھ نہیں کرو گے۔۔۔ جاؤ

یہاں سے۔۔۔ ارسل نے اس کے ہاتھ

سے پسٹل لیتے ہوئے جانے کا کہا

تھا۔۔ از میر نے اپنی سرخ آنکھوں

سے ارسل کی طرف دیکھا۔۔

گو۔۔ ارسل اسے خود کی طرف دیکھتا

پاکر بولا۔۔ از میر نے حنان کی طرف

بڑھتے ہوئے حور کو اس کے حصار

سے نکال کر خود میں بھینچا تھا۔۔ حور

نے روتے ہوئے از میر کی طرف

دیکھا۔۔

میر بھائی۔۔ حور نے از میر کے

ہونٹوں سے خون صاف کرتے

ہوئے سسکی لی تھی میر بھائی

آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ۔۔۔ لک۔۔۔ کا

خ۔۔۔ خون۔۔۔ نن۔۔۔ نن۔۔۔

او۔۔۔وجہ۔۔۔سی۔۔۔سے۔۔۔

ہوا۔۔۔ہے۔۔۔حور روتے ہوئے بولی۔

no my princess.....

یہ تمھاری وجہ سے نہیں ہوا۔۔۔اور

اب ایک آنسو نہیں۔۔۔از میر نے

حور کے آنسو صاف کرتے ہوئے اس

کا ہاتھ چومے تھے۔۔۔حور نم آنکھوں

سے مسکرائی تھی۔۔ کتنے وقت بعد
اس کے دونوں بھائیوں نے اس کے
ہاتھ چومے تھے۔۔ شاہ زین جو کہ
پیچھے ہی کھڑا ہوا تھا۔۔ از میر کو حور
کے قریب دیکھ کر غصے سے اس کی
طرف بڑھا۔۔ اور حور کو گلائی سے
پکڑتے اپنی طرف کھینچا۔۔ حور نے

ازمیر کی شرٹ مٹھیوں میں پکڑی
ہوئی تھی۔۔ جو اس کے ہاتھوں سے
ایک دم چھوٹنے پہ ازمیر لڑکھڑایا۔۔
ازمیر نے شاہ زین کی طرف اپنی
سرخ آنکھوں سے دیکھا۔۔ حور
روتے ہوئے خوفزدہ آنکھوں سے
شاہ زین کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

شاہ زین نے اس کی کلائی پر اپنی

گرفت مضبوط کی تھی۔۔ جس کے

باعث حود نے سسکی لی۔۔۔ از میر شاہ

زین کی طرف بڑھا۔۔

میر چلا جا یہاں سے ورنہ میرا ہاتھ اٹھ

جائے گا۔۔۔ ارسل نے از میر کا ہاتھ

پکڑے سے روکتے ہوئے تنبیہ

کہا۔۔۔ از میر شاہ زین کو سرخ
آنکھوں سے دیکھتے ہوئے باہر نکل
گیا۔۔۔

حور نے بے بسی سے از میر کو جاتے
ہوئے دیکھا۔۔۔ حور کو اب زیادہ رونا
آ رہا تھا۔۔۔ جو اپنے بھائی سے ملی بھی
نہیں تھی۔۔۔ اور اس سے دور کر

دیا۔۔ نورین کی نظر کب سے اس کا
چہرے کا طواف کر رہی تھی۔۔ خود پہ
کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے
اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔۔
نورین اسی پل اپنے چہرے پر ویل
کرتی چہرہ چھپا چکی تھی۔۔ اسے چہرہ
چھپاتے دیکھ مقابل کی آنکھیں بھی

جھکی تھی۔۔ جسے دیکھ نورین کے

چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔

ارسل جو کہ حور، شاہ زین سے کچھ

فاصلے پر کھڑا تھا۔۔ حور کی طرف

بڑھا۔۔ شاہ زین نے حور کی بازو اس

کی کمر پہ پین کیے مضبوطی سے اسے

پکڑا ہوا تھا۔۔۔ جسے دیکھ ارسل کی

آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ
جانتا تھا اس کی بہن بہت تکلیف میں
ہوگی۔۔۔ اور بعد میں بھی جب جب
اس کی نظر شاہزین کی انگلیوں کے
نشانات پہ پڑے گی۔۔۔ تو وہ مزید روئی
گی۔۔۔

ارسل اپنے دل پر پتھر رکھتے ہوئے
حور کے قریب آیا۔۔ حور کی نظریں
جو کہ شاہ زین کے حصار میں جھکی ہوئی
تھی۔۔ ارسل کو دیکھ کر حور نے
ارسل کی طرف دیکھا۔۔
بھیا۔۔ حور کے لبوں نے جنش کی
تھی۔۔ شاہ زین نے اس کی کلائی پر

گرفت مضبوط کی تھی۔۔۔ حور کی
آنکھوں میں نمی میں بھی تیزی سے
آئی تھی۔۔۔ اس کے چہرے سے ہی
اس کی تکلیف کا اندازہ کیا جاسکتا تھا۔
لیکن حور ارسل کی طرف دیکھ کر ہلکا
سا مسکرائی۔۔۔ ارسل نے حور کے سر
پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

گڑیا مجھے قسم ہے اپنی گڑیا کو یہاں
سے لے کر جاؤ گا۔۔۔ لیکن تب تک
میری گڑیا خود کا خیال رکھنا۔۔۔
ارسل اس کے عارض پر پیار سے ہاتھ
رکھتے ہوئے نم آواز میں گویا ہوا
تھا۔۔۔ کتنا مجبور تھا۔۔۔ حور کی
آنکھوں سے آنسوؤں نکلے

تھے۔۔۔ اس کی قسمت میں تو شاید
رونا ہی تھا۔۔ کبھی مقابل اپنی قربت
میں رولاتا تھا تو کبھی اس کی فیملی سے
دور کر کے رولاتا تھا۔۔۔ ارسل بول
کر اپنی آنکھوں میں آئی نمی پیچھے
دھکیلتے باہر نکل گیا۔۔۔ حنان نے
ایک نظر شاہ زین پہ ڈالی۔۔ جس کی

نظریں حور پہ تھی۔۔۔ شاہ زین کا چہرہ

بلکل سنجیدہ تھا۔۔۔ اس کے چہرہ سے

اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔۔۔

حور کو چھوڑنے کا اردہ بلکل نہیں

رکھتا۔۔۔ حنان نے ایک نظر حور پہ

ڈالی۔۔۔ جس سے کے چہرے سے

اس کی تکلیف عیاں تھی۔۔۔ پھر شاہ

زین سے مخاطب ہوا۔۔۔

میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں۔۔۔

صرف اس لیے نہیں آپ عینی کے

ہسبنڈ ہے۔۔۔ آپ بڑے ہے اس

لیے بھی آپ کی عزت کرتا ہوں۔۔۔

ہمیشہ میر بھائی کے خلاف گیا

ہوں۔۔۔ اور آپ کو عزت دی

ہے۔۔۔ کیونکہ میری ماما کی تربیت

ایسی نہیں ہے کہ میں خود سے بڑوں

کے ساتھ بد تمیزی سے بات کرو۔۔۔

لیکن اگر نیکسٹ ٹائم آپ نے عینی کو

تکلیف دی تو میں میر بھائی کو نہیں روکو

گا۔۔۔ اس دن میں ہر حد سے گزر جاؤ

گا۔۔۔ مجھے میری عینی سے زیادہ کوئی

عزیز نہیں ہے۔۔۔ اور جب بات

میری عینی پہ آتی ہے۔۔۔ میں سارے

لحاظ بھول جاتا ہوں۔۔۔ حنان نے

حور کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا آخری

جملہ مکمل کیا تھا۔۔۔ شاہ زین نے

ایک نظر حنان کی طرف دیکھا۔۔۔

چھوٹے سے کی کتنی زبان چلتی

ہے۔۔۔ وہ اسے کتنا معصوم سمجھتا

تھا۔۔ شاہ زین نے اسے دیکھتے ہوئے

سوچا۔۔

حنان ایک نظر حور کو دیکھتے ہوئے باہر

چلا گیا۔۔

حنان کے جاتے ہی شاہ زین کی نظر
اب حور پہ تھی۔۔۔ شاہ زین نے حور
کو جھٹکے سے چھوڑا۔۔۔ حور زمین پر
اوندھ منہ گری تھی۔۔۔ لیکن زمین پہ
ہاتھ رکھتے ہوئے اپنا منہ زمین پہ لگنے
سے بچا چکی تھی۔۔۔ بھائی۔۔۔ نورین
شاہ نے آگے بڑھتے ہوئے اسے پکڑنا

چاہا تھا۔۔ شاہ زین اسے ہاتھ کے

اشارے سے روک چکا تھا۔۔ نورین

اب وہی کھڑی بے بسی سے حور کو دیکھ

رہی تھی۔۔۔ شاہ زین پنجنوں کے بل

حور کے پاس زمین پر بیٹھا۔۔

حور نے ڈرتے ہوئے سسکی لی۔۔ اور

پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ شاہ زین نے اس

کا جبرہ اپنی اپنی گرفت میں لیتے ہوئے

اسے اپنے قریب کیا۔۔ درد سے حور

کے آنسوؤں ٹوٹ کر برسے تھیں۔۔

حور کو اپنا عارضی ٹوٹا محسوس ہو رہا

تھا۔۔ حور کی آنکھوں میں نمی دیکھتے

شاہ زین نے اپنی گرفت مضبوط کی

تھی۔۔ تمہیں میری ایک دفعہ بولی

گئی بات سمجھ نہیں آتی۔۔۔ شاہ زین

دھاڑا تھا۔۔۔ اس کی دھاڑ پہ نورین

واپس شاہ بی بی کے پاس جا کھڑی

ہوئی۔۔۔ جبکہ حور کانپ رہی

تھی۔۔۔

بولو۔۔۔ تمہیں میری بات سمجھ نہیں

آتی۔۔۔ شاہ زین نے نے اس کا جبرہ

خطرناک حد تک مضبوطی سے دبوتے

ہوئے غرایا۔۔۔ آ۔۔۔ آ۔۔۔ آ۔۔۔

آتی۔۔۔ ہے۔۔۔ ہے۔۔۔ حور اپنی

لڑکھڑائی اور گھٹی آواز میں سے

بولی۔۔۔

Fantastic novel by nailajutt

تمہارا میں آکر علاج کرو گا۔۔ شاہ زین

اسے جھٹکے سے چھوڑ نکل گیا۔۔۔ حور

وہی بیٹھی رونے لگی۔۔۔

ثناء شاہ، نورین شاہ حور کی طرف

بڑھی۔۔۔ اسے نرمی سے اپنے ساتھ

لیے شاہ بی بی کی طرف بڑھی۔۔ شاہ

بی بی نے حور کو اپنے قریب بیٹھاتے

ہوئے اس کے آنسو صاف کیے۔۔

حور کی سسکیاں زیادہ ہو رہی تھیں۔۔

بیٹا چپ کر۔۔۔ شاہ بی بی نے حور کو

خود سے لگاتے ہوئے کہا۔۔۔ ماں

آپ کو پتہ ہے بھابی کو ولٹ کمر پسند

ہے۔۔۔ نورین نے حور کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ہماری بیٹی کو

وائٹ کلر پسند ہے۔۔ شاہ بی بی نے

مسکراتے ہوئے بات بدلی تھی۔۔

جی۔۔۔ حور نے اثبات میں سر ہلایا

تھا۔۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔ شاہ

بی بی نے حور کے چہرے پر پیار سے

ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔ ان کی بہن کی

نازو پلی بیٹی ان کے پاس ان کے گھر

تھی۔۔ لیکن پھر بھی اس کے لیے کچھ

نہیں کر سکتی تھی۔۔ جس پر ان کا خود

کا بیٹا ہی کتنا ظلم کر رہا تھا۔۔ حور کو دیکھ

شاہ بی بی کی آنکھیں نم ہوئی

تھی۔۔ شاہ بی بی کو اب شہرین کی فکر

تھی۔۔

ازمیر کی گاڑی حویلی کے کارپیوچ میں

آکر روکی۔۔ ازمیر دھاڑ سے دروازہ

کھولتے ہوئے اندر آیا۔۔ نمرین مہرماہ

شاہ کے ساتھ کچن میں تھی۔۔ ازمیر

کو آتادیکھ کر نمرین کے چہرے پر

مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ ازمیر کی

سرخ آنکھوں پہ نمرین کی نظر نہیں

پڑی تھی۔۔۔ از میر نمرین کو کچن میں

دیکھ سیدھا اس کی طرف بڑھا۔۔۔

نمرین از میر کو اپنی طرف آتا دیکھ کر

سہی تھی۔۔۔

از میر نے نمرین کے پاس آتے ہی

بے دردی سے اس کی کلائی کھینچی

تھی۔۔۔۔۔ نمرین کے ہاتھوں سے

گلاس زمین بوس ہوا تھا۔۔۔ نمرین
کٹی پتنگ کی طرح از میر کے سینے سے
آ لگی۔۔۔ نمرین نے خوفزدہ ہوتے
از میر کی طرف دیکھا۔۔۔ جن
آنکھوں میں ابھی مسکراہٹ
تھی۔۔۔ اب ان آنکھوں میں خوف لہرا
رہا تھا۔۔۔ از میر اس کی کلائی پکڑے

اندر کی طرف بڑھا۔۔ مہرماہ شاہ یہ

دیکھ از میر کی طرف بڑھی۔۔

میر۔۔۔ از میر ان سنی کرتے اپنے

کمرے کی طرف بڑھا۔۔ ارسل،

حنان لاؤنج میں داخل ہوئے۔۔۔ از

میر کو غصے میں دیکھ کر ارسل نے گھر

اسانس لیا۔۔ جس کا ڈر تھا وہی ہوا۔۔

اب از میر اپنا غصے نمرین پر نکلا

گا۔۔ حنان از میر کی طرف بڑھا۔۔

میر بھائی یاد کیا کر رہے ہیں۔۔۔ حنان

نے از میر کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے

کہا۔۔۔ بھائی بھابی کو چین ہو رہی

ہے۔۔ حنان نے ایک نظر نمرین پر

ڈالی۔۔ جس کے چہرے پہ تکلیف کے

تاثرات تھے۔۔۔ میر۔۔۔ مہرماہ شاہ

از میر کی طرف بڑھی۔۔

از میر نمرین کو کھینچتے ہوئے اندر

کمرے کی طرف بڑھا۔۔ کمرے میں

آتے ہی دھاڑ سے دواوازے بند

کرتے ہوئے از میر نے نمرین کو جھٹکے

سے چھوڑا تھا۔۔

نمرین زمین پر گری تھی۔۔ نمرین کی

آنکھوں میں نمی آئی تھی۔۔ نمرین

نے نم نگاہوں سے از میر کی طرف

دیکھا۔۔۔ از میر نمرین کی طرف

بڑھا۔۔ نمرین از میر کی سہرخ آنکھیں

دیکھتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔۔ از میر

ایک ہی جست میں نمرین کی طرف

بڑھا۔۔ نمرین کو بالوں سے پکڑتے
اس کا چہرہ اپنا مقابل کیا۔۔ نمرین نے
سسکی لی تھی۔۔۔

درد ہو رہا ہے۔۔۔ از میر اس کے
بالوں کو جھٹکا دیتے ہوئے بولا۔۔۔
نمرین نے از میر کے ہاتھ پہ ہاتھ
رکھا۔۔ تمہارے بھائی نے میرے

چہرے پر تھپڑ مارا۔۔۔ از میر کی بات پر

نمرین نے از میر کی طرف دیکھا۔۔

ازمیر نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے

مقابلہ کر گیا

— — — — —

وہ۔۔۔۔۔ا۔۔۔ا۔۔۔اس۔۔۔محم۔۔۔

میں۔۔۔۔۔ محمد۔۔۔۔۔ میری۔۔۔۔۔

کَلک۔۔۔ کیا۔۔۔ غغ۔۔۔ غلطی

-----نمبرین نے روتے

ہوئے از میر کی شہرٹ مٹھیوں میں

جکڑی تھی۔۔۔ از میر تقی میر

نظریں گاڑھتے ہوئے اس کے ڈرے

سہمے چہرے کی طرف دیکھا۔۔

غلطی تو میری بہن کی بھی نہیں

تھی۔۔۔ پہلے تمہارا وہ غلیظ بھائی جس

نے میری بہن پہ گندی نظر ڈالی۔۔۔ وہ

مر گیا تو تمہارے دوسرا سالہ نکاح

کے نام پر میری بہن سے ظلم کرتا

ہے۔۔۔ بتاؤ اس میں میری بہن کی کیا

غلطی ہے۔۔۔ بولو۔۔۔ از میر نے اس

کے بالوں کو جھٹکا دیا تھا۔۔۔

ت۔۔۔ تو۔۔۔ لک لک۔۔۔ کیا۔۔۔

مم۔۔۔ میری۔۔۔ یہ۔۔۔ غغ۔۔۔ غغ

غلطی۔۔۔ ہے۔۔۔ لگ۔۔۔ کہ

مم۔۔۔

میں۔۔۔ لال۔۔۔ لالا۔۔۔ کک

ب۔۔۔ہب۔۔۔بہن۔۔۔

ہوں۔۔۔نمرین روتے ہوئے بول

رہی تھی۔۔۔

ازمیر نے ایک نظر نمرین کے روتے

ہوئے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

ازمیر نے اس کے بالوں پہ اپنی

گرفت ہلکی کی تھی۔۔۔ازمیر کی

گرفت ہلکی محسوس کرتے ہوئے

نمرین نے شکوہ کناں نظروں سے

اسے دیکھا۔۔ از میر اسے چھوڑتے

ہوتے واسطے وہم کی طرف بڑھا

تھا۔۔۔ نمرین بیڈ پہ بیٹھتے اپنا چہرہ

گھٹنوں میں دے روئے گئی۔۔۔

از میر بیس منٹ بعد جب کمرے میں

آیا۔۔۔ نمرین کو روٹا دیکھ اس کی

طرف بڑھا۔۔

تم تو رو رہی ہوں۔۔۔ از میر نے اس کا

چہرہ اوپر کرتے ہوئے پوچھا

تھا۔۔۔ از میر شرٹ لیس تھا۔۔۔ جسے

دیکھ نمرین نظریں جھکائے نئی۔۔۔

اب کیوں رو رہی ہوں۔۔۔ از میر نے

اس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا

تھا۔۔ نمرین نے شکوہ کناں نظروں

سے اسے دیکھا اور چہرہ دوسری طرف

کر لیا۔۔ از میر نے اس کا چہرہ ٹھوڑی

سے پکڑتے اپنی طرف کیا۔۔ نمرین

کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔

سوری۔۔ جسے دیکھ از میر نے ہلکی سی

آواز میں غلطی کا اقرار کرتے معافی

مانگی تھی۔۔۔

نمرین نے اس کی طرف شوکڈ ہوتے

ہوئے دیکھا۔۔۔ سوری یا رخصے میں

تھا۔۔۔ از میر نے اس کے آنسو صاف

کرتے ہوئے پھر سے سودی کہا تھا۔۔

نمرین از میر کے سینے میں چہرے

چھپائے رونے لگی۔۔۔ سوری یار

۔۔۔ از میر نے اس کے بالوں میں

ہاتھ الجھا گیا تھا۔۔۔ نمرین کی سسکیاں

زیادہ ہوتی تھیں جس سے از میر کے

چہرے پہ مسکراہٹ آتی ہے۔۔۔ وہ رورہی

تھی۔۔۔ مطلب وہ اس سے ناراض

تھی۔۔۔

سوری نا۔۔ از میر نے اسے خود سے
الگ کرتے اس کے عارض پر لب
رکھے تھے۔۔۔ منانا بھی تو تھا۔۔ اور
وہ بہت اچھے سے جانتا تھا کہ اسے کیسے
منایا جائے گا۔۔

آ۔۔۔ آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ۔۔۔ ب

ہب۔۔۔ بہت۔۔۔۔۔ ہب۔۔۔

برے۔۔۔۔ہے۔۔۔نمرین نے

روتے ہوئے نم آنکھوں سے کہا

تھا۔ میں نے کب کہا میں اچھا

ہوں۔۔۔۔میں بہت برا ہوں۔۔۔

ازمیر نے نمرین کے ہونٹوں کو نرمی

سے چوما تھا۔۔نمرین کی آنکھوں میں

نمی تھی۔۔۔۔آ۔۔آ۔۔آپ۔۔۔مم

مم۔۔۔ مجھ۔۔۔ پ۔۔۔ پ۔۔۔ غ

۔۔۔ غصے۔۔۔ لک۔۔۔ کرتے۔۔۔

ہے۔۔۔ نمبرین نے سسکی لی تھی۔۔۔

نن۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ مم۔۔۔

مم میں۔۔۔ کک۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنی۔۔۔ پ۔۔۔ پیاری۔۔۔ سی۔۔۔

بب۔۔۔ بیوی۔۔۔ پ۔۔۔ پ۔۔۔ غص

--- غصے --- کلک --- کرو ---

گا۔۔۔ از میر نے نمرین کی طرح

بولتے ہوئے اسے چھیڑا تھا۔۔۔ نمرین

نے از میر کی طرف دیکھا۔۔۔

آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ۔۔۔ مم۔۔۔ میرا

۔۔۔ مذ۔۔۔ مذاق۔۔۔ بن۔۔۔

بنا۔۔۔ رہے۔ ہیں۔۔۔ نمرین نے از

میر کے چہرے پر ملکی سی مسکراہٹ

دیکھتے ہوئے شکوہ کیا تھا۔۔۔ اب

میری بیوی کے یہ آنسو کب تک

روکے گئے۔۔۔ انداز میر نے نمرین کے

آنسو صاف کرتے ہوئے سوال کیا

تھا۔۔۔ ہب۔۔۔ ہب۔۔۔ بیوی۔۔۔

آ۔۔۔ آ۔۔۔ آ۔۔۔ آپ۔۔۔ نن۔۔۔

نے۔۔۔ سم۔۔ سمجھا۔۔۔ ہے۔۔

ہی۔۔ لک۔۔۔ کب۔۔

ہے۔۔ نمرین نے ہونٹ باہر نکالے

تھے۔۔ بیوی سمجھا ہے تو یہاں ہوں

۔۔۔ از میر نے نمرین کے ہونٹوں پر

انگلی رکھی تھی۔۔

کاش۔۔ آ۔۔ آ۔۔ آپ۔۔ حج

۔۔ جلدی۔۔ سی۔۔ بیج۔۔ سے۔۔

ٹٹ۔۔ ٹھیک۔۔ ہو جائے۔۔

نمرین نے خوفزدہ ہوتے ہوئے اپنے

لبوں سے کہا تھا۔۔ ابھی کیا میں کہیں

سے خراب ہوں۔۔۔ از میر نے

نمرین کو آنکھ مارتے ہوئے بے باک

اشارہ کیا تھا۔۔ نمرین اس کی بات
سمجھتے سرخ ہوئی تھی۔۔۔ اب رونا
مت۔۔۔ از میر بولتے ہوئے
ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔
از میر وائٹ شرٹ اور بیلو پیٹ پہنے
نکلا۔۔۔ نمرین نے از میر کی طرف

دیکھا جو کہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا

وہ بہت خوب رو چہرے اور بارعب
پر سنیلٹی کا مالک تھا۔ اس کی
پر سنیلٹی بہت سحر انگیز اور شاندار
تھی۔ کوئی بھی اس کی پر سنیلٹی سے
متاثر ہو سکتا تھا۔۔۔ نمرین کے

چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

جسے دیکھ از میر نے ایبر و آچکائی۔۔۔

نمرین نے اسی لمحے نظریں جھکائی
تھی۔۔۔ اس کی نظروں کا سامنا کرنا

مشکل تھا۔۔۔

از میر نمرین کی طرف دیکھتے ہوئے

کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔ لاؤنج میں

مہرماہ شاہ ارسل، حنان اسے دیکھ کر

حیران ہوئے تھے۔۔ جو کہ بہت

فریش موڈ میں یہاں سے نکلا تھا۔۔

مہرماہ شاہ از میر کے کمرے کی طرف

بڑھی۔۔ دروازہ نوک کمرے مہرماہ

اندر آئی۔۔ نمرین ان کی طرف دیکھ

کر مسکرائی۔۔ بیٹا آپ ٹھیک

ہوں۔۔ مہرماہ شاہ نے پریشانی سے
کہا۔۔ میں ٹھیک ہوں ماما۔۔ نمرین
مسکراتے ہوئے بولی۔۔ مہرماہ شاہ
بھی مسکرا دی تھی۔۔ شاید ان کا بیٹا
اس سے محبت کرنے لگا تھا۔۔

ڈیڈ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم پیسے

دے کر اپنی عینی کو واپس لے

آئے۔۔۔ ارسلان شاہ جو کہ سلطان

شاہ کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ وہ

کب سے بے چین تھا آخر وہ بول گیا

تھا۔۔ سلطان شاہ نے کچھ پل اسے

دیکھا۔۔ اور پھر سر جھکا لیا۔۔ ایسا ممکن

نہیں ارسل۔۔ وہ اس گاؤں کا سردار
ہے۔۔ بزنس مین ہے۔۔ وہ کیا کرے
گے۔۔ سلطان شاہ نے سنجیدگی سے
جواب دیا تھا۔۔

لیکن ڈیڑھ ماری عینی وہاں بالکل ٹھیک
نہیں ہے۔۔ ارسلان شاہ رو دینے کو
تھا۔۔ وہ جو حال اپنی بہن کا دیکھ کر آیا

تھا۔ اس سے برداشت نہ ہو رہا

تھا۔ ہم دعا ہی کر سکتے

ارسل۔ سلطان شاہ کی آواز بھگی

تھی۔ ارسلان شاہ نم نگاہوں سے

سلطان شاہ کے کمرے سے نکلتا اپنے

کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ حنان شاہ

ارسلان شاہ کو یوں نکلتے دیکھ اس کے

پیچھے ہی آیا تھا۔۔۔ ارسلان شاہ کمرے

میں آتے ہی پستل نکال اپنی کنپٹی پر

رکھ گیا تھا۔۔۔ اور ایسا پہلی دفعہ ہوا تھا

کہ وہ اس قدر بے بس ہوا تھا۔۔۔

بھیا۔۔۔ بھیا یہ کیا کر رہے ہے

آپ۔۔۔۔۔ حنان شاہ اس کی طرف بھاگا

تھا۔۔۔ حنان شاہ کی چیخنے کی آواز پر

مہرماہ شاہ سلطان شاہ ارسلان شاہ کے

روم میں آئے تھے۔۔ ارسل کیا تم

پاگل ہو گئے ہوں۔۔۔ سلطان شاہ

اس سے پسپا چھنتے پھینک گئے

تھے۔۔ ڈیڈ۔۔ ارسلان شاہ بچھے کو سر

ٹکا گیا تھا۔۔ وہ بے بس تھا۔۔ اس سے

حور کے آنسو برداشت نہ تھے۔۔ وہ

یوں ہی سر ٹکائے گہرے سانس لے
رہا تھا کہ نظر بیڈ کے پاس گرمی پسٹل پر
گئی تھی۔ جسے حیران ہوتے ارسلان
شاہ نے تھاما تھا۔ اور اسے دیکھ وہ
پاگلوں کی طرح روتے روتے ہنس دیا
تھا۔

کیا ہوا ارسل میری جان۔۔ مہرماہ شاہ

ارسلان شاہ کے قریب بیٹھی تھی۔۔

موم میں نے گولی نہیں چلائی

ڈیڈ۔۔ یہ دیکھے جب ہم یہاں آئے

تھے۔۔ میں نے پسل میں گولیاں

ڈالی تھی ابھی بھی چھ کی چھ گولیاں

ہے۔۔ ڈیڈ۔۔ ارسلان شاہ روتے

روتے ہنس دیا تھا۔ اس کی بات سنتے

سلطان شاہ بھی ایک پل کو حیران

ہوئے تھے۔۔۔ پنچائیت ایسے ثبوتوں

کو نہیں مانتی ارسلان۔۔ سلطان شاہ کی

بات سنتے ارسلان شاہ کی خوشی سمٹی

تھی۔۔ ڈیڈ میں ایئر پورٹ جاؤ

گا۔۔ ساری ڈیٹلزلے کر آؤ

گا۔ میں نے کچھ نہیں کیا ڈیڈ۔ میں

اپنی عینی کو وہاں نہیں چھوڑ

سکتا۔۔۔ اسلان شاہ اٹھتا کمرے سے

نکل گیا تھا۔۔۔

شاہ زین لاؤنج میں داخل ہوا۔ شاہ بی

بی، ثناء شاہ، نورین شاہ حور کے ساتھ

بیٹھی ہوئی تھی۔۔ حور شاہ زین کو آتا
دیکھ کر خوفزدہ ہوئی تھی۔۔ حور نے
اپنے ساتھ بیٹھی ثناء شاہ اور نورین شاہ
کا ہاتھ سختی سے پکڑا تھا۔ شاہ زین شاہ
بی بی کی طرف بڑھا۔۔ اور ان کا ہاتھ
چوم پیشانی پر لب رکھے۔۔

نور بیٹا میرے لیے چائے بناؤ۔۔۔ شاہ

زین بول کر اپنے کمرے کی طرف

بڑھا۔۔ نورین بھی اٹھ کر کچن کی

طرف بڑھی۔۔ شاہ زین فریش ہو کر

لاؤنج میں آیا اور شاہ بی بی کے ساتھ

بیٹھا گیا۔۔ شاہ زین کی نظر حور پہ

تھی۔۔ جو کہ ڈری سہمی ہوئی تھی۔۔

لالا چائے۔۔۔ نورین نے چائے شاہ

زین کی طرف بڑھائی تھی۔۔ شاہ

زین حور کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اسے

نورین کی آواز بھی سنائی نہ دی

تھی۔۔۔ لالا۔۔۔ نورین نے شاہ زین

کی آنکھوں کے آگے ہاتھ لہرایا

تھا۔۔۔

جی بیٹا۔۔۔ شاہ زین نے ہوش میں آیا

تھا۔۔۔ لا لا چائے۔۔۔ نورین نے

دوبارہ چائے شاہ زین کی طرف

بڑھائی۔۔۔ شاہ زین نے مسکراتے

ہوئے چائے لی۔۔۔ شاہ زین

کی نظریں خود پر محسوس کرتے ثناء شاہ

کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا۔۔۔ شاہ زین

نے چائے پینے کے بعد حور کی طرف
دیکھا۔۔

حور سہی نظروں سے اس کی طرف
دیکھ رہی تھی۔ شاہ زین نے حور کو
کمرے میں آنا کا اشارے کیا
تھا۔۔۔ جسے سمجھتے حور کانپ رہی
تھی۔۔۔ شاہ زین اٹھ کر کمرے کی

طرف بڑھا۔۔۔ حور مرتی کیا نہ کرتی

ڈری سہمی کمرے کی طرف

بڑھی۔۔۔ شاہ زین کا اشارے پاس

بیٹھی ثناء شاہ نے بھی دیکھا۔۔۔ جسے

دیکھ اس کی آنکھوں میں نمی آئی

تھی۔۔۔ ثناء شاہ نے شکوہ کناں نظروں

سے شاہ زین کو جاتے ہوئے

دیکھا۔۔۔ شاہ زین کے کمرے میں
جاتے ہی ثناء شاہ بھی کمرے کی طرف
بڑھی۔۔۔

حور کمرے میں آئی۔۔۔ شاہ زین بیڈ پہ
لیٹا ہوا تھا۔۔۔ حور ڈرتی ہوئی اندر آئی
تھی۔۔۔ دروازہ بند کر کے آؤ۔۔۔

شاہ زین کی آواز سرد تھی۔۔۔ جسے

محسوس کرتے حور دروازے کی

طرف بڑھی۔۔ دروازہ لوک کرتے

ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اندر

آئی۔۔ بیڈ سے کچھ فاصلے پر کھڑی حور

اپنی انگلیاں موڑ

نے لگی۔۔

ادھر آؤ۔۔ شاہ زین اسے وہی کھڑا
دیکھ کر بولا۔۔ حور کا وجود کانپ رہا
تھا۔۔ حور نے خوفزدہ نظروں سے
شاہ زین کی طرف دیکھا۔۔ جلدی
آؤ۔۔ شاہ زین نے سر د آواز میں
کہا۔۔ حور بیڈ کے قریب آئی۔۔ شاہ
زین نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس کی

کلائی پکڑ کر اسے خود پہ گراتے ہوئے

اپنے قریب کیا۔۔ حور نے شاہ زین کی

طرف دیکھا۔۔ شاہ زین اس کے گرد

حصار بناتے ہوئے آنکھیں موند گیا

تھا۔۔

کیوں رو رہی ہوں۔۔ ہر وقت روتی

رہتی ہوں۔۔ شاہ زین اس کی

سکیوں پر اکتائے ہوئے لہجہ میں بولا

تھا۔۔ شاہ زین اسے اٹھائے باہر

ٹیرس پر آیا تھا۔۔ اور اسے کاؤچ پر

لیٹاتے اس کے پاس بیٹھا تھا۔۔ آپ

سے ناراض ہوں۔۔ مجھ پر ٹکرتے

ہے۔۔ حور روتے ہوئے ہچکی لیے

بولی تھی۔۔ شاہ زین نے اپنا ہونٹ

دانتوں تلے لیا تھا۔۔

حور شاہ زین کے سینے میں چہرہ

چھپائے رو رہی تھی۔۔ ہر طرف

چاند کی چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔۔ چاند

کی روشنی ان دونوں پر پڑ رہی تھی۔۔

شاہ زین نے حور کا چہرہ نرمی سے

اٹھاتے ہوئے اس کی آنکھوں میں
دیکھا۔۔ حور کی آنکھوں میں نمی
تھی۔۔ آپ مجھ پہ ہر وقت غصے
کرتے ہے۔۔ آپ مجھے ڈانٹتے ہے۔۔
اگر آپ کو میں اچھی نہیں لگتی تو کیوں
کیا تھا مجھ سے نکاح۔۔ جب سے نکاح
ہوا ہے۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ مجھے

میرے ماما، ڈیڈ بھیا بھائی اور حان کسی
سے بھی ملنے نہیں دیتے۔۔۔ حور ہچکی
لیتے ہوئے بولی۔۔۔ حور کی باتیں شاہ
زین کے دل پر لگ رہی تھیں۔۔۔ وہ
معصومیت سے شاہ زین سے اس کی
شکایت کر رہی تھیں۔۔۔

آپ کو یاد ہے۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ نے

میرے ہاتھ جلایا تھا۔ ایک دفعہ بھی

نہیں دیکھا میرا ہاتھ کیسا ہے۔۔۔ مجھے

گھر پہ کبھی چوٹ نہیں تھی لگتی۔۔

اگر کبھی لگ جاتی تو بھیا بھائی سب کو

دیکھاتی تھی۔۔۔ پھر جب بھیا اور ڈیڈ

میری چوٹ کو نرمی سے چومتے تھے تو

میں خوش ہو جاتی تھی۔۔۔ ساری
چوٹ ٹھیک ہو جاتی تھی۔۔۔ آپ تو
دیکھتے بھی نہیں۔۔۔ حور نے پھر سے
ہچکی لی تھی۔۔۔ شاہ زین اس کے
معصومیت سے کیے گئے شکوہ کرتے
دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا۔۔۔

چلو اندر۔۔۔ شاہ زین نے اٹھتے ہوئے

حور کو اپنے مقابل کیا تھا۔۔ حور کٹی

ہوئی ڈال کی طرح اس کے سینے سے

لگی۔۔ حور کا ہاتھ شاہ زین کی گرفت

میں ہی تھا۔۔ شاہ زین کے کچھ نہ

بولنے پر حور کو اس سے خوف محسوس

ہوا تھا۔۔ حور اسے خوفزدہ ہوتے

دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں
میں خوف دیکھتے شاہ زین نے حور کی
آنکھوں پہ ہونٹ رکھے۔۔ حور شاہ
زین کے نرم رومال پہ کوئی رٹیکٹ
کرتی۔۔۔

شاہ زین اسے لیے کمرے میں آیا۔۔

حور شاہ زین کے نرم رومال پہ

مسکرائی۔۔ شاہ زین نے اندر آ کر حور

کا ہاتھ چھوڑا۔۔

میرے آنے سے پہلے سو جاؤ۔۔ شاہ

زین بول کر ڈبل بنگ روم کی طرف

بڑھا۔۔ حور نے بیڈ پر لیٹتے خود پہ

بلینکٹ لیتے ہوئے آنکھیں بند کر

گئی۔۔ لیکن شاہ زین کی نرمی یاد کرتے

حور نے آنکھیں کھولیں۔۔ شاہ زین کو

ڈریسنگ روم سے نکلتے دیکھ حور نے

جلدی سے آنکھیں بند کی تھی۔۔ شاہ

زین بیڈ کی طرف بڑھا۔۔ بیڈ پر لیٹے

حور کی کمر کے گرد حصار بناتے اسے

اپنے قریب کر گیا۔۔

حور نے اسی لمحے آنکھیں کھولتے شاہ
زین کی طرف دیکھا۔ شاہ زین نے
مسکراتے ہوئے ایبر و آچکائی۔۔ حور
اس کے لمحہ بہ لمحہ بدلتے رویہ پر
حیران تر حیران ہو رہی تھی۔۔ حور
نے پلکیں جھپکتے نظریں جھکائی۔۔ کچھ
دیر گزرنے کے بعد حور نے شاہ زین

کی طرف دیکھا۔ شاہ زین آنکھوں پہ

بازور کھے ہوئے تھا۔

شاہ جی۔ حور نے ڈرتے ہوئے شاہ

زین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہمم۔ شاہ زین نے بغیر خور کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے پتہ

تھا۔ حور شاہ زین کے دیکھنے پہ کنفیوز

ہو جائے گی۔۔ جو شاہ زین نہیں چاہتا

تھا۔۔ شاہ زین کو اس کا بولنا بہت اچھا

لگ رہا تھا۔۔

شاہ جی آپ مجھ سے ناراض ہے۔۔

حور معصومیت سے اپنے ہونٹ باہر

نکالتے ہوئے بولی۔۔

حور کی بات پر شاہ زین نے بازو ہٹاتے

حور کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔ کیا

اسے میری ناراضگی کی بھی فکر ہے۔۔

شاہ زین نے سوچا تھا۔۔

شش۔۔۔ شاہ جی۔۔۔ حور دوبارہ

بولی۔۔۔ نہیں۔۔ شاہ زین نے مختصر

ساجواب دیتے ہوئے بازو واپس

آنکھوں پہ رکھا۔۔۔ آپ مجھ سے
ناراض ہے۔۔۔ حور شاہ زین کی قمیض
کے بٹن پہ انگلیاں چلاتے ہوئے
بولی۔۔۔ نہیں ہوں۔۔۔ تمہیں ایسا
کیوں لگ رہا۔۔۔ شاہ زین حور کی کمر پہ
ہاتھ چلاتے ہوئے بولا۔۔۔

حور شاہ زین کی اس حرکت پر سرخ

ہوئی تھی۔۔۔ وہ۔۔ آپ نے

میری باتوں کا جواب نہیں

دیا۔۔ حور اس کی حرکت پر سرخ

پڑتے اپنی لڑکھڑاتی زبان پر قابو پاتے

ہوئے بولی۔۔ بولو کس بات کا جواب

چاہیے۔۔ شاہ زین نے حور کا چہرہ اپنے

سینے پہ سے چہرہ کے مقابل کرتے اس
کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

حور اس کی گرم نرم سانوں کی تپش
چہرہ پہ محسوس کرتے گھبرائی تھی۔

بولو۔۔ شاہ زین حور کو ہنوز چپ دیکھ
کر بولا۔۔ شاہ جی آپ میرا ہاتھ تو نہیں

جلائے گے۔۔ حور ڈرتے ہوئے

بولی۔۔ شاہ زین نے حور کی آنکھوں

میں خوف دیکھتے آنکھیں بند کی۔۔

نہیں۔۔ شاہ زین گہرے سانس اب

ٹھیک ہو جائے گا۔۔ شاہ زین نے

سوالیہ نظروں سے حور کی طرف

دیکھا۔۔ حور نے اثبات میں سر

ہلایا۔۔ چلو اب سو جاؤ۔۔ شاہ زین

آنکھیں بند کرتے ہوئے

بولا۔۔۔ حور خاموش ہو گئی۔۔۔ اور

کچھ دیر شاہ زین کے چہرے کی طرف
دیکھتی رہی۔۔۔

شاہ زین نے آنکھیں کھولتے ہوئے
اس کی طرف دیکھا۔۔۔ سو کیوں نہیں

رہی۔۔۔ شاہ زین نے حور کی طرف

دیکھتے ہوئے نیند نہ آنے کی وجہ جانی

چاہی تھی۔۔ شاہ جی مجھے نیند نہیں

آ رہی۔۔ حور آنکھیں جھپکتے ہوئے

بولی۔۔

کیوں؟؟؟ شاہ زین نے سوالیہ نظروں

سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔۔۔ شاہ جی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔

حور کے لہجے سے خوف زادہ تھا۔۔۔

کس بات کا ڈر لگ رہا ہے؟ شاہ زین

نے حور کی طرف پریشانی سے دیکھتے

ہوئے پوچھا تھا۔۔۔ کہ آخر وہ کیوں

خوفزدہ ہے۔۔۔ شاہ جی آپ صبح پھر

سے غصے کرے گے۔۔ حور ڈرتے

ہوئے بولی۔۔۔ نہیں کرو گا۔۔ شاہ

زین نرمی سے بولا۔۔ پکا

پر و مس۔۔ حور اپنا ہاتھ شاہ زین کے

سامنے کرتے ہوئے بولی۔۔ شاہ زین

نے ایک نظر حور کے ہاتھ پر ڈالی۔۔

حور نے شرمندگی سے اپنا ہاتھ پیچھے

کیا۔۔ حور ایسی ہی تھی۔۔ تھوڑی سی

باتیں کرتے بہت بولنا شروع کر دیتی

تھی۔۔ اور بات کر کے پرومیس کرنا تو

حور کی بچپن کی عادت تھی۔۔۔ جو کہ

اسے حنان نے ڈالی تھی۔۔ اور پھر اس

کو یہ عادت پڑ گئی۔۔۔ ارسل، از میر

سلطان شاہ سب سے حور پرومیس ہی

کرواتی تھی۔۔ کیونکہ حور کا کہنا تھا کہ

پرومیس کرنے کے بعد جو پرومیس

توڑتا ہے تو حور اس سے ناراض

ہے۔۔ جو کہ سلطان شاہ، ارسل شاہ

ہو از میر شاہ یا حنان شاہ۔۔ کسی کو بھی

منظور نہیں تھا۔ اس لیے مان جاتے

تھے۔۔ لیکن حنان حور کو تنگ کرنے

کے لیے اپنے پرومیس سے کچھ دیر

کے لیے لا تعلقی بھی ظاہر کرتا

تھا۔۔۔ لیکن جب حور ناراض ہوتی

تھی۔۔۔ تو جلدی مان جاتا تھا۔۔

حور کی پہلے بچوں کی طرح ہاتھ آگے

کرنے پہ جہاں شاہ زین کے چہرہ کو

مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔ وہی اس کا

شرمندہ ہوتے ہاتھ پیچھے کرنا سے

پسند نہیں آیا تھا۔۔۔ اس لیے جلدی

سے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ پرومیں۔۔ شاہ

زین اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے

بولا۔۔۔ جو رپلیں جھکتے مسکرائی۔۔

جس سے اس کا ڈمیل واضح ہوا

تھا۔۔۔ شاہ زین نے جھکتے اس کے

ڈمیل کو شدت سے چومتے اپنے

دانت گاڑھے تھے۔۔ شاہ زین کے

شدت سے چومنے پر حور نے شاہ زین

کی طرف دیکھا۔۔ شاہ زین اس کی

آنکھوں کو باری باری چومتے آنکھیں

بند کر گیا۔۔۔ حور اس کی قمیض کو ہاتھ

سے پکڑے دوسرے ہاتھ سے اس کی

قمیض کے بٹن کو انگلی سے چھیر رہی

تھی۔۔۔

شاہ جی۔۔ حور پھر سے بولی۔۔ شاہ
زین کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے
پہ حور نے شاہ زین کی طرف

دیکھا۔۔۔

حور نے شاہ زین سو یا ہے یا نہیں چیک
کرنے کے لیے اس کی آنکھوں کے

سامنے ہاتھ لہرایا۔۔ شاہ زین سوچکا

تھا۔۔ حور کنفرم کرنے کے بعد شاہ

زین کے چہرہ کی طرف دیکھنے

لگی۔۔ اتنے بے بھی نہیں ہے شاہ

جی۔۔ لیکن مجھ پہ تو غصے ہی کرتے

تھے۔۔ حور نے شاہ زین کی طرف

دیکھتے ہوئے سوچا۔۔ پھر اپنے ہاتھ

کی طرف دیکھا۔۔ جہاں سے شاہ زین
نے چوماتھا۔۔

خود ہی پہلے درو دیا تھا۔۔ اب مرہم
بھی خود ہی لگا رہے ہیں۔۔۔ حور اپنے
ہاتھ پہ ایک نظر ڈالتے پھر شاہ زین کو
دیکھتے ہوئے بولی۔۔ بہت ہی غصے آتا
ہے چھوٹی سی تو ناک ہے۔۔ حور شاہ

زین کے ناک پہ ہاتھ رکھتے ہوئے
بولی۔۔۔ ویسے شاہ جی اتنا غصے کہاں سے
آتے ہیں۔۔۔ آپ کے یہ معصوم
سے چہرہ پہ۔۔۔ اور شاہ زین کے چہرہ
سے تھوڑا سا ہاتھ اوپر کرتے اس کے
چہرہ کے گرد انگلی گھومتے ہوئے
بولی۔۔۔ شاہ جی کی آنکھیں غصے میں

لال ہو جاتی ہے۔۔ حور نے پر سوچ

انداز میں کہا۔۔۔ ویسے شاہ جی غصے

میں اپنی سرخ آنکھوں سے دیکھتے

جیسے لکے bear ہوئے

تو براؤن but bear ہیں۔۔۔

ہوتا ہے۔۔۔ نہیں بلیک بھی ہوتا

ہے۔۔۔

اوہاں وائٹ بھی تو ہوتا ہے۔۔۔ اس کا

مطلب تو یہ ہوا کہ شاہ جیغے میں

لگتے ہیں۔۔۔ حور white bear

مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ شاہ زین جو

کہ اس کی باتیں سننے سے سوتا بنا ہوا

تھا۔۔۔ خود کو بھالو کہنے پہ جہاں اس

کے چہرے کے تاثرات بدلے

تھے۔۔۔ وہی حور کے مسکرا نے پر
اس کے ہونٹوں کو بھی مسکرا ہٹ نے
چھوا تھا۔۔ شاہ جی آپ نے پرو مس
کیا ہے۔۔ مجھے ہٹ نہیں کرے
گے۔۔۔ سلیپ بھی نہیں کرے
گے۔۔ حور شاہ زین کے سینے پہ واپس
سر رکھتے ہوئے بولی۔۔

But If you ever
break this promise

So I will be
angry promise So I
will be angry with
you And then will
not believe

(اگر آپ نے کسی دن یہ وعدہ توڑا تو
میں آپ سے ناراض ہو جاؤ گی اور پھر
نہیں مانو گی) حور نے بولتے ہوئے شاہ
زین کے سینے پہ اپنے ہونٹ
رکھے۔۔۔ شاہ زین اس کی بات پہ
کوئی رٹیکٹ کرتا اس سے پہلے ہی حور
کے ہونٹوں کا لمس محسوس کرتے شاہ

زین خاموش رہا۔۔۔ لیکن شاہ زین
نہیں جانتا تھا۔۔۔ حور کے بولے گئے
لفظ پورے ہو جائے گے۔۔۔ ورنہ
اسے کبھی یہ لفظ بولنے نہیں دیتا۔
اور نہ ہی کبھی اس سے وعدہ
کرتا۔۔۔ حور بھی اپنی آنکھیں بند کر
گئی۔۔۔۔

ازمیر کی نظر دروازے پہ

تھی۔۔۔ ازمیر اٹھتے ہی ڈریسنگ روم

کی طرف بڑھا۔ ڈریسنگ روم سے

کپڑے چینج کرتے باہر نکلا۔۔۔ ایک

نظر نمبرین پر ڈالی جو بلنیکٹ چہرہ تک

لیے ہوئے تھی۔۔۔ ازمیر دروازے

کی طرف بڑھا۔ دروازہ کھولتے ہی

سامنے مہرماہ شاہ کو دیکھتے از میر کے

چہرہ پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔ جی ممّا۔۔۔

از میر مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

میر نمرین بیٹی نے کھانا نہیں

کھایا۔۔۔ نہ ہی میرے شہزادے نے

کھایا ہے۔۔۔ اس لیے روم میں ہی

کھانا کھالوں۔ مہرماہ شاہ اپنے پیچھے آتی
ملازمہ سے کھانے کی ٹریں ماندر لے
جانے کا اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔
نہیں مہما میں لے جاؤ گا۔۔۔ از میر نے
ملازمہ سے ٹریں پکڑ لی تھی۔۔۔ میر
سب ٹھیک ہے۔۔ مہرماہ شاہ اس کے
انداز پر پریشانی سے بولی۔۔۔ جی

مما۔۔ از میر مسکراتے ہو مسکراتے

ہوئے بولا۔۔۔ چلو پھر کھانا کھا کر آج

باہر نہیں جانا۔۔۔ مہرماہ شاہ جاتے

ہوئے بولی۔۔

آج کون کافر باہر جائے گا۔۔۔ از میر

دروازہ بند کرتے ہوئے بولا۔۔۔ آواز

اونچی تھی۔۔۔ جسے نمرین شاہ نے

بھی سنا تھا۔۔۔ از میر نمرین کی طرف

بڑھا۔۔ کھانے ٹبل پہ رکھتے بیڈ کی

طرف بڑھا۔۔ اور ایک ہی جھٹکے سے

نمرین کے چہرہ سے بلنیکٹ اتارا۔۔

نمرین کان کی لوتک سرخ پڑی

تھی۔۔۔ از میر نمرین کے سرخ

پڑتے چہرہ کو دیکھ کر مسکرایا۔۔۔

ازمیر نمرین کو اٹھاتے ہوئے صوفے
کی طرف بڑھا۔۔۔ نمرین ازمیر کے
گلے کے گرد باہیں حائل کر
گئی۔۔۔ ازمیر نے صوفے پر بیٹھتے
اسے اپنے لپ پر بیٹھایا۔۔۔ نمرین
سرخ پڑتے اس کے سینے میں چہرہ چھپا
گئی۔۔۔

ازمیر نے جوس کا گلاس پکڑتے ایک
ہاتھ سے نمرین کا چہرہ اوپر کرتے اسے
پکڑنے کا اشارہ کیا۔۔ نمرین نے
گلاس پکڑتے ازمیر کی طرف سوالیہ
نظروں سے دیکھا۔۔ میری جان
اس کے ساتھ تمھاری تصویر لے کر
نہیں کروا کر یہاں سجانے frame

کے لیے نہیں پکڑایا۔۔۔ یہ پینے کے

لیے دیا ہے۔۔۔ اسے جلدی ختم

کرو۔۔۔ از میر اسے مزید اپنے قریب

کرتے ہوئے بولا۔۔۔ نمرین از میر کی

طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ از میر اسے

خود کی طرف دیکھتے دیکھ کر اس کے

ہو ننوں سے گلاس لگا گیا۔۔ نمرین
نے جلدی سے جو س ختم کیا تھا۔۔
از میر نے گلاس رکھتے پیزا اٹھلانے
شروع کیا۔۔ ان میر زیادہ دفعہ باہر کا
کھانا ہی کھاتا تھا۔۔ اسی لیے مہرماہ
شاہ اس کے لیے بنا کر اسے دے کر گئی
تھی۔۔ اور نمرین کے لیے کورمہ کے

ساتھ چاول تھے۔۔۔ لیکن از میر جو
کہ پیزا کھاتا تھا۔۔۔ اسی لیے نمرین کو
بھی پیزا کھلا رہا تھا۔۔۔ از میر نے پیزا
پکڑتے نمرین کے ہونٹوں سے
لگایا۔۔۔

یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ ہب۔۔۔ میرا مطلب یہ
بہت زیادہ ہے۔۔۔ نمرین پیزا دیکھ کر

اپنی لڑکھڑاتی زبان پر قابو کرتے

ہوئے بولی۔۔ کھاؤ اسے۔۔ از میر

اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔ نمرین نے

چھوٹی سی باسٹلی تھی کہ از میر اس

کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے

گیا۔۔ نمرین نے اس کی شرٹ کو

ہاتھوں میں جکڑا تھا۔۔ از میر اس کی

سانسیں بے ترتیب کرتا اس سے دور
ہوا تھا۔۔۔ اب جلدی سے کھاؤ۔۔۔ از
میرا سے گہرے سانس لیتے دیکھ کچھ
کر بولا۔۔۔ یہ اس سے پہلے نمرین
کچھ بولتی از میر بولا۔۔۔ جانم کھاؤ گی
نہیں تو رات ساری میری پناہوں میں
مجھے کیسے برداشت کرو گی۔۔۔ از میر

اس کی کان کی لوکاٹتے ہوئے

بولا۔۔۔ نمرین اس کے الفاظ سنتے

سرخ ہوئی تھی۔۔

ابھی تو رہائی دی تھی اپنی پناہوں سے

اور پھر سے اپنی پناہوں میں لینے کی

بات کر رہا تھا۔۔۔ نمرین نے از میر کی

طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔۔ اور پھر

پیزا کھانے لگی۔۔ نمرین بہت کم
فاسٹ فوڈ کھاتی تھی۔۔ لیکن از میر
سے بول نہ سکی۔۔۔ نمرین کے پیزا
ختم کرتے ہی از میر اس کے ہونٹوں
کو پھر سے قید کر گیا۔۔۔ از میر نے اس
کے ہونٹوں پہ دانت گاڑتے اس سے
دور ہوا۔۔ نمرین کو اچھا خاصا کھانسی کا

دوڑا پڑا تھا۔۔۔ از میر نے جلدی سے
پانی نمرین کے ہونٹوں سے لگایا۔۔
نمرین کے پانی پیتے ہی از میر اسے پھر
سے اپنی باہوں میں اٹھاتے بیڈ کی
طرف بڑھا۔۔۔ اسے بیڈ پہ لیٹتے از میر
اس پہ سایہ فگن ہوا تھا۔۔۔ از میر کی
آنکھوں میں پھر سے سرخی دیکھ کر

نمرین نے تھوک نگلاتھا۔۔۔ از میر
اس کے چہرہ پہ جھکا ایک ایک نقوش کو
شدت سے چوم رہا تھا۔۔۔ اس کے
چہرہ کو شدت سے چومتے از میر اس کی
گردن پہ جھکا اس کی گردن پہ دانت
گاڑتے اس کے ہاتھ گاؤن کی ڈوری
میں انگلیاں پھنسانی۔۔۔ نمرین نے

ازمیر کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس
کی طرف دیکھا۔۔۔ ازمیر نے نمرین
کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔
پلیز۔۔۔ نمرین جس کا پہلے ہی اس کی
شدتوں سے برا حال ہو رہا تھا۔ اس
کی آنکھوں میں سرخی دیکھتے اسے
روکنے کی کوشش کرتے ہوئے

بولی۔۔ از میر نے اس کی التجائیں لہجے

کو محسوس کرتے ہوئے بیڈ پر لیٹ

گیا۔۔ نمرین نے گہرا سانس لیا۔۔ اور

از میر کی طرف ایک نظر ڈالتے

مسکرائی۔۔۔ از میر اس کے چہرہ پہ

مسکراہٹ دیکھتے اسے اپنے قریب

کرتے اس کی کمر کے گرد حصار بناتے

اس کی ٹانگوں پہ ٹانگ رکھتے لوک
کرتے ہوئے نمرین کی طرف دیکھنے
لگا۔۔۔ نمرین اس کے دیکھنے پر سرخ
ہوتے نظریں جھکا گئی۔۔۔ از میر نے
اس کا چہرہ اپنے مقابل کیا۔۔۔
اب ہو گیا یقین تمہارا نصیب کتنا
خوبصورت ہے۔۔۔ از میر مسکراتے

ہوئے بولا۔۔ نمرین نے از میر کی
طرف دیکھتے نظریں جھکائی تھی۔۔۔

ارسلان پریشانی سے آفس میں بیٹھا
ہوا میلز چیک کر رہا تھا۔۔ جس میں
بہت ساری میلز تھی۔۔۔ ارسل نے
حنان کو کال کی۔۔۔ حنان میری ڈیڈ

سے بات کرواؤں۔۔ بھیا آپ ٹھیک

ہے۔۔ حنان جو کہ فون استعمال کر رہا

تھا۔۔ ارسل کے فون کرتے ہی اسی

لمحے اس نے کال ریسیو کی۔۔ لیکن

ارسل نے سیدھا اس سے سلطان شاہ

سے بات کروانے کا کہا تھا۔۔ بھیا

سب ٹھیک ہے؟؟ حنان نے پریشانی

سے پوچھا۔۔۔ میرے بچہ میں ٹھیک

ہوں۔۔۔ میری ڈیڈ سے بات کروا۔۔

مجھے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔

ارسل پریشانی سے بولا۔۔۔

اوکے بھیا۔۔۔ حنان بولتے ہی سلطان

شاہ کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ اور

دروازہ نوک کیا۔۔۔ جسے مہرماہ شاہ

نے کھولا۔۔۔ ماما بھیا کو ڈیڈ سے بات
کرنی ہے۔۔۔ حنان نے مہرماہ شاہ کے
بولنے سے پہلے ہی کہا۔۔۔ ارسل کی
کال آئی ہے۔۔۔ مہرماہ شاہ نے
مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔ جی
ماما۔۔۔ حنان نے بھی اسی لمحے جواب
دیا۔۔۔ مجھے دو فون میں اپنے بچے سے

بات کرو۔۔۔ مہرماہ شاہ مسکراتے

ہوئے بولی۔۔۔ حنان نے فون مہرماہ

شاہ کو دیا۔۔۔ مہرماہ شاہ ارسلان شاہ

سے باتیں کرنے لگی۔۔۔ ممامیری ڈیڈ

سے بات کرو آئے گا۔۔۔ ارسلان نے

مہرماہ شاہ کے سوالوں کا جواب دیتے

ہوئے کہا۔۔۔ جی کرواتی ہوں۔۔۔ مہرماہ

شاہ نے بول کر فون سلطان شاہ کو
دیا۔۔۔ ڈیڈ مجھے آپ سے بات کرنی

مسٹر الیکس کے آرڈر کے بارے
میں۔۔۔ ارسل نے سلطان شاہ سے

کہا۔۔۔

کیا ہوا بیٹا؟ سلطان شاہ ارسل کی بات
پر پریشان ہوئے تھے۔۔۔ ڈیڈ ان کو ان

کا آرڈر نہیں ملا۔۔۔ سو مجھے اس

بارے میں آپ سے بات کرنی ہے

میں نے ان سے ایک مہینے کا وقت لیا

ہے۔۔۔ لیکن ڈیڈ مجھے یہ سمجھ نہیں

آیا انہوں نے اگر ایڈولنس پیمنٹ کی

تھی۔۔۔ تو آرڈر ان تک کیوں نہیں

پہنچا۔۔۔ مائیکل سے غلطی ہوئی تھی۔۔۔

لیکن پیچھے سے آرڈر کیوں پاس نہیں

ہوا۔۔۔ ارسل نے سلطان شاہ سے

پوچھا۔۔۔ بیٹا میلز چیک کرو۔۔۔ اور

اگر پھر بھی سمجھ نہیں آئے تو کلائنٹ

کے ساتھ میٹنگ کرو۔۔۔ اگر پھر بھی

کوئی مسئلہ ہو تو مجھے بتاؤ۔۔۔ میں آجاتا

ہوں۔۔۔ سلطان شاہ نے نرمی سے

کہا۔۔۔ جی ڈیڈ اپنا ممما کا حان اور از میر

کا خیال رکھیے گا۔۔۔ ارسلان شاہ نے

مسکراتے ہوئے بول کر کال بند کی

تھی۔۔۔

صبح حور کی آنکھ کھولی تو شاہ زین کمرے

میں نہیں تھا۔۔۔ حور نے مسکراتے

ہوئے دونوں ہاتھ ہوا پر لے جاتے بیڈ

کراؤن سے ٹیک لگائی۔۔ شاہ جی

ٹھیک ہو گئے کیا اب مجھ پہ غصے نہیں

کرے گے۔۔ مجھے ڈانٹے گئے نہیں

مجھے سلیپ نہیں کرے گے۔۔ حور

چہرے پر مسکراہٹ لیے سوچ رہی

تھی۔۔ ٹائم دیکھتے حور بیڈ سے اترتے

ہوئے واشر و م کی طرف

بڑھی۔۔ واشر و م کے دروازے کے

لوگ چپا تھر رکھتے حور خود میں ہی

کھوئی اندر بڑھی۔۔ اچانک اندر شاہ

زین کو دیکھ حور نے حیرانگی سے پلکیں

جھپکتے ہوئے اسے دیکھا۔۔

حور نے دونوں آنکھوں کو ہاتھ سے
مسلتے ہوئے اسے دیکھا جیسے خواب
ہوں۔۔۔ لیکن یہ سچ تھا۔۔ شاہ زین
میں شاور اینکولیسر میں کھڑا شاور لے
رہا تھا۔۔۔ حور کو ابھی بھی لگ رہا تھا
شاید وہم ہے۔۔

شاہ زین کی شاور لیتے ہوئے نظر حور

پہ پڑی۔۔۔

شاہ زین اپنی کمر کے گرد ٹاول باندھتے

کھولتے باہر glass door

آیا۔۔۔ حور جو کہ اسے وہم سمجھ رہی

تھی۔۔ شاہ زین کو اپنی طرف اتادیکھ

کر اپنی دنوں آنکھوں پر ہاتھ رکھ

آنکھوں پہ darling گئی۔۔ کیا ہوا

ہاتھ کیوں رکھ لیا۔۔ شاہ زین اس کی

آنکھوں پہ ہاتھوں پہ نظریں گاڑھیں

بولے۔۔۔

darling شاہ زین کے منہ سے

سنتے اس کے چہرے

دیکھنے کے expression کے

لیے حور نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا۔

تو شاہ زین کی خود پہ گہری استحقاق

بھری نگاہیں محسوس کی تو اپنی حالت کا

احساس ہوا تو خود کو چھپانے کے لیے

شاہ زین کے سینے میں چھپنے

لگی۔۔۔ جس پہ شاہ زین نے بھی

مسکراتے ہوئے اس کے گرد حصار

بنایا۔ شاہ زین کے خم زدہ بالوں اور

چہرہ سے پانی حور پہ گر رہا تھا۔۔۔

حور نے خود پر پانی کی بوندیں گرتے

دیکھ کر سر اٹھاتے ہوئے شاہ زین کی

طرف دیکھا۔۔۔ شاہ زین کے چہرے

پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ حور شاہ زین کے

شرٹ لیس سینے کو دیکھتے اسی لمحے اس

سے دور ہوئی تھی۔۔ اور باہر کی

طرف بڑھنے ہی والی تھی کہ شاہ زین

نے اس کی کلائی پکڑتے اپنی طرف

کھینچا۔۔ حور کٹی ہوئی ڈال کی طرح شاہ

زین کے سینے سے لگی تھی۔۔۔۔ حور

کے ہاتھ شاہ زین کے شرٹ لیس

سینے پہ تھے۔۔۔ حور شاہ زین کے

چہرے کی طرف دیکھتے نظریں جھکا
گئی۔۔۔

و۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ شاہ جی مجھے نہیں پتہ تھا
آپ۔۔۔ حور بولتے ہوئے چپ ہوئی
تھی۔۔۔ حور کی نظریں شاہ زین کے
سینے پہ تھی۔۔۔ شاہ زین اس کی کمر پہ
نرمی سے حصار بناتے اسے اپنے قریب

کر گیا۔۔ جس سے شاہ زین کو حور کی
ناز کی محسوس ہو رہی تھی۔۔ شاہ زین
نے اسے اوپر کرتے اس کے ہونٹوں
کو اپنی گرفت میں لیا۔۔ حور نے شاہ
زین کے سینے کے بالوں کو پکڑتے
ہوئے اس کی شدت برداشت کرنے
کی کوشش کی تھی۔۔ شاہ زین نے

حور کے نچلے لب پہ شدت سے دانت

گاڑھتے اس کے ہونٹوں کو آزادی

بخشتی۔ جس پر حور نے سسکی لی

۔۔۔

Shower شاہ زین حور کو لیے

کی طرف بڑھا۔ enclosure

شاہ زین کو گلاس ڈور کھولتے دیکھ حور

کی جان لبوں پہ سچی تھی۔۔۔ مقابل کو

برداشت کرنا آسان تو نہیں تھا۔۔ شاہ

زین نے شاور آون کرتے حور کو

گلاس وال سے لگاتے اس کے گرد

ہاتھ رکھتے اس پہ جھکا اس کے چہرے

پہ سلگتی سانسیں چھوڑتے اس کے

ایک ایک نقوش کو بغور دیکھ رہا

تھا۔۔۔ شاہ زین کے پانی کو ٹھنڈا محسوس
کرتے حور شاہ زین سے لپٹی تھی۔۔
شاہ زین نے اسے کندھے سے پکڑتے
نرمی سے اسے دوڑ کر ناچا ہا۔۔۔ حور
شاہ زین کی کمر کے گرد حصار بنا
گئی۔۔۔ شاہ زین نے حیرانگی سے حور

کی طرف دیکھا۔۔۔ جو اس کے سینے
میں چہرے چھپائے ہوئی تھی۔۔۔
شاہ زین نے حور کی گردن پہ لب
رکھے۔۔۔ شاہ جی۔۔۔ حور شاہ زین
کے سینے میں چہرے چھپائے
بولی۔۔۔ شاہ زین نے اس کی آواز
سنتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور پھر

اسے خود سے الگ کرتے گلاس وال
سے پھر سے لگا گیا۔۔۔ شاہ زین اسے
اپنے قریب کرتے اس کے چہرے
کے ایک ایک نقش کو نرمی سے
چومنے لگا۔

شاہ جی مم۔۔ مجھے۔۔ سی۔۔ سردی
لگ رہی ہے۔۔ حور کانپتے ہوئے

بولی۔۔ حور کی بات پر شاہ زین نے

شاہور بند کرتے حور کی طرف

دیکھا۔۔ جو کہ کانپ رہی تھی۔۔۔

شاہ زین نے اسے بے باک نظروں

سے دیکھا۔۔۔ حور کے کپڑے گیلے

ہونے کی وجہ سے اس کی رعنائیاں

عمیان کر رہے تھے۔۔۔ جسے دیکھ شاہ

زین کی آنکھوں میں سرخی چھائی
تھی۔۔۔ شاہ زین کی آنکھوں میں
سرخی دیکھ کر حور کی آنکھوں میں
خوف لہرایا تھا۔۔۔ حور کی آنکھوں
میں خوف دیکھتے شاہ زین اپنے جواں
جزباتوں پر قابو پاتے اس کی کلائی
پکڑے گلاس ڈور کھولتے باہر نکلا۔۔۔

حور سردی سے پوری طرح کانپ رہی

تھی۔۔۔ شاہ زین نے کبین کی طرف

بڑھتے اپنا ہاتھ گاؤن پہنا۔۔۔ شاہ

زین ہاتھ گاؤن پہنتے حور کی طرف

بڑھا۔۔۔ اور اسے اپنی بازوؤں میں

اٹھائے واشروم سے نکلا۔۔۔ شاہ زین

حور کو بیڈ پہ لیٹاتے ڈریسنگ روم کی

طرف بڑھا۔۔۔ اور حور کے لیے
پنک کلر کی سمپل سی فراک لیے باہر
نکلا۔۔۔ حور خود پہ بلینکٹ لیے کانپ
رہی تھی۔۔۔ شاہ زین نے حور کی
طرف بڑھتے اس پر سے بلینکٹ
ہٹاتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔

شاہ جی میں چینج کر لو گی۔۔۔ حور شاہ

زین کا ہاتھ اپنی زپ پہ محسوس کرتے

ہوئے بولی۔۔۔ شاہ زین بنا اسے کوئی

جواب دیے اس کی فراک اتار چکا

تھا۔۔۔ حور اپنی حالت پر سرخ ہوئی

تھی۔۔۔ شاہ زین کی نظر حور کے

گردن سے نیچے گئی۔۔۔ جہاں اس کی

شدتوں کے نشانات ابھی ابھی آب و

تاب سے چمک رہے تھے۔۔۔ شاہ

زین نے جھکتے ہوئے اپنی شدت کے

نشانات پر نرمی سے ہونٹ رکھے۔۔

حور شاہ زین کی شدت پر پوری طرح

لرزی تھی۔۔ شاہ زین اس سے دور

ہوتا اسے کپڑے پہنا چکا تھا۔۔ شاہ

زین بنا کچھ بولے اس کے عارض پر
نرمی سے لب رکھتے ڈریسنگ روم کی
طرف بڑھا۔۔۔ حور ڈریسنگ روم کی
طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ حور شاہ
زین کی شدت پر پوری طرح لرزی
تھی۔۔۔ شاہ زین اس سے دور ہوتا
اسے کپڑے پہنا چکا تھا۔۔۔ شاہ زین بنا

کچھ بولے اس کے عارض پر نرمی سے
لب رکھتے ڈریسنگ روم کی طرف
بڑھا۔۔۔ حور ڈریسنگ روم کی طرف
دیکھ رہی تھی۔۔۔ شاہ جی تو پورے ہی
بدل گئے۔۔۔ حور نے مسکراتے
ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف دیکھتے
ہوئے سوچا۔۔۔

اسی لمحے شاہ زین ڈریسنگ روم سے
باہر نکلا۔۔۔ حور کو مسکراتا دیکھ شاہ
زین ڈریسنگ مرار کے سامنے کھڑا
اپنے بال سیٹ کرنے لگا۔۔۔ حور اب
شاہ زین کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔
جو وائٹ شلوار قمیض پہنے بلیک چادر
لیے بہت پیار الگ رہا تھا۔۔۔ وائٹ

شلوار قمیض شاہ زین کے رنگت پہ
خوب بچ رہی تھی۔۔۔ چلو نیچے ناشتہ
کرنے۔۔۔ شاہ زین بال سیٹ کرتے
حور کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔
جج۔۔۔ جی۔۔۔ حور جلدی سے بیڈ
سے اٹھی۔۔۔ اور اپنا دوپٹہ ٹھیک
کرنے لگی۔۔۔ جو کہ اس سے ٹھیک

نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ حور کا دوپٹہ ثناء شاہ

یا نورین ٹھیک کرتی تھی۔۔۔ دوپٹہ کافی

بڑا تھا جس وجہ سے حور سے سنبھالا

نہیں جا رہا تھا۔۔۔ شاہ زین حور کو

دوپٹہ سے الجھتے دیکھ وہی روکا۔۔۔ حور

دوپٹہ ٹھیک کرتے ہلکی ہلکی سی

سرگوشی کر رہی تھی۔۔۔ جو شاہ زین کو

سنائی تو نہیں دے رہی تھی۔۔ البتہ

اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے

تھے۔۔۔ اسے دوپٹہ ٹھیک نہ کرنے

پہنچے آ رہا تھا۔۔۔

شاہ زین نے حور کی طرف بڑھتا اس

سے دوپٹہ پکڑا۔۔ حور نے حیران اور

سوالیہ نظروں سے شاہ زین کی طرف

دیکھا۔۔۔ شاہ زین اس کی سوالیہ

نظروں کو دیکھتے اسے دوپٹہ اوڑھنے

لگا۔۔۔ شاہ زین نے اس کا دوپٹہ سیٹ

کرتے اس کی پیشانی پہ لب

رکھے۔۔۔ حور شاہ زین کی نرمی پر

حیران ہوئی تھی۔۔۔ لیکن شاہ زین

کی رات والی نرمی یاد کرتے اس کے

چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ آئی
تھی۔۔۔ شاہ زین نے ایبر و آچکا کر

حور کی طرف دیکھا۔۔

بچ۔ چلیں۔۔۔ حور بول کر جلدی
سے کمرے سے نکلی۔۔۔ شاہ زین نے

حور کی تیزی پہ قہقہہ لگایا تھا۔۔۔ پھر

مسکراتے ہوئے اپنے نیم گیلے بالوں

میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کمرے سے

نکلتا ڈانگ روم میں آیا۔۔۔

شاہ بی بی نے مسکراتے ہوئے حور کی

پیشانی پہ لب رکھے تھے۔۔ جسے دیکھ

شاہ زین بھی مسکراتے ہوئے شاہ بی بی

کی طرف بڑھا۔۔۔ اسلام و علیکم ماں!

شاہ زین نے جھکتے ہوئے شاہ بی بی کی

پیشانی پر بھوسا دیتے ہوئے سلام

لی۔۔ وعلیکم السلام شاہ! شاہ بی بی نے

بھی مسکراتے ہوئے شاہ زین کی

پیشانی پہ لب بکھے۔۔۔ لا لا آپ

بہت پیارے لگ رہے ہیں۔۔۔

نورین جو ثناء شاہ کے ساتھ کھانا لے

کر آرہی تھی۔۔۔ کھانا رکھتے شاہ زین

کے گلے لگتے ہوئے بولی۔۔۔ میرے

بچہ تو مجھ سے بھی پیارا لگتا ہے۔۔۔

شاہ زین نے نورین کا ہاتھ چومتے

ہوئے کہا۔۔۔ حور کی آنکھوں میں نمی

آئی تھی۔۔۔۔ حور کو شدت سے

حنان کی یاد آئی تھی۔۔۔ جو بات بات

پہ حور کا ہاتھ چومتے ہوئے کہتا

تھا۔۔۔ میری عینی بہت پیاری

ہے۔۔۔ جسے میں کبھی خود سے دور

نہیں کروں گا۔۔۔ شاہ زین نورین کے

گرد حصار بناتے چتر پر بیٹھا۔۔۔ حور

نے اپنی آنکھوں کی نمی تجھے دھکیلتے

چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ لیے شاہ

بی بی کی طرف دیکھا۔۔۔

ماشاء اللہ ہماری بیٹی تو آج بہت خوش
ہے۔۔۔ شاہ بی بی نے حور کے عارض
پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔
شاہ بی بی کی بات پر ثناء شاہ اور نورین
شاہ بھی حور کی طرف دیکھتے ہوئے
مسکرائی۔۔۔ جبکہ شاہ زین کا کھانا
کھاتے ہوئے ہاتھ روکا تھا۔۔۔ شاہ

زین نے حور کی طرف دیکھا۔۔۔ شاہ

زین کی نظر حور کی گردن پر گئی

تھی۔۔۔ جس پر اس کی شدتوں کے

نشانات تھے۔۔۔ شاہ زین کو اچانک

ہی کھانسی کا دوڑا پڑا تھا۔۔۔ شاہ

جی۔۔۔۔۔ زین۔۔۔۔۔ جسے دیکھ حور

اور ثناء شاہ نے یک زبان بولتے ہوئے

شاہ زین کے سامنے پانی کا گلاس کیا
تھا۔۔۔ شاہ زین نے ان دنوں کے
ہاتھ میں گلاس دیکھتے ہوئے اپنے
سامنے پڑا پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے
سے لگایا۔۔۔

ثناء شاہ اور حور اپنے ہاتھ پیچھے کر چکی
تھی۔۔۔ شاہ کیا ہو گیا ہے آپکا دھیان

کہاں تھا۔۔۔ شاہ بی بی پریشانی سے
بولی۔۔۔ جبکہ شاہ بی بی کی بات پر شاہ
زین نے دوبارہ حور کی طرف
دیکھا۔۔۔ لا لا آپ ٹھیک ہے۔۔۔
نورین شاہ زین کے پاس آتے ہوئے
بولی۔۔۔ میرا بچہ میں بالکل ٹھیک
ہوں۔۔۔ شاہ زین مسکراتے ہوئے

کہا۔۔۔ زین آپ ٹھیک ہے۔۔۔ ثناء

شاہ بھی پریشانی سے بولی۔۔۔ میں

ٹھیک ہوں۔۔۔ شاہ زین نے

مسکراتے ہوئے ش

ثناء شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے محبت

بھری نظروں سے کہا تھا۔۔۔ ثناء شاہ

نے دل میں خدا کا شکر کیا تھا۔۔۔ حور تو

بس نظریں جھکائے شاہ زین کی طرف
دیکھ رہی تھی۔۔۔

بچے کھانا کھائے۔۔۔ شاہ بی بی حور
کے سر پہ پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے
بولی۔۔۔ ماں میں چلتا ہوں۔۔۔ شاہ
زین شاہ بی بی کے پاس آتے جھکتے

ہوئے بولا۔۔۔ خدا حافظ ! شاہ بی بی

نے مسکراتے ہوئے شاہ زین کے سر

پر پیار دیتے ہوئے کہا۔۔

شاہ زین ڈائنگ روم سے نکلا۔۔۔ ثناء

شاہ بھی شاہ زین کے پیچھے ڈائنگ روم

سے نکلی۔۔۔

زین۔۔ ثناء شاہ نے شاہ زین کو جاتا

دیکھ کر آواز دی۔۔۔ شاہ زین روکا

تھا۔۔۔ زین مجھے بات کرنی ہے۔۔

ثناء شاہ شاہ زین کے مقابل آتے

ہوئے بولی۔۔۔ ہم بولو۔۔۔ شاہ زین

نے سوالیہ نظروں سے ثناء شاہ کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ زین مجھے

امی سے ملنے جانے ہے۔۔۔ ثناء شاہ

نے شاہ زین کی طرف دیکھتے ہوئے

استفرا کیا۔۔ ابھی کام سے جا

رہوں۔۔ آکر تمہیں چھوڑ آؤ گا۔۔

شاہ زین نے جواباً کہا تھا۔۔ ثناء شاہ

نے آیت الکرسی پڑھتے شاہ زین پر

پھونک مارتے اس کی پیشانی پہ لب

رکھے۔۔ شاہ زین مسکراتے ہوئے

پلٹا تھا۔۔ زین۔۔ ثناء شاہ نے شاہ

زین کا ہاتھ پکڑتے اسے روکا۔ شاہ

زین نے ثناء شاہ کی طرف

دیکھا۔۔ ثناء شاہ نے شاہ زین کے

ہاتھ پہ ہونٹ رکھے تھے۔۔ ثناء شاہ کی

آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔

شاہ زین نے ثناء شاہ کی آنکھیں نم

محسوس کرتے اس کی آنکھوں پہ نرمی

سے لب رکھے۔۔۔ ثناء شاہ کی

آنکھوں میں نمی تیزی اتری تھی۔۔۔

تین ماہ بعد مقابل کا لمس محسوس کیا

تھا۔۔۔ جلدی آ جاؤ گا۔۔۔ شاہ زین

نے مسکراتے ہوئے ثناء شاہ کے

عارضہ پہ لب رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

جی۔۔۔۔۔ ثناء شاہ بھی خم آنکھوں سے

مسکرائی۔۔۔

شاہ زین کے جاتے ہی ثناء شاہ ڈانٹنگ

روم میں آئی۔۔۔ شاہ بی بی حور کو پیار

سے کھانا کھانے کا بول رہی

تھی۔۔۔ لیکن حور کے چہرے کے

تاثرات بدلتے بتا رہے تھے۔۔۔ کہ حور

کو یہ بالکل نہیں کھانا۔۔۔ ثناء شاہ حور

کے معصومیت سے منہ کے ریکشن

بناتے دیکھ مسکرائی تھی۔۔۔ ثناء شاہ

نے کچن سے باؤل لاتے حور کو دیا۔۔

حور نے ثناء شاہ کی طرف سوالیہ

نظروں سے دیکھا۔۔۔ یہ کھالوں۔۔۔

ثناء شاہ حور کے ساتھ والی چٹیر پر

بیٹھتے ہوئے بولی۔۔ تھینک یو سو

میچ۔۔ حور نے ثناء شاہ کے گلے لگتے

ہوئے مسکراتے ہوئے بولی۔۔ ثناء

شاہ، شاہ بی بی اور نورین حور کی طرف

دیکھ کر مسکرائی۔۔

چلو کھاؤ۔۔ ثناء شاہ نے فروٹ سیلڈ

والا باؤل حور کے آگے رکھا۔۔ اور

حور بھی بنا کچھ بولے کھانا شروع کر
چکی تھی۔۔ کھانا کھا کر ثناء شاہ بچن کی
طرف بڑھی۔۔۔ حور بھی ثناء شاہ
کے پیچھے بچن میں آئی۔۔

آ۔۔ آپ کیا کر رہی ہے؟؟ حور ثناء
شاہ کو سلا دینا تے دیکھ کر بولی۔۔ ثناء
شاہ نے حور کی طرف دیکھا۔۔۔ کچھ

چاہیے تھا تو مجھے بتا دیتی میں آ جاتی

-- ثناء شاہ نے حور کی طرف پیار

سے دیکھتے ہوئے کہا -- نہیں کچھ

چاہیے نہیں تھا وہ میں کمرے میں جا کر

بور ہو جاؤ گی -- تو میں نے سوچا میں

آپ کے پاس آ جاؤ -- حور بھی

مسکراتے ہوئے بولی -- ویسے آپ

بہت بہت اچھی ہے۔۔۔ حور سلیب

پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ ثناء شاہ

نے حور کی طرف دیکھا۔۔ میں اس

لیے اچھی ہوں کیونکہ تم بہت اچھی

ہوں۔۔۔ ثناء شاہ حور کے آگے جو س

رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

آپ یہ ممّا کے لیے بنارہی ہے۔۔۔
حور ثناء شاہ کو چائے بناتے دیکھ کر
بولی۔۔۔ ہاں۔۔۔ میں ماں کے لیے
بنارہی ہوں۔۔۔ ایسا کرو حور تم لاؤنج
میں چلو میں بھی بس یہ ٹال کر لاتی
ہوں۔۔۔ ثناء شاہ حور کی طرف دیکھتے
ہوئے بولی۔۔۔ اوکے۔۔۔ حور بول کر

اپنا جوس کا گلاس لیے لاؤنج میں آئی
اور نورین کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔ ثناء شاہ
بھی چائے لیے لاؤنج میں آئی۔۔
چائے شاہ بی بی اور نورین کو دیتے شاہ
بی بی کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔ حور ثناء
شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولنے ہی
والی تھی کہ شاہ زین کو لاؤنج میں آتا

دیکھ حور کی نظریں جھکا گئی۔۔۔ شاہ

زین شاہ بی بی کی طرف بڑھا۔۔ اور

ہمیشہ کی طرح سلام کرتے ان کی

پیشانی پہ بھوسہ دیا۔۔ اور ان کے

ساتھ بیٹھ گیا۔۔

زین آپ چائے لے گے یا جو س۔۔

ثناء شاہ شاہ زین سے مخاطب

ہوئی۔۔۔ نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے

چلو میں تمہیں چھوڑ آؤ۔۔۔ میرے

آنے تک تم تیار ہو جاؤ۔۔۔ شاہ زین

بول کر کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ ثناء

شاہ نے شاہ بی بی کی طرف

دیکھا۔۔۔ ماں میں امی سے ملنے جا رہی

ہوں۔۔۔ ثناء شاہ نے شاہ بی بی سے

اجازت چاہی تھی۔۔ چلے جائے

بچے۔۔ شاہ بی بی نے پیار سے

کہا۔۔ ثناء شاہ بھی اٹھ کر کمرے کی

طرف بڑھی۔۔ جبکہ ثناء شاہ کی بات

پہ حور کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔

شاہ زین کو سڑھیاں اترتے دیکھ حور

اپنی نم آنکھوں سے کمرے کی طرف

بڑھی۔۔ شاہ زین نے روکتے ہوئے
حور کی طرف دیکھا لیکن حور شاہ زین
کی طرف دیکھے بنا اس کے قریب سے
گزرتے کمرے میں چلے گئی۔۔
حور کمرے میں آتے ہی بیڈ پہ بیٹھی بیڈ
کراؤن سے ٹیک لگائے رونے
لگی۔۔۔ شاہ زین نے حیرانگی سے

کمرے کے بند دروازے کی طرف
دیکھا اور پھر نیچے لاؤنج میں آیا۔۔
ثناء شاہ کے آتے ہی شاہ زین اس کی
طرف بڑھا۔۔۔ ثناء شاہ شاہ بی بی سے
دراہ سے اجازت لیتے شاہ زین کے
ساتھ لاؤنج سے نکل گئی۔۔۔

شاہ زین کی گاڑی حویلی کے کارپیوچ
میں آکر روکی تھی۔۔ میں واپسی میں
تمھیں ریسو کر لوں؟؟ شاہ زین نے
ثناء شاہ سے سوال کیا تھا۔۔ جی کر لیجئے
گا۔۔ آپ اندر نہیں آتے گے؟ ثناء
شاہ نے شاہ زین کی طرف

دیکھا۔۔ مجھے ابھی کام ہے۔۔ شاہ زین

نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

زین آپ امی سے مل لیتے پھر چلے

جائیے گا۔۔ وہ پریشانی سے بولی

تھی۔۔ جانتی تھی اپنی ماں کو کہ وہ

پریشان ہوگی۔۔ اسی لیے وہ شاہ زین

کو اندر لے جانا چاہتی تھی۔۔ اچھا

چلو۔۔ شاہ زین اس کی آنکھوں کو
دیکھتے باہر نکلتے اس کے لیے دروازہ
کھولتے اس کے ساتھ اندر آیا
تھا۔۔ اسلام و علیکم !! شاہ زین ثناء
شاہ دونوں لاؤنج میں داخل ہوتے
ہوئے بولے تھے۔۔ صائمہ شاہ لاؤنج
میں ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔

وعلیکم اسلام !!! وہ دونوں کو دیکھتے

مسکرائی تھی۔۔ سائرہ شاہ بھی

مسکراتے ہوئے ان کے قریب آئی

تھی۔۔ اچھا کیا کہ میں آج کالج نہیں

گئی۔۔ اسی بہنے آپ سے اور لالا سے

مل لیا۔۔ سائرہ شاہ مسکراتے ہوئے

بولی۔۔۔ لالا آپ کیسے ہے۔۔۔

سائرہ شاہ زین کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی۔۔۔

میں ٹھیک بچے آپ کیسی ہے۔۔۔ شاہ

زین نے پیار سے پوچھا تھا۔۔۔ لالا

میں تو بالکل ٹھیک مجھے کبھی کچھ ہو سکتا

ہے۔۔۔ سائرہ شاہ شاہ زین کو نورین

کی طرح تھی۔۔۔ بسماء سے جو س

لیتے سائرہ شاہ نے شاہ زین اور ثناء شاہ

کو دیے۔۔۔ میں چلتا ہوں۔۔۔ شاہ

زین ثناء شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے

بولا۔۔۔ بیٹا بھی تو آئے

ہوں۔۔۔ صائمہ شاہ بیمار سے بولی

تھی۔۔۔

مجھے ابھی ضروری کام سے جانا ہے
انشاء اللہ فارغ ہو کر آؤں گا۔ شاہ زین
نے صائمہ شاہ کو مسکرا کر جواب دیا
تھا۔۔۔ صائمہ شاہ جانتی تھی کہ وہ ایسا
نہ تھا۔۔۔ ضرور اسے کوئی کام تھا۔۔۔ تو
چپ کر گئی تھی۔۔۔

اچھا پھر مجھے اجازت دیں۔۔۔ شاہ
زین نے اٹھتے ہوئے اجازت مانگی
تھی۔۔۔ اللہ حافظ بیٹا! صائمہ شاہ نے
اسے اجازت دی تھی۔۔۔ فی امان اللہ
۔۔۔ ثناء شاہ شاہ زین کی طرف دیکھتے
ہوئے بولی۔۔۔ ثناء شاہ کی آواز بالکل
مدھم تھی۔۔۔ شاہ زین کے جاتے ہی

صائمہ شاہ ثناء شاہ سے باتیں کرنے

لگی۔۔۔

ثناء شاہ زین کار وایہ آپ کے ساتھ
ٹھیک ہے۔۔ صائمہ شاہ پریشانی سے
بولی۔۔ شاہ زین کے حوالے سے نکاح کی
خبر ان تک پہنچ چکی تھی۔۔۔ اور

صائمہ شاہ جس سے کچھ پریشان بھی

ہوئی تھی۔۔ جبکہ صائمہ شاہ کی بات
پہ سائرہ شاہ نے حیرانگی سے ان کی
طرف دیکھا۔۔ سائرہ شاہ کو شاہ زین
کے حور سے نکاح کا معلوم نہیں
تھا۔۔۔

ارے میری پیاری بھولی بھالی ماں لالا
کا آپنی سے روایہ ٹھیک ہے۔۔ آپ کیا

ہر دفعہ آپی سے ایک ہی بات پوچھتی
ہے۔۔ اتنے اچھے سے تو مل کر گئے
ہے لالا۔۔ سائرہ ثناء شاہ کے بولنے
سے پہلے ہی بول چکی تھی۔۔ ثناء شاہ
نے اپنی بہن کی طرف دیکھا۔۔ اور
مسکرائی تھی۔۔ امی بالکل ٹھیک تو
بول رہی ہے سائرہ زمین کا رویہ مجھ

سے بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ ثناء شاہ

صائمہ شاہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے

ان کو یقین دلاتے ہوئے بولی۔۔ مگر

ثناء ہم پریشان کے شاہ زین نے نکاح

کے بعد سے۔۔ صائمہ شاہ نے صاف

بات کی تھی۔۔ سائرہ شاہ نے بھی

حیرانگی سے اپنی ماں کی طرف دیکھا

تھا۔۔

نکاح۔۔ مطلب۔۔ وہ ان دونوں کو

دیکھنے لگی۔۔ امی آپ کیوں پریشان ہو

رہی ہے۔۔ زین کارویہ مجھ سے پہلا

جیسے ہی ہے۔۔ آپ پریشان نہیں

ہوں۔۔ وہ اپنی ماں کو یقین کروا رہی

تھی۔۔ وہ سائرہ شاہ کی بات کا جواب

نہ دے سکی تھی۔۔

لیکن ثناء آپ کو شاہ زین سے پوچھنا تھا

چاہیے تھا کہ انہوں نے نکاح؟ صائمہ

شاہ مزید کچھ بولتی ثناء شاہ نے بولنا

شروع کیا تھا۔۔ امی میں ان کو اولاد

نہیں دے سکی۔۔ ثناء شاہ کی آنکھیں

نم ہوئی تھی۔۔ ماں میں نے زین کی
آنکھوں میں ہمیشہ بچے کی امید دیکھی
ہے۔۔ انہوں نے ہر جگہ سے علاج
کروایا۔۔ دس سال ماں۔۔ لیکن میں
انہیں یہ خوشی نہیں دے سکی۔۔ اور
مجھے امید ہے کہ یہ خوشی ان کو حور

سے ملے گی۔۔ ثناء شاہ نم آنکھوں سے
مسکرائی تھی۔۔

ثناء وہ تو ٹھیک ہے۔۔ مگر کیا شاہ زین
کی دوسری بیوی آپ کو ان کے ساتھ
رہنے دے گی۔۔ یا پھر بعد میں وہ
مزید کوئی شرط نہ رکھ لے۔۔ صائمہ
شاہ ابھی بھی پریشان تھی۔۔ ماں وہ

بہت اچھی ہے۔۔ مجھے بالکل سائرہ کی
طرح ہے۔۔ ثناء شاہ ہنس دی تھی۔۔
مگر آپ میں تو کبھی ایسا نہیں سوچ سکتی
تھی۔۔ جسے آپ اپنی بہن کی جگہ
دے رہی ہے۔۔ سہ ماہی اصل آپ
کے شوہر کی دوسری بیوی
ہے۔۔ مطلب آپ کی

سو تن۔۔ سائرہ شاہ کو اچھا خاصا غصہ
آیا تھا۔۔ کہ وہ کیسے یہ سب برداشت
کر رہی تھی۔۔

ثناء شاہ نے سائرہ شاہ کو اپنے قریب
کیا۔۔ اس کی کیا غلطی سائرہ وہ تو
معصوم ہے۔۔ ثناء شاہ نے سائرہ شاہ
کی پیشانی چومی تھی۔۔ معصوم تھی تو

شادی شدہ مرد سے شادی کیوں

کی۔۔ لالا کی خوبصورتی سے ایمپریس

ہوئی یا ان کی دو۔۔ سائرہ کی بات ثناء

شاہ بے کاٹی تھی۔۔

اسے کچھ معلوم نہیں تھا۔۔ سائرہ وہ

شاہویر کے قتل میں ونی ہو کر آئی

ہے۔۔ وہ بہت معصوم ہے۔۔ بلکل

گڑیا کی طرح۔۔ ثناء شاہ محبت سے
بولی تھی۔۔ سائرہ شاہ نے دانتوں کو
لبوں تلے دبایا تھا۔۔ وہ جانتی تھی کہ
شاہیور کا قتل ہو چکا ہے۔۔ لیکن ونی کا
اسے معلوم نہیں تھا۔۔ سوری آپنی
مجھے پتہ نہیں تھا۔۔ وہ شرمندہ سی

ہوئی تھی۔۔ ثناء شاہ اسے حصار میں
لیے باتیں کرنے لگی۔۔

حور جو بیڈ کراؤں سے ٹیک لگائے رو
رہی تھی۔۔ اسکی نظر سامنے وال پہ
لگی شاہ زین کی تصویر پہ گئی۔۔ جس
میں شاہ زین وائٹ کلر کی شلوار قمیض

پہنے بے حد خوبصورت لگ رہا
تھا۔۔۔ حور سسکی لیتے شاہ زین کی
تصویر کی طرف بڑھی۔۔۔ بہت
برے ہے آپ وائٹ بیئر۔۔ حور
سسکی لیتے ہوئے بولی۔۔ حور نے
ہاتھوں سے اپنی آنکھیں صاف کی

تھی۔۔ اور بغور شاہ زین کی تصویر کو

دیکھنے لگی۔۔۔

اس لیے white bear شاہ جی

لگتے ہیں کیونکہ ان کا کلر وائٹ

ہے۔۔ اور غصے میں شاہ جی کی آنکھیں

کتنی ریڈ ہو جاتی ہے۔۔ اس لیے یہ نام

سوٹ کرے گا۔۔ ریڈ آئیز تو

بھی ہو جاتی ہے۔۔۔ تو یہ wolf
نام بھی شاہ جی کو دیا جاسکتا ہے۔۔
نہیں تبیر زیادہ اچھا ہے۔۔۔ ویسے
اس عمر میں لوگ اولڈ ہو جاتے
ہے۔۔۔ لیکن شاہ جی نہیں ہوا۔۔۔ تو
اس لیے وائٹ تبیر۔۔ حور منہ بناتے
ہوئے بولی۔۔۔ اور میں آپ سے

بہت ناراض بھی ہوں۔۔۔ حور شاہ
زین کی تصویر کی طرف ناراضگی سے
دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

شاہ زین جو ابھی ہی آیا تھا۔۔ حور کی
بات سنتے روکا تھا۔۔ پھر دروازہ
کھولتے اندر آیا۔۔ حور جو شاہ زین کی
تصویر کو دیکھتے ناراضگی کا بول رہی

تھی۔۔۔ دروازہ کھولنے کی آواز پہ

دروازے کی طرف دیکھا۔۔ شاہ

زین کو دیکھ کر حور پہلے تو حیران ہوئی

تھی۔۔ پھر اس کی طرف دیکھے بنا بیڈ

کی طرف بڑھ گئی۔۔ شاہ زین اس

کے ایکٹ پر حیران ہوا تھا۔۔ شاہ

زین نے بیڈ کی طرف بڑھتے اس کے

قریب بیٹھتے حور کی کمر میں ہاتھ

ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ وہ

ناراض تھی۔۔۔ یہ اسے سمجھ آچکا

تھا۔۔ حور کی کمر شاہ زین کے کیشدہ

سے لگی تھی۔۔۔ حور نے گہرا سانس

لیا۔۔۔ پھر شاہ زین کے ہاتھ پہ ہاتھ

رکھا۔۔۔

شاہ زین حور کا ہاتھ اپنے ہاتھ پہ

محسوس کرتے حیران ہوا تھا۔۔۔ اس

کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ حور شاہ زین

کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھے اس کے حصار

سے نکلنے کی کوشش کر رہی

تھی۔۔۔ اس میں اتنی ہمت آگئی تھی

کہ وہ اسے خود سے دور کرنا چاہ رہی

تھی۔۔ شاہ زین نے حور کا چہرہ اپنی
طرف کیا۔۔ حور کی آنکھیں جھکی
ہوئی تھی۔۔

میری طرف دیکھو۔۔ شاہ زین نے
حور کی جھکی آنکھیں دیکھتے ہوئے اس
کے چہرے پر سے بال پیچھے
کیے۔۔۔ لیکن حور کو ہنوز نظریں

جھکائے دیکھ شاہ زین نے اس کا چہرہ

ٹھوڑی سے پکڑتے اوپر کیا۔۔۔ حور

کی آنکھیں نم تھی۔۔

حور کی نم آنکھیں دیکھتے شاہ زین کا دل

زور سے دھڑکا تھا۔۔۔ تم رو کیوں

رہی ہوں۔۔۔ شاہ زین نے حور کے

عارض پر نرمی سے ہاتھ رکھتے ہوئے

پوچھا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں
آنسو برداشت نہ تھے۔۔۔ حور کی
پلکیں ہنوز جھکی ہوئی تھی۔ اور اس کی
جھکی پلکیں دیکھ شاہزین کا دل کٹ رہا
تھا۔۔۔ کیا ہوا ہے یار۔۔۔ کچھ بتاؤ گی تو
پتہ چلا گا۔۔۔ ورنہ مجھے کیسے پتہ چلا گا
میری بیوی مجھ سے ناراض کیوں

ہے۔۔۔ شاہ زین تھکے لہجے میں بولتا
اس سے پوچھ دیا تھا۔۔ اس کا لہجہ نرم
تھا۔۔ حور شاہ زین کے نرم لہجے کو
محسوس کرتے سسکیاں لینے لگی۔۔
کیا ہوا کسی نہ کچھ کہا ہے۔ شاہ زین
نے پریشان ہوتے اس کا چہرہ دونوں
ہاتھوں میں لیا تھا۔۔ حور نے نفی

میں سر ہلایا۔۔۔ پھر کیا ہوا۔۔ شاہ
زین اس کے عارض پر انگلی ٹریس
کرتے ہوئے بولا۔۔ اسے دیکھتے ہی
جواں جذبات بے لگام ہوئے
تھے۔۔۔

آ۔۔۔ آپ۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے ماما اور
ڈیڈ سے ملنے اس لیے نہیں جانے

دیتے کیونکہ میں آپ کی سکیںڈوائف

ہوں۔۔۔ حور سسکی لیتے ہوئے

بولی۔۔۔

شاہ زین نے حور کی بات پہ حور کی

طرف دیکھا۔۔ جس کی آنکھوں سے

اب آنسو بہنے شروع ہوئے تھے۔۔ تو

وہ اس بات پر ناراض تھی۔۔ کہ ثناء

شاہ کو وہ اس کی ماما کے پاس چھوڑ کر

آیا تھا۔۔ اسے نہیں لے کر جاتا

تھا۔۔ اب وہ اسے کیسے

سمجھاتا۔۔۔ میں بھی اگر آپ

کی فرسٹ وائف ہوتی تو آپ مجھے بھی

لے کر جاتے۔۔ سیکنڈ وائف

ہوں۔۔ اس لیے لے کر نہیں

جاتے۔ حور شاہ زین کے سینے میں
چہرہ چھپا بولی۔۔۔ شاہ زین نے پریشانی
سے حور کی طرف دیکھتے اس کے
بالوں کو سہلاتے اسے چپ کروانے
کی کوشش کی تھی۔۔۔ مجھے آپ سے
بات ہی نہیں کرنی۔۔۔ حور شاہ زین

کے سینے سے چہرہ اٹھاتے ہوئے

بولی۔۔۔

شاہ زین نے حور کی دیکھا۔۔۔ حور شاہ

زین سے دور ہوتے بیڈ کی دوسری

طرف جا کر لیٹ گئی۔۔۔ شاہ زین

حور کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔۔۔ جو

اس کی تھوڑی سی نرمی پہ اس سے

ناراض ہو چکی تھی۔۔۔ شاہ زین نے

بیڈ پہ لیٹتے حور کی طرف

دیکھا۔۔۔ حور چہرہ ہاتھوں میں

چھپائے رو رہی تھی۔۔۔ شاہ زین اس

کے رونے پر پریشان ہوا تھا۔۔۔ شاہ

زین نے اس کے قریب ہوتے اسے

اپنے بالکل قریب کیا۔۔۔ حور شاہ زین

کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑے رو
رہی تھی۔۔۔ کب تک ایسے رونے کا
اردہ ہے۔۔۔ شاہ زین نے حور کے
بالوں پہ لب رکھتے ہوئے بے حد
محبت سے بولا تھا۔۔۔ حور نے شاہ زین
کی بات سنتے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف
دیکھا۔۔۔

شا۔۔ شاہ جی میں آپ سے ناراض
ہوں۔۔ اور آپ سے بات نہیں کرو
گی۔۔ کیونکہ آپ مجھے ثناء آپی کی
طرح محبت نہیں کرتے۔۔ ان کی
طرح مجھے میری ممانے ملوانے نہیں
لے کر جاتے۔۔ اور اگر۔۔ حور نے
روکتے ہوئے ہچکی لی تھی۔۔ میرے

بھیا اور بھائی آجائے تو مجھے ان سے دور
کرتے ہے۔۔ ان کو بھی ہرٹ ہے اور
مجھے بھی ہرٹ ہے۔۔ حور ہاتھوں
سے اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے
بولی۔۔ وہ ہچکیوں کے درمیان اسے
سب کچھ بتا گئی تھی۔۔

اچھا تم مجھ سے ناراض ہوں۔۔ اس
وجہ سے۔۔ ہم۔۔ شاہ زین نے اسے
سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے محبت
سے اس کے بالوں کو کان کے پیچھے
کیا۔۔

جی۔۔ جی شاہ جی میں آپ سے ناراض
ہوں۔۔ کیونکہ میں ناراض

ہوں۔۔ حور شاہ زین کی شرٹ کے

بٹن کو انگلی سے گھومتے ہوئے

بولی۔۔ وہ معصومیت سے اسے

ناراضگی میں سب بتا گئی تھی۔۔ اس

بات سے بے خبر کے وہ کیا کیا بول

رہی ہے۔۔

تو یہ ناراضگی کیسے ختم ہوگی؟؟ شاہ

زین نے حور کا ہاتھ پکڑتے ہوئے

رکھے۔ شاہ زین کی بات پہ حور

حیران ہوئی تھی۔ کیا۔۔ آ۔۔ آپ

مجھے مमा پاس لے جائے

گے۔۔ آ۔۔ آپ نے دیکھا تھا میر

بھائی کو آپ نے ہرٹ کیا تھا آپ نے

ان کا بلیڈ نکل رہا تھا۔۔ حور نے ہچکیاں

لیتے ہو نوٹوں کی طرف اشارہ کیا

تھا۔۔ شاہ زین از میر شاہ کے نام پر

خاصا بد مزہ ہوا تھا۔۔

اس نے بھی تو مجھے ہرے کیا تھا۔۔ شاہ

زین کچھ دیر خاموش رہتے اسے یاد

کروا گیا تھا۔۔ حور نے اس کے چہرے

کو بغور دیکھا تھا۔ کہ آخر اسے کہاں

چوٹ لگی تھی۔۔ شاہ زین کے

ہونٹوں کے قریب زخم تھا۔۔ حور نے

اس کے زخم کو چھونے کے لیے ہاتھ

بڑھایا تھا۔۔ کہ پھر ہاتھ پیچھے کر گئی

تھی۔۔

مما کے پاس لے کر جائے گے۔۔ تو
مما سے بھائی کی کمپلین کرو گی۔۔ حور
نے شاہ زین کے ہونٹ کے قریب
نشان دیکھتے کہا تھا۔ شاہ زین کا جی چاہا
تھا کہ وہ سردیوار میں ملے۔۔ کہ وہ
اسے اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ اور
وہ گھر والوں کی بات کر رہی

تھی۔۔ اس کی باتوں سے اسے اندازہ

ہوا تھا کہ اسے ونی کے متعلق کچھ پتہ

ہی نہ تھا۔۔

میری بات سنو حور۔۔ شاہ زین نے

اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے میں

لیے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ حور جو ونی ہو

کر آتی ہے۔۔ وہ اپنے گھر والوں سے

نہیں ملتی۔۔ ہم۔۔ اسی لیے تم

صرف میرے پاس رہتی ہوں۔۔ شاہ

زین نے اسے پیار سے سمجھایا

تھا۔۔ حور کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔

ت۔۔ تو ثناء آپ کو کیوں چھوڑ کر

آئے؟؟ حور اس کی بات سننے لگی

کرتے پوچھ گئی تھی۔۔ شاہ زین نے
گہرا سانس لیا۔۔

کیونکہ ثناء و نی ہو کر نہیں آئی۔۔ شاہ
زین بامشکل ہونٹوں پر مسکراہٹ
سجائے بولا تھا۔۔

تو پھر آپ کی ان سے شادی کیسے ہوئی
تھی۔۔ حور کا مزید ایک سوال آیا

تھا۔ شاہ زین اسے دیکھتا رہ گیا

تھا۔ وہ پہلی بیوی تھی جو اپنے شوہر

سے اس کی پہلی بیوی سے شادی کیسے

ہوئی یہ پوچھ رہی تھی۔ شاہ زین نے

اسے اپنے قریب کرتے اس کے گرد

حصار بنایا تھا۔

میری اور ثناء کی شادی جب ہوئی تھی

تب سب کی مرضی تھی۔۔ ثناء شاہ

شاہ زین شاہ کی زندگی کا وہ حصہ ہے

جس کے بنا شاہ زین شاہ ادھورا

ہے۔۔ شاہ زین کے لبوں پر

مسکراہٹ پھیلی تھی۔۔

اور میں۔۔ حور نے سر اٹھاتے اس کی

طرف دیکھا۔۔ شاہ زین اس کے

معصوم سے سوال پر مسکرایا۔۔ تم

میری زندگی کا وہ حصہ ہو جس نے

ہمیں مکمل کرنا ہے۔۔ ہم دونوں

تمہارے بن ادھورے ہے۔۔۔ شاہ

زین نے حور کے بالوں کو سلجھاتے

ہوئے اسے دیکھا تھا۔۔۔ میری حور
مجھ سے ناراض ہے۔۔۔ بتاؤ کیسے مناؤ
میں اپنی معصوم بیوی کو۔۔۔ وہ اسے پھر
سے قریب کر گیا تھا۔۔۔
کیا شاہ جی آپ مجھے منائے
گے؟؟ حور نے سوالیہ نظروں سے
شاہ زین کی طرف دیکھتے اس کے سینے

پہ انگلی رکھتے ہوئے حیرانگی سے

پوچھا۔۔۔

بلکل میں ہی مناؤ گا اپنی چھوٹی سی بیوی
کو۔۔ شاہ زین نے حور کی دھڑکنوں پہ
بھی اسی انداز میں ہاتھ رکھتے ہوئے کہا
جیسے حور نے کہا تھا۔۔۔ شاہ زین کے
اس عمل پر حور کے عارضِ تنہا کے

انار ہوئے تھے۔۔۔پ۔۔۔پھر آپ

مجھے باہر لے کر چلے۔۔۔مجھے گاؤں

دیکھنا ہے۔۔۔حور اپنی آواز کی

لڑکھڑاہٹ پر قابو پاتے ہوئے

بولی۔۔۔او کے چلو چلتے ہے۔۔۔۔

شاہ زین نے حور کے گرد حصار بناتے

اس کے ہونٹوں کو شدت سے چومتے

ہوئے کہا۔۔ حور شرما تے ہوئے شاہ

زین کے سینے میں چھپ گئی۔۔ شاہ

زین نے حور کو باہوں میں اٹھایا۔۔

ش۔۔ شاہ جی پلیز مجھے نیچے اتار

دے۔۔ حور شرما تے ہوئے بولی۔۔

شاہ زین نے مسکراتے ہوئے حور کی

طرف دیکھا۔۔ پلیز۔۔ حور نے

التجائیں لہجے میں شاہ زین کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔۔ اوکے۔۔ شاہ

زین نے کندھے اچکاتے ہوئے حور کو

بیڈ پہ بیٹھایا۔۔ میں نیچے ویٹ کر رہا

ہوں۔۔۔ جلدی سے آ جاؤ۔۔ شاہ

زین بول کر کمرے سے نکل گیا۔۔

حوراٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف

بڑھی۔۔ اور اپنی چادر ڈھونڈنے

لگی۔۔ کوئی چادر نہ ملنے پر حور شاہ زین

کی چادر نکال کر لیتے باہر نکلی۔۔ شاہ

زین لاؤنج میں کھڑا حور کا انتظار کر رہا

تھا۔۔ حور کو اپنی چادر لیے دیکھ کر

شاہ زین کے چہرہ پہ مسکراہٹ آئی
تھی۔۔

لیکن حور سے چادر سنبھالی نہیں
جارہی تھی۔۔ حور چادر سنبھالتے
سڑھیاں اتر رہی تھی کہ جانک حور کا
پاؤں میں چادر آئی تھی۔۔۔ اس سے
پہلے حور گرتی شاہ زین نے اسے

گرنے سے بچا یا۔۔۔ حور اپنی آنکھیں

بند کر چکی تھی۔۔۔ لیکن خود کو کسی کے

حصار میں محسوس کرتے حور نے

آنکھیں کھولی۔۔۔ شاہ زین کو دیکھ کر

حور نے سانس لیا۔۔۔

ش۔۔۔ شاہ جی آپ نے مجھے بچا

لیا۔۔۔ حور شاہ زین کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی تھی۔۔۔ میں تو ہر دفعہ بچا

لوگا۔۔۔ شاہ زین نے مسکراتے

ہوئے کہا۔۔۔ شاہ زین کی بات سنتے

حور نے حیرانگی اور غصے کے ملے جلے

تاثرات سے شاہ زین کی طرف

دیکھا۔۔۔

مطلب شاہ جی آپ چاہتے ہیں میں
روز کرو۔۔ اور آپ مجھے گرنے سے
بچائے۔۔ کسی دن اگر آپ نہیں
آئے تو میں تو گر جاؤ گی۔۔۔ حور
معصومیت سے بولی۔۔ شاہ زین کو
جہاں اس کی معصومیت دیکھ کر پیار آیا
تھا وہی اس کی عقل پر افسوس بھی ہوا

تھا۔۔۔ شاہ زین نے نفی میں سر ہلایا

تھا۔۔۔ حور شاہ زین کا سہارا لیتے

کھڑی ہوئی، اور نیچے آئی۔۔۔ شاہ

زین باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ لیکن

حور وہی کھڑی چادر کو کور کرنے کی

کوشش کر رہی تھی۔۔۔ جیسے اسے ثناء

شاہ اور نورین شاہ دیتی تھی۔۔ لیکن
اس سے سنبھالی نہیں جا رہی تھی۔۔
پتہ نہیں کسے سنبھال لیتی ہے لڑکیاں
یہ دوپٹہ۔۔۔ حور چادر کو کندھوں پر
رکھتے ہوئے بولی۔۔۔ حور کی آواز پر
شاہ زین کے باہر جاتے قدم روکے
تھے۔۔ شاہ زین نے حور کی طرف

دیکھا جو چادر سے الجھ رہی تھی۔۔۔

شاہ زین حور کی طرف بڑھا۔۔۔ یہ ادا

نزاکت برحاصل

میرادل تم بہ قربان لیکن

کیا سنبھالوں گے تم میرے دل کو

کیا سنبھالوں گے تم میرے دل کو

جب یہ انچل سنبھالتا نہیں ہے

کیا سنبھالوں گے تم میرے دل کو

جب یہ انچل سنبھالتا نہیں ہے

شاہ زین حور کو چادر اوڑھتے اس کا چہرہ

کور کرتے ہوئے گنگنارہا تھا۔۔ حور

اپنی نیلی آنکھیں بڑی کرتے شاہ زین

کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ شاہ زین اس کی

حیران آنکھوں کو دیکھتے اس کی کلائی

پکڑے باہر نکلا۔۔۔ حور کو پینجر سیٹ

کادر وازہ کھول کر بیٹھاتے خود

ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔ شاہ زین

حور کو لیے مول گیا تھا۔۔۔ وہ حور کو

شوپنگ کروانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

حور کا ہاتھ تھامے شاہ زین مول میں

داخل ہوتے اندر آیا تھا۔۔۔ حور مول

کودیکھ شاہ زین کودیکھنے لگی۔۔ وہ اسے

یہاں کیوں لے کر آیا تھا۔۔

دیکھو اور پسند کرو۔۔ شاہ زین کپڑوں

کی شوپ میں آتے ہوئے بولا

تھا۔۔ حور کپڑے دیکھتے منہ بنا رہی

تھی۔۔

میم کس طرح کے کپڑے

چاہیے۔۔ وہ حور کو دیکھتے پیچھے کھڑے

شاہ زین کو دیکھنے لگی۔۔ وہ واٹ

شرٹ اور بلیک پنٹ پہنے بے تحاشہ

دلکش لگ رہا تھا۔۔ اس لڑکی کی

نظریں شاہ زین پر دیکھتے حور نے اسے

گھورا تھا۔۔

گھور نابند کرو ہسبند ہے

میرے۔۔ حور اسے کھا جانے والی

نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی

تھی۔۔ اس لڑکی نے شاہ زین اور حور

کی طرف دیکھا تھا۔۔ ان کی اتج میں

کافی فرق تھا۔۔ شاہ زین حور کی آواز

سنتا بے اختیار مسکرا گیا تھا۔۔ وہ اسے

کس کس ادا سے گھائل کر رہی
تھی۔۔

حور گاڑی سے باہر گاؤں کا نظارہ دیکھ
کر مسکرا رہی تھی۔۔۔ کتنا پیارا
ہے۔۔ حور بکری کے بچے کو دیکھتے
ہوئے بولی۔۔۔ اچانک حور کی نظر
وہاں کھڑے شخص پر پڑی۔۔ شاہ

جی۔۔۔ شاہ جی۔۔۔ حور چلاتے

ہوئے بولی۔ شاہ زین نے اسی لمحے

گاڑی کھولی۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔ شاہ زین نے پریشانی سے

حور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ شاہ

زین حور کے اس طرح بولنے پر

پریشان ہوا تھا۔۔۔ شاہ جی۔۔۔ حور شاہ

زین کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

شاہ جی۔۔۔ مجھے وہ چاہیے۔۔۔ حور

نے باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

کہا۔۔۔ کیا؟؟؟ شاہ زین نے سوالیہ

نظروں سے باہر کی طرف پھر اس کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

شاہ جی وہ دیکھے چاہیے مجھے لائٹنگ

balloon بالون۔۔۔ حور نے

کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔۔ شاہ

زین حور کی بات پر حیران ہوا تھا۔۔۔

شاہ زین نے حیرانگی سے حور کی طرف

دیکھا۔۔۔ جائے شاہ جی۔۔۔ حور شاہ

زین کو اسی طرح حیرانگی سے خود کو

دیکھتے پا کر بولی۔۔ میں اس گاؤں کا
لینے balloon سردار ہو کر وہ

جاؤ۔۔

Hoor seriously??

شاہ زین نے حور کی طرف سوالیہ
نظروں سے دیکھتے ہوئے سوال

کیا۔۔ اسے تو جھٹکا لگا تھا۔۔ مطلب

اب وہ غبارے خریدے گا۔۔

Yes am serious..

حور نے شاہ زین کی طرف دیکھتے

ہوئے ہنسی تھی۔۔ میں نہیں

جار ہا۔۔ لوگ کیا سوچے

گے۔۔۔ شاہ زین نے باہر کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

لوگ کچھ بھی سوچے شاہ جی آپ کو

کیا۔۔ حور نے کندھے اچکائے۔۔

مجھے بہت کچھ ہے۔۔ شاہ زین نے

اپنے لفظوں سے پر زور دیا تھا۔۔ شاہ

جی آپ کو لوگوں کی پرواہ ہے۔۔۔

میری نہیں ہے۔۔۔ اپنی بیوی کی
بلکل فکر نہیں میں کیا سوچو گی۔۔۔
حور معصومیت سے بولی۔۔۔
بس ٹھیک ہے اگر آپ کو میری
ناراضگی ختم کرنی ہے تو مجھے وہ لا کر
دے ورنہ مجھ سے بات کرنے کی
کوشش مت کیجئے گا۔۔۔ حور نے

نارا ضنگی سے بولتے ہوئے چہرہ

دوسری طرف کر لیا۔۔۔

حور بات سنو میری یار کوئی دیکھے گا تو

کیا سوچے گا۔۔ میں نے

کا کیا کرنے ہے یار balloon

۔۔۔ شاہ زین نے حور کے کندھے پہ

ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔ آپ

ہوئے ہے۔۔۔ میں نہیں old

ہوئی۔۔۔ مجھے چاہیے تو بس

چاہیے۔۔۔ ورنہ میں آپ سے بات

نہیں کروں گی۔۔۔ حور بصد ہوئی

تھی۔۔۔ شاہ زین نے گھر اسانس لیتے

حور کی طرف دیکھا۔۔۔ کچھ دیر اسے

دیکھا پھر آخر وہ جھک ہی گیا تھا۔۔۔

او کے یہی رہنا۔۔ شاہ زین حور کو

سمجھاتے ہوئے گاڑی سے نکلا۔۔

شاہ زین کو جاتا دیکھ حور کے چہرے پر

مسکراہٹ آئی تھی۔۔ شاہ زین

والے balloon گاڑی سے نکلتے

کے پاس پہنچا۔۔ یہ مجھے دے

دی۔۔ شاہ زین نے اپنی پوکٹ سے

پانچ ہزار والا نوٹ نکالتے اسے کی
طرف بڑھائے تھے۔۔۔ شاہ صاحب
آپ یہ ایسے ہی لے جائے۔۔۔ وہ
آدمی پہلے تو شاہ زین کو دیکھ کر حیران
ہوا تھا۔۔۔ پھر نظریں جھکائے شاہ
زین سے گویا ہوا۔۔ شاہ زین نے اس
لیے اسے پیسے balloon سے

دیے اور گاڑی کی طرف واپس

آیا۔۔۔ حور شاہ زین کے ہاتھ میں

دیکھ کر خوش ہوئی balloon

تھی۔۔۔ شاہ زین نے گاڑی میں

حور کو balloon بیٹھتے ہوئے

دیے۔۔۔

او تھینک یو سو میچ شاہ جی۔۔۔ حور
خوشی سے شاہ زین کے گلے لگتے اس
کے عارض پر ہونٹ رکھتے ہوئے
بولی۔۔۔ پھر اپنی ہی حرکت پر
شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔ حور شرمندہ
ہوتی شاہ زین سے دور ہوئی تھی۔۔۔

لیکن شاہ زین نے اس کی کمر میں ہاتھ

ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔

مجھ سے دور جانا اتنا آسان نہیں

ہے۔۔۔ اپنی مرضی سے میرے قریب

آئی تھی اب میری مرضی سے دور

جانا۔۔ شاہ زین نے گھمبیر آواز میں

بولتے اس کے چہرے سے چادر

ہٹاتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو اپنی

قید میں لیا۔۔۔ شاہ زین حور کے

ہونٹوں کو شدت سے چومتے اس کے

نچلے ہونٹ پہ دانت گاڑتے اس سے

دور ہوا۔۔۔

آہہ۔۔۔۔ حور نے سسکی لی

تھی۔۔۔ حور شاہ زین سے

پکڑتے سیٹ پر سیدھی balloon

ہوئی تھی۔۔۔ آپ بہت برے

ہے۔۔ شاہ جی۔۔ حور نے منہ بناتے

اسے دیکھا۔ شاہ زین نے حور کی

طرف گھورتے ہوئے دیکھا۔۔ حور

جلدی سے اپنا چہرہ دوسری طرف کر

گئی۔۔ شاہ زین نے ہاتھ بڑھاتے

ہوئے حور کے چہرہ پر چادر کرتے اسے

کو رکھیا تھا۔۔ شاہ زین کے ہاتھ حور

کے ہونٹوں سے میچ ہوا۔۔ حور نے

چہرہ اپنا پیچھے کیا تھا۔۔ شاہ زین

مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ پیچھے کر چکا

تھا۔۔ گاڑی شاہ حویلی کے کارپیوچ

میں آکر روکی۔۔ شاہ زین نے حور کی

طرف دیکھا۔۔ لیکن حور گاڑی کا
دروازہ کھولتے اندر کی طرف بڑھ چکی
تھی۔۔

شاہ زین بھی اسی کے پیچھے اندر کی
طرف بڑھ گیا۔۔ لالنج میں کوئی
نہیں تھا۔۔ شاہ بی بی اپنے کمرے میں
تھی اور نورین اپنے کمرے میں پڑھائی

کر رہی تھی۔۔۔ شاہ زین بھی حور کے

پیچھے کمرے میں آیا۔۔۔ حور شاہ زین

کی چادر بیڈ پہ رکھتے بیڈ کے ساتھ

Balloons باندھنے کی کوشش

کر رہی تھی۔۔۔ شاہ زین بیڈ پہ بیٹھا اسی

کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ حور اپنے بال ہاتھ سے

پیچھے کرتے اپنے کام میں مصروف

تھی۔۔ حور کے بال اس کے چہرہ پر
آ رہے تھے۔۔ شاہ زین نے ہاتھ سے
اس کے بال پیچھے کرتے ہوئے اس
کے چہرہ کے نقوش کا بغور جائزہ لینے
لگا۔۔ حور شاہ زین کی طرف دیکھتے
پلکیں جھپکتے بہت کیوٹ لگ رہی

تھی۔۔ شاہ زین حور کے چہرہ کے دیکھ
کر مسکرا نے لگا۔۔

تم مجھے بہت حیران کر رہی ہوں۔۔

شاہ زین حور کو بانو سے پکڑتے خود پہ

گراتے ہوئے بولا۔۔ شش۔۔

شش۔۔ شاہ جی حور لڑکھڑاتے

ہوئے بولی تھی۔۔۔ بہت خوبصورت

لگ رہی ہوں۔۔ اتنی کا دل چاہتا ہے

تمہیں کھا جاؤ۔۔ شاہ زین حور کے

عارض سے اس کی گردن پر انگلی

ٹریس کرتے ہوئے

بولا۔۔۔ شش۔۔ شاہ جی۔۔ وہ میں

پانی لے کر۔۔ حور کنفیوز ہوتے

ہوئے بول رہی تھی۔۔ شاہ زین نے

حور کے ہونٹوں کو اپنی قید میں لیتے
ان پر قفل لگایا تھا۔۔ حور اس کی
شدت پر اس کی شرٹ کے ساتھ
ساتھ اس کے چوڑے سینے کے بالوں
کو بھی مٹھیوں میں جکڑ چکی تھی۔۔ شاہ
زین نے اس کی سانسیں انہیل کرتے
اس کے ہونٹوں پر زخم چھوڑا تھا۔۔

حور گہرے سانس لیتے شاہ زین کو دیکھ
رہی تھی۔۔۔

بہت خوبصورت ہے یہ نرم ملائم
ہونٹ پھولوں سے بھی زیادہ نرم
ہے۔۔۔ ان کے سامنے تو پھول بھی
پھلکے پڑ جائے۔۔۔ شاہ زین نے حور
کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے

گمبھیر آواز میں بولا۔۔ پھولوں کی

پنکھڑیوں کی طرح ہے۔۔ شاہ زین

حور کے ہونٹوں کو انگلیوں سے

چھوتے ہوئے بولا۔۔ شاہ جی۔۔

حور نے شاہ زین کی شرٹ پہ نظریں

جمائے بولی۔۔

شاہ زین نے حور کی کمر پہ بے باکی سے

ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے سرخ پڑنے

پہ مجبور کیا تھا۔۔ شاہ زین نے حور کی

طرف دیکھتے ہوئے ایبر و آچکائی۔۔

مم۔۔۔ مجھے پانی پینا ہے۔۔ حور اس کی

نظروں کی تپش سے سرخ ہوتے

بولی۔۔ شاہ زین نے اسے اپنے حصار

سے آزاد کیا۔۔۔ حور جھٹکے سے شاہ

زین سے دور ہوئی تھی۔۔ حور اپنی کمر

پہ ایک ہاتھ رکھتے دوسرے ہاتھ سے

اپنے بال پیچھے کرتے ہوئے شاہ زین

balloon کے پاس پڑے اپنے

کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ حور نے گلاس

پکڑتے ہوئے اس میں پانی ڈالتے

ہوئے ہونٹوں سے لگایا۔ اور ایک
ہی سانس میں سارا پی چکی تھی۔ شاہ
زین پیچھے سے آتے اس کے گرد حصار
بناتے اس کی گردن پہ اپنے ہونٹ
رکھے۔

حور اس اچانک افتاد کے لیے تیار نہ
تھی اس کے ہاتھ سے پانی کا گلاس نیچے

گرتے شیشوں میں بکھیرا تھا۔۔۔ شاہ

زین نے گلاس ٹوٹنے کی آواز پہ سر

اٹھاتے ہوئے حور کی طرف

دیکھا۔۔۔ حور کا وجود پورا لرز رہا

تھا۔۔۔ شاہ زین نے تمام سے اس

کے گرد حصار ختم کرتے اس سے دور

ہوا۔۔ حور شاہ زین کے پیچھے ہوتے

ہی دور ہوئی تھی۔۔

آہ۔۔۔ حور شاہ زین کی طرف دیکھتے

کانچ پر پاؤں رکھ چکی تھی۔۔ اس سے

پہلے حور پاؤں پہ کانچ لگنے کی وجہ سے

گرتی شاہ زین نے اسے گرنے سے

بچایا۔۔ شاہ زین حور کو گود میں

اٹھاتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔

حور تکلیف سے سسکیاں لیتے شاہ زین

کی گردن کے گرد حصار بناتے ہوئے

رونے لگی۔۔ شاہ زین آرام سے اس

کی بازو اپنی گردن سے بٹلاتے ہوئے

اسے بیڈ پہ بیٹھایا۔۔ حور روتے

ہوئے سسکیاں لے رہی تھی۔۔ شاہ

زین ڈریسنگ روم سے فرسٹ
بوکس لاتے ہوئے اس کے پاؤں میں
بیٹھا۔۔ شاہ زین نے حور کا پاؤں
پکڑتے ہوئے حور کی طرف
دیکھا۔۔ حور نے روتے ہوئے نفی
میں سر ہلایا۔۔ اور اپنا ہاتھ شاہ زین
کے ہاتھ پہ رکھتے اسے روکنے کی

کوشش کی۔۔ شاہ زین نے اسی لمحے
اپنی سرخ آنکھوں سے حور کی طرف
دیکھا۔ حور اسی وقت روتے ہوئے
اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے اٹھا چکی
تھی۔۔۔

شاہ زین جانتا تھا نرمی سے تو کبھی حور
اس کو شیشہ نکلنے نہیں دے گی۔۔۔

اس لیے اپنی سرخ حور کو دیکھاتے
ہوئے اس کے پاؤں سے شیشہ نکال
چکا تھا۔۔ آہ۔۔ حور نے روتے
ہوئے اپنے منہ کے آگے ہاتھ رکھتے
اپنی چینیخ شاہ زین کی سرد سرخ
آنکھوں سے خوف کھاتے منہ میں ہی
روکی تھی۔۔ جسے شاہ زین نے باخوبی

نوٹ کیا تھا۔۔۔ شاہ زین نے نرمی
سے اس کا پاؤں پکڑتے کوٹن سے
صاف کیا۔۔۔ اور اس کی طرف دیکھ
رہا تھا۔۔۔

نہیں مجھے یہ بتاؤ سلپر ز نہیں پہن سکتی
تھی۔۔۔ اور پھر دھیان کہاں رہتا ہے
تمہارا۔۔۔ ضروری تو نہیں کہ ہر بار

میں تمہارا خیال رکھوں۔ اپنا خیال خود

بھی رکھا کرو۔۔ شاہ زین نے اس

کے پاؤں پہ مرہم لگاتے ہوئے اپنا لہجہ

نارمل رکھتے ہوئے کہا۔۔ حور شاہ زین

کا نرم لہجہ محسوس کرتے اب سسکیاں

لیتے رونے لگی۔۔ شاہ زین نے اس

کے قریب بیٹھتے اس کے گرد حصار

بنایا۔۔۔ حور شاہ زین کی شرٹ

پکڑتے رونے لگی۔۔

دھیان رکھا کر واپنا۔۔۔ ڈر کیوں جاتی

ہوں۔۔۔ شاہ زین نے حور کے بالوں

میں انگلیاں چلاتے ہوئے اسے نارمل

کر رہا تھا۔۔۔ لیکن حور رونے میں

مصرف تھی۔۔۔ ویسے تم مجھے وائٹ

بیتر کس خوشی میں کہتی ہوں۔۔۔ شاہ

زین نے اسے اپنی طرف متوجہ

کرنے کے لیے کہا۔۔ شاہ زین کی

بات سنتے حور نے شاہ زین کے سینے

سے چہرہ اٹھتے ہوئے شاہ زین کی

طرف دیکھا۔۔ حور حیران ہوئی

تھی۔۔

کہ شاہ زین کو کیسا پتہ چلا۔۔۔ بولو۔۔

شاہ زین اسے خاموش دیکھ کر

بولا۔۔۔

وہ۔۔۔ شش۔۔۔ شش۔۔۔

شاہ۔۔۔ حج۔۔۔ جی۔۔۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔

میں۔۔۔ تت۔۔۔ تو۔۔۔

ہب۔۔۔ ہب۔۔۔ بس۔۔۔ مم۔۔۔

مم۔۔ مذاق۔۔۔

لک۔۔ کر۔۔۔ رہی۔۔۔ ت

تھی۔۔۔ حور کو لگا تھا شاہ زین غصے

کرے گا۔۔ اس لیے ڈرتے ہوئے

بولی۔۔۔ شاہ زین نے مسکراتے

ہوئے حور کی آنکھوں پہ ہونٹ

رکھے۔۔

My dear little
wife!!

تمہیں میں وائٹ بیر کیوں لگتا
ہوں۔۔۔ ساہنہ بن پیار سے حور کی
ٹھوڑی کو انگلیوں سے چھوتے ہوئے
بولا۔۔

شاہ جی آپ غصہ کرے گے۔۔۔ حور

شاہ زین کا لہجہ نارمل محسوس کرتے

بولی۔۔۔ نہیں کرتا بتاؤ۔۔۔ شاہ زین

نے حور کو اپنے قریب کیا۔۔۔ وہ شاہ

جی آپ کی آئیز ریڈ ہو جاتی ہے نہ غصے

میں اس لیے۔۔۔ حور نے شاہ زین کی

آنکھوں پہ ایک نظر ڈالی۔۔۔ اچھا تو

وائٹ بیر کیوں لگتا ہوں۔۔ شاہ زین

نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ وہ نہ

آپ کا کلر وائٹ ہے اس لیے وائٹ

بیر۔۔۔ حور نے جھٹ سے جواب

دیا تھا جیسا اسی انتظار میں ہوں۔۔

ویسے شاہ جی ایک بات بتاؤ۔۔۔ حور

نے شاہ زین کی طرف دیکھتے ہوئے

پوچھا تھا۔۔۔ ہم بولو۔۔۔ شاہ زین

نے حور کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے

ہو old ہوئے کہا۔۔۔ شاہ جی آپ

گتے ہے۔۔۔ حور نے معصومیت سے

old اولڈ لفظ کہا تھا۔۔۔ میں

ہوں۔۔۔ شاہ زین نے ایبر و آچکا کر

کہا۔۔۔ جی۔۔۔ حور زور سے اثبات میں

سر ہلایا۔۔۔

ہوں تو جب old اگر میں ابھی سے

ہو گیا مجھے سہنا old میں سچ میں

تمہارے لیے کتنا مشکل ہو جائے

گا۔۔ شاہ زین حور کی پیشانی سے اپنی

پیشانی ٹکاتے ہوئے بولا۔۔ حور شاہ

زین کی بات پر سرخ ہوئی تھی۔۔ اب
ریسٹ کرو۔۔ شاہ زین نے آرام سے
حور کو خود سے الگ کرتے ہوئے بیڈ پہ
لیٹایا۔۔ اس پر کمفرٹ دیتے شاہ زین
نے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھے اور
باہر نکل گیا۔۔۔

از میر لاؤنج میں بیٹھا ہوا حنان سے
بات کر رہا تھا۔۔۔ بھائی میرے دل
کٹتا ہے۔۔۔ جب یاد آتا ہے ہماری عینی
پر ظلم ہو رہا ہے۔۔۔ ہم کچھ کر بھی
نہیں سکتے۔۔۔۔۔ یار ہماری عینی چھوٹی
سی تو ہے۔۔۔ حنان کی آواز نم ہوئی
تھی۔۔۔۔۔ بہت نفرت کرتا ہے یار وہ

ہم سے جس کا بدلہ وہ ہماری عینی سے

لے رہے ہیں۔۔ حنان نے نم

آنکھوں سے از میر کو دیکھا۔۔ دکھ

ہی دکھ تھا۔۔۔ ان میر نے حنان کو گلے

سے لگایا۔۔۔ مہرماہ شاہ کے ہاتھ سے

جوس کے گلاس زمین بوس ہونے پہ

دونوں نے اس طرف

دیکھا۔۔ دونوں مہرماہ شاہ کی طرف

آئیے

مما آپ ٹھیک ہے۔۔۔ از میر نے مہر ماہ

کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے

پوچھا۔۔ مہرماہ شاہ از میر کے گلے لگتے

پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔ ماما

ہم عینی کو واپس لے آئیں گئیں۔۔

حنان نے مہرماہ شاہ کے آنسو صاف

کرتے ہوئے انہیں دلا سہ دیا تھا۔

وہ بہت نفرت کرتا ہے۔۔ اتنی

نفرتیں دل میں رکھ کر وہ ہماری بیٹی کو

کیسے خوش رکھ سکتا ہے۔۔ مہرماہ شاہ

روتے ہوئے بولی۔۔ مماعینی واپس

آجائے گی۔۔ پلیز آپ رونا بند

کرے۔۔ حنان نے مہرماہ شاہ کو چپ
کر وانا چاہا تھا۔۔ سامنے بیٹھا از میر
نہیں ارسلان شاہ تھا جو کہ کچھ بھی کر
گزراتا۔۔ اور اس شخص کی بہن اس کی
بیوی تھی۔۔ ظاہر تھا اس کے غصہ اسی
پر اترنا تھا بہتر تھا کہ وہ غصہ ہی نہیں

دلالتے۔۔ از میرا سی لمحے کمرے کی

طرف بڑھا تھا۔۔

نمرین ابھی ساوڑے کر نکلی تھی۔۔

لیکن از میر کو کمرے میں اتنا دیکھ

نمرین وہی سٹل ہوئی تھی۔۔ از میر

نمرین کو دیکھ کر اس کی طرف

بڑھا۔۔۔ نمرین نے از میر کی طرف

دیکھا۔۔ اس کی سرخ آنکھیں بہت

کچھ بتا رہی تھی۔۔ از میر نے اس کا

جبرہ دوپتے ہوئے اسے اپنے قریب

کیا۔۔۔ نمرین کی آنکھیں اسی لمحے نم

ہوئی تھی۔۔ نمرین کو اپنے عارض

میں اس کی انگلیاں گڑھتی ہوئی

محسوس ہوئی۔۔

ازمیر اس کی نم آنکھیں دیکھتے اسے

جھٹکے سے چھوڑتا اپنی کیزا اٹھاتا

دروازے کی طرف بڑھا۔۔

آ۔۔۔ آپ کہاں جا رہے ہیں۔۔۔

نمرین ازمیر کو غصے میں دیکھ کر ڈرتے

ہوئے بولی۔۔ یہ غلط ٹائم پر پوچھا تھا وہ

یہ بھول کیسے گئی تھی یہ شخص کتنا

جذباتی ہے۔۔ پل میں عرش سے

فرش پر چینک سکتا ہے۔۔ از میر نے

اپنی سرخ آنکھوں سے نمرین کی

طرف دیکھا۔۔

تمہیں کس نے حق دیا۔۔ تم مجھ

سے سوال جواب کرو۔۔ از میرا ایک پہ

جست میں نمرین تک پہنچتے دھاڑا

تھا۔۔ یہ ہوا اٹھاول پر وار۔۔ نمرین کی

آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔۔

و۔۔۔ وہ آپ غ۔۔۔ غصے۔۔۔ مم۔۔۔
میں۔۔۔ نمرین ابھی اتنا ہی بولی تھی کہ
از میر نے اس کی بات کاٹی۔۔۔
میں نے تمہیں اپنی بیوی کب مانا کب
دیا تمہیں یہ حق کہ تم مجھ سے کچھ
پوچھ سکوں بولو۔۔۔ از میر اس کا جبرہ
اپنی آہنی گرفت میں لیتے ہوئے

بولا۔۔۔ از میر کی بات سنتے نمرین کی
آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے
تھے۔۔۔ کیا وہ اپنی کہیں ہر بات
بھول گیا تھا کہ وہ اسے بیوی مانتا تھا اس
پر اس کا حق تھا اس کا کیوں نہ تھا۔۔۔ وہ
نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

تم یہاں صرف اس لیے ہوں۔۔

کیونکہ میری بہن وہاں ہے۔۔ اور میں

تمہارے قریب صرف تمہیں اذیت

دینے کے لیے آتا ہوں۔۔ تاکہ

تمہیں اذیت دے کہ خود کو سکون

دے سکوں۔۔۔ از میرا ستنزیاہ

مسکراتے ہوئے بولا۔۔ نمرین اپنی

اتنی تذلیل پر آنکھیں بند کر چکی

تھی۔۔۔ لفظوں سے بھی تماچے

پڑتے تھے۔۔۔ آج یقین ہوا تھا۔۔۔

ازمیر اسے چھوڑتے باہر نکلا۔۔۔ نمرین

اپنی آنکھیں بے دردی سے صاف

کرتے ہوئے اپنے بالوں کا رفسا

جوڑا بناتے ہوئے چادر لیے کمرے

سے نکلی۔۔ ماما میں بھائی کے پیچھے جاتا

ہوں۔۔۔ حنان از میر کو باہر جاتا دیکھ

کر بولا۔۔ بھائی مجھے بھی ساتھ لے

جائے۔۔ نمرین ہمت کرتے ہوئے

بولی۔۔۔ حنان نے نمرین کی طرف

دیکھا۔۔ بھابی آپ کو؟ حنان نے

نمرین کی طرف دیکھتے ہوئے سوال

کیا تھا۔۔۔

جی بھائی مجھے بھی ساتھ لے جائے۔۔

نمرین نے دوبارہ سے جواب دیا تھا۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔ حنان بول کر باہر

نکلا۔۔ حنان کے پیچھے ہی نمرین بھی

اپنا چہرہ کور کرتے ہوئے باہر نکلی۔۔۔

گاڑی حویلی کے کچھ ہی فاصلے پر

اچانک سے روکی تھی۔۔۔ نمرین نے

پریشانی سے حنان کی طرف

دیکھا۔۔۔ بھابی میں دیکھتا ہوں کیا ہوا

ہے۔۔۔ حنان بول کر باہر

نکلا۔۔۔ گاڑی چیک کرتے واپس

گاڑی میں بیٹھا۔۔۔ بھابی گاڑی خراب

ہو گئی ہے۔۔ حنان پریشانی سے بولی

تھی۔۔ نمرین کی حنان سے بات

کرتے ہوئے نظر شاہ زین پر پڑی

تھی۔۔ وہ گاڑی سے نکلتے ہوئے اس

کی طرف بھاگی تھی۔۔۔

لالا۔۔۔ نمرین بولتے ہی شاہ زین کے

گلے لگ کر رونے لگی۔۔۔ کیا ہوا

میرے بچہ کو۔۔ کسی نے کچھ کہا

ہے۔۔۔ شاہ زین حنان کو گھورتے

ہوئے بولا۔۔۔ نہیں لالا۔۔۔ نمرین

نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے

کہا۔۔۔ پھر کیوں میرا بچہ رورہی

ہوں۔۔ شاہ زین نے نمرین کے آنسو

صاف کیے۔۔۔ اپنی بہنوں کی

آنکھوں میں آنسو کہاں دیکھے

تھے۔۔۔

لالا آپ کی بہت یاد آرہی تھی۔۔۔

نمرین نے روتے ہوئے اسے بتایا

تھا۔۔ اس سے پہلے سامان بن کچھ بولتا

ازمیر کی گاڑی روکی تھی۔۔۔ ازمیر کو

دیکھ کر حنان پریشان ہوا تھا۔۔۔ جبکہ

نمرین کے قریب شاہ زین کو دیکھ کر
ازمیر کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں۔۔۔

ازمیر گاڑی سے نکلتے ان کی طرف
بڑھا۔۔۔ بھائی بھابی۔۔۔ حنان نے
پریشانی سے نمرین کو مخاطب کرتے
ازمیر کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔
لیکن نمرین سن نہ سکی تھی۔۔۔ ازمیر

نے نمرین شاہ زین تک پہنچتے ہی
نمرین کی بازو پکڑتے اسے اپنی طرف
کھینچا۔۔۔ نمرین از میر کے سینے سے
لگی تھی۔۔۔ لیا تھا از میر شاہ نے
بدلہ۔۔۔

شاہ زین کی غصے سے رگیں ابھری
تھی۔۔۔ نمرین خوفزدہ ہوتے ہوئے

ازمیر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اب اس کی

درگت بنی تھی۔۔ وہ اسے معاف نہ

کرنے والا تھا وہ جانتی تھی۔۔ شاہ زین

نمرین کی طرف بڑھا۔۔ ایک قدم

آگے مت آنا۔۔ ورنہ میں اس کی

حالت یہی بری کر دوں گا۔۔ ازمیر

نمرین کی کلائی پر گرفت سخت کرتے

ہوئے شاہ زین کو دیکھتے ہوئے

بولا۔۔۔ از میر شاہ نے ہاتھ اٹھایا

تھا۔ شاہ زین کو دیکھانے کے

لیے۔۔ مگر پھر وہ اپنے ہاتھ کو دیکھتے

نیچے کر گیا تھا۔

تیری اتنی ہمت میری بہن پہ ہاتھ

اٹھایا۔۔ شاہ زین دھاڑا تھا۔۔۔ لالا

پلیز۔۔ نمرین شاہ زین کو غصے میں

دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ وہ اسے

آنکھوں سے ہی منع کر چکا تھا۔۔ مگر

وہ کہاں منع ہوئی تھی۔۔۔ از میر کے

تھپڑ کی آواز فضاء میں گونجی

تھی۔۔ جسے دیکھ نمرین نے اپنے

دونوں ہاتھ ہونٹوں پہ رکھے

تھے۔۔ کیونکہ عین وقت حنان شاہ
آگے آچکا تھا۔۔ از میر شاہ کا ہاتھ اس
کے گال پر تھپڑ کا نشان چھوڑ گیا تھا۔۔

This is the road.....

حنان شاہ زین کی پرولہ کیے بغیر

بولے۔۔۔

here you are raising
your hands on my
sister-in-law,
brother, all this was
not included in our
training. How bad
will it feel?

(یہ سڑک ہے یہاں آپ بھابی پہ ہاتھ

اٹھا رہے ہیں۔۔۔ بھائی ہماری تربیت

میں یہ سب تو شامل نہیں تھا۔۔۔ ماما کو

پتہ چلا تو ان کو کتنا برا لگا گا) حنان نے

ازمیر کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے

اسے یاد کروایا تھا۔۔۔ بھابی آپ گاڑی

میں جا کر بیٹھے۔۔۔ حنان نے روتی

ہوئی نمرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

تھا۔۔ نمرین وہی کھڑی رو رہی

تھی۔۔۔ حنان نمرین کی طرف

بڑھا۔۔ اور اس کی کلائی پکڑے اسے

گاڑی تک چھوڑ کر آیا۔۔ پلینز میر بھائی

گھر چلے۔۔۔ ماما پریشان ہے۔۔ حنان

ان دنوں کو ایک دوسرے کو گھورتے
دیکھ کر بولا۔۔

میں اس کی جان لے لوں گا۔۔
از میر دھاڑا تھا۔۔ اس کا دل چاہ رہا
تھا۔۔ اس شخص کا منہ توج دے۔۔ تو
لے میری جان۔۔ منع کانے
کیا۔۔ شاہ زین از میر کی طرف

بڑھا۔۔۔ نمرین یہ دیکھ جلدی سے

گاڑی سے نکلتے شاہ زین کی طرف

بڑھی۔۔۔

پلیز لالا پلیز۔۔۔ یہاں سے چلے

جائے۔۔۔ نمرین روتے ہوئے

بولی۔۔۔ از میر کی برداشت ختم ہوئی

تھی۔۔۔ از میر اس کی طرف بڑھتے

نمرین کی کلائی پکڑے حویلی کی طرف

بڑھا۔۔ شاہ زین بھی اس کے پیچھے

بڑھا تھا۔۔

پلیز آپ مت جائے۔۔۔ میں بھائی کو

بھابی کو کوئی بھی نقصان پہنچانے نہیں

دوگا۔۔۔ پلیز چلے جائے۔۔۔ حنان

نے التجائیں لہجے میں کہا۔۔ شاہ زین

اسے گھورتے ہوئے گاڑی کی طرف

بڑھا۔۔۔ حنان بھی بھاگتے ہوئے

حویلی کی طرف بڑھا۔۔۔ از میر نے

اندر جاتے ہی نمرین کی کلائی

چھوڑی۔۔۔ اس سے پہلے از میر

نمرین کو کچھ کہتا حنان از میر کی طرف

بڑھا۔۔۔ بھائی پلیزیار۔۔۔

ریکس۔۔۔ حنان نے تحمل سے

کہا۔۔۔

Shut up Hanan...

ازمیر دھاڑا تھا۔۔۔ ازمیر کی دھاڑا پہ

نمرین کی سسکیوں میں اضافے ہوا

تھا۔۔۔ ازمیر نمرین کی طرف

بڑھا۔۔۔ اور رولو۔۔۔ مجھے بہت

اچھی لگتی ہوں تم۔۔۔ جب روتی

ہوں۔۔۔ جی چاہتا ہے تمہیں روتے

ہی دیکھا کرو ہر وقت۔۔۔ از میر ماتھے

میں بل ڈالے استغریا بولا۔۔۔ نمرین

اس کے طنز پر اپنی سسکیاں روک چکی

تھی۔۔۔ حنان شاہ نے از میر شاہ کے

لفظوں پر اسے دیکھا تھا۔۔۔ وہ کتنا

ظالم تھا۔۔ جبکہ از میر کے دل کو
سکون ہوا تھا۔۔ نمرین کا رونا اسے
اندر تک جلا رہا تھا۔۔ صاف نہ بول سکا
تھا سی لیے طنزیہ بولا تھا۔۔
حنان تم جاؤ۔۔ از میر نے اپنی سرخ
آنکھیں نمرین پہ گاڑھی۔۔۔ لیکن
بھائی۔۔۔ حنان نے بولنا چاہا

تھا۔۔ میں تجھے بول رہا ہوں تو جا۔۔
ایک منٹ بھی ضائع کیے بنا یہاں سے
غائب ہو جا۔۔ ورنہ آج تو میرا ہاتھ
سے ضائع ہو جائے گا۔۔۔ از میر حنان
کی طرف دیکھتے ہوئے غمراہ تھا۔۔
حنان از میر کو غصے میں دیکھتے بنا کچھ
بولے باہر کا دروازہ عبور کر

گیا۔۔۔ حنان کے جاتے ہی از میر
نمرین کی طرف بڑھا۔۔ اور اس کی
بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔
از میر اپنی انگلیاں بے دردی سے اس
کی بازو میں گاڑھیں ہوئے تھا۔۔
نمرین کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔

اندر جاؤ۔۔۔ از میر اسے جھٹکے سے

چھوڑتے دروازہ کی طرف بڑھا۔

نمرین کمرے میں آتے ہی بیڈ پر بیٹھی

رونے لگی۔۔۔ از میر گاڑی سے فون

لیتے ہوئے اندر آیا۔۔۔ نمرین کو

کمرے میں دیکھتے اسی کمرے میں

آتے ہوئے نمرین کی طرف

بڑھا۔۔۔ نمرین چہرہ دنوں ہاتھوں
میں چھپائے رو رہی تھی۔۔۔ یہ رونا
دھونا بند کرو۔۔۔ جتنی تمہارے
بھائی نے میری بہن کو اذیت دی
ہے۔۔۔ یہ اس کے سامنے ایک پرسنٹ
بھی نہیں ہے سمجھی تم۔۔۔ اور آئندہ
مجھے تم اپنے اس وحشی جاہل گوار بھائی

کے سامنے نظر بھی نہ آؤ سمجھی

تم۔۔۔ از میر اسے تنبیہ ہوئے

بولا۔۔۔ نخرین روتے ہوئے از میر کی

طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ از میر

ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔

کپڑے چینج کرتے از میر باہر نکلا

تھا۔۔ نمرین اسی پوزیشن میں بیٹھی رو
رہی تھی۔۔

ازمیر اس طرف بڑھا۔۔۔ ازمیر نے
جھکتے ہی اس کا چہرہ اوپر کرتے اس کے
ہونٹوں کو اپنی گرفت میں
لیا۔۔۔ نمرین نے حیرانگی سے
آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔۔ ازمیر

اس کی پھیلتی ہوئی آنکھیں دیکھ اس
کے ہونٹوں پر دانت گاڑتے ہوئے
اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ بہت
خوبصورت لگتی ہوں روتے
ہوئے۔۔۔ تم ہر وقت روتی ہی رہا
کرو۔۔۔ از میرا ستنزیاہ نظروں سے
اسے دیکھتے اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا

پھیرتے ہوئے بولا۔۔ از میر نے بیڈ

پہ گرنے کے انداز میں لیٹتے نمرین کی

کلائی کھینچتے اسے خود پہ گرایا تھا۔۔

نمرین اس کے چوڑے سینے پہ گری

تھی۔۔

از میر اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتے

اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔

نمرین ہچکیاں لیتے ہوئے اسے دیکھ
رہی تھی۔۔ وہ اس کی کمر پہ بے باکی
سے پھیرتے اسے سرخ پڑنے پر مجبور
کر گیا تھا۔۔ نمرین اپنی ہچکیاں روکتے
سرخ چہرہ لیے اس کے سینے میں چھپا
گئی۔۔ از میر کے ہونٹوں کو
مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔۔ از میر کا

ہاتھ بے باکی سے اس کے وجود پہ
رینگ رہا تھا۔ نمرین نے از میر کے
ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے اسے مزید بے باکی
کرنے سے روکا تھا۔ از میر نے
نمرین کے ہاتھ پہ نظر ڈالتے نمرین کی
طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

و۔۔ وہ مم میری طبیعت ٹھیک نہیں

ہے۔۔ نمرین اس کی آنکھوں سے

کنفیوز ہوتے ہوئے لڑکھڑاتی زبان

سے بولی۔۔

نمرین کی بات سنتے از میر نے اسے اپنا

حصار سے آزاد کیا تھا۔۔ جبکہ وہ

نظریں جھکائے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا

گئی۔۔ از میر نے اس کے قریب لیٹتے
ہوئے اس کی کمر کے گرد آرام سے
حصار بناتے اسے اپنے قریب کیا۔۔ وہ
اسے قریب کرتے ہی اس کے بالوں
میں چہرہ چھپائے آنکھیں موند
گیا۔۔ اسے اس وقت سکوں چاہیے
تھا۔۔۔ جو کہ صرف نمرین کے پاس

ہی مل سکتا تھا۔۔۔ اسی لیے بغیر کوئی

رنیکٹ کیے از میر اس کی بات پر اسے

اپنے حصار میں لیتے ہوئے آنکھ موند

کیا۔۔۔

شاہ زین کی گاڑی حویلی کے کارپیوچ

میں آکر روگی۔۔۔ زین۔۔۔ ثناء شاہ نے

شاہ زین کی سرد سرخ آنکھوں کو
دیکھتے مدھم آواز کہا۔۔ اندر جاؤ آکر
بات کرتا ہوں۔۔ شاہ زین اپنا رینگ
ہو تا فون پکڑتے ہوئے بولا۔۔ ثناء شاہ
خاموشی سے اندر کی طرف
بڑھی۔۔ لاؤنج میں کوئی نہیں تھا۔۔
رات کا وقت ہو رہا تھا۔۔ اس لیے

ثناء شاہ بھی اپنے کمرے کی طرف بڑھ
گئی۔۔۔

شاہ زین بھی ثناء شاہ کے پیچھے ہی
کمرے میں آیا۔۔ ثناء شاہ شاہ زین کو
کمرے میں دیکھ کر حیران اور خوش
ہوئی تھی۔۔ شاہ زین کھڑا اپنی فائل
ڈھونڈ رہا تھا۔۔ فائل ملتے ہی شاہ

زین باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ زین۔۔

ثناء شاہ اسے جاتا دیکھ کر بولی۔۔ شاہ

زین نے مرتے ہوئے ثناء شاہ کی

طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

ثناء شاہ شاہ زین کے دیکھنے پہ گھبرائی

تھی۔۔۔ وہ اب اتنا غصہ کرتا تھا کہ وہ

بھی گھبرا جاتی تھی۔۔ پھر ہمت کرتے

ہوئے بولی۔۔۔ زین آج رات

میرے پاس روک جائے۔۔ ثناء شاہ

کی آواز میں نمی آئی تھی۔۔

شاہ زین بے ثناء شاہ کی طرف

دیکھا۔۔۔ میں آتا ہوں۔۔ شاہ زین

بول کر باہر نکلا۔۔۔ رحمان۔۔۔

رحمان۔۔۔ شاہ زین غصے سے بولا

بڑھا۔۔ کمرے کے دروازے کے

لوگ یہ ہاتھ رکھتے ہی ثناء شاہ کے

الفاظ کانوں سے ٹکرائے۔۔ شاہ زین

اسی لمحے ثناء شاہ کے کمرے کی طرف

بڑھا۔۔

ثناء شاہ کمرے میں نہیں تھی۔۔ شاہ

زین ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔

کپڑے چینج کرتے شاہ زین بیڈ پہ لیٹ

گیا۔۔ ثناء شاہ واشر روم سے نکلتے بیڈ کی

طرف بڑھی۔۔ شاہ زین کو دیکھ کر

حیران ہوئی تھی۔۔۔ پھر اپنی کہی گئی

بات یاد کرتے ثناء شاہ کے مسکرا

دی۔۔۔ اور بیڈ کی دوسری طرف آ کر

لیٹ گئی۔۔ شاہ زین آنکھوں پہ بازو

کھے لیٹا ہوا تھا۔۔ شاہ زین نے بازو

ہٹاتے ہوئے ثناء شاہ کی طرف

دیکھا۔۔ ثناء شاہ تکیہ پہ بازو رکھے

شاہ زین کو دیکھ رہی تھی۔۔ کیا ہوا سو

کیوں نہیں رہی۔۔۔ شاہ زین نے ثناء

شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ثناء شاہ نے شاہ زین کی طرف

دیکھا۔۔

مم۔۔ مجھے نن۔۔ نیند نہیں آرہی

۔۔۔ ثناء شاہ نیم آواز میں بولی تھی۔۔

شاہ زین نے ثناء شاہ کی نیم آنکھوں کو

دیکھا۔۔ پھر اس کے قریب

ہوا۔۔۔ کوئی پریشانی ہے۔۔ شاہ زین

نے ثناء شاہ کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے
اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کی
آنکھوں میں کبھی نمی نہ دیکھی تھی۔
نہیں۔ ثناء شاہ شاہ زین کی
آنکھوں میں دیکھتے بے مشکل بولی
تھی۔ شاہ زین ثناء کی نم آنکھیں
دیکھتے ہوئے پریشان ہوا تھا۔ شاہ

زین نے ثناء شاہ کی کلائی پکڑتے اسے
اپنے قریب کرتے اس کے گرد حصار
بناتے اسے خود سے لگایا۔ کیا پریشانی
ہے مجھے بتاؤ۔ شاہ زین اس کے
بالوں کو سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔ ثناء
شاہ تو شاہ زین کے سینے پہ سر رکھے رو
رہی تھی۔ شاہ زین کا ہاتھ اپنے

بالوں میں محسوس کرتے ثناء شاہ کے
آنسوؤں تھمے تھے۔۔ وہ کتنی ہی دیر اس
کے بالوں کو سہلاتا رہا تھا۔۔ کچھ ہی
دیر بعد شاہ زین نے آنکھیں بند کی
اسی لمحے آنکھوں کے سامنے حور کا
چہرہ آتے ہی شاہ زین نے آنکھیں

کھولتے ثناء شاہ کو دیکھا۔۔۔ جو اس
کے سینے پہ سر رکھے سوچکی تھی۔۔
شاہ زین نے ثناء شاہ کی آنکھوں کے
پاس آنسوؤں کے مٹے مٹے نشانات دیکھ
لب بھینچے تھے۔۔۔ وں سال میں
کبھی ثناء شاہ کو یوروتے نہیں دیکھا
تھا۔۔۔ نہ ہی اسے کبھی یہ احساس

ہونے دیا کہ بچہ ان کے لیے کتنا

ضروری ہے۔۔ لیکن حور سے نکاح

کے بعد شاہ زین حور سے ہی اپنا وارث

چاہتا تھا۔۔ جس سے ثناء شاہ کی بے

اولاد ہونے کا غم ختم ہو جائے۔۔ ثناء

شاہ کی آنکھیں پڑھتے شاہ زین کو یہ

معلوم ہو چکا تھا۔۔

بچہ کی چاہت ثناء شاہ کو بھی بہت
ہے۔۔ لیکن خود میں کمی ہے یہ بھی وہ
بخوبی جانتی تھی۔۔۔ اسی لیے شاہ زین
نے کبھی ثناء شاہ سے ایک لفظ نہیں کہا
تھا۔۔ اور نہ ہی شاہ زین کا دوسری
شادی کرنے کا ارادہ تھا۔۔ لیکن حور
سے نکاح کے بعد شاہ زین کے دل

میں اس کے لیے بھی حق ملکیت کے
جذبات نے جگہ بنالی۔۔ شاہ زین نے
ثناء شاہ کے عارض پہ ہاتھ رکھا۔۔
جہاں شاہ زین نے اسے تھپڑ مارا
تھا۔۔۔

نشان کافی مٹ چکا تھا۔۔ شاہ زین نے
ثناء شاہ کے عارض پہ ہونٹ

رکھے۔۔ اور پھر آنکھیں موند

گیا۔۔ لیکن نیند آنکھوں سے بہت دور

تھی۔۔ اس وقت شاہ زین کو حور کی

طلب ہو رہی تھی۔۔۔ لیکن ثناء شاہ

کی طرف دیکھتے شاہ زین نے اپنا سر بیڈ

کراؤن سے ٹکا دیا۔۔۔ رات کے 2 بج

چکے تھے۔۔۔ لیکن شاہ زین کی نیند اڑ

چکی تھی۔۔۔ ثناء شاہ شاہ زین کے
سینے پہ سر رکھے سو رہی تھی۔۔ شاہ

زین نے آرام سے ثناء شاہ کا سر
اٹھاتے تکیہ پر رکھا اور کمرے سے
نکل گیا۔

شاہ زین کمرے سے نکلتے حور کے
کمرے میں آیا۔ حور بلینکٹ لیے

سکون سے سو رہی تھی۔۔ شاہ زین
نے بیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے بیڈ پہ
لیٹتے حور کی کمر کے گرد حصار بناتے
اسے اپنے قریب کیا۔۔ حور نے اس
اچانک کے حملے پہ جھٹ سے آنکھیں
کھولی۔۔ شاہ زین کو دیکھتے حور پہلے
حیران ہوئی تھی۔۔ کیونکہ جب حور

سوئی تھی تو شاہ زین کمرے میں نہیں
تھا۔ پھر دروازے کی طرف نظر
پڑتے ہی حور سمجھ چکی تھی کہ شاہ زین
ابھی آیا ہے۔۔

۔۔ شاہ زین نے darling کیا ہوا
حور کا چہرہ اپنی طرف دیکھتے ایبرو
آچکائی۔۔ حور شاہ زین کی آنکھوں

میں خود کے لیے خمار دیکھتے گھبرائی
تھی۔۔۔ ش۔۔۔ شاہ جی۔۔۔ حور اس کی
آنکھوں کو دیکھتے گھبراتے ہوئے
بولی۔۔۔ شیش۔۔۔ شاہ زین نے حور
کے ہونٹ پہ انگلی رکھی۔۔۔ حور اس
کے ایکٹ پر زیادہ گھبرائی تھی۔۔۔ شاہ
زین حور کی گردن پہ جھکا اپنی طلب

پوری کر رہا تھا۔۔ حور نے شاہ زین کی

گردن پہ ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور

کرنے کی کوشش کی۔۔ شاہ زین اس

کے ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے بیڈ

کراؤن سے لگاتے اس کے ہونٹوں پہ

جھکا۔۔ حور شاہ زین کی قمیض مٹھیوں

میں جکڑے اس کی شدت برداشت

کرتے سسکیاں لے رہی تھی۔۔

شاہ زین بے رحم بنا اس کی سانسیں چرا

رہا تھا۔۔۔ حور کی مدھم سانسیں

محسوس کرتے شاہ زین اس کے

ہونٹوں کو دانتوں میں دباتے اس سے

دور ہوا تھا۔۔ حور اپنے ہونٹ پہ ہاتھ

رکھتے شاہ زین کو دیکھ رہی تھی۔۔
شاہ زین اسے خود پہ گراتے اسے سختی
سے خود میں بچتے آنکھیں بند کر گیا۔۔
حور بھی بے بسی سے آنکھیں بند کر
چکی تھی۔۔

صائم اس وقت پاکستان کے ایئر

پورٹ پہ تھا۔۔ اور صائم خوش بھی

بہت تھا۔۔ صائم کو لینے حویلی سے

گاڑی آئی تھی۔۔ صائم حویلی

پہنچا۔۔ تو سب اسی کا انتظار کر رہے

تھے۔۔ صائم مسکراتے ہوئے اپنی

ماں کے گلے لگا۔۔ ماں کیسی ہے

آپ۔۔ صائم کے چہرہ پہ مسکراہٹ
تھی۔۔ میرا شہزادہ کیسا ہے۔۔ صائمہ
شاہ نے صائم کی پیشانی چومی۔۔ بابا
آپ کیسے ہیں۔۔ صائم جاوید شاہ کے
گلے لگتے ہوئے بولا۔۔ میرا بچہ
ٹھیک تو میں بھی ٹھیک ہوں۔۔ جاوید
شاہ مسکراتے ہوئے بولے۔۔ تبھی

لاؤنج میں سائرہ شاہ آئی۔۔۔ ارے

لالا آپ آگئے۔۔۔ سائرہ شاہ

مسکراتے ہوئے صائم کے گلے لگی

تھی۔۔۔

لالا آپ لیٹ ہو گئے۔۔۔ ثناء آپ کی کل

آئی تھی۔۔۔ آپ اب ان سے کیسے ملے

گے۔۔۔ سائرہ مسکراتے ہوئے

بولی۔۔۔ ارے میرا بچہ اس میں کیا
بات ہے میں آپنی کو ان کی حویلی جا کر
مل لوں گا۔۔۔ صائم سائترہ کے سر پہ
ہلکا سا ہاتھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ پہلے
فریش ہو کر کھانا کھاؤ۔۔۔ پھر چلے
جانا۔۔۔ صائمہ شاہ نے صائم کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ صائمہ شاہ نے

صائم کی طرف پیار سے دیکھا۔۔ صائم

جاوید شاہ کی ساتھ والی چھتر پہ بیٹھ

گیا۔۔ لالاب آپ آگئے ہیں تو آپ

کی شادی کر دیتے ہیں کیونکہ میں جب

ہوسٹل جاتی ہوں ماما بابا کسے ہو جاتے

ہیں۔۔ سائرہ شاہ صائم کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی۔۔

کر لوں گا شادی۔۔ صائم نے پانی پیتے

ہوئے اسے گھورا۔۔

اس کا مطلب لا لا آپ نے کوئی لڑکی

پسند کی ہے۔۔ سائرہ شاہ مسکراتے

ہوئے بولی۔۔۔ صائم نے بامشکل پانی

گلہ سے اتر اٹھا۔۔ جب کرو گا تو سب

سے پہلے اپنی اس چھوٹے دماغ والی

بہن کو ہی بتاؤ گا۔۔ صائم شاہ نے سائرہ
کی طرف مسکراتے ہوئے اس کے سر
پر ہلکی سی چمٹ لگائی تھی۔۔۔ اوکے
لا لا لیکن اس سے پہلے اگر میں نے
آپ کے لیے پسند کر لی تو پھر ناراض
مت ہونا۔۔ سائرہ نے اسے منہ
چڑھایا۔۔۔

ارے میری معصوم بہن میں اس سے
پہلے ہی پسند کر لوں گا۔۔ صائم نے
بھی جلدی سے جواب دیا تھا۔
ماما آپ مان لے لالانے کوئی لڑکی پسند
کی ہوئی ہے۔۔ سائرہ نے صائمہ کو
مخاطب کیا۔۔ جی ماں اس دادی اماں کو

تو سب پتہ ہے۔۔ صائم نے سائرہ شاہ

کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔

چلو چپ کر کے دونوں کھانا کھانا

کھاؤ۔۔۔ صائمہ شاہ ان دونوں کو

جھگڑتا دیکھ کر بولی۔۔ تو دونوں

خاموش ہوتے کھانا کھانے لگے۔۔۔

ثناء شاہ جب اٹھی تو شاہ زین کو کمرے

میں نہ پا کر پہلے حیران ہوئی۔۔ پھر

حور کا خیال آتے ہی واٹر روم کی طرف

بڑھی۔۔ فریش ہوتے ثناء شاہ کمرے

سے نکلتے ہوئے چین کی طرف

بڑھی۔۔۔ چین میں ٹوبہ ناشتہ تیار کر

رہی تھی۔۔۔ یہ میں دیکھتی ہوں۔۔

تم جا کر سب کو جاگادو۔۔۔ ثناء شاہ

ثوبیہ کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جی

بھابی۔۔۔ ثوبیہ بولتے ہی کچن سے

نکلی۔۔۔ ثناء شاہ کو ناشتہ بناتے اچانک

رات والا منظر سامنے آیا تھا۔۔۔ شاہ

زین کچھ دیر ہی سہی اس کے پاس تو

روکا تھا۔۔۔ اور ثناء شاہ کے لیے یہی

کافی تھا۔۔ ثناء شاہ کے چہرہ پہ

مسکراہٹ آئی تھی۔۔

ثوبیہ شاہ بی بی اور نورین شاہ کے

کمرے سے ہوتی اب ثناء زین اور حور

کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔

دروازہ نوک ہوتے ہی حور دروازہ

کھول چکی تھی۔۔۔ ناشتہ لگ گیا ہے۔

بھابی بول رہی ہے۔۔ ثوبیہ حور کے

پیچھے شاہ زین کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔

او کے۔۔ حور مسکراتے ہوئے بولی

تھی۔۔ حور دروازہ بند کرتے مڑی ہی

تھی کہ اپنے پیچھے شاہ زین کھڑے شاہ

زین کے ساتھ لگی۔۔

حور اس سے کچھ قدم کے فاصلے پہ
ہوئی تھی۔۔ شاہ زین نے حور کی کلائی
پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ تم
رات کو میرے آنے سے پہلے کیوں
سوئی؟؟؟ شاہ زین نے اسے سوالیہ
نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔ بولو۔۔۔
شاہ زین اسے چپ دیکھتے اس کے چہرہ

پہ آتے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے

بولاً۔۔۔

و۔۔۔ وہ۔۔۔ اس سے پہلے حور کچھ
بولتی شاہ زین نے اس کے ہونٹوں کو
اپنی گرفت میں لیا۔۔۔ حور نے
سسکتے ہوئے اس کا کالر پکڑا تھا۔۔۔
شاہ زین اس کی سانسیں انہیل کر رہا

تھا۔۔۔ لیکن حور کو اپنی سانسیں

روکتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

شاہ زین اس کی پرواہ کیے بنا اس کے

ہونٹوں پہ جھکا اپنی طلب پوری کر رہا

تھا۔۔۔ شاہ زین اپنے منہ میں خون کا

ذائقہ محسوس کرتے اس کے ہونٹوں

پہ دانت گاڑتے اس کے ہونٹوں کو

آزادی بخش گیا۔۔۔ حور گہرے
سانس لیتے شاہ زین کی طرف دیکھ
رہی تھی۔۔۔ شاہ زین اس کی کمر میں
ہاتھ ڈالتے اپنے قریب کرتے
اس کی گردن پہ اپنے سلگتے لب رکھ
گیا۔۔۔

حور اس کا کالر منطبو طی سے جکڑے
ہوئی تھی۔۔ شاہ زین اس کی گردن
سے ہوتے اس کی دھڑکنوں پہ اپنے
ہونٹ رکھتے اسے بالوں سے پکڑتے
اس کا چہرہ اپنے قریب کر گیا۔۔
یہ تو ہوگی رات میرے آنے سے پہلے
سونے کی سزا۔۔ شاہ زین اس کی

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔ شاہ

زین اسے گود میں اٹھائے بیڈ کی

طرف بڑھا۔۔ اسے بیڈ پہ لیٹاتے شاہ

زین اس پہ سایہ فگن ہوا تھا۔۔ اور اس

کی گردن پہ جھکا اپنا لمس بکھیر رہا

تھا۔۔۔

حور نے ہاتھوں کی مزاحمت کرنے کی

کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن شاہ زین

اس کی مزاحمت اپنے ہاتھوں سے

روک چکا تھا۔ شاہ زین اسے اوپر

کرتے اس کی بیک ڈوری کھولتے اس

کی قمیض کندھوں سے نیچے کھسکاتے

اس کی دھڑکنوں پہ جھکا تھا۔۔۔ حور

اپنی آنکھیں سختی سے بند کر

گئی۔۔۔ شاہ زین اس کی دھڑکنوں کو

آخری پودے سے بھی آزاد کرتے

جگہ جگہ اپنے ہونٹ رکھ رہا تھا۔۔۔

اسی لمحے دروازہ دوبارہ نوک

ہوا۔۔ شاہ زین نے دروازے کی

طرف دیکھتے ہوئے گہرا سانس لیا اور

حور سے دور ہوا۔۔۔ حور اپنی نم
آنکھیں ہاتھوں سے صاف کر رہی
تھی۔۔۔ شاہ زین حور کی قمیض اسے
دوبارہ سے زیب تن کرتے اپنے
بالوں کو ہاتھوں سے سیٹ کرتے
دروازے کی طرف بڑھا۔

لالا یار آجائے میری بھوک سے جان

نکل رہی ہے۔۔۔ نورین شاہ دروازہ

کھولتے ہی بولی تھی۔۔۔ اوکے میرا

بچہ پانچ منٹ میں آیا۔۔۔ اوکے لالا۔۔

نورین بول کر چلی۔۔۔ شاہ زین

دروازہ بند کرتے واپس اندر آیا۔۔

حور اسی پوزیشن میں بیٹھی ہوئی

تھی۔۔۔ شاہ زین حور کی طرف

بڑھا۔ چلو نیچے۔۔ شاہ زین حکمیہ لہجہ

میں بولا۔۔۔ حور جلدی سے بیڈ سے

اٹھتے دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔

کہاں جا رہی ہوں۔۔۔ شاہ زین اس

کی کلائی پکڑتے اسے روکتے ہوئے بولا

تھا۔۔۔

شاہ جی آپ نے ہی بولا نیچے جانا کا۔۔۔

حور نظریں جھکائے بولی۔۔۔ اس

حالیہ میں نیچے جاؤ گی۔۔۔ شاہ زین

اس کے وجود پر نظریں گاڑھیں

بولا۔۔۔ حور نے خود کی طرف دیکھتے

نظریں جھکائے تھی۔۔۔ شاہ زین اسے

خود سے لگاتے اس کی ڈوری بند

کرتے اس کی پیچھلی گردن پہ لب

رکھ گیا۔۔۔ شاہ زین نے اس کی

ڈوری بند کرتے اسے چادر

اوڑھی۔۔۔ اب چلو۔۔۔ شاہ زین

حور کی طرف دیکھتے ہوئے

بولا۔۔۔ جی۔۔۔ حور بولتے ہی

دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔

ڈانگ روم میں حور کے آتے ہی شاہ

بی بی نے پیار سے حور کی طرف

دیکھا۔۔۔

شاہ زین سلام کرتے شاہ بی بی کی

پیشانی عقیدت سے چومتے اپنی چٹیر پہ

بیٹھا۔۔۔ سب خاموشی سے ناشتہ کر

رہے تھے۔۔۔ اس خاموشی کو نورین

شاہ نے توڑا تھا۔۔۔ لالا میں آج

ہوسٹل سے اپنی بوکس لینے چلی

جاؤ۔۔۔ نورین شاہ نے شاہ زین سے

اجازت طلب کی تھی۔۔۔ میرا بچہ رحیم

کے ساتھ چلی جانا۔۔۔ شاہ زین نے

پیار سے جواب دیا۔۔۔ جی لالا۔۔۔

نورین شاہ مسکراتے ہوئے

بولی۔۔ حور تھوڑا سا کھانا کھاتے ہی
اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔ شاہ بی
بی اسے روکنا چاہتی تھی۔۔ لیکن شاہ
زین غصے نہ ہو جائے۔۔ اس لیے
خاموش رہی۔۔ نورین شاہ اور ثناء
شاہ ناشتہ کرتے ہی کچن میں چلے
گئی۔۔

شاہ آپ نے حور سے کچھ کچھ کہا

ہے۔۔ شاہ بی بی شاہ زین سے گویا

ہوئی۔۔ نہیں ماں میں نے تو حور

سے کچھ نہیں کہا۔۔ کیا آپ سے

حور نے کوئی بات کی ہے۔۔ شاہ زین

نے سوالیہ نظروں سے شاہ بی بی کی

طرف دیکھتے ہوئے ہوئے پوچھا

تھا۔۔۔ نہیں ہم سے حور نے کوئی

بات نہیں کی۔۔۔ ہم بس تسلی کر

رہے تھے۔۔۔ شاہ بی بی نے نار مل

لہجے میں جواب دیا۔۔

ماں ابھی کچھ دیر تک میں حور کو لے

کر شوپنگ پہ جا رہا ہوں۔۔ شاہ زین

نے شاہ بی بی کی طرف مسکراتے

ہوئے دیکھ کر ان کو بتایا تھا۔۔۔ چلو

اچھا ہے۔۔۔ شاہ بی بی بھی مسکراتے

ہوئے بولی۔۔۔ اور پھر اٹھ کر اپنے

کمرے طرف بڑھ گئی۔۔۔

شاہ زین بھی کمرے میں چلا گیا۔۔۔

اور بیڈ پہ لیٹتے آنکھیں موند گیا۔۔۔

حور و اشروم میں تھی۔۔۔ حور شاہ

زین کو دیکھ کر وہی روکی تھی۔۔۔ وہ

شاہ زین کے قریب نہیں جانا چاہتی

تھی۔۔۔ کیونکہ اسے پتہ تھا۔۔۔ شاہ

زین کے قریب گئی تو وہ اسے اپنی

باہوں سے راہی نہیں دے گا۔۔۔ جو

کہ حور نہیں چاہتی تھی۔۔۔ اس لیے

صوفے پہ جا کر بیٹھ گئی۔۔۔

حور کافی دیر صوفے پہ بیٹھی رہی۔۔۔

پھر شاہ زین کی طرف دیکھتے بیڈ پہ جا

کر بیٹھ گئی۔۔ اور شاہ زین کی طرف

دیکھنے لگی۔۔ جس کے چہرہ پہ ہر وقت

غصے ہی ہوتا تھا۔۔ وہ سوتا کتنا معصوم

لگتا ہے۔۔ حور شاہ زین کے طرف

دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی۔۔ اپنی

طبیعت خراب معلوم کرتے حور خود

پہ بلینکٹ لیے لیٹ گئی۔۔

حور کا چہرہ شاہ زین کی طرف تھا۔۔

کب اسے پیدا آئی۔۔ اسے پتہ ہی

نہیں چلا۔۔ شاہ زین کی اپنے چہرہ پہ

سلگتی سانسیں محسوس کرتے حور نے

تھوڑی سی آنکھیں کھولی۔۔۔ شاہ

زین کو اپنے قریب دیکھتے حور جلدی
سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔ سوتے ہوئے

بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔۔ شاہ
زین حور کی ناک پر انگلی رکھتے ہوئے
بولا۔۔ حور نے شاہ زین کی طرف

دیکھا۔۔ جس کی آنکھیں الگ ہی

تھی کوپر براؤن آنکھیں جو بہت

خوبصورت تھی۔۔۔ لیکن ان میں
غصے ہی جھلکتا تھا۔ چلو شوپنگ پہ لے
کر چلو تمھیں۔۔ شاہ زین نے حور کو
خود کی طرف دیکھتے پا کر محبت سے
بولا۔۔۔

Fantastic novel by nailajutt

جی۔۔۔ وہ حیرانگی سے پوچھنے

لگی۔۔ چلو اٹھو جلدی آؤ۔۔ شاہ زین

اسے حیران دیکھتے ہوئے بولا۔۔

حور بولتے ہی جلدی سے بیڈ سے اٹھتے

ڈر سینک روم میں بھاگی۔۔ شاہ زین

مسکراتے ہوئے کمرے سے نکل

گیا۔۔۔ حور چادر لیے کار پیوچ میں

آئی تھی۔۔۔ شاہ زین گاڑی میں ہی

حور کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ حور گاڑی

میں بیٹھی تھی۔۔۔ جو کہ چادر ٹھیک

کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ شاہ

زین نے حور کی طرف دیکھتے ایبرو

آچکائی۔۔۔ تم سے ایک چادر نہیں

سنجھالی جاتی۔۔۔ شاہ زین اس کی چادر

ٹھیک سے سیٹ کرتے ہوئے

بولا۔۔ نہیں کرنی تھی تو نہ کرتے۔۔

اس میں باتیں سننے والی کیا بات

تھی۔۔ حور نے شاہ زین کی طرف

دیکھتے دل میں ہی سوچا۔۔

صائم ناشتہ کرتے لاؤنج میں بیٹھا فون

استعمال کر رہا تھا۔۔۔ لا لا آپ تو آپ

سے ملنے جا رہے تھے۔۔۔ سائرہ

کمرے سے نکلتے صائم کو لاؤنج میں

بیٹھے دیکھ کر بولی۔۔۔

بس جا رہا ہوں۔۔۔ صائم نے فون بند

کمرے کے پوکٹ میں رکھتے ہوئے جواب

دیا تھا۔۔۔ ویسے لالا کیا آپ کو سچ میں

کوئی لڑکی پسند ہے۔۔۔ سائرہ نے

سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے

پھر سے پوچھا۔۔۔ میری ماں

نہیں۔۔۔ صائم پیشانی پر ہاتھ رکھتے

ہوئے بولا۔۔۔ لالا بتائے نہ۔۔۔

سائرہ روتا ہوا چہرہ بنا کر بولی۔۔۔ ہاں

پسند ہے۔۔ اور بہت جلد تمھاری
بھابھی بھی بنادو گا۔۔ لیکن ابھی یہ
سر پر اتن ہی رہنے دو۔۔ کہ وہ لڑکی
کون ہے۔۔ صائم صوفے سے اٹھتے
ہوئے بولا۔۔ لیکن لالا۔۔ ساثرہ
نے صائم کی طرف دیکھا۔۔ میرا بچہ
صبر رکھوں کچھ دن جلد ہی ملو ادو

گا۔۔۔ صائم مسکراتے ہوئے

بولا۔۔۔ اوکے لالا۔۔۔ سائے رہنے بات

مان گئی تھی۔۔۔ میں آپ سے مل کر

آتا ہوں۔۔۔ صائم بول کر باہر نکل

گیا۔۔۔ اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ

گیا۔۔۔

صائم کی گاڑی شاہ زین کی حویلی میں
آکر روکی۔۔ صائم مسکراتے ہوئے
اندر داخل ہوا تھا۔۔ صائم اندر لاؤنج
میں آیا تھا۔۔ کیونکہ ثناء شاہ کا بھائی اور
پھر زوایار شاہ کے بہت خاص دوست
جاوید شاہ کا بیٹا تھا۔۔ صائم صوفے پہ
بیٹھا تھا۔۔ ثوبیہ ثناء شاہ کو بتانے جا

چکی تھی۔۔۔ صائم وہی بیٹھا ہوا

تھا۔۔۔ جب شاہ زین حور کے ساتھ

لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔۔۔

حور صائم کو سامنے لائونج میں صوفے

پر بیٹھا دیکھ کر وہی سٹل ہوئی

تھی۔۔۔ صائم نے حور کو نہیں دیکھا

تھا۔۔۔ صائم شاہ زین کو دیکھ کر اس

کی طرف بڑھا۔۔ کیسے ہیں لالا۔۔

صائم شاہ زین کے گلے لگتے ہوئے

بولا۔۔ میں ٹھیک تم کب آئے۔۔

شاہ زین نے صائم کی کندھے پہ ہاتھ

رکتے ہوئے مسکرا کر بولا۔۔

بیٹھو۔۔ شاہ زین نے صائم کو بیٹھنے کا

اشارہ کیا۔۔ صائم صوفے پہ بیٹھا ہی

تھا کہ اس کی نظر شاہ زین کے پیچھے
کھڑی حور پہ پڑی۔۔ صائم کی آنکھیں
حیرت سے کھولی تھی۔۔ صائم حیران
ہوا تھا۔۔ شاہ زین صائم کو پیچھے
دیکھتے پا کر دیکھنے لگا کہ آخر وہ دیکھ کیا
رہا تھا۔۔ وہ بھی اتنی حیرانگی
سے۔۔۔ وہ حور کی طرف دیکھ رہا

تھا۔۔۔ شاہ زین سے برداشت نہ ہوا

تھا کہ کوئی اس کی طرف یوں

دیکھے۔۔۔

کمرے میں جاؤ۔۔۔ شاہ زین نے حور

کی طرف دیکھتے ہوئے اسے جانے کو

کہا تھا۔۔۔ لیکن حور تو وہی سٹل ہوئی

تھی۔۔ اس میں تو ہلنے کی ہمت تک نہ
تھی۔۔

شاہ زین کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا
تھا۔۔ شاہ زین حور کی طرف بڑھا
اور اسے بازو سے پکڑتے جھنجھوڑا۔۔
تم سے کہا ہے اندر جاؤ۔ شاہ زین حور
کو سرخ آنکھوں سے گھورتے ہوئے

بولا۔۔۔ کمرے میں جاؤ۔۔۔ شاہ

زین حور کی بازو پہ اپنی گرفت مضبوط

کرتے بولا۔۔۔ ج۔۔۔ جی۔۔۔ حور

جلدی سے بولتے اپنی بازو چھروانے

کمرے میں بھاگی۔۔۔ صائم کی

طرف بڑھا۔۔۔ صائم کو اپنی آنکھوں پہ

یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔

میں ثناء کو بھیجتا ہوں۔۔۔ شاہ زین
بول کر لاؤنج سے نکلتے کمرے کی
طرف بڑھا۔۔۔ حور بیڈ پہ بے یقینی
سے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ وہ پی۔۔
یہاں۔۔۔ لک۔۔۔ کیسے۔۔۔ حور اپنی
لڑکھڑاتی زبان سے بولتے ہوئے
سوچ رہی تھی۔۔۔ تبھی شاہ زین

دروازہ کھولتے اندر آیا۔۔ حور نے
شاہ زین کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔
شاہ زین نے حور تک پہنچتے اسے بازو
سے پکڑتے اپنے قریب کیا۔۔ تم
سے جب اندر آنا کا بولا تو وہی کیوں جم
گئی تھی۔۔ شاہ زین حور کو سرد
نظروں سے دیکھتے ہو۔ ہوئے

بولا۔۔۔ حور اس کی اتنی سختی پہ حور نم

نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ شاہ

زین اس کی نم آنکھیں دیکھتے اسے بیڈ

پہ پھینکا باہر نکل گیا۔۔

ثناء شاہ لاؤنج میں صائم کو دیکھ کر

خوش ہوئی تھی۔۔۔ صائم۔۔۔ ثناء شاہ

مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ کیسا ہے

میرا بھائی۔۔۔ ثناء شاہ چہرہ پر

مسکراہٹ لیے بولی۔ شاہ زین ہوش

میں آیا تھا۔۔۔ ٹھیک ہوں آپ۔۔۔ آپ

آپ سے ایک بات پوچھوں۔۔۔ صائم ثناء

شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ وہ

کب سے پوچھنا چاہ رہا تھا۔۔۔ وہ تب

سے بے چین تھا۔۔ آخرا ب وہ

خاموش نہ رہ سکا تھا۔۔

پوچھو۔۔ ثناء شاہ مسکراتے ہوئے

بولی۔۔ وہ اپنے بھائی سے اتنے وقت

بعد ملنے پر خوش تھی۔۔ آپی وہ

لڑکی۔۔ جولالا کے ساتھ اندر آئی۔۔

وہ کون ہے۔۔ صائم نے ثناء شاہ کو

سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے تھوڑا

ساہچکچاتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔۔۔ وہ

حور ہے۔۔۔ زین۔۔۔ کک۔۔۔ کی

دوسری۔۔۔ بیوی۔۔۔ ثناء شاہ نے ہلکی

سی مسکراہٹ لیے سے بتایا

تھا۔۔۔ اسے اپنے کانوں پر یقین نہ ہوا

تھا۔۔۔ وہ وہی ساکت ہوا تھا۔۔۔

وہ شاویر کے قتل کے بدلے ونی ہو کر

آئی ہے۔۔۔ ثناء شاہ صائم کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ وہ اسے بتا رہی

تھی۔۔۔ لیکن صائم کچھ بھی سن نہیں

رہا تھا۔۔۔ صائم بنا کچھ بولے۔۔۔ اٹھ

کر باہر نکل گیا۔۔۔ جبکہ ثناء شاہ اس

کے روائہ پہ حیران ہوئی تھی۔۔۔ کہ

وہ اتنا وقت کے بعد آیا ہے اور یوں ہی

چلا گیا۔۔ مگر وہ کر ہی کیا سکتی

تھی۔۔ اسی لیے خاموشی سے کمرے

کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔

صائم اپنی گاڑی لیے اب سڑکوں پہ

گھوم رہا تھا۔۔۔ وہ بس یو ہی بنا مقصد

کے گاڑی یہاں وہاں لیے گھوم رہا
تھا۔۔۔ اسے جانا کہیں نہیں تھا۔۔۔
لیکن اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔ کہ
حور کی شادی ہو سکتی ہے۔۔۔ صائم کو
اپنا خون خولتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ اسے
اپنا وجود جلستا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

کیسے کر سکتی ہوں تم ایسا۔۔۔ صائم

یقدریم سیٹرینگ پہ ہاتھ مارتے ہوئے

چلایا تھا۔۔۔ کیوں کیا تم نے ایسا۔۔۔

کیوں۔۔۔ کیوں۔۔۔ کیوں۔۔۔ صائم

چینخ رہا تھا۔۔۔ اچھا نہیں کیا تم نے

حور۔۔۔ صائم نے اپنی کنپٹی مسلی

تھی۔۔۔ صائم دوپہر سے سڑک پہ

گاڑی لیے گھوم رہا تھا۔۔۔ رات کا

وقت ہو رہا تھا۔۔

میں تمہیں نہیں چھوڑو گا حور۔۔۔ تم

صرف میری ہوں۔۔۔ صرف میری

ہوں۔۔۔ صائم نے بولتے ہی گاڑی کا

رخ شاہ زین کی حویلی کی طرف

کیا۔۔۔ صائم تنگ و تدڑا بیونگ کر

رہا تھا۔۔۔ صائم گاڑی کھڑی کرتے

سیدھا اندر آیا تھا۔۔۔ حور کچن سے

نکل رہی تھی۔۔۔ صائم حور کو دیکھتے

اس کی طرف بڑھا اور اس کی کلائی

پکڑتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔ حور

صائم شاہ کی اس افتاد کے لیے تیار نہ

تھی۔۔۔ اس کے ہاتھ سے پانی کا

گلاس گرتے کرچیوں میں بکھیرا

تھا۔۔

تم نے کیوں کیا ایسا حور۔۔۔ بولو تم
نے کیوں کیا۔۔ صائم شاہ اس کی
کلائی پکڑے چلایا تھا۔۔ حور خوف
سے کانپی تھی۔۔ وہ تو پہلے سے ہی
خوفزدہ تھی۔۔ صائم شاہ بھی اسے

خوفزدہ کر گیا تھا۔۔ حور کی آنکھیں نم
ہوئی تھی۔۔

میں تو تم سے محبت کرتا ہوں
حور۔۔۔ ہمارا لاشہ ہوا تھا تمہارے
ڈیڈ نے کیا تھا اور تم بھی تو مجھ سے۔۔
صائم۔۔۔ ابھی صائم اتنا بولا ہی تھا کہ
شاہ زین کی دھاڑ پہ صائم نے پیچھے کی

طرف دیکھا۔۔۔ جہاں شاہ زین کھڑا

اسے خون چھلکتی آنکھوں سے دیکھ رہا

تھا۔۔۔ شاہ زین سیڑھیاں اترتے

صائم شاہ کی طرف بڑھا۔۔۔ صائم

حور کی کلائی چھوڑ چکا تھا۔۔۔ شاہ زین

نے صائم کی طرف بڑھتا اس کا

گریبان پکڑتے اس کے چہرے پہ مکا

جڑا تھا۔۔۔ جس سے صائم کے

ہونٹوں سے خون نکلنا شروع ہوا

تھا۔۔۔

ثناء شاہ، شاہ بی بی، نورین شاہ شور کی

آواز سنتے باہر آئی تھیں۔۔۔ باہر کا

ماحول دیکھتے سب کی جان ہوا ہوتی

تھی۔۔۔ ثناء شاہ صائم شاہ اور شاہ زین

شاہ کی طرف بڑھی۔۔۔ آج تک ایسا
کبھی نہ ہوا تھا۔۔ پھر اچانک ایسا کیا ہو
گیا تھا کہ وہ دونوں یوں جھگڑا کر رہے
تھے۔۔۔ صائم شاہ خود کو چھروانے
کی تنگ و تد کر رہا تھا۔۔ جس کے
باعث صائم شاہ کی گاڑی کی کیز شاہ
زین کے ہونٹوں پہ گہرا زخم چھوڑ چکی

تھی۔۔ جسے دیکھ ثناء شاہ کی جان نکلی
تھی۔۔ حور تو خوف سے کانپتے ہوئے
یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔ اس میں ملنے
کی ہمت نہ تھی۔۔

ثناء شاہ شاہ زین سے صائم شاہ کو دور
کرتی اس کے چہرہ پہ تھپڑ مار گئی
تھی۔۔۔ صائم شاہ نے چہرہ پہ ہاتھ

رکھتے ثناء شاہ کو بے یقینی سے

دیکھا۔۔۔۔۔ یہ کیا کیا تم نے تمہیں پتہ

بھی ہے۔۔۔ تم کیا کر رہے تھے۔۔۔

شوہر ہے میرے۔۔۔ تمہاری ہمت

کیسے ہوئی ان پہ ہاتھ اٹھانے کی معافی

مانگو۔۔۔ ثناء شاہ صائم شاہ کا گریبان

پکڑتی چلائی تھی۔۔۔ آپی میں نہیں

مانگ سکتا۔۔ ان کی غلطی

ہے۔۔ انہوں نے پہلے مجھ پر ہاتھ

اٹھایا۔۔ صائم شاہ شاہ زین کو

گھورتے ہوئے بولا۔۔ واقع ہی شاہ

زین نے ہی تو اسے مارنا شروع کیا

تھا۔۔

معافی مانگو صائم ورنہ آج سے
تمہارے لیے تمہاری آپی مر

گئی۔۔۔ ثناء شاہ صائم شاہ کا گریبان

چھوڑتے ہوئے بولی۔۔ ثناء شاہ کی

بات پہ صائم شاہ کی آنکھوں میں بے

یقینی اور بڑھی تھی۔۔ سوری۔۔۔

صائم شاہ بول کر لاؤنج سے نکلا۔۔ شاہ

زین حور کو سرخ آنکھوں سے دیکھ رہا

تھا۔۔۔

حور شاہ زین کی سرخ آنکھوں سے

خوفزدہ ہوتے کانپ رہی تھی۔۔۔

شاہ زین ایک ہی جست میں حور تک

پہنچا۔۔۔ اس کی کلائی پکڑتے اسے خود

کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے اوپر کی

طرف بڑھا تھا۔۔ خوف کے مارے
حور کی چینے بھی گلے میں ہی دبی
تھی۔۔۔ شاہ زین پاؤں سے دروازہ
کھولتے اندر آیا اور بے دردی سے حور
کو بیڈ یہ پھینکا تھا۔۔۔ حور درد کی پرواہ
کیے بنا اٹھتے ہی بیڈ کراؤن سے لگی۔۔

شش۔۔۔ش۔۔ش شش۔۔

شاہ۔۔جج۔۔جی۔۔۔حور منہ پہ ہاتھ

رکھتے روتے ہوئے بولی۔۔شاہ زین

کی سرد سرخ آنکھیں دیکھتے حور کو

نکاح کی رات یاد آئی تھی۔۔شاہ زین

نے حور کی طرف بڑھتے اسے بالوں

سے پکڑتے اس کا چہرہ اپنا مقابل

کیا۔۔ حور کی تکلیف سے چیخنے کمرے

میں گونجی تھی۔۔ کیسے جانتی ہوں تم

اس کو۔۔ اور کیا بکواس کر رہا تھا

وہ۔۔ شاہ زین دھاڑا تھا۔۔ شاہ زین

کی دھاڑ پہ حور منہ پہ ہاتھ رکھتے اپنی

سسکیاں روک گئی۔۔۔

اس کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے

پر شاہ زین حور کے بالوں پہ اپنی

گرفت مضبوط کرتے اس

کے ہونٹوں پہ جھکا تھا۔۔ حور کی

سانیس مدھم ہو رہی تھی۔۔۔ لیکن

شاہ زین بے حس بنا اس کی سانسیں پی

رہا تھا۔۔۔ شاہ زین کو چاہ کر بھی حور پہ

ترس نہیں آرہا تھا۔۔۔ حور اس کے
حصار میں کانپ رہی تھی۔۔۔ شاہ زین
اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشے اس کی
گردن پر جھکا تھا۔۔۔

شش۔۔۔ شش۔۔۔ شش۔۔۔ شاہ۔
جج۔۔۔ جی۔۔۔ حور اس کی اتنی شدت
پہ تڑپتے ہوئے بولی۔۔۔ شاہ زین اس

کی ہر پکار اگنور کرتے اس پہ اپنی
شدتیں ڈھارہا تھا۔ شاہ زین اس کی
دھڑکنوں پہ جھکتے ظلم ڈھارہا تھا۔۔
شاہ زین اسے اوپر کرتے اس کی
ڈوریاں کھولتے قمیض ایک ہی جست
میں الگ کرتے اس کی دھڑکنوں کا
آخری پردہ بھی ہٹاتے حور کی جان

نکال چکا تھا۔۔۔ شاہ زین کی شدت
برداشت کرتے حور کی سانسیں
روک رہی تھی۔۔۔ شاہ زین اس کے
اور خود کے درمیان ہر پردہ آزاد
کرتے اس میں سما یا تھا۔۔۔ حور کی
چینخوں سے حویلی کی دیواریں کانپی

تھی۔۔ جنہیں شاہ زین اس کے گلے

میں گھونٹ چکا تھا۔۔

شاہ زین حور پہ ساری رات اپنی
شدتیں ڈھاتارہا تھا۔۔ حور شاہ زین کی
شدتوں کی تاب نہ لیتے ہوئے بے
ہوش ہو چکی تھی۔۔۔ لیکن شاہ زین

پھر بھی اسے خود کے حصار میں قید

کیے ہوئے تھا۔۔۔ شاہ زین حور کو اپنی

باہوں میں ہی قید کیے سوچکا تھا۔۔۔

صبح کے 10 بج رہے تھے۔۔۔ جب

شاہ زین کی آنکھ اس کے فون کی آواز

پہ کھولی۔۔۔ شاہ زین نے فون اٹھاتے

کان سے لگایا۔۔۔ لیکن فون پہ ملنے

والی خبر شاہ زین کی آنکھیں کھول چکی

تھی۔۔۔ شاہ زین نے اپنے حصار میں

نیم بے ہوش حور پہ ایک نظر

ڈالی۔۔۔ جو اس وقت اپنے ہوش و

حواس سے بیگانہ اسکے حصار میں قید

تھی۔۔۔ شاہ زین اسے اپنی شرٹ

پہناتے بیڈ سے اٹھتے واشروم کی

طرف بڑھا۔۔ شاہ زین فریش ہو کر

نکلاتو اس کی نظر حور پہ پڑی جو کہ ابھی

بھی اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ

تھی۔۔۔

شاہ زین نے حور کی طرف بڑھتے اس

کے چہرہ پہ پانی کی کچھ بوندیں ڈالی۔۔

حور نے ہڑبڑاتے ہوئے آنکھیں

کھولی۔۔۔ لیکن اپنے سامنے شاہ زین

کو دیکھ کر حور بلیںکٹ مٹھیوں میں
جکڑے بیڈ کراؤن میں سمائی تھی۔۔
شاہ زین اس کی آنکھوں میں خوف
دیکھتے اس کی پیشانی پہ ہونٹ رکھتے
باہر نکل گیا۔۔۔

—————

اس کی گاڑی کے گرد چار گاڑیوں نے

گاڑیاں روکتے گاڑی کو آگے بڑھنے

سے روکا تھا۔ اس نے ڈرائیور کی

طرف دیکھا۔ انکل یہ کیا۔ ابھی وہ

اتنی ہی بولی تھی کہ کچھ لوگ گاڑیوں

سے نکلتے ان کی طرف بڑھیں اور ان

کی گاڑی کو نوک کیا۔ اس نے شیشے

نیچے کرتے باہر دیکھا ہی تھا کہ وہ اس
کے سر پہ پسل تان چکا تھا۔۔۔ باہر
نکلو۔۔۔ اس شخص کی آواز اتنی سردی
تھی کہ ڈرائیو ڈرتے ہوئے باہر
نکلا۔۔۔ دو آدمی اسی لمحے گاڑی کی
طرف بڑھتے اس کی کلائی کھینچ کر
اسے گھسیٹتے ہوئے لے جا رہے

تھیں۔۔۔ ڈرائیوران کی طرف بڑھا

ہی تھا کہ وہ اس کے سر پہ پسٹل مارتے

اسے بے ہوش کر چکا تھا۔۔

چھوڑ مجھے۔۔ میرے لالا تمھاری

جان نکل دے گے۔۔ اگر ان کو پتہ

چلا۔۔۔ وہ خود کو چھروانے کی ناکام

کوشش کرتے چلا رہی تھی۔۔ اس کی

بات پہ ایک آدمی نے مڑتے ہوئے

اسکی طرف دیکھا اور ہسنے لگا۔

تمہارے لالا کو پتہ چلا گا تو وہ ہماری

جان لے گا۔ ایک آدمی جاندار

قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ باقی سب

بھی اس کی بات پہ قہقہہ لگا رہے

تھیں۔۔ اس نے اسے گاڑی کی پیچھلی

سیٹ پہ پھینکتے گا ری سٹارٹ کی۔۔

تینوں گاڑیاں الگ روانہ ہو چکی

تھی۔۔ جبکہ ایک سیدھی سڑک پہ جا

رہی تھی۔۔ وہ چلا رہی تھی۔۔

اچانک اس کی نظر سامنے سے آتی

گاڑی میں بیٹھے شخص پہ پڑی۔۔۔

ہلپ می۔۔ پلیز۔۔ وہ چلائی تھی۔۔۔
کسی کی آواز سنتے اس نے اپنے گرد
دیکھا۔۔۔ اسے چلاتا دیکھ کر وہ اپنی
گاڑی اس کے پیچھے لگا چکا تھا۔۔ ایک
سیدھی سڑک تھی۔۔۔ جس پہ اس
نے اپنی گاڑی سامنے لے جاتے روکی

تھی۔۔ جس سے سامنے والے نے
بھی گاڑی کی بھی بریک لگائی تھی۔۔

ہٹو یہاں سے۔۔ اپنی گاڑی پیچھے
کرو۔۔ اس آدمی نے چہرہ گاڑی سے
نکالتے ہوئے اپنے سامنے والے
شخص سے کہا تھا۔۔ لیکن وہ ہر بات

ان سنی کرتا اس کی طرف آرہا

تھا۔۔۔ دو آدمی گاڑی سے نکلتے اس کی

طرف بڑھے۔۔ اس سے پہلے وہ کوئی

وار کرتے وہ ان کے چہرہ پہ مکا جڑتا ان

کا حال بے حال کر چکا

تھا۔۔۔ تیسرے آدمی نے گاڑی سے

نکلتے ہی اس پہ گولی چلائی۔۔

گولی سیدھا اس کے بازو پہ لگی
تھی۔۔۔ جسے دیکھ وہ آدمی بھی بھاگ
چکا تھا۔۔ گولی کی آواز پہ اس نے
آنکھیں بند کر کے چیخ ماری تھی۔۔۔
پھر آہستہ سے آنکھیں کھولتے اس نے
باہر دیکھا۔۔۔ باہر آدمی نہیں تھے۔۔
جسے دیکھ وہ گاڑی سے نکلتے سیدھا اس

کی طرف بڑھی۔۔۔ اس کی بازو سے

خون بہہ رہا تھا۔۔۔ جسے دیکھ اس نے

اپنی چادر پکڑتے اسے سائیڈ سے

پھاڑتے اس کی بازو پہ بندھی تھی۔۔

آ۔۔۔ آپ ٹھیک ہے۔۔ اس کی

آواز اچانک ہی لڑکھڑائی تھی۔۔ آپ

ٹھیک ہیں۔۔ اس نے اس کی روتی

آنکھوں پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے

پوچھا۔۔۔ج۔۔۔جی۔۔۔وہ اپنے

آنسوؤں صاف کرتے ہوئے

بولی۔۔۔چلے میں آپ کو آپ کے

گھر چھوڑ دو۔۔۔اس نے ایک نظر اس

پہ ڈالتے گاڑی کی طرف بڑھنے کا

اشارہ کیا۔۔۔

نن۔۔نن۔۔نہیں۔۔۔میں حویلی
نہیں جاسکتی۔۔۔اس کی آنکھوں سے
آنسوؤں رواں ہوئے تھے۔۔وہ حیران
ہوا تھا۔۔کیوں۔۔۔اس نے حیرانگی
سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا۔۔۔مم۔۔میرا یقین کون کرے
گا۔۔۔وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔کیا

مطلب۔۔ کس بات کا یقین۔۔ اس
نے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے
کہا۔۔ کوئی میری بات کا یقین نہیں
کرے گا۔۔ مجھے کسی نے اگواہ
کیا۔۔ مجھے کسی نے کچھ۔۔ وہ بولتے
ہوئے روکی تھی۔۔ اس نے اس کی
طرف الجھن بھری نظروں سے

دیکھا۔۔۔ میرا کوئی یقین نہیں کرے

گا مجھے کسی نے چھوا نہیں۔۔۔ اس کے

آنسوؤں تیزی سے بہنے شروع ہوئے

تھیں۔۔۔

میں کیا کر سکتا ہوں۔۔۔ اس نے اس کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ آپ

ایسے کرے مجھے مار دے۔۔۔ میری

جان لے لیں۔۔ وہ روتے ہوئے
بولی۔۔ اس کی آنکھیں حیرت سے
کھولی تھی۔۔ میں ایسا نہیں کر
سکتا۔۔ وہ اپنی کنبٹی مسلتے ہوئے
بولا۔۔

اس نے پریشانی سے اپنے بالوں میں
ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کی طرف

دیکھا۔۔ آ۔۔ آ۔۔ آپ میری جان
نہیں لے سکتے۔۔ میں تو اپنی جان خود
لے سکتی ہوں۔۔ وہ بولتے ہی گاڑی
کی طرف بڑھی تھی۔۔ اس کی بات
سننے اس نے اس کی طرف دیکھا۔۔
اسے گاڑی کی طرف بڑھتا دیکھ وہ

ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اس

کا ہاتھ روک چکا تھا۔۔۔

میں کرو گا۔۔۔ مجھ سے نکاح کرو

گی۔۔۔ وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے

سوال کر گیا۔۔۔ اس نے بے یقینی سے

اس کی طرف دیکھا۔۔۔ کیا۔۔۔ وہ بے

یقینی کی کیفیت سے بولی تھی۔۔۔ ہاں

کیا مجھ سے نکاح کرو گی؟؟ اس نے
دوبارہ سوال کیا تھا۔۔ مم۔۔ میں نکاح
کے لیے تیار ہوں۔۔۔ اس نے اپنی
نم آنکھیں صاف کرتے ہوئے جواب
دیا تھا۔۔ او کے اب گاڑی میں بیٹھو۔۔
اس نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے
اسے بیٹھنے کو کہا تھا۔۔ وہ بھی ڈری

ہوئی تھی اسی لیے خاموشی سے بیٹھ
گئی۔۔ وہ ڈرائیونگ سٹارٹ کرتے
ہوئے فون پہ نمبر ڈائل کرتے ہوئے
کال ملا گیا۔۔

فام ہاؤس پہ گواہ اور نکاح خواں لے کر
پہنچو۔۔ اس نے سیدھی بات کی
تھی۔۔ کیا۔۔ دوسری طرف جیسے

حیرانگی سے اس کی آنکھیں ہی کھلی
تھی۔۔۔ نکاح کس کا۔۔۔ دوسری
طرف سے آواز آئی تھی۔۔۔ فام
ہاؤس آؤ۔۔۔ جلدی۔۔۔ اس نے
بولتے ہی کال کاٹ دی اس نے ایک
نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ اور

پھر نظریں جھکا گئی۔۔ گاڑی فام ہاؤس

کے کارپیوچ میں آکر روکی۔۔

اس نے گاڑی سے نکلتے اس کی طرف

کادر وازہ کھولا۔ اور اسے لیے اندر کی

طرف بڑھا۔ اندر نکاح خواں اور

اسے بیٹھا دیکھ کر وہ مسکرایا۔۔ لیکن

سامنے والا حیران ہوا تھا۔ اس نے

ایک نظر لڑکی کی طرف دیکھا۔

بہت سے سوال ذہین میں آئے

تھے۔ لیکن فلحال یہ وقت نہیں

تھا۔ اس لیے خاموش رہنا بہتر

تھا۔۔۔ اور پھر کچھ ہی عرصے میں اس کی

ولدیت بدل چکی تھی۔۔ جبکہ اس کی

آنکھیں نم ہو رہی تھی۔ اس نے نم

آنکھوں سے سامنے بیٹھے شخص کو

دیکھا۔۔۔

جو کچھ ہی پل میں اس کی دل و جان کا

مالک بن چکا تھا۔۔۔ سب کے

جانے کے بعد لاؤنج میں کوئی نہیں

تھا۔۔۔ وہ کمرے کی طرف بڑھا اور

دروازہ کھولتے اندر آیا۔۔۔ وہ جو بیڈ پہ

بیٹھی آنسوؤں بہہ رہی تھی۔۔۔ اس

نے اپنی بھگی آنکھوں سے اس کی

طرف دیکھا۔۔۔ اس نے اپنی نم

آنکھیں صاف کی تھی۔۔۔ وہ اس کی

طرف بڑھاتا تھا۔

جسے دیکھ وہ بیڈ سے اٹھی تھی۔۔۔ اسے

اپنی طرف آتا دیکھ وہ پیچھے ہوئی

تھی۔۔ اس نے اسکی کلائی پکڑتے

اسے اپنے قریب کیا۔۔ اس نے

خوفزدہ ہوتے اس کی طرف دیکھا۔۔

وہ۔۔ ابھی وہ سمجھ بولتی کہ وہ اس کی

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

چلو میں تمہیں حویلی چھوڑ دو۔۔ اس

کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے گویا ہوا

تھا۔۔ اور اس کی کلائی چھوڑتے باہر
نکل گیا۔۔

اس کی دھڑکنوں کی رفتار تیز ہوئی
تھی۔۔۔ اس نے گہرے سانس
لیتے اپنی پیشانی پہ آیا بیسنہ صاف کیا
تھا۔۔ اور پھر اپنا چہرہ چھپاتے کمرے
سے نکلی۔۔ لاؤنج میں اسے کھڑا دیکھ

کر اس سے کچھ فاصلے پہ کھڑی ہوئی
تھی۔۔ اس کا چہرہ دوسرا تھا۔۔ اور
وہ فون پہ بات کر رہا تھا۔۔ فون بند
کرتے اس نے پیچھے دیکھا۔۔ اسے
پیچھے دیکھ کر اس نے اس کی آنکھوں
میں دیکھا۔۔ چلو۔۔ وہ بول کر باہر
نکل گیا۔۔

اس کے پیچھے وہ بھی نکل گئی۔۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی اس کا دل کانوں
میں بجنا شروع ہوا تھا۔ گاڑی روکتے
ہی اس نے اس کی طرف دیکھا۔
ابھی کسی سے کچھ مت کہنا۔ وقت
آنے پر میں خود بتاؤ گا۔ اس نے اس کی

طرف دیکھتے ہوئے شاید اسے حکم دیا

تھا۔۔۔ پریشان نہیں ہونا۔۔۔ جلد ہی بتا

دو گاسپ کو۔۔۔ ابھی بس تم خاموش

رہنا۔۔۔ اس نے اسے تنبیہ نظروں

سے دیکھا تھا۔۔۔ حج۔۔۔ جی۔۔۔ اس نے

اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہمیں

سر ہلایا۔۔۔ اور گاڑی سے نکلتے اندر

حویلی کی طرف بڑھی۔۔ اس کے
جاتے ہی وہ گاڑی زن سے بھاگالے
گیا۔۔

شاہ زین جرگے میں پہنچا۔۔ از میر
شاہ نے شاہ زین کو خون اتری آنکھوں
سے دیکھ تھا۔۔ شاہ زین نے بھی

اسے جواباً گھورا تھا۔۔ ارسلان شاہ نے

ایئر پورٹ سے ریسو کی ہوئی ڈیٹلز

پنچایت میں دیکھائی تھی۔۔۔ جس

سے یہ ثابت ہو چکا تھا۔۔ کہ ارسلان

شاہ نے شاور کی جان نہیں لی۔۔ اور

پھر پنچایت کا فیصلہ سنتے شاہ زین اپنی

سرد نظریں ان تینوں پہ گاڑھیں اور

اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔

شاہ زین کی گاڑی کے پیچھے ہی ارسلان

شاہ کی گاڑی تھی۔۔۔ ان کی گاڑیاں

حویلی کے کارپیوٹ میں آکر

روکی۔۔۔ شاہ زین دھاڑ سے دروازہ

بند کرتے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ وہ

تینوں بھی شاہ زین کے پیچھے اندر کی
طرف بڑھیں۔۔ لاؤنج میں شاہ بی بی
بیٹھی ہوئی تھی۔۔ نورین شاہ کچن سے
چائے لیے نکلتی رہی تھی۔۔ ان
تینوں کو دیکھ کر شاہ بی بی، نورین شاہ
حیران ہوئی تھی۔۔

حور کہاں ہے۔۔۔ از میر نے شاہ زین

کو سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا

تھا۔۔۔ شاہ زین پریشانی سے اپنے

بالوں میں ہاتھ پھیرتے لاؤنج میں چکر

لگا رہا تھا۔۔۔ شاہ بی بی شاہ زین کو دیکھ

کر حیران ہوئی تھی۔۔۔۔ حور کو بلا

دے۔ شاہ زین سے کوئی جواب نہ

ملنے پہ حنان نے پاس کھڑی ملازمہ

سے کہا تھا۔۔۔ ملازمہ نے شاہ زین

کے سرد سرخ چہرہ کی طرف

دیکھا۔۔ شاہ زین کا چہرہ دیکھ کر اس

میں ملنے کی بھی ہمت نہیں ہوئی

تھی۔۔۔

بچے جاؤ بھابی کو بتاؤ ان کے بھائی آئے

ہیں۔۔۔ شاہ بی بی نے نورین شاہ سے

چائے لیتے ہوئے اسے حکم دیا

تھا۔۔ جانتی تھی کہ شاہ زین کو دیکھ

کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہلے

گا۔۔۔ جی۔۔۔ نورین شاہ بول کر

سیڑھیوں کی طرف بڑھتی اوپر چلے
گئی۔۔

بیٹا بیٹھ جائیں ثوبیہ جاؤ جو س کے کر
آؤ۔۔ شاہ بی بی ان تینوں کو دیکھتے

ہوئے بولی۔۔۔ ہم۔۔۔ اس سے پہلے

ازمیر کچھ بولتا ارسلان نے اس کی

طرف دیکھتے اسے کچھ بھی بولنے سے

روکا تھا۔۔۔ از میر جزباتی ہے۔۔۔ اور وہ

وہ جانتا تھا از میر شاہ بی بی کو بھی

جذبات میں آکر ہی جواب دے

گا۔۔۔ اس لیے اسے خاموش رہنے کا

اشارہ کیا۔۔۔

نہیں ہم بس گڑیا کو لینے آئے

ہیں۔۔۔ ارسلان شاہ نے چہرہ پہ

مسکراہٹ لیے کہا تھا۔۔۔ شاہ بی بی

نے حیرانگی سے اس کی طرف

دیکھا۔۔۔ پھر شاہ زین کی طرف

دیکھا۔ جو کہ پریشانی سے لاؤنج میں

ابھی بھی چکر لگا رہا تھا۔۔۔ اس کے

چہرہ کے سرد سرخ تاثرات دیکھ شاہ بی

بی پریشان ہوئی تھی۔۔۔ نورین شاہ

نے دروازہ نوک کیا۔۔۔ لیکن اندر

سے کوئی جواب نہ ملنے پہ نورین شاہ

کمرے میں آئی۔۔ حور کمرے میں

سہیں تھی۔۔۔

بھابی۔۔۔ نورین نے چاروں طرف

نظریں دوڑاتے ہوئے آواز

دی۔۔۔ واشروم کا دروازہ کھولنے کی

آواز پہ نورین نے واشر و م کی طرف

دیکھا۔۔ حور اپنا چکر اتا سر تھامتے

ہوئے باہر نکل رہی تھی۔۔۔ بھابی

آپ ٹھیک ہے۔۔۔ نورین جلدی

سے حور کی طرف بڑھی۔۔۔ نورین

نے حور کا ہاتھ پکڑتے اسے سہارے

دیتے بیڈ پہ بیٹھایا۔۔۔ نورین شاہ نے

سائیڈ سے پانی کا پکڑتے حور کی طرف

بڑھایا۔۔۔ بھابی پانی۔۔۔ حور نے کچھ

ہی گھونٹ لگا کر گلاس سائیڈ پہ

رکھا۔۔۔ بھابی وہ۔۔۔ نورین اس کی

حالت دیکھتے چپ ہوئی تھی۔۔۔ کہ

آخر وہ اسے بتائے یا نہیں۔۔۔

جی۔۔ حور نے سوالیہ نظروں سے اس

کی طرف دیکھا۔۔۔ بھابی وہ آپ

کے بھائی آئے ہیں۔۔ نورین نے اس

کی طرف دیکھتے ہوئے اسے بتایا

تھا۔۔ نورین کی بات پر حور نے

حیرانگی سے اس کی طرف

دیکھا۔۔۔ ہب۔۔۔ بھائی۔۔۔ حور نے

بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔۔

جی بھابی۔۔۔ نورین شاہ نے اس کی

طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر

کہا۔۔۔ حور اپنے دوپٹے کی پیر واہ کیے بغیر

بھاگنے کے انداز میں نکلی تھی۔۔۔

نورین اسے دیکھتے اس کی چادر پکڑتے

کمرے سے باہر نکلی۔۔ حور کی حالت
خراب تھی۔۔۔ لیکن اپنے بھائیوں کا
سن کر جیسے اسے نئی زندگی ملی چکی
تھی۔۔ حور بھاگتے ہوئے نیچے آرہی
تھی۔۔۔ حور کو نیچے اتار کر شاہ زین
نے حور کی طرف دیکھا۔۔ جو اپنی
حالت کی پرواہ کیے بنا ہی نیچے آرہی

تھی۔ شاہ زین کو اس پہ شدید غصے آیا

تھا۔۔ جو دوپٹہ کے بنا ہی کمرے سے

نکل چکی تھی۔۔۔

حور سڑھیاں اتور ہی تھی کہ اس کا

پاؤں لڑکھڑایا تھا۔ شاہ زین حور کی

طرف بڑھا ہی تھا۔۔ لیکن ارسل پہلے

ہی اس کا ہاتھ تھام چکا تھا۔۔ حور

ارسل کے سینے سے لگی تھی۔۔۔

ارسل نے بھی اس کے گرد حصار بنایا

تھا۔۔ حور ہچکیاں لیے رونا شروع ہو

چلی تھی۔۔

حنان بھی حور ارسل کی طرف

بڑھا۔۔ اور حور کو ارسل کے حصار

سے نکال اپنے حصار میں لے چکا

تھا۔۔۔ عینی ہم تمہیں لینے آئے

ہیں۔۔ حنان مسکراتے ہوئے

بولا۔۔۔ حور نے بے یقینی سے حنان

کی طرف دیکھا۔۔۔ میری گڑیا

ہمارے ساتھ چلے گی۔۔۔ ارسل اس

کی بے یقین آنکھوں کو دیکھتے اس کی

طرف بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔ یہ بھابی

کی چادر۔۔ نورین شاہ نے حنان شاہ
کے قریب حور کو دیکھتے چادر اس کی
طرف بڑھائی۔۔ جسے لیتے حنان حور
کے گرد وے گیا تھا۔۔ چلے
بھیا۔۔ حنان حور کو اپنے حصار میں
لیے باہر کی طرف بڑھتے ہوئے
بولا۔۔۔ وہ مزید یہاں روکنا نہیں

چاہتے تھے۔۔۔ اسل بھی اس کے

پیچھے باہر نکل چکا تھا۔

ازمیر شاہ نے مسکراتے ہوئے شاہ

زین کی طرف دیکھا۔۔ جس کے چہرہ

سے ہی اس کا غصے واضح ہو رہا تھا۔

میری بہن سے دور رہنا۔۔ اور کچھ

بھی کرنے سے پہلے یہ ضرور یاد کر

لینا۔۔ اب میری بہن تمہارے پاس

نہیں ہے۔۔ لیکن تمہاری بہن

میرے پاس ہے۔۔ اور تمہارا سب

بڑا دشمن بھی ہیں ہی ہوں۔۔۔ از میر

شاہ زین کا چہرہ دیکھتے غم آیا تھا۔۔۔

لیکن فلحل تو تم مجھے چھوڑ کر اپنا اس

دشمن پہ نظر ڈال لوں۔ جس نے

تمہارے بھائی کی جان لی ہے۔۔ اور

تمہیں بیوقوف بنایا دیا۔۔ از میر

استنزیہ نظروں سے اسے دیکھتے

ہوئے باہر نکل گیا۔۔

از میر ارسلان اور حنان ایک ہی گاڑی

میں تھے۔۔ از میر ڈرائیونگ کر رہا

تھا۔۔ ارسلان شاہ پینجر سیٹ پہ بیٹھا

ہوا تھا۔۔۔ حنان حور کو اپنے حصار

میں لیے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ حور بھی

حنان کے گلے لگی مسلسل رو رہی

تھی۔۔۔ گاڑی حویلی کے کارپیوچ

میں آکر روکی تھی۔۔۔ حنان حور کے

گرد حصار بنائے گاڑی سے

نکلا۔۔۔ ارسلان شاہ کے نکلتے ہی حور

اس کے گلے لگ گئی۔۔ ارسلان بھی

حور کے گرد حصار بناتے ہوئے اندر

کی طرف بڑھا۔۔ لاؤنج میں مہرماہ

شاہ، سلطان شاہ اور نمرین شاہ بیٹھے

ہوئے تھیں۔۔

حور کو دیکھ کر مہرماہ شاہ بے یقینی سے

اٹھتے ارسلان کی طرف

بڑھی۔۔۔ا۔۔ارسل یہ۔۔۔ہماری

ح۔۔حور۔۔ابھی وہ اتنا ہی بولی

تھی۔۔کہ حور مہرماہ شاہ کے گلے

لگتے رونے لگی۔۔مہرماہ شاہ بھی رونا

شروع ہو چکی تھی۔۔سلطان شاہ

اٹھ کر ان کی طرف بڑھے

تھے۔۔گڑیا۔۔سلطان شاہ نے اسے

پیار سے مخاطب کیا تھا۔۔ حور مہرماہ

شاہ سے الگ ہوتے سلطان شاہ گلے

لگ گئی۔۔۔

گڑیا کیسی ہے میری بچی۔۔ سلطان شاہ

اس کے ہاتھ چومتے ہوئے بول رہے

تھے۔۔۔ نمرین شاہ سب کے لیے

جو س لیے کچن سے نکلی۔۔۔ لیکن اس

کا دل خوفزدہ ہو رہا تھا۔۔۔ اس کا دل

خوف سے زور سے دھڑک رہا

تھا۔۔۔ شکریہ۔۔۔ ارسلان شاہ نے

جوس لیتے ہوئے کے ہونٹوں سے

لگایا۔۔۔ لیکن حور جوس کا گلاس ہاتھ

سے پیچھے کرتے سلطان شاہ کے گلے

لگی رو رہی تھی۔۔۔ مائی پر سنز۔۔۔

ازمیر شاہ حور کے ساتھ بیٹھتے ہوئے

بولا۔۔۔

حور نے ہچکیاں لیتے ہوئے ازمیر کی
طرف دیکھا۔۔۔ ڈونٹ کرائنگ مائی
پر سنز۔۔۔ اب ہماری پر سنز ہمارے
ساتھ ہی رہے گی۔۔۔ ازمیر حور کے
آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔۔۔ پکا

بھائی۔۔۔ حور نگ ہچکی لیتے ہوئے
پوچھا۔۔۔ از میر نے مسکراتے ہوئے
اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ حور کے چہرہ
سے وہ بیمار محسوس ہو رہی تھی۔۔۔
لیکن حور پھر بھی مسکراتے کی کوشش
کر رہی تھی۔۔۔ سلطان شاہ اور مہرماہ
شاہ اتنے وقت بعد اپنی بیٹی کو دیکھ کر

خوش تھے۔۔۔ ان کی خوشی صرف

اپنے بچوں کو خوش اور اپنی آنکھوں

کے سامنے دیکھنا تھا۔۔۔

میں کھانا لگاتی ہوں۔۔۔ ایسا کرو سب

فریش ہو جاؤ۔۔۔ مہرماہ شاہ سب کو

دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جی

مما۔۔۔ سب اپنے اپنے روم میں

فریش ہونے چلے گئے۔۔ نمرین مہرماہ

شاہ کے ساتھ کھانا لگوار ہی تھی۔۔ کہ

سب ہی ڈانگ روم میں آ گئے

تھے۔۔۔ میں اپنی بیٹی کو کھانا روم میں

دیتی ہوں۔۔ تھک گئی ہوگی۔۔ مہرماہ

شاہ کھانا ٹرے میں رکھتے ہوئے

بولی۔۔ مباحور کے لیے کھانا میں لے

جاتی ہوں۔۔۔ آپ کھانا کھائے۔۔۔

نمرین شاہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔

ازمیر شاہ نے ایک نظر نمرین کی

طرف دیکھا۔۔ اپنا رواہ یاد کرتے

ازمیر نے گہری نظروں سے نمرین کو

دیکھا۔۔ جس نے اس سے کوئی

شکایت تک نہیں کی تھی۔۔۔ بیٹا خود

بھی کھانا کھا لینا۔۔۔ سلطان شاہ نے
نمرین کی طرف دیکھتے ہوئے محبت
سے کہا تھا۔۔۔ جی پایا۔۔۔ نمرین شاہ
بول کر کھانا لیے حور کے کمرے کی
طرف بڑھی۔۔۔ دروازہ کھولنے کی
آواز پہ حور نے خوفزدہ ہوتے
دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔ حور بیڈ

کراؤن کے بلکل ساتھ بیٹھی ہوئی
تھی۔۔۔ نمرین شاہ مسکراتے ہوئے
حور کے سامنے آکر بیٹھی تھی۔۔
حور تم ٹھیک ہو۔۔۔ نمرین نے حور
کو کانپتے دیکھ کر پوچھا۔۔
ج۔۔۔ جی۔ حور ڈرتے ہوئے ہوئے
بولی۔۔۔ حور ڈرو نہیں سب

تمہارے ساتھ ہیں۔۔ نمرین شاہ پیار

حور کے عارض پہ ہاتھ رکھتے ہوئے

بولی۔۔ حور کی آنکھیں نم ہوئی

تھی۔۔ حور روتے ہوئے نمرین کے

گلے لگی تھی۔۔ حور بلیز ایسا رونا بند

کرو۔۔ نمرین شاہ اس کے آنسو

صاف کرتے ہوئے بولی۔۔

بھ۔۔۔ بھا بھی۔۔۔ شش شش۔۔۔

شا۔۔۔ ہ۔۔۔ حور نے روتے ہوئے

بولنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ کیا ہوا

حور؟؟؟ کیا کیا لالانے۔۔۔ نمرین حور

کے آنسو صاف کرتے ہوئے

بولی۔۔۔ شش۔۔۔ شاہ۔۔۔ حج۔۔۔

جی۔۔۔ نے مم۔۔۔ مجھے بہت ہرٹ کیا۔۔۔

حور نے ہچکیاں لیتے ہوئے اسے بتایا
تھا۔۔ بس حور اب لالا ہرٹ نہیں
کرے گے۔۔ نمرین اسے تسلی دیتے
ہوئے بولی۔۔ بـب۔۔ بھابی شاہ جی
نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ شاہ جی مجھے
ہرٹ نہیں کرے گے۔ شاہ جی نے
اپنا وعدہ توڑ دیا۔۔ حور بچوں کی

طرح ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بول
رہی تھی۔۔۔ نمرین حور کی معصومیت
مسکرائی۔۔۔

حور جب لالا آئے گے۔۔۔ کان پکڑ
کر سوری بلوانا لاسے۔۔۔ نمرین
مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ حور بھی
نمرین کی بات پہ مسکرائی تھی۔۔۔

لیکن میں شاہ جی کے ساتھ نہیں جاؤ
گی۔۔۔ حور نفی میں سر ہلاتے ہوئے

بولی۔۔

ٹھیک ہے۔ مت جانا لالا کے ساتھ

لیکن ابھی کھانا کھاؤ۔ نمرین نے

مسکراتے ہوئے اسے کھانا کھانے کا

بولا تھا۔۔ چلو کھانا کھاؤ۔۔۔ نمرین

نے حور کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلانا

شروع کیا۔۔ نمرین حور کو کھانا کھلا

رہی تھی۔۔ حور کی آنکھوں کے

سامنے منظر لہرایا تھا۔۔ شاہ زین

اسے کتنے پیار سے کھانا کھلا رہا تھا۔۔

حور کی آنکھیں پھر سے نم ہوئی

تھی۔۔ پھر آنکھوں کے سامنے شاہ

زین کا سرد سرخ چہرہ آتے ہی حور نے

ہچکی لی۔۔۔ نمرین شاہ نے پریشانی سے

حور کی طرف دیکھا۔۔

تم ٹھیک ہوں۔۔۔ نمرین شاہ نے حور

کی طرف پانی کا گلاس بڑھایا۔۔ حور

نے تھوڑا سا پانی پیا تھا۔۔ نمرین شاہ

نے دوبارہ اسے کھانا کھلانا شروع

کیا۔۔

بس بھابی۔۔۔ حور عجیب سا چہرہ بناتے

ہوئے بولی۔۔۔ نخرین شاہ مسکراتے

ہوئے حور کے ایکٹ دیکھ رہی

تھی۔۔۔ تم ریٹ کرو۔۔۔ میں

تمہارے لیے جو س لے کر آتی

ہوں۔۔۔ نمرین شاہ پیار سے بولی۔۔۔
نہیں بھابی اب مجھے کچھ نہیں کھانا
۔۔۔ حور نے نمرین کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔۔۔ چلو تم ریست کرو۔۔۔
نمرین شاہ پیار سے بولی تھی۔۔۔ بھابی
میرے سر میں پین ہو رہی ہے۔ مجھے

دے دیں۔۔ حور pain killer

سر پہ ہاتھ رکھتے ہاتھ ہوئے بولی۔۔

میں لے کر آتی ہوں۔۔ نمرین شاہ

بول کر کمرے سے نکلتے اپنے کمرے

کی طرف بڑھی۔۔ ان میر کو کمرے

میں دیکھ کر نمرین شاہ کا دل زور شور

سے دھڑکا تھا۔۔ پھر از میر کی طرف

دیکھے بنا فرسٹ بوس اٹھاتے

کمرے سے نکل گئی۔ از میراس کی اتنی

اگنورنس پہ آگ بگولہ ہوا

تھا۔۔۔ نمرین نے پانی کے ساتھ

میڈیسن حور کو دی ہے میڈیسن

کھاتے ہی حور کو

آئی۔۔ حور بھاگتے (vomiting)

ہوئے واشر و م کی طرف گئی۔۔

حور۔۔۔ نمرین شاہ بھی پریشانی سے

حور کے پیچھے واشر و م میں آئی تھی۔۔

حور تم ٹھیک ہوں۔۔ نمرین شاہ

پریشانی سے بولی۔۔ نمرین اسے دیکھتے

پریشان ہوئی تھی۔۔ نہیں بھابی۔۔

مجھے چکر آرہے ہیں۔۔ حور اپنا چکر اتا

سر تھا متے ہوئے بولی۔۔ نمرین شاہ
حور کو کندھے سے تھا متے ہوئے باہر
آئی۔۔ اور اسے بیڈ پہ بیٹھا دیا۔۔ حور
یہی بیٹھو۔۔ میں ماما کو بلا کر لاتی
ہوں۔۔ نمرین شاہ بولی کر کمرے
سے نکلتی مہرماہ شاہ کے کمرے کی
طرف بڑھی۔۔

نمرین شاہ نے دروازہ نوک کیا۔۔

اجازت ملتے ہی نمرین شاہ اندر گئی۔۔

مما حور کی طبیعت خراب ہو رہی

ہے۔۔ نمرین شاہ ایک ہی سانس میں

بولتی مہرماہ شاہ، سلطان شاہ اور

ارسلان شاہ کی جان نکال چکی تھی۔۔

ارسلان شاہ تو ایسے غائب ہوا

تھا۔۔۔ جیسے ہوا ہوں۔۔۔ سلطان شاہ

اور مہرماہ شاہ بھی حور کے کمرے میں

آگئے۔۔۔ حنان شاہ سب کو حور کے

کمرے میں جاتا دیکھ کر وہی چلا گیا۔۔

حان بچے ڈاکٹر لے کر آئے۔۔۔ ہماری

شہزادی بیمار ہے۔۔۔ سلطان شاہ

پریشانی سے بولتے ہوئے حور کے

قریب بیٹھے تھے۔۔ حنان جلدی سے

کمرے سے نکلتے ہوئے باہر بڑھا

تھا۔۔ پھر واپس کمرے میں آیا۔۔

بھیا وہ آپ۔۔ اپنی کلاس فیلوز نیب کو

کال کرے۔۔ حنان کی کلاس فیلو کی

بات پہ سب نے حیرانگی سے ارسلان

شاہ کی طرف دیکھا۔۔ از میر جو اندر

ہی آرہا تھا۔۔۔ وہ قہقہہ لگاتے ہوئے
کمرے میں داخل ہوا۔۔ بھیا یہ زینب
کون ہے۔۔ از میر اپنی ہنسی ضبط
کرتے ہوئے بولا۔۔ کلاس فیلو
تھی۔۔ ارسلان نے موبائل پہ نمبر
ڈائل کرتے ہوئے بتایا تھا۔۔

بھیا یہاں کا بھی نمبر ہے۔۔ کہیں کوئی

اور بات تو نہیں۔۔۔ از میر کی بات پہ

ارسلان شاہ نے اسے گھورا

تھا۔۔۔ ارسلان نے باہر جاتے زینب

کو کال کی تھی۔۔ پندرہ منٹ میں

زینب ان کی حویلی پہنچ چکی تھی۔۔۔

زینب نے حور کا چیک اپ کیا۔۔ یہ

میڈیسن دو۔۔۔ اور یہ ٹیسٹ کرواؤ

۔۔ میرے خیال سے یہ اسپیکٹ کر

رہی ہے۔۔ زینب نے حیرانگی سے

ہلکی سی مسکراہٹ چہرہ پہ لیے ارسلان

شاہ سے کہا تھا۔۔۔ سرین شاہ اس کی

بات یہ مسکرائی تھی۔۔۔ مہرماہ شاہ

تو حیرانگی سے حور کو دیکھ رہی تھی۔۔

ان کی چھوٹی سی بیٹی بھی ماں بننے والی
ہے۔۔ جبکہ باقی چاروں تو سوچنے
سمجھنے کی صلاحیت ہی کھو چکے
تھے۔۔۔ ان چاروں کو ہوش زینب کی
آواز پہ آیا ہے

Why did Arsalan
marry her so soon,
she is very young-

زینب نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔۔ وہ

جانتی تھی سلطان شاہزادہ دوستی کے

قائل تو نہ تھے۔۔

Zainab to you about
this...Talk to you
later--

ارسلان کے مسکراتے ہوئے کہا

تھا۔۔۔ حنان تم جاؤ۔ انہیں

کر آؤ۔۔۔ ارسلان شاہ کو drop

مخاطب کیا تھا۔۔۔ نہیں شکریہ۔۔۔ میں

اپنی کار سے آئی تھی۔۔ میں خود چلی

جاؤ گی۔۔ زینب بول کر باہر نکل

گئی۔۔

سلطان شاہ حور کا سوچتے ہوئے کمرے

سے نکل گئے۔۔ وہ بیویں بھائی بھی

سلطان شاہ کے پیچھے ہی کمرے سے

نکل گئے۔۔ مہرماہ شاہ حور کی طرف

بڑھی۔۔ اور اس کے قریب

بیٹھی۔۔ حور تم ٹھیک ہوں۔۔۔ مہرماہ

شاہ نے پیار سے حور کی طرف دیکھتے

ہوئے پوچھا۔۔ حور مہرماہ شاہ کے

گلے لگتے رونے لگی۔۔ مہرماہ شاہ نے

حور کے آنسو صاف کیے۔۔

میری جان روتے نہیں ہے۔۔۔ اولاد

تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہوتی ہے۔۔۔ اور

اللہ تعالیٰ میری پیاری سی بیٹی کو اس

نعمت سے نوازا ہوا ہے۔۔۔ اس طرح

روتے نہیں ہے۔۔۔ مہرماہ شاہ تڑپتے

ہوئے اس کے آنسو صاف کرتے

ہوئے بولی۔۔۔

مما میں حور کو سنبھالتی ہوں۔ نمرین
مہرماہ شاہ کی نم آنکھیں دیکھتے ہوئے
بولی۔۔ ٹھیک ہے بیٹا۔۔ مہرماہ شاہ بول
کر کمرے سے چلے گئی۔۔ نورین شاہ
حور کے قریب بیٹھی ہے حور تم رو
کیوں رہی ہوں۔۔ حور شادی کے بعد
اولاد کا ہونا بہت ضروری ہے۔۔ اور

اللہ تعالیٰ نے اولاد کے بعد ہی ماں کا
درجہ اتنا بلند کیا ہے کہ اس کے پاؤں
کے تلے جنت رکھ دی۔۔۔ ماں کا
درجہ بہت بلند ہے۔۔۔ حور یہ
تمہارے وجود کا حصہ ہے۔۔۔ جو بہت
جلد ایک پیار سا شہزادہ یا شہزادی بن
کر تمہاری گود میں کھیلے گا۔۔۔ حور

ایک بیوی کمزور ہو سکتی ہے۔۔ ایک
عورت کمزور ہو سکتی ہے۔ لیکن ایک
ماں کبھی کمزور نہیں ہو سکتی۔۔ اور
ہماری حور تو بہت سٹرونگ ہے۔۔
اور بہت جلد مجھے پھوپھو بنادے
گی۔۔۔ حور سارا دن میں اسے اپنے
پاس رکھو گی۔۔ رات میں چاہے تم

لے لینا۔۔ نمرین شاہ مسکراتے

ہوئے بولی۔۔۔

بھابی مجھے ڈر لگتا ہے۔۔ حور ہچکی لیتے

ہوئے بولی۔۔۔ نمرین شاہ نے حور کی

طرف دیکھا۔۔۔ کس بات کا ڈر لگتا

ہے۔۔۔ نمرین شاہ نے سوالیہ نظروں

سے حور کی طرف میں دیکھتے ہوئے

بولاء۔۔۔ آخراب وہ یہاں تھی جس
بات کا ڈر لگتا تھا۔ بھابی میں اپنا بچہ
کبھی بھی شاہ جی کو نہیں دوگی۔۔۔ وہ
مجھ سے دور کر دے گے۔۔۔ بھابی
شاہ جی نے مجھے بہت ہرٹ کیا۔۔۔ میں
نہیں چاہتی شاہ جی میرے بے بی کو
ہرٹ کرے۔۔۔ حور ہچکی لیتے ہوئے

بولی۔۔۔ حور یہ سب بولتے ہوئے

اتنی معصوم لگ رہی تھی۔۔

حور لالا کو اولاد کا بہت شوق ہے۔۔۔

لیکن ثناء بھابی ماں نہیں بن سکتی۔ یہ

جاننے کے بعد بھی لالائے کبھی ان

سے سختی سے بات نہیں کی تھی۔۔۔

نہ ہی لالائے کبھی دوسری شادی کا

سوچا تھا۔۔ شاہویر لالا کے مرنے کے

بعد لالا ایسے ہوئے۔۔ لالانے کبھی

کسی سے غصے سے بات نہیں کی تھی۔

لیکن لالا لالا کے اس دنیا سے جانے

کے بعد بہت روڈ ہو گئے۔۔۔ لالا

بہت جلد ٹھیک ہو جائے گے۔۔۔ اور

جب ان کو اپنے بے بی کا پتہ چلا

گا۔۔ حور لالا بہت خوش ہو

گے۔۔ نمرین شاہ نے مسکراتے

ہوئے اسے بتایا تھا۔۔

حور ریسٹ کرو۔۔ میں تمہارے

لیے جو س لے کر آتی ہوں۔۔۔ حور

نے آنکھیں بند کرتے بیڈ کراؤن سے

ٹیک لگائی۔۔۔ آنکھیں بند کرتے ہی

آنکھوں کے سامنے شاہ زین کا چہرہ

لہرایا۔۔۔ شش۔۔۔ شاہ جی۔۔۔ حور

نے آنکھیں کھولتے ہوئے کمرے

میں دیکھا۔۔۔ کمرے میں کوئی نہیں

تھا۔۔۔

Fantastic novel by mailajuttu

شاہ زین اپنی گاڑی بلا وجہ کبھی ادھر تو
کبھی ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔۔۔ شاہ
زین کی آنکھوں کے سامنے حور کا چہرہ
لہرایا تھا۔۔۔ شاہ زین نے آنکھیں بند
کرتے کھولی تھیں۔۔۔ شاہ زین کے
ذہن میں حور کے خیالات آرہے
تھے۔۔۔ شاہ زین نے اپنے خیال جھٹکتے

سامنے نظریں دوڑائیں تھی۔۔ لیکن
پھر اچانک ہی حور کا چہرہ سامنے آتے
ہی اس کے ہاتھ کی گرفت سٹرینگ پہ
ڈھیلی ہوتی تھی۔۔ جس سے اس کی
گاڑی پوری طرح ڈولی تھی۔۔ شاہ
زین نے سٹرینگ سنبھالتے ہوئے
گاڑی روکی تھی۔۔

آہہ۔۔۔ شاہ زین نے سٹرینگ پہ اپنی

آہنی ہاتھ کا مکا بناتے ہوئے مارتے

دھاڑا تھا۔ پھر سٹرینگ پہ سر رکھے

گہرے سانس لے رہا تھا۔۔۔ شاہ زین

نے سر اٹھاتے گاڑی سٹارٹ کی

تھی۔۔۔ ڈرائیونگ کرتے ہوئے

اس کی نظر سڑک پہ کھڑے اس
شخص

پہنچی۔۔۔ جو ہاتھ میں

پکڑے lighting balloon

کھڑا ہوا تھا۔۔۔

شاہ زین کی آنکھوں کے سامنے منظر

لہرایا تھا۔۔۔ اسی جگہ حور شاہ زین سے

اپنی ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی۔۔
lighting اور پھر ماننے کے لیے
مانگ رہی تھی۔۔۔ balloon
حور کا معصوم سا چہرہ جس کو وہ بچوں کی
طرح بنا رہی تھی۔۔۔ یاد آیا تھا۔۔
شاہ زین کی گاڑی حویلی کے کارپیوچ
میں آکر روکی۔۔۔ شاہ زین گاڑی سے

نکلتے سیدھا کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

کمرے کا دروازہ کھولتے ہی اندر سے

آتی ہوئی حور کی مہک نے اس کا

استقبال کیا تھا۔۔۔ جسے محسوس

کرتے شاہ زین نے کمرے میں

چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔۔۔

کہیں بھی تو نہیں تھی حور تو اسے ملتی

کیسے۔۔ شاہ زین بیڈ کی طرف بڑھتے
بیڈ پہ لیٹ گیا۔۔ شاہ زین نے آنکھیں
بند کرتے بازو آنکھوں پہ رکھا۔۔
پھر اسی پل اسے حور کا چہرہ نظر آیا۔
شاہ زین نے بازو ہٹاتے بیڈ کراؤن
سے ٹیک لگائی۔۔ جگہ جگہ حور کی

یادیں ہی تو تھیں۔۔ شاہ زین کو وہ لمحے

یاد آیا تھا۔۔۔

جب حور اس سے ڈرتے ہوئے اس کا

سرد بار ہی تھی۔۔ شاہ زین کے

ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔۔

شاہ جی۔۔۔ شاہ زین حور کے الفاظ

اپنے کانوں میں بجتے محسوس ہوئے

تھے۔ شاہ زین مسکرا رہا تھا۔۔۔ پھر
اچانک حور کاروتا چہرہ سامنے آیا تھا۔
کتنا ظلم کیا میں نے حور پہ۔۔ شاہ زین
نے دل میں سوچا۔ شاہ زین کو خود پہ
غصے اور حور پہ بے حد پیار آیا
تھا۔۔۔ لیکن پھر صائم کو حور کے بلکل

نزدیک یاد کرتے شاہ زین کی آنکھیں
پل میں سرخ ہوئی تھی۔۔

شاہ زین نے ساتھ پڑا شوپیز اٹھا کر

زمین پہ مارا تھا۔۔ ثناء شاہ جو اپنے

کمرے میں جا رہی تھی۔۔ حور کے

کمرے سے کچھ ٹوٹنے کی آواز سنتے

کمرے میں آئی۔۔ زین۔۔ ثناء شاہ

حور کا سرد سرخ چہرہ دیکھتے ہوئے
بولی۔۔۔ ثناء شاہ شاہ زین کی طرف
بڑھی۔۔۔ زین کیا ہوا۔۔۔ ثناء شاہ اس
سے ڈرتے ہوئے بلکل مدھم آواز
میں بولی۔ شاہ زین نے ثناء شاہ کی
طرف دیکھا۔۔۔ ثناء شاہ اس کی سرخ
آنکھیں دیکھتے خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔

مجھ پہ انگارے برس رہے ہیں۔۔ ایسا

لگ رہا ہے کوئی مجھ پہ لوانڈیل رہا

ہوں۔۔ اور اس کی وجہ صرف وہ

صائم ہے۔۔ مجھے میرا وجود جلتا

محسوس ہو رہا ہے۔۔ کہ جس انسان

نے میری بیوی پہ گندی نظر ڈالی۔۔ وہ

ابھی تک زندہ ہے۔۔۔ اور اس کی وجہ

صرف تم ہوں۔۔ اگر وہ تمہارا بھائی

نہ ہوتا تو باخدا میں اس کی جان لے

لیتا۔۔۔

شاہ زین دھاڑا تھا۔۔۔

ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ زین۔۔۔ میرا

بھائی ایسا نہیں ہے۔۔۔۔۔ ایسا کچھ

نہیں کر سکتا۔۔ ثناء شاہ ڈرتے ہوئے

بولی۔۔

جو میں نے سنا کیا تھا وہ۔۔ کیا چاہتی

ہوں۔۔ بغیر ت بن جاؤ۔۔

بولو۔۔ شاہ زین نے اسے سرد

نظروں سے دیکھتے ہوئے غرایا۔۔

زین۔۔ مم۔۔ میں نے ایسا نہیں

کہا۔۔ آپ۔۔ میری بات سنئے۔۔ ثناء

شاہ شاہ زین کی طرف بڑھی تھی۔۔

شاہ زین کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہی

ثناء شاہ نے اسی بل ہاتھ اٹھایا تھا۔۔

اسے لگا تھا جیسے اس نے کسی جلتے

ہوئے کوئلے کو چھو لیا ہوں۔۔ شاہ

زین کا وجود بخار سے تپ رہا تھا۔۔

زین۔۔ ثناء شاہ نے شاہ زین کے

قریب بیٹھتے ہوئے اس کی پیشانی پر

ہاتھ رکھا۔۔ زین۔۔ آ۔۔ آپ۔۔

کو بخار ہے۔۔ لیٹ جائے۔۔ میں

آپ کے لیے میڈیسن لے کر آتی

ہوں۔۔ ثناء شاہ نے بولتے ہوئے

اسے کندھے سے پکڑتے لیٹایا

تھا۔۔ اور کمرے سے باہر نکلی۔۔ شاہ

زین پھر سے اٹھ کر بیٹھا تھا۔۔ اس

نے دوسرا پڑاشو پیز بھی اٹھا کر زمین پہ

مارا تھا۔۔۔

کیسے کر سکتی ہے وہ ایسا۔۔ مجھ سے

کیوں چھپایا کہ وہ صائم کو جانتی ہے۔۔

اور کیسے جانتی ہے۔۔ کب ملی اس

سے۔ کب سے جانتی ہے وہ صائم
کو۔۔ بہت سے سوال شاہ زین کے
ذہن میں چل رہے تھے۔ میرے
ایک ایک سوال کا جواب تمہیں دینا
ہو گا حور۔۔ تم کہیں بھی چلی
جاؤ۔۔ لیکن تم ہمیشہ شاہ زین شاہ کی
رہوں گی۔۔ کب تک دور رکھے

گے۔۔ تمہارے بھائی تمہیں مجھ

سے۔۔ تمہیں اس دنیا کی سات

تہوں کے نیچے بھی چھپالے گے۔۔ تو

تمہیں ڈھونڈ نکالو گا۔۔۔ تمہیں مجھ

سے الگ کوئی نہیں کر سکتا۔۔۔ ایک

ایک سوال کا جواب دینا ہو گا

تمہیں۔۔۔ ایک ایک کا جواب دینا

ہوں گا۔۔ شاہ زین نے بیڈ کراؤن

سے ٹیک لگاتے ہوئے سوچا۔۔

نمرین کمرے میں آئی۔۔ از میر

ڈریسنگ روم سے نکل رہا تھا۔۔ نمرین

آج سارا دن کمرے میں نہیں آئی

تھی۔۔ صبح جب آئی تھی۔۔ تب بھی

ازمیر کو اگنور کر چکی تھی۔۔ جسے

ازمیر نے نوٹ کیا تھا۔۔ وہ ازمیر پہ کی

طرف دیکھے بناواشروم کی طرف

بڑھی تھی۔۔ لیکن ازمیر اس کا راستہ

روک چکا تھا۔۔ نمرین اسے اگنور

کرتے دوسری طرف بڑھی ہی تھی

کہ ازمیر اس کی بازو پکڑتے اسے دیوار

سے لگاتے اس کے گرد اپنے دنوں

ہاتھ پن کیے تھے۔۔

از میر نے اپنی نظریں نمرین کے چہرہ

پہ گاڑھیں۔۔ نمرین نظریں جھکائے

ہوئے تھی۔۔ تم مجھے لگنور کر رہی

ہوں۔ از میر اپنی سلگتی سانسیں نمرین

کے چہرہ پہ چھوڑتے ہوئے

بولاء۔ اس كا اكنور كرنا اس كا دل ٲر

لگ رها تھا۔۔

م۔ م۔ مجھے۔ حج۔ جانے

دے۔۔ نمرین نظریں جھکائے بولی

تھی۔۔ میں تم سے کچھ پوچھ رہا

ہوں۔۔ تم مجھے اکنور کر رہی ہوں۔

از میراب کی بار سرد لہجے میں بولا۔

میں کیوں آپ کو اگنور کروگی۔۔
میری اتنی اوقات میں آپ کو اگنور کر
سکوں۔۔ میں تو ونی میں آئی ہوں۔۔
ونی میں آئی لڑکی کی اتنی کیا اوقات وہ
آپ جیسے انسان کو اگنور کر سکے۔۔
نمرین زخمی نظروں سے اسے دیکھتے
ہوئے بولی تھی۔۔ اسی کے الفاظ کا

ردع بدل کر کے وہ اسے جواب دے

گئی تھی۔۔

کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا۔۔

میں نے کب تم سے کہا۔۔ تم ونی میں

آئی ہوں۔ کب بولا میں نے ایسا۔۔

از میر اس کی بازو دبوچتے ہوئے

غرایا۔۔

اگر آپ نے ایسا بھی نہیں کہا تو یہ بھی
بتا چکے ہیں۔۔ میں آپ کی بیوی نہیں
ہوں۔۔ آپ میرے قریب بھی
صرف مجھے اذیت دینے کے لیے آتے
ہیں۔۔ نمرین از میر کی طرف دیکھتے
ہوئے بولی۔۔ از میر نے الجھن بھری
نظروں سے نمرین کی طرف دیکھا۔۔

پھر اس کی باتیں سمجھتے از میر نے گہرا

سانس لیا۔۔ بیوی ہوں میری تم۔۔

از میر نمرین کو اپنے قریب کرتے

ہوئے بولا۔۔

بیوی سمجھا کب آپ نے مجھے۔۔۔

نمرین خم آنکھوں سے از میر کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

بیوی سمجھا ہے تو یہاں ہوں۔۔۔ از میر

اسے قریب کرتے ہوئے اپنے دل

ہاتھ رکھ گیا۔۔۔ کہنے سے کیا ہوتا

ہے۔۔۔ نمرین خم آنکھوں سے

مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ یہاں

بیٹھو۔۔۔ از میر نمرین کو بیڈ پہ

بیٹھاتے اس کے قریب بیٹھا۔۔۔ اور

اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔

میں ڈپریشن میں تھا یا ر۔۔ اپنی بہن کو

جس حالت میں دیکھ کر آیا تھا۔۔ دل

پھٹ رہا تھا میرا۔۔۔ تمہارے اس

لالا نے میری بہن پہ ہمارے سامنے

ہاتھ اٹھایا تھا۔۔ ہم کچھ کر نہیں سکے

تھے۔۔۔ بہت ڈپریشن تھا یار بیوی
ہوں تم میری۔۔ اور تمہیں سمجھا
کب نہیں۔۔ نہ سمجھا ہوتا تو اس دن
بھی اپنے سکون کے لیے تمہارے
بالوں میں چہرہ چھپائے کرنے
سوتا۔۔ چاہتا تو تمہارے وجود کو تار تار
کر دیتا۔۔ مگر میں تم سے محبت کرتا

ہوں۔۔۔ نمرین از میر نمرین کے چہرہ

پہ نظریں جمائے بولا۔۔۔

نمرین از میر کی بات پہ سرخ ہوئی

۔۔۔

آپ نے مجھ پہ ہاتھ بھی اٹھایا تھا۔۔۔

نمرین از میر کی آنکھوں میں دیکھتے

ہوئے بولی۔۔۔ از میر کی نظر اس کے

عارضہ پہ گئی تھی۔۔ سوری۔۔ از میر

نے اس کے عارضہ پہ نرمی سے اپنے

لب رکھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کمرے میں لیٹا ہوا تھا۔۔ اچانک

اس کے سامنے وہی آنکھیں آتی۔۔ جو

نم تھی۔۔ پھر اس کی معصوم باتیں۔۔

کون میرا یقین کرے گا۔۔۔ یہ الفاظ

بولتے ہوئے اس کی آنکھیں نم

تھی۔۔۔ جن پہ اس کی نظر پڑی تھی۔۔۔

پھر اپنے بازو پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس

کے ہاتھوں کا لمس محسوس کرتے

ہوئے مسکرایا۔۔۔

کتنی معصوم ہے۔۔ چھوٹی سی بات پہ

کہاں تک کا سوچ رہی تھی۔۔ اور

ایک سیکنڈ میں رونا شروع کر چکی

تھی۔۔ اس نے اپنی چادر سے کچھ

حصہ الگ کرتے اس کی بازو پہ بندھا

تھا۔۔ ڈریسنگ روم میں بڑھتے اس

نے الماری سے وہ کپڑے نکالتے

ہوئے اس کی خوشبو محسوس کی

تھی۔۔ پھر اسے اسے سنبھال کر

رکھتے ہوئے کمرے میں آیا۔۔

اور پھر واپس بیڈ پر لیٹاتے ہوئے اس

کے خیالوں میں گم ہوتے آنکھیں

موند گیا۔۔

ہر طرف سے رونے کی آوازیں گونج

رہی تھی۔۔ جسے دیکھ حور ایک پل

کے لیے سہمی تھی۔۔ پھر چھوٹے

چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے مہرماہ شاہ

کی طرف بڑھی۔ مہرماہ شاہ حور کو گلے

لگائے رونے لگی۔۔ مہرماہ شاہ کے

رونے پہ حور کو اپنا دل بند ہوتا محسوس

ہوا تھا۔۔۔ ماما۔۔۔ آ۔۔۔ آپ کیوں رو
رہی ہے۔۔۔ حور مہرماہ شاہ کے یوں
رونے پڑتے ہوئے بولی۔۔۔ لیکن
مہرماہ شاہ مسلسل رو رہی تھی۔۔۔ حور
مہرماہ شاہ سے الگ ہوتی اور سلان کے
گلے لگ چکی تھی۔۔۔

بھیا ماما کو کیا ہوا ہے۔۔۔ ماما کیوں رو

رہی ہے۔۔۔ حور ارسلان کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی۔ گڑیا۔۔۔ وہ۔۔۔

ارسلان بولتے ہوئے چپ ہوا تھا۔۔

کیا ہوا بھیا۔۔۔ آ۔۔۔ آپ سب کو۔۔

آپ مجھے کچھ بتا کیوں نہیں رہے۔۔۔

اور ماما کیوں رو رہی ہے۔۔۔ بھیا مجھے

بتائے۔۔۔ حور ارسلان کا چہرہ پہ ہاتھ

رکھتے ہوئے بولی۔۔

بھیا آپ مجھے نہیں بتائے گے۔۔ تو

مجھے کیسے پتہ چلے گا۔۔۔ بھیا مجھے

بتائے پلیز۔۔ بھیا میرا دل بند ہو

جائے گا۔۔۔ مجھے کچھ بتائے۔ اب

حور ڈرتے ہوئے رودی تھی۔۔

گڑیا میری جان۔۔ ارسلان نے حور
کے ہاتھ چومتے ہوئے خم آنکھوں
سے حور کی طرف دیکھا۔۔ بھیا کچھ
بتائے۔۔ حور دوبارہ سے بولی
تھی۔۔ میر بھائی آپ بتائے کیا
ہوا۔۔ ماما اور بھیا کیوں رورہے

ہیں۔۔ حور از میر کی طرف بڑھتے

ہوئے بولی۔۔

پرنسز۔۔ از میر نے بولتے ہوئے

ارسلان شاہ کی طرف دیکھا۔۔ بھائی

مجھے بتائے۔۔ حور التجائیں لہجے میں

بولی۔۔ حنان جو پاس کھڑا تھا۔۔ حور

کی طرف بڑھتے اسے از میر کے حصار

سے نکال کر اپنے حصار میں لیے

رونے لگا۔۔۔

حان مجھے بتاؤ کیا ہوا۔۔ حور حنان کا

چہرہ اوپر کرتے ہوئے بولی۔۔ عینی

وہ۔۔۔ حنان نے حور کے چہرہ

کی طرف دیکھا۔۔۔ بتاؤ حان ورنہ میرا

دل بند ہو جائے گا۔۔۔ حور ڈرتے

ہوئے اپنا دل تھام گئی تھی۔۔

عینی شاہ زین بھائی۔۔ حنان نے حور کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ ک۔۔

لک۔ کیا ہوا۔۔ شش۔۔ شش۔۔

شاہ حج۔۔ جی کو۔۔ حور کی زبان

لڑکھڑائی تھی۔۔ عینی شاہ زین بھائی

نہیں رہے۔۔ حنان ایک ہی سانس

میں بولتے حور کو دوبارہ سے اپنے

حصار میں لے گیا۔۔

کک۔۔ کک۔۔ کیا۔۔ حور حنان کو

خود سے دور دھکیلتے ہوئے بولی۔۔

ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ شش۔۔ جی۔۔

کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ حور حنان کی

طرف دیکھتے ہوئے چلائی تھی۔۔

حان تم جھوٹ بول رہے ہوں۔۔۔

تت۔۔ تم مذاق کر رہے ہوں۔۔ تو

پلیز مت کرو۔۔۔ مم۔۔

میں۔۔۔ ا۔۔۔ ایسا۔۔۔ مذاق

برداشت نہیں کر سکوں گی۔۔۔ حور

روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

عینی میری جان میں کیوں مذاق کروگا

ایسا۔۔۔ حنان نے حور کو دوبارہ اپنے

حصار میں لیا۔۔ ایسا نہیں ہو

سکتا۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ حور

چلاتے ہوئے حنان کے گلے لگی رو

رہی تھی۔۔

حان۔۔ حان۔۔ بی۔۔ یہ۔۔ یہ کیا بول

رہے۔۔ ہوں۔۔ ت۔۔ تم۔۔ مم

۔۔ مذاق۔۔ کک۔۔ کک۔۔ کر۔۔

رہ رہے ہوں۔۔۔ حور روتے ہوئے

بولی تھی۔۔ نہیں عینی۔۔ یہ سچ

ہے۔۔ حنان حور کو خود میں بیچتے

ہوئے بولا۔۔۔ سامنے سفید چادر

دیکھتے ہی حور کی چینے نکلی تھی۔۔۔

حور چیخ رہی تھی۔۔۔ حور نے چیختے

ہوئے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

حور کی چینے سنتے سب ہی حور کے

کمرے کی طرف آئے تھے۔۔

عینی۔۔ عینی۔۔ حنان نے حور کی

طرف بڑھتے اس کے کانوں سے ہاتھ

ہٹاتے اس نیند سے جگانے کی کوشش

کی تھی۔۔ حور حنان کے ہاتھ دیکھتے

ہوئے اس کے گلے لک کر رونے

لگی۔۔۔ مہرماہ شاہ بھی حور کی دوسری

طرف آکر بیٹھی تھی۔۔۔ عینی کیا

ہوا۔۔۔ میری جان کیوں رو رہی
ہوں۔۔۔ حنان حور کے آنسو صاف
کرتے ہوئے بولا۔۔۔
حالا۔۔۔ حال۔۔۔ وہ۔۔۔
شش۔۔۔ شش۔۔۔
شاہ۔۔۔ حج۔۔۔ جی۔۔۔ حور روتے
ہوئے بولنے کی کوشش کر رہی

تھی۔۔ کیا ہوا ان کو۔۔ حنان نے حور

کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے

پوچھا۔۔۔۔۔ ح۔۔۔۔۔ حان و۔۔۔ وہ۔۔۔

م۔۔۔ میں۔۔۔ نے۔۔۔ خ۔۔۔

خواب م۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ د۔۔۔۔۔

دیکھا۔۔۔۔۔ شش۔۔۔۔۔ شاہج۔۔۔۔۔ جی۔۔۔

۔۔۔ کو۔۔۔ حور روتے ہوئے بول رہی

تھی۔۔۔

ح۔۔۔ ح۔۔۔ حان۔۔۔ شش۔۔۔ ش۔

شاہ حج۔۔۔ جی۔۔۔

کک۔۔۔ کک۔۔۔ کو۔۔۔ کی۔۔۔ کچھ۔

۔۔۔ ہو۔۔۔ ہوا۔۔۔ ہے۔۔۔ حور نے

معصومیت سے روتے ہوئے اسے

بتایا۔۔ اور حنان کے گلے لگی رو رہی
تھی۔۔

حور آہستہ آہستہ رونا بند کر چکی تھی۔
ارسلان شاہ جو کہ پیچھے ہی از میر کے
ساتھ کھڑا تھا۔۔۔ حور کو دیکھ کر
پریشان ہوا تھا۔۔۔

حور کی ہچکیاں تقریباً بند ہو چکی

تھی۔۔ حنان اس کے بالوں کو سہلا رہا

تھا۔۔ اس کے لیے اس حالت میں

اس طرح سر پسی یا ٹینشن لینا بالکل

ٹھیک نہ تھا۔۔ اس لیے سب ہی

پریشان ہو رہے تھے۔۔ حنان نے کچھ

دیر بعد دیکھا۔۔ حور سو چکی تھی۔۔

حنان نے گہرا سانس لیا۔۔ یا اللہ میری

بہن کی مشکلات عطا فرما۔۔ وہ اس کی

پیشانی پر ہونٹ رکھتے باہر آیا۔۔

لان میں ہی ارسلان شاہ اور از میر شاہ

بیٹھے ہوئے تھے۔۔ ارسلان شاہ اپنی

جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا ہوا تھا۔۔

بھیا مجھے لگتا ہے کہ اب ہمیں دیر نہیں

کرنی چاہیے۔۔۔ ہمیں جلد از جلد اس

سائیکو سے اپنی بہن کو الگ کرنا ہو

گا۔۔۔ از میر شاہ سنجیدگی سے بولا۔۔

حنان نے اسکی پشت کی طرف

دیکھا۔۔ جبکہ ارسلان شاہ نے بھی

اس کی طرف دیکھا۔۔ تمہیں لگتا ہے

کہ یہ صحیح رہے گا۔۔۔ ارسلان شاہ

نے اس کی طرف دیکھا۔۔ جی

بھیا۔۔ ہمیں تب معلوم نہیں تھا...

اسی لیے ونی میں دیا تھا... از میر شاہ

کے لہجے میں سختی اور فکر نمایاں

تھی۔۔ بھیا! ہمیں اب دیر نہیں

کرنی چاہیے.

لیکن۔۔۔ بھائی۔۔ حنان نے گھر
اسانس لیا اور آہستہ لہجے میں کہا۔ کیا
آپ نے ابھی دیکھا نہیں تھا عینی کا
حال؟ وہ سر جھکائے بولا۔۔ از میر نے
چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ حنان
کے چہرے پر فکر کی جھلک تھی۔۔

وہ محبت کرتی ہے شاہ زین بھائی

سے۔۔۔ اور یہ محبت ہم اپنی مرضی

سے اس کے دل سے نہیں نکال

سکتے۔ ہم اگر زبردستی اسے الگ

کریں گے تو تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ

اس کے دل پر کیا گزرے گی۔۔۔ وہ

پریشانی سے بولا۔

از میر کے لب بھیج گئے جیسے وہ دلیل

کو جھٹلا دینا چاہتا ہو لیکن الفاظ نہ مل

رہے ہوں۔۔۔ بھیا۔۔۔ وہ رکا۔۔۔

لیکن جو کچھ شاہزین نے کیا ہے۔۔۔

کیا ہم اسے بھول جائیں؟ اس نے

ارسلان شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے

سوال کیا تھا۔۔۔ حنان نے نظریں

جھکالیں۔۔۔ دل ہی دل میں کشمکش اور

درد لیے۔۔۔

میں یہ نہیں کہتا کہ جو اس نے کیا وہ
صحیح ہے... لیکن سچ یہ ہے کہ عینی
کے دل میں اس کے لیے محبت ہے،
اور وہ محبت اس کی کمزوری بھی ہے اور
طاقت بھی۔ ہمیں فیصلہ کرنے سے

پہلے یہ سوچنا ہو گا کہ کہیں ہم اپنی بہن

کو ہی توڑ نہ دیں۔۔ حنان شاہ نے

سنجیدگی سے ان دونوں کی طرف

دیکھا۔۔

ارسلان شاہ نے اس کی طرف

دیکھا۔۔ حنان بالکل ٹھیک بول رہا

ہے۔۔۔ شاید ہماری گڑیا شاہ زین

بھائی سے محبت کرتی ہے۔۔ اس نے

بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے

کہا۔۔ لیکن بھیا۔۔ از میر نے اس کی

طرف دیکھا۔۔ اور پھر خاموش ہو

گیا۔۔

Fantastic novel by nailajulu

دیکھتے ہے انشاء اللہ سب بہتر

ہو گا۔۔۔ ارسلان شاہ نے از میر کے

کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔

تم بھی روم میں جاؤ۔۔۔ اور مہربانی

فرما کر نمرین سے کچھ مت کہنا اس کا

اس سب میں کوئی قصور

نہیں۔۔۔ ارسلان شاہ نے از میر شاہ کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ اس نے

ہمی میں سر ہلایا۔۔ اور کمرے کی

طرف چلا گیا۔۔

ازمیر شاہ روم میں آیا۔۔ نمرین

کمرے میں نہیں تھی۔۔ ازمیر شاہ

اپنے کمرے سے نکلتا حور کے کمرے

میں آیا۔ اس نے

دروازہ نوکڑ کیا۔ اور اندر آیا۔

نمرین حور کے پاس ہی بیڈ پہ

بیٹھی ہوئی تھی۔ اور حور شاید سوچکی

تھی۔

نمرین از میر شاہ کو دیکھتے اس کی
طرف دیکھنے لگی۔۔ لیکن پھر حور کی
طرف اشارہ کرتے وہ نظریں جھکا
گئی۔۔ وہ اسے خاموش رہنے کا بول گئی
تھی۔۔ اف۔۔۔ از میر شاہ کمرے
سے باہر نکل گیا۔۔ نمرین وہی حور
کے پاس لیٹ گئی۔۔



صائم شاہ جب سے گاؤں آیا تھا۔۔ وہ

حیران تر حیران ہی ہو رہا تھا۔۔ ابھی

بھی وہ اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا

تھا۔۔ کہ اسے اپنی اور حور کی پہلی

ملاقات یاد آئی تھی۔۔

حور ارسلان شاہ کے آفس میں کھڑی

ہوئی اس کے آفس میں پڑے ان

گھمیلوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ وہ کھڑی

پھولوں کو سیٹ کر رہی تھی۔۔ جاؤ

ہمارے لیے کافی لے کر آؤ۔۔ صائم

شاہ اندر آفس میں حنان کے ساتھ

داخل ہوتے حور سے مخاطب ہوا

تھا۔۔ جو پھول نکالتی تو کبھی واپس

رکھتی۔۔ وہ اپنے کام میں مگن

تھی۔۔ حنان شاہ نے ہنسی دبائی

تھی۔۔

تمہیں سنائی نہیں دے رہا۔۔ صائم

شاہ اس کی طرف بڑھتے اس کی بازو

پکڑے چہرہ اپنی طرف کر گیا۔۔ اس کا

چہرہ اپنی طرف کرتے وہ تو اس کی

خوبصورتی کے صحر میں جکڑا گیا

تھا۔۔ حنان نے قہقہہ لگایا تھا۔۔ عینی

دیکھو صائم نے بھی تمہیں میڈ سمجھ

لیا۔۔ حنان قہقہہ لگاتے ہوئے حور کو

چرا رہا تھا۔۔ ارسلان شاہ از میر شاہ

دونوں آفس میں داخل ہوئے

تھے۔۔ حنان شاہ کو ہستے جبکہ حور کو

روند اس اچہرہ بنائے دیکھ وہ سمجھ گئے

تھے۔۔ حور کو حنان تنگ کر رہا

تھے۔۔

حور بھاگتے ہوئے ارسلان شاہ کے

سینے سے لگی تھی۔۔ بھیا یہ مجھے میڈ

بول رہے ہیں۔۔ حور ان دونوں کو

دیکھتے ہوئے بولی۔۔ حنان شاہ صائم

شاہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے

لگے۔۔ بھلا وہ مجھے اس نے حنان نے

نہیں بتایا۔۔ صائم شاہ حنان کو دیکھ

غصے سے بولا تھا۔۔ صائم شاہ کی

نظریں بار بار بھٹک کر حور پر آرہی

تھی۔۔ وہ اسے دیکھ رہا تھا۔۔ جو

ارسلان شاہ کے سینے میں چھپی ہوئی
تھی۔۔

حور نے صائم شاہ کی طرف نظر اٹھا کر
دیکھا۔۔ وہ بھی اسی کی طرف دیکھ رہا
تھا۔۔ نیلی گہری آنکھیں کالی آنکھوں
سے ٹکرائی تھی۔۔۔ حور نظریں جھکا
گئی تھی۔۔

صائم۔۔ صائم۔۔ صائمہ شاہ کی آواز پر

صائم شاہ ہوش میں آیا تھا۔۔ جی

ماما۔۔ وہ اپنے خیالوں سے باہر نکلتے ان

کی طرف دیکھنے لگا۔۔ تم کیا کر کے

آئے ہوں۔۔ ثناء نالائخس ہو رہی

ہے۔۔ صائمہ شاہ پریشانی سے

بولی۔۔ ماما آپ کی کو ناپنا شوہر غلط لگتا ہی

نہیں۔۔ صائم شاہ نے سر جھٹکاتھا۔۔

اچھا وہ غلط نہیں ہے غلط تم ہوں

صائم۔۔ تم اسی کی حویلی میں جا کر اسی

کی بیوی سے محبت کا نظہار کرو

گے۔۔ تو وہ غصہ بھی نہ

کرے۔۔ صائمہ شاہ اب سیدھا بول

گئی تھی۔۔ صائم شاہ نے ان کی طرف

دیکھا۔۔ ان کو سب پتہ تھا۔۔ لیکن

خیر وہ کہہ ہی کیا سکتا تھا۔۔ سواٹھ کر

باہر نکل گیا۔۔

Fantastic novel by nailajutt

آٹھ ماہ بعد

سبھی اس وقت ڈانگ ٹیبل پہ ناشتے
کے لیے بیٹھے تھے۔۔ سوائے حور کے
وہ اپنے روم میں تھی۔۔ ان آٹھ ماہ
میں سب نے اس کا بہت خیال رکھا
تھا۔۔ لیکن وہ شاہ زین کو یاد کرتی
تھی۔۔ ماما میں عینی کے ساتھ کھانا
کھاؤ گا۔۔ بھابی میرا اور عینی کا کھانا آپ

مجھے دے... حنان نمرین کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا۔ حنان پلیٹ میں
کھانے کا سامان رکھ کر عینی کے کمرے
کی طرف گیا اس نے آہستہ سے
دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔
حور بیڈ پر نیم دراز تھی۔ اس کا رنگ
پھیکا پڑ چکا تھا۔ پینے کے قطرے اس

کی پیشانی پر نمایاں تھے۔ وہ تکلیف

سے اپنا پیٹ پکڑے ہوئے تھی۔

عینی۔۔۔!!! حنان کی آواز

گھبراہٹ میں تھی۔۔۔ پیٹ اس کے

ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گئی۔ وہ

تیزی سے اس کے قریب آیا اور اس کا

ہاتھ پکڑا۔۔۔ یا اللہ۔۔۔ عینی یہ کیا ہو رہا

ہے؟ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔۔

"حان۔۔ میرا۔۔ میرا سانس رک

رہا ہے۔۔ اس کی آواز ٹوٹی ٹوٹی

تھی۔۔ حنان کے چہرے پر پسینہ

آگیا۔۔ وہ فوراً باہر بھاگا۔۔ بھیاا۔۔

ارسلان بھیا۔۔ از میر۔۔۔ عینی کی

حالت خراب ہو گئی ہے۔۔۔ !!!

اس کی آواز میں خوف اور گھبراہٹ
تھی کہ سب ایک دم چونک گئے
تھے۔۔

ارسلان شاہ سب سے پہلے لپکا، اس
کے پیچھے از میر، مہر ماہ اور شاہ سلطان
بھاگتے اندر آئے۔ نمرین تو پہلے ہی
کھڑی ہو گئی تھی اور سب سے آگے

نکل کر کمرے کی طرف دوڑی۔۔

اندر کا منظر دیکھ کر سب کے دل دہل

گئے۔ حور بیڈ پر درد سے تڑپ رہی

تھی۔۔ اس کے ہونٹ کپکپا رہے

تھے۔۔۔

حور کی حالت ٹھیک نہیں

ہے۔۔۔ نمرین اس کی طرف بڑھتے

ہوئے بولی۔۔ حور کی حالت دیکھتے
از میر شاہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ
گئیں۔۔۔ یا اللہ خیر۔۔۔ مہر ماہ کے
لبوں سے بھی چیخ سی نکلی۔۔ حنان نے
بے چینی سے ہاتھ بالوں میں
پھیرے۔۔ جلدی کرے بھیا۔۔

کسی ڈاکٹر کو فون کرے۔۔ وہ پریشانی

سے بولا۔۔

سلطان شاہ اپنی جان سے پیاری لاڈلی
کو دیکھتے پریشان تھے۔۔ از میر گاڑی

نکالو میں عینی کو لے کر آتا

ہوں۔۔ ارسلان شاہ نے از میر کی

طرف دیکھا۔۔ کمرے میں ایک

ہڑبونگ بچ گئی تھی۔۔

نمرین رو رہی تھی۔۔ اس کے لالا کی

اولاد تھی۔۔ اس نے اپنے لالا کو یوں

پل پل تڑپتے دیکھا تھا۔ اس کی

آنکھوں سے آنسو بہہ رہے

تھے۔۔ حنان حور کو دیکھتے دعائیں

مانگ رہا تھا۔۔۔ یا اللہ۔۔۔ میری بہن
کی حفاظت فرما۔۔۔ وہ روتے ہوئے
اس کا ہاتھ پکڑے کھڑا تھا۔۔۔ از میر
جلدی سے گاڑی نکالنے کے لیے باہر
نکلا۔۔۔ ارسلان شاہ نے آگے بڑھتے حور
کو اٹھایا۔۔۔ اور باہر کی طرف بھاگا۔۔
حور کی ہچکیاں اور سانس تیز ہوتی

جارہی تھیں۔۔ سب کے دلوں پر
خوف طاری تھا۔۔ جیسے اگلے چند لمحے
سب کی زندگی بدل دینے والے

ہوں۔۔۔

ہسپتال کے ایمر جنسی وارڈ میں ہر
طرف بھاگ دوڑ مچی ہوئی تھی۔

نرسیں اور ڈاکٹر حور کو اسٹر کچر پر ڈال
کر آپریشن تھیٹر کی طرف لے جا رہی
تھیں۔ حور کی آنکھیں نیم وا
تھیں۔۔۔ سانس اکھڑ رہی تھی۔ نمرین
اس کے ساتھ ساتھ چلتے رہی
تھی۔۔۔

ڈاکٹر کچھ بولے بنا اندر کی طرف بڑھ

گئی۔۔ یوں ہی کافی ٹائم گزر گیا۔۔

سب پریشان ہو رہے تھے۔۔ جب

ڈاکٹر اور اس کے پیچھے نرس

آئی۔۔ ڈاکٹر پلیز۔۔ میری بہن کو بچا

لیجیے۔۔ حنان تیزی سے ڈاکٹر کی

طرف بھاگا تھا۔۔

پیشنت کی حالت بہت کریٹیکل ہے،

ہمیں فوراً سی سیکشن کرنا ہو گا۔ بچہ

محفوظ رہے گا مگر ماں کے لیے رسک

زیادہ ہے۔۔۔ ہمیں فورم پر سائن

چاہئیں۔۔ کہ اگر بچہ یا ماں کو کچھ ہو گیا

تو ہم ذمہ دار نہیں۔۔۔ ڈاکٹر نے

سنجیدہ لہجے میں کہا۔۔

سب ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنے
لگا۔۔ جیسے سب کی سانس رک گئی

ہو۔۔۔

سائن؟ ارسلان شاہ کی آواز کانپ
گئی۔ ڈاکٹر نے نرس کو فارم آگے
بڑھانے کو کہا۔۔۔ جی۔۔۔ اس پر لکھا
ہے کہ اگر پشٹ کو کچھ ہو جائے تو

ذمہ داری ہسپتال پر نہیں ہوگی۔ وہ

سنجیدگی سے بولی۔۔

حنان کی آنکھوں سے آنسو بہہ

نکلے۔۔۔ یا اللہ۔۔۔ یہ کیسا امتحان

ہے۔۔۔ وہ روتے ہوئے بولا۔۔ وہ

واقع ہی حور سے اپنی جان سے زیادہ

پیار کرتا تھا۔۔ از میر نے بے بسی سے

آنکھیں بند کر لیں۔۔ ان سب کو یوں

پریشان دیکھتے ڈاکٹر بولی تھی۔

جلدی کرے وقت کم ہے۔۔ ڈاکٹر

سنجیدگی سے بولی۔۔ سب کی نظریں

ارسلان شاہ پر ٹھہر گئیں۔۔ وہ اپنے

ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا جو کانپ رہے

تھے۔۔

آنکھوں میں نمی اور دل میں ہزار

طوفان لیے اس نے کاغذ کو پکڑا۔ بین

ہاتھ میں لیتے ہی اس کی انگلیاں

لرزنے لگیں۔۔

یا اللہ میری گڑیا کی حفاظت کرنا۔۔

یہ دعا دل میں دہراتے ہوئے اس نے

آنسوؤں کے ساتھ سانس کر دیے۔

نمرین اور مہرماہ زار و قطار رونے
لگیں۔۔۔

حنان نے اپنے بال مٹھی میں جکڑ
لیے۔ اسٹرپچر کو سی سیشن کے لیے
اندر لے جایا گیا۔ دروازہ بند ہو
گیا۔۔ آپریشن تھیٹر کے سرخ بلب
نے سب کی امیدوں اور خوف کو اور

بڑھا دیا۔ ڈاکٹرز نے تیزی سے

آپریشن شروع کیا۔ مشینوں کی بیپ

بیپ اور ڈاکٹرز کے ہاتھوں کی تیزی

ماحول کو مزید سنجیدہ بنا رہی تھی۔ حور

نیم بے ہوشی میں بھی بار بار شاہ زین

کا نام بڑبڑا رہی تھی۔ شاہ جی۔۔۔ میرا

بچہ۔۔۔ وہ اتنی تکلیف میں اسی کو یاد کر

رہی تھی۔۔ اگر وہ ہوش میں ہوتی تو

شاید یقین نہ کر پاتی۔۔ ڈاکٹر زکے

چہرے پر تناؤ بڑھ گیا۔

ہری اپ۔۔۔ پشٹ کا بلڈ پریشر

ڈراپ ہو رہا ہے۔۔۔ وہ سب کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ اور کچھ

دیر بعد ایک کمرے میں گو نجی ہوئی

بچے کی رونے کی آواز نے ماحول کو

بدل دیا۔۔۔

بچے کے رونے کی آواز پورے

آپریشن تھیٹر میں گونج اٹھی۔

دروازے کے باہر بیٹھے سب کے دل

جیسے دھڑکنا بھول گئے تھے۔

نمرین نے دروازے کی طرف

دیکھا۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ بچے کی آواز ہے

نا؟" اس کے چہرے پر ایک دم

خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ حنان کے لبوں پر

ہلکی مسکراہٹ آ گئی۔ وہ بے اختیار

سجدے میں گر گیا۔ الحمد للہ۔۔ اللہ

تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔۔ وہ مسکرا کر

بولاً۔۔ مہرماہ شاہ نے اپنے آنسو صاف

کیے۔۔

میری گڑباماں بن گئی۔۔۔ ان کی آواز

نم تھی۔۔ سلطان شاہ نے لرزتی

سانس کے ساتھ اوپر کی طرف

دیکھا۔۔ یارب شکر ہے۔۔۔ تو نے

کرم کیا۔۔۔ ان کی آنکھوں سے بے

اختیار آنسو بہے نکلے۔۔ کچھ ہی دیر بعد

دروازہ کھولا۔۔ نرس کے ہاتھوں میں

نخاسا لیٹا ہوا بچہ تھا۔۔ مبارک

ہو۔۔۔ بیٹا ہوا ہے۔ اس نے مسکرا کر

کہا۔۔

نرس کے یہ الفاظ سنتے ہی پورے

خاندان پر جیسے خوشی کا طوفان چھا گیا۔

نمرین کے لبوں سے بے اختیار

نکلا۔۔ میرے لالا بابا بن

گئے۔۔ اس کی آنکھوں سے بے

اختیار ہی آنسو بہے نکلے۔۔ حنان نے

آگے بڑھ کر بچے کو دیکھا۔۔ اور اسے

اپنی گود میں لیا۔۔ یہ تو۔۔ حنان آگے

کچھ نہیں بولا تھا۔۔ کیونکہ وہ ننھی سی

جان سویا ہوا تھا۔۔

ازمیر نے اس سے بچے کو اپنی گود

میں لیا۔۔ اور اس کی پیشانی پہ ہونٹ

رکھے۔۔ حور کیسی ہے عمار سلطان شاہ

نے گھبراہٹ سے پوچھا۔۔ نرس

کے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی۔ پیشینٹ

کو ابھی ہوش نہیں آیا۔۔۔ اس نے

اس کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔۔۔ سب کے چہروں سے خوشی کی

چمک ایک لمحے میں ماند پڑ گئی۔ حنان

کے ہاتھ لرزنے لگے۔۔

یا اللہ۔۔۔ میری بہن کو کچھ نہ

ہو۔۔۔ اس کے ہونٹوں سے یہ لفظ

بے ساختہ ہی نکلے تھے۔۔ چند لمحوں
بعد ڈاکٹر باہر آئی۔۔ آپ سب دعا
کریں۔۔ ماں کمزور ہے، لیکن ہم
پوری کوشش کر رہے ہیں۔۔ ڈاکٹر
ماسک ہٹاتے ہوئے بولی۔۔ سب کے
چہرے جیسے ایک دم سنجیدہ ہو گئے۔

کچھ دیر بعد

سب کے چہروں پہ پریشانی تھی۔۔

آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا۔۔ سب

کے چہرہ پہ پریشانی تھی۔۔ ارسلان شاہ

ڈاکٹر کی طرف بڑھا۔ الحمد للہ۔۔

اب وہ خطرے سے باہر ہیں۔ لیکن

انہیں مکمل آرام کی ضرورت

ہے۔۔ ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے
کہا۔۔ ڈاکٹر کے ان الفاظوں نے جیسے
سب کو نئی زندگی دی تھی۔۔ حنان
شاہ ارسلان شاہ کے گلے لگ
گیا۔۔ اللہ نے سن لی ہماری بھیا۔۔
اس نے ارسلان شاہ کی طرف نم
آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

نمرین مہرماہ شاہ کے پاس بیٹھی ہوئی
تھی۔۔ اس نے از میر شاہ کی طرف
دیکھا۔۔

جس کے ہاتھ میں اس کے لالا کی اولاد
تھی۔۔ از میر شاہ اس کی نظریں بچہ پہ
دیکھتے اس کی طرف بڑھا۔۔ نمرین
اپنی نظروں کا زاویہ بدل گئی۔۔ از میر

شاہ نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے

اس کی طرف دیکھا۔۔ پیارا ہے

نا۔۔ از میر شاہ کی آواز پر نمرین شاہ

نے اس کی طرف دیکھا۔۔ اور

مسکرائی تھی۔۔

جی۔۔ اس کی آنکھیں مسکرائی تھی۔۔

از میر شاہ نے اس کی طرف بے بی

بڑھایا۔۔ جسے نمرین نے جلدی سے

تھام لیا۔۔ اور اس کی پیشانی پہ ہونٹ

رکھے۔۔

کچھ دیر بعد حور کو ہوش آیا۔۔ تو سبھی

اس کے پاس تھے۔۔ حنان شاہ حور

کے بالکل قریب بیٹھا اپنے چھوٹے سے

شہزادے کو گود میں لیے ہلکے ہلکے
مسکرا رہا تھا۔ وہ اب اپنی تھوڑی
تھوڑی سی آنکھیں کھولے اسے دیکھ
رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بالکل از میر
شاہ کی آنکھوں سی تھیں۔ نیلی نیلی
آنکھیں وہ اپنی نیلی آنکھوں سے از میر

شاہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ حان۔۔۔ اس نے

مدھم سی آواز میں حنان کو پکارا۔

حنان نے فوراً اس کی طرف

دیکھا۔۔۔ عینی۔۔۔ تم ٹھیک

ہوں۔۔۔ وہ جلدی سے

بولا۔۔۔ آنکھوں میں آنسو تیرنے

لگے۔۔۔ میرا۔۔۔ بچہ۔۔۔ ٹھیک ہے

نا؟ حور کی آواز کمزور تھی۔۔ وہ بول

تک نہ پار ہی تھی۔۔ حنان نے

مسکراتے ہوئے بچے کو اٹھایا اور اس

کے قریب لے آیا۔۔

یہ رہا تمہارا شہزادہ۔۔ حنان نے

دھیرے سے کہا۔۔ اور حور مسکرا

دی۔۔ سب ہی خوش تھے۔۔ حور
کے ہونٹوں پہ بھی مسکراہٹ تھی۔۔

آج حور کو ڈیس چارج ہونا تھا۔۔
میں شہزادے کو اٹھاؤ گا۔۔ از میر شاہ
نے جلدی سے آگے بڑھتے بچے کو گود
میں لیا۔۔ کیوں بھائی۔۔ میں اٹھاؤ

گا۔ آپ واپس جا کر اٹھا

لینا۔۔۔ حنان منہ بناتے ہوئے

بولا۔۔

چھوٹا ہے ناتو چھوٹا رہ میرا

بچہ۔۔۔ از میر شاہ بچہ کو لیے روم سے

باہر نکل گیا۔۔۔ ارسلان شاہ فار میلٹز

پوری کرتے واپس آیا۔۔۔ حنان کو یوں

بیٹھے دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا۔۔ لیکن وہ

مسکرا دیا۔۔ چل حان۔۔۔ ارسلان

شاہ نے نمرین سے حور کی میڈ سین

پکڑی۔۔

حنان اور ارسلان شاہ حور کو احتیاط

سے لیے باہر نکلے۔۔ بھیا میں پکڑ لوں

گی۔۔۔ نمرین نے جلدی سے

کہا۔۔ کچھ نہیں ہوتا گڑیا۔۔ ارسلان

شاہ مسکرا کر بولا۔۔ نمرین بھی ان

کے ساتھ باہر کی طرف آئی۔۔ حور

کو گاڑی میں بیٹھاتے حنان نے

ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔

ازمیر شاہ ابھی بھی بچہ کو لیے کھڑا ہوا

تھا۔۔ اور اس کے قریب ہی نمرین

کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ شاہ زین جو کہ
ہسپتال سے باہر نکلا ہی تھا۔ کہ اس
کی نظر از میر شاہ اور نمرین پر پڑی۔۔
شاہ زین شاہ بی بی کو گاڑی میں بیٹھاتے
ان کی طرف بڑھا۔ لیکن اس سے
پہلے کہ وہ ان تک پہنچتے وہ جا چکے

تھے۔۔ شاہ زین واپس اپنی گاڑی کی
طرف بڑھا۔۔

از میر شاہ کی گاڑی کارپیوچ میں آکر
روکیں۔۔ نمرین کے ہاتھوں میں
چھوٹا سا بچہ تھا۔۔ جسے دیکھ وہ خوش ہو
رہی تھی۔۔ نمرین شاہ از میر شاہ کے
ساتھ اندر کی طرف بڑھی۔۔ بھابی

مجھے دینا۔۔ اب تھوڑی دیر میں اس
کے ساتھ کھیلو گا۔۔ حنان نے جلدی
سے اس سے بچہ پکڑا۔۔

اس کا نام تو میں ہی رکھو گا۔۔ حنان
نے جلدی سے بچے کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا تھا۔۔ تو کیوں رکھے گا۔۔

اس کی آنکھیں مجھ جیسی ہے۔۔ تو اس

کا نام میں رکھو گا... اور اس کا نام

شامیر ہو گا۔۔۔ از میر شاہ نے مسکرا

کر کہا۔۔ اور حنا کے ہاتھ سے شامیر

کو لیتے اس نے اس کی پیشانی پر ہونٹ

رکھے۔۔ اس کی آنکھیں از میر شاہ

مسکرا دیا۔ وہ جانتا تھا کہ حور کیا کہنا

چاہ رہی ہے۔۔

شاہ بی بی صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔

شاہ زین شاہ بی بی کے قریب آکر

بیٹھا۔۔ نورین شاہ نے جوس کے

گلاس دونوں کو لا کر دیے۔۔ ماں مجھے

لگتا ہے ہماری گرڑیاں بن گئی ہے۔۔

شاہ زین نے مسکرا کر کہا۔۔ شاہ بی بی

نے خوشی سے اس کی طرف

دیکھا۔۔ نوہین شاہ بھی مسکرا

دی۔۔ ثناء شاہ جو کہ ابھی بچن سے ہی

آ رہی تھی۔۔۔ شاہ زین کی بات پہ

اس کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آئی
تھی۔۔

پھر تو ہمیں جانا چاہیے۔۔ اپنی نمرین
سے ملنا چاہیے۔۔ شاہ بی بی نے
مسکراتے ہوئے کہا۔۔ جی ماں میں
بھی سوچ رہا ہوں۔۔ شاہ زین سنجیدگی
سے بولا۔۔

شاہ آپ ایسا کروا انتظام کرواؤ پھر چلتے

ہے۔۔ شاہ بی بی مسکراتے ہوئے

بولی۔۔۔ جی میں ابھی انتظام کرتا

ہوں۔۔ شاہ زین مسکرا کر اٹھا تھا۔۔

ثناء شاہ شاہ لی لی کے پاس بیٹھ گئی۔۔

کچھ ہی دیر میں شاہ زین ساری تیاریاں

کر چکا تھا۔۔ شاہ بی بی کو گاڑی میں

بیٹھاتے شاہ زین نے گاڑی سٹارٹ
کیں۔۔ اور تیس منٹ کے سفر کے
بعد شاہ زین کی گاڑی شاہ ہاؤس کے کار
پیوچ میں روکیں۔۔ ملازم مٹھیاں
اٹھائے اندر کی طرف بڑھ گئے۔۔
جبکہ شاہ بی بی اور شاہ زین بھی اندر کی
طرف بڑھے۔۔

لاؤنج میں مہرماہ شاہ، سلطان شاہ،

ارسلان شاہ، از میر شاہ اور حنان شاہ

اپنی گود میں شامیر کو لیے بیٹھے ہوئے

تھے۔۔ شاہ بی بی اور شاہ زین کو دیکھتے

ارسلان شاہ حیران ہوا تھا۔۔ مہرماہ شاہ

تو شاہ بی بی کو حیرت کے مارے کچھ

بول نہ سکی۔۔ اسلام و

علیکم۔۔۔ ارسلان شاہ نے شاہ بی بی

سے سلام لیتے ان کو بیٹھنے کی جگہ

دی۔۔

وعلیکم السلام۔۔ شاہ بی بی نے اس کے

سر پہ پیار سے ہاتھ رکھا۔ اور مہرماہ

شاہ کے پاس بیٹھی۔۔ مہرماہ شاہ شاہ بی

بی کے گلے لگ گئی۔۔ شاہ زین حنان

کے پاس بیٹھا۔ اور اس کے ہاتھ میں

بچے دیکھتے مسکرایا۔ حنان نے کچھ

بولے بنا شامیر شاہ زین کی طرف بڑھا

دیا۔ جبکہ از میر شاہ نے حنان کو گھورا

تھا۔

شاہ زین نے شامیر کو اٹھایا۔ اس کا

چہرہ اس کے نقوش شاہ زین کی طرح

تھے۔۔ بس اس کی آنکھیں از میر شاہ

کی طرح تھی۔۔ شاہ زین شامیر کی

طرف مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔۔ شامیر

بھی اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔۔ شامیر

شاہ زین کو دیکھتے کھکھلا کر ہنسا تھا۔۔ وہ

چاہے چھوٹا سا بچہ تھا۔۔ لیکن وہ اتنا تو

جان گیا تھا۔۔ کہ یہ اسی کا باپ

ہے۔۔ مگر شاہ زین اس بات سے بے

خبر تھا۔۔

حور نمرین شاہ کے ساتھ ابھی لاؤنج

میں داخل ہی ہوئی تھی۔۔ کہ شاہ

زین کے ہاتھ میں شامیر دیکھتے اس کا

سانس گہرا ہوا تھا۔۔ نہیں میں اپنا بچہ

نہیں دو گی... میں اپنا بچہ نہیں دو

گی۔۔۔ حور شاہ زین کی طرف دیکھتے

ہوئے چیخی۔۔ حور کی آواز پہ شاہ زین

نے اس کی طرف دیکھا۔۔

نہیں شاہ جی۔۔ ی۔۔

یہ۔۔ م۔۔ می۔۔ میرا۔۔ ب۔۔ بچہ

ہے۔۔ وہ شاہ زین کی طرف بڑھتے

اس سے شامیر کو ایک ہی جست میں

لے چکی تھی۔۔ حور نے شامیر کو خود

سے لگایا۔۔ یہ میرا بچہ

ہے۔۔۔ صرف میرا۔۔ میں آپ کو

نہیں دوں گی۔۔ حور شاہ زین کی

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔

حور کی حالت دیکھتے اسے سمجھ آیا

تھا۔۔ کہ یہ بچہ تو اس کا اپنا ہے۔۔ شاہ

زین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی

تھی۔۔۔ یہ اس کا خود کا بچہ تھا۔۔۔ شاہ

زین کے چہرے پر خوشی نمایاں

تھی۔۔۔ یہ میرا بچہ ہے۔۔۔ شاہ زین نے

حور کی طرف دیکھتے ہوئے بو چھا۔۔۔

نہ۔۔۔ نہیں یہ صرف میرا بچہ ہے۔۔۔

آپ کا نہیں ہے۔۔۔ حور چلائی

تھی۔۔ش۔۔شاہ

جی۔۔ج۔۔جی۔۔چلے۔۔ج۔۔جا

تے۔۔ی۔۔یہ۔۔ص۔۔صرف۔۔

م۔۔میرا۔۔ب۔۔بچہ ہے۔۔حور

شامیر کو خود میں جینے چاہیے حینخ رہی

تھی۔۔

ی۔ یہ میرا بچہ ہے۔۔۔ شاہ زین نے
حور سے شامیر کو لیتے اس کی پیشانی پر
ہونٹ رکھے۔۔ وہ اب پاگلوں کی
طرح اس کے چہرے کو چوم رہا
تھا۔۔ اسے یقین نہ آرہا تھا۔۔ کہ اس
کا بچہ ہے۔۔ وہ اس کے چہرے کو
پاگلوں کی طرح چوم رہا تھا۔۔

نہیں ہے یہ آپ کا بچہ۔۔۔ یہ صرف

میرا بچہ ہے۔۔۔ حور چینی

تھی۔۔۔ آپ کا بچہ ہے یہ... جب

میں اتنے درد میں تھی.. تب کہا تھے

آپ۔۔۔ آپ نے تو مجھے مار ہی دیا

تھا۔۔۔ اور۔۔۔ اگر میں نہ سنبھلتی

تو یہ بھی نہ رہتا۔۔۔ اس وقت آپ کو

اپنا بچہ یاد نہ آیا۔۔ جس وقت مجھ پر
ساری رات ظلم کیا تھا۔۔۔ وہ گہرے
سانس لیتے ہوئے بول رہی تھی۔۔
آپ۔۔ آپ کو اب پتہ چلا کہ یہ آپ
کا بچہ ہے... کہاں تھے آٹھ ماہ
سے... آٹھ ماہ تک تو آپ کو آپ کا
بچہ یاد نہ آیا تھا۔۔۔ وہ روتے ہوئے

چیجی۔۔ شاہ زین نے اس کی بات پر

حیرانگی سے ان سب کی طرف

دیکھا۔۔ کہ ان میں سے کسی نے اسے

کچھ نہیں بتایا تھا۔۔ اسی لمحے حور اس

سے شامیر کو لیتے اپنے کمرے کی

طرف بھاگی تھی۔۔۔ جبکہ شاہ زین

کچھ بولے بنا باہر نکل گیا۔۔۔۔

شاہ زین جاچکا تھا۔۔ حور کمرے میں
شامیر کو خود میں بھینچے رو رہی تھی۔۔
حنان اس کے پیچھے اندر آیا۔۔
حان۔۔۔ نہیں نہیں میں اپنا بچہ نہیں
دوگی۔۔۔ وہ روتے ہوئے

بولی۔۔ اسے لگا تھا کہ شاید وہ بھی اس

سے بچے کو لینے آیا ہے۔۔۔

عینی میری جان۔۔۔ ہم نہیں دے

گے۔۔۔ یہ ہمارا شامیر ہے۔۔۔ حنان

اس کے قریب آیا۔۔ اور حور کو اپنے

حصار میں لیا۔۔ حور پھوٹ پھوٹ کر

رونا شروع ہوئی تھیں۔۔ حنان اسے

اپنے حصار میں لیے اس کے بال

سہلاتے ہوئے اسے چپ کر وارہا

تھا۔۔۔ عینی میری جان۔۔۔ شامیر

ہمارے پاس ہی رہے گا۔۔۔ کیونکہ یہ

میری عینی کا شامیر ہے۔۔۔ حنان نے

پیار سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔۔۔ تو حور رونا بند ہوئی

تھیں۔۔ حنان نے اس سے نرمی سے

شامیر کو لیتے کوٹ میں لٹایا۔۔

حور اب کھانا کھاؤ۔۔۔ ورنہ شامیر اور

تم دونوں بیمار ہو جاؤ گے۔۔۔ نمرین

نے اندر آتے بے حد بیمار سے کہا

تھا۔۔ حور نے نفی میں سر ہلایا۔۔ اور

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گئی۔۔ مجھے

نہیں کھانا۔۔ وہ گھرے سانس لیتے
ہوئے بولی تھی۔۔

شاہ زین حویلی واپس آیا۔۔ اسے ابھی
تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ حور کے
گھر والے کیسے اس سے چھپا سکتے
تھے۔۔ شاہ زین کی گاڑی حویلی کے

کارپیوچ میں آکر روکیں۔۔ وہ گاڑی

سے نکلتے اپنے کمرے کی طرف

بڑھا۔۔ شاہ زین کمرے میں چکر لگا رہا

تھا۔۔ وہ کتنا بے بس تھا۔۔ اس نے

صرف کچھ ہی لمحے اپنے بیٹے کو اپنی گود

میں لیا تھا۔۔

اس نے پاس پڑے ٹبیل کو ٹھوکر

ماری۔۔ اور بیڈ پہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔۔

ثناء شاہ شاہ زین کو اوپر آتے دیکھ اس

کے پیچھے اوپر آئی تھی۔۔ اندر ٹبیل

ٹوٹی دیکھ ثناء شاہ شاہ زین کے قریب

آکر بیٹھی۔۔ زین آپ کو کیا

ہوا۔۔ ثناء شاہ نے مدھم سی آواز

میں اسے دیکھا۔۔۔ شاہ زین کچھ

بولے بنا اس کے گلے لگ گیا۔۔ ثناء

شاہ نے اس کے کندھے پہ ہاتھ

رکھا۔۔

اتنا تو وہ بھی جانتی تھی کہ شاہ زین اتنی

جلدی پریشان نہ ہونے والا تھا۔۔ کوئی

بات تو تھی۔۔

زین۔۔ ثناء شاہ نے اس کے بالوں

میں انگلیاں چلائی شروع کی

تھی۔۔۔ ثناء ہمارا بیٹا۔۔۔ شاہ زین نم

آنکھوں سے مسکراتے ہوئے

بولا۔۔ اس کی زبان سے یہ الفاظ سننے

ثناء شاہ بھی حیران ہوئی تھیں۔۔ اسے

کچھ پل تو یقین نہ آیا تھا۔۔۔

ہم۔۔ ہمارا بیٹا۔۔ ثناء شاہ نے بے

یقینی سے پوچھا۔۔

ہاں ثناء ہمارا بیٹا۔۔ حور نے ہمارے

بچے کو جنم دیا۔ تمہارا اور حور کا

بچہ۔۔ شاہ زین تم نکھوں سے

مسکرا رہا تھا۔۔ وہ باپ بن گیا

تھا۔۔ دس سال بعد خدا نے اسے یہ

نعمت دی تھی۔۔ وہ کتنا خوش تھا یہ

صرف وہی جانتا تھا۔۔

ز۔۔ زین۔۔ کیا وہ۔۔ وہ

۔۔ م۔۔ بی۔۔ میرا ب۔۔

بھی۔۔ ثناء شاہ سے الفاظ ادا نہ ہوئے

تھے۔۔ اس نے بھی تو بچے کے خواب

دیکھے تھے۔۔۔ مگر خدا کو منظور نہ

تھا۔۔۔

ہاں ثناء تمہارا بھی بچہ تم بھی حور کی
طرح اس کی ماں ہوں۔۔۔ شاہ زین
مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ کیسے اس
عورت کو منع کر سکتا تھا۔۔۔ جس نے
پل پل اس کا ساتھ دیا تھا۔۔۔ ثناء شاہ

شاہ زین کے کندھے سے سر ٹکا

گئی۔۔ اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ

تھی۔۔

زین وہ کس جیسا ہے۔۔ ثناء نے

دھڑکتے دل سے پوچھا۔ اس کا بھی

دل چاہا تھا کہ وہ اس بچے کو گود میں

لے۔۔

میں نے اسے نہیں دیکھا۔۔۔ حور مجھ
سے اسے چھین چکی تھی۔۔۔ شاہ زین
نے ضبط سے آنکھیں بند کیں۔۔۔ دس
سال بعد یہ خوشی ملی تھی۔۔۔ مگر وہ خود
ہی کھو چکا تھا۔۔۔ نیا شاہ خاموش
ہوئی تھیں۔۔۔ وہ آگے سے کچھ بول
ہی نہ سکی۔۔۔ وہ خاموش ہو چکی

تھی۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی پھر سے کچھ

ہوں۔۔ سو خاموش رہنا ٹھیک تھا۔۔

نورین اپنے روم میں بیٹھی ہوئی

تھی۔۔ وہ ابھی فریش ہو کر آئی

تھی۔۔ اور بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔ اس نے

گہرا سانس لیا۔۔ اور پھر میں کمرے
سے باہر نکل گئی تھ۔۔

نورین کچن میں آئی۔۔ جو س لے کر
وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔
نورین ابھی اپنے کمرے میں داخل
ہوئی ہی تھی۔۔ کہ اسے اپنے پیچھے

کسی کی آہٹ محسوس ہوئی

تھی۔۔۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔
لیکن اپنے سامنے اس شخص کو دیکھتے
اس کی آنکھیں حیرت سے کھولیں
تھی۔۔۔ اس سے قبل وہ چینختی اس
نے اس کے چہرہ پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔

آواز مت کرنا۔۔۔ وہ مدھم سی آواز
میں بولا۔۔ آپ کیوں آئے ہے۔۔۔
مورین نے سنجیدگی سے پوچھا۔
تم سے ملنے۔۔ اس نے مسکرا کر
کہا۔۔ کل مجھے دیکھنے لالاکے دوست
آ رہے ہیں۔۔۔ اس نے آنکھیں
گھوماتے ہوئے اسے بتایا تھا۔۔۔ وہ

اس کی طرف بڑھتے ہوئے اسے اپنے

قریب کر گیا۔۔

تم ان کے سامنے نہیں جاؤ گی۔۔۔۔

وہ دو ٹوک انداز میں بولا۔۔

کیوں۔۔ میں لالا سے کیا کہو

گی۔۔ نورین اس سے دور ہوتے

ہوئے بولی۔۔ تم کچھ مت کہنا میں خود

ہی دیکھ لوں گا۔۔۔ وہ سنجیدگی سے

بولا۔۔

اتنے وقت سے رابطے بھی تو نہیں کیا

تھا۔۔۔ مجھے لگا شاید بھول

گئے۔۔۔ اس نے پھر سے آنکھیں

گھوماتے ہوئے کہا۔۔ تمہیں بھول

نہیں سکتا۔۔۔ اس نے اس کے بالوں

کو پیچھے کرتے ہوئے کہا۔۔ نورین کی
دھڑکنیں تیز ہوئی تھی۔۔ وہ کچھ بول
ہی نہ سکی۔۔ وہ مسکراتے ہوئے بول
کر باہر نکل گیا۔۔ نورین گہرے
سانس لیتے دل پہ ہاتھ رکھتے وہ بیڈ پہ
بیٹھ گئی۔۔

عینی دروازہ کھولو۔۔۔ حنان کب سے

دروازہ نوک کر رہا تھا۔۔ لیکن وہ

دروازہ ہی نہیں کھول رہی تھی۔۔

عینی... پلیز اوپن دی ڈور۔۔۔ حنان

دروازہ نوکڈ کرتا جا رہا تھا۔۔ عینی

تمہیں تمہارے حان بھائی کی قسم

پلیز۔۔۔ اوپن دی ڈور۔۔۔ وہ پھر

سے دروازہ نوکڑ کرنا شروع ہوا تھا۔

حور نے غصے سے دروازہ کھولا۔

کیا مسئلہ ہے حان۔۔۔ وہ غصے سے

بولی۔۔ میری بہن کیوں اپنی چھوٹی سی

ناک پر غصہ لے کر بیٹھی ہوں۔۔۔ وہ

اس کی ناک پہ انگلی رکھتے ہوئے

بولا۔۔

حان چلے جاؤ۔۔۔ ورنہ مارو

گی۔۔۔ حور اپنے ہاتھ میں پکڑے

شامیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

بولی۔۔۔ نہیں عینی... یہ چھوٹا سا

شہزادہ مت مارنا۔۔۔ اس نے حور کی

طرف آتے حور سے شامیر کو لیا۔۔

اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔ جو

چاہیے تھا وہ مل گیا تھا۔۔۔ اب کافی

تھا۔۔۔

حور منہ بناتے ہوئے وہی بیٹھ گئی۔۔

کچھ دیر بعد حور کمرے سے باہر

آئی۔۔ لاؤنج میں بھی بیٹھے ہوئے

تھے۔۔ حور سلطان شاہ کے پاس آکر

بیٹھ گئی۔۔ ارسلان شاہ اپنے ہاتھوں کی

طرف دیکھتے ہوئے پریشان سا

تھا۔۔ بھیا آپ رات کو سوئے

نہیں؟؟ جو رنے اس کی طرف سوالیہ

نظروں سے دیکھا۔۔ ارسلان شاہ کچھ

بولنے ہی والا تھا کہ حنا شاہ اس سے

پہلے ہی بولا تھا۔۔۔

لڑکی کا چکر۔۔۔ عینی لڑکی کا

چکر۔۔۔ راتوں کی نیند غائب آنکھوں

میں سرخی چھائی۔۔۔ حنان اوپر کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ از میر، حور

، حنان مسکرا ناشر وچ ہوئے تھے۔۔۔

حان.. خاموش ہو جاؤ۔۔۔ ارسلان

شاہ اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ حنان

نے جلدی سے ہونٹوں پہ انگلی

رکھی۔۔ لاؤنج میں قہقہوں کی آواز

گو نجی تھی۔۔ مگر ارسلان شاہ کا چہرہ

اب بھی سنجیدہ تھا۔۔

بھیا، کچھ تو ہے جو آپ سب سے چھپا

رہے ہیں۔۔ حور نے اس کے چہرے

پر نظر ڈالی پھر آہستہ سے

بولی۔۔ ارسلان نے نظریں جھکائیں وہ

ابھی کچھ بولنا نہ چاہتا تھا۔۔ مگر حنان

نے فوراً بول پڑا۔

عینی... بھیا کے راز اب چھپنے والے

نہیں، بس وقت آنے والا، سچ خود بول

اٹھے گا۔۔ حنان نے فوراً سے جواب

دیا۔۔ حور نے حیرانی سے حنان کو

دیکھا۔ کیا مطلب؟ کون سا راز؟ وہ

حیرانگی سے بولی۔ اس کی بات پر

حنان مسکرا دیا۔ بس اتنا سمجھ لو، کسی

کے عشق کے سبب کچھ بدل کر رکھ دیا

ہے۔ یہ کہہ کر وہ اٹھا اور شامیر کو گود

میں لے کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ شامیر

حنان کے چہرے کو چھو کر مسکرایا۔

دیکھا؟ یہ مسکراہٹ کتنی پیاری ہے۔

عینیہ شامیر تو پورا تم پہ

گیا ہے۔۔۔ حور کی آنکھوں میں نمی

سی اتر آئی۔۔۔ میرا شامیر... میری

زندگی۔۔۔ وہ آہستہ سے بولی۔

بس اب سب کچھ ٹھیک ہو جائے یہی

دعا ہے۔۔۔ سلطان شاہ نے گہری

سانس لی۔۔ ان کے لہجے میں تھکن
تھی۔۔ جیسے دل کے بوجھ کو الفاظ میں
ڈھالنا مشکل ہو۔۔

ڈیڈ میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔۔۔

ارسلان شاہ بول کر اٹھتے باہر نکل
گیا۔۔ ارسلان شاہ کی گاڑی شاہ زین
کے حویلی کے کارپیوچ میں آکر

روکیں۔۔ وہ سیدھا اندر کی طرف
بڑھا تھا۔۔ ارسلان شاہ اندر لاؤنج میں
آیا تھا۔۔ شاہ بی بی کے ساتھ نورین
اور اس کے ساتھ ہی عورت اور
سامنے شاہ زین کے پاس اس کا
دوست بیٹھا ہوا تھا۔۔ ارسلان شاہ کو
دیکھتے شاہ زین نے ایبر واچکائی۔۔۔ یہ

میری بہن مہر ماہ کا بیٹا ہے۔۔۔ شاہ بی
بی نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ نورین
نظر اٹھا کر نہ دیکھ سکی۔۔ ارسلان شاہ
شاہ بی بی کے ساتھ والے صوفے پر
بیٹھ گیا۔۔

ہمیں ماشاء اللہ آپ کی بیٹی بہت پسند
آئی ہے۔۔۔ جلد ہی ہم نکاح کرنا

چاہے گے۔۔۔ اس عورت نے

سنجیدگی سے کہا۔۔۔ ارسلان شاہ اپنے

ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں

پھنسائے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ

سنجیدہ تھا۔۔۔ شاہ زین مسکرایا۔۔۔ نبیل

اٹھ کر شاہ زین کے گلے لگ گیا۔۔۔

ٹھیک ہے پھر میں کل ملتا

ہوں۔۔ نبیل نے مسکرا کر کہا۔۔ شاہ

زین بھی مسکرا دیا۔۔ نبیل اپنی ماں

کے ساتھ جا چکا تھا۔۔ شاہ زین نے

ارسلان شاہ کی طرف دیکھا۔۔ کیا

چاہیے۔۔۔۔ شاہ زین نے اس کی

طرف دیکھا۔۔ ارسلان شاہ نے نظر

اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔ اپنی
بیوی کو لینے آیا ہوں۔۔۔ اس نے
سنجیدگی سے کہا۔۔ شاہ زین نے ایبرو
آچکا کر اس کی طرف دیکھا۔
ارسلان شاہ نے کندھے اچکائے اور
صوفے سے اٹھتے نورین کی بازو
پکڑی۔۔ شاہ زین کا دماغ گھوما تھا۔۔

شاہ زین نے اٹھتے اس کے چہرہ پر مکا

جرٹا تھا۔۔ آپ مجھ سے بڑے ہے تو

اس لیے عزت کرتا ہوں۔۔۔

ارسلان شاہ اس کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا۔۔ شاہ زین کا اگلا کوئی

دارے عمل دیکھنے سے پہلے ہی

ارسلان کی بازو کھینچتے باہر کی طرف جا

چکا تھا۔۔ شاہ زین اس کے پیچھے جانے

کے لیے آگے بڑھا تھا۔۔

شاہ روک جاؤ۔۔ شاہ بی بی کی آواز پر

شاہ زین نے روک کر شاہ بی بی کی

طرف دیکھا۔۔ شوہر ہے ارسلان

نورین کا اگر لے کر گیا ہے... تو اتنا

غصہ کیوں کر رہے ہیں۔۔۔ شاہ بی بی

آہستہ سے بولی۔۔

ماں یہ آپ کیا بول رہی ہے... وہ

میری بہن کو لے گیا ہے۔۔۔ شاہ زین

سرخ ہوتے چہرہ سے بولا۔۔ "کچھ

وقت پہلے آپ بھی ان کی بہن کو یوں

ہی کھینچ کر لائے تھے۔۔۔ شاہ بی بی

نے اسے یاد کروایا تھا۔۔ شاہ زین نے
شاہ بی بی کی طرف دیکھا۔۔ ہم نہیں
جانتے ان کا نکاح کیسے ہوا۔۔ لیکن
ارسلان ہمارے نو دین کو کوئی نقصان
نہیں پہنچا سکتا۔۔ شاہ بی بی بول کر
کمرے میں چلے گئی۔۔ شاہ زین غصے
سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔

ارسلان شاہ نورین شاہ کو لیے اندر
داخل ہی ہوا تھا۔ کہ سامنے لاؤنج
میں سب بیٹھے ہوئے تھے۔ ارسلان
شاہ کے ساتھ لڑکی کو دیکھتے سب
حیران ہوئے تھے۔ سب نے
ارسلان شاہ کی طرف حیران نظروں

سے دیکھا۔۔ وہ بیچارہ کچھ بول بھی نہ
سکا۔۔ ارسلان شاہ نے نورین کی کلائی
پکڑی ہوئی تھی۔۔

ارسلان یہ کون ہے۔۔ سلطان شاہ
نے ارسلان شاہ کی طرف سوالیہ
نظروں سے دیکھا۔۔ بھابی۔۔۔ حنان

نے ایبر واچکاتے ہوئے کہا۔۔ حور
نے گھور کر حنان کی طرف دیکھا۔۔

حنان خاموش ہو گیا۔۔

ڈیڈ یہ میری بیوی ہے...

نورین۔۔۔ ارسلان شاہ سنجیدگی سے

بولا۔۔ حنان شاہ کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔۔

ارسلان شاہ اسے گھورتے ہوئے

نورین شاہ کو لیے کمرے کی طرف
بڑھا۔۔ اور اسے کمرے میں چھوڑتے

ارسلان شاہ باہر نکلا تھا۔۔

ڈیڈ وہ بیوی ہے میری۔۔۔ ارسلان

شاہ نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے

ہوئے کہا۔۔ اور حور کے ساتھ آکر

بیٹھا۔۔ ڈیڈ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ

لڑکی کا چکر ہے.. لڑکی کا

چکر۔۔۔ حنان نے مسکراتے ہوئے

کہا۔۔ حنان اب اگر تم چپ نہیں

کیے... تو میں تمہارا گلہ دبا دو

گا۔۔۔ ارسلان شاہ دانت پیستے ہوئے

بولا۔۔

او کے بھیا۔ اس نے ہونٹوں پر انگلی

رکھی۔۔ ڈیڈ.. وہ میں۔۔۔ ارسلان

شاہ نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔ سلطان

شاہ نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔ اور

مسکرا دیے۔

سب کچھ دیر لاؤنج میں بیٹھے رہے...

پھر اٹھ کر اپنے اپنے کمرے کی طرف

بڑھ گئے۔۔ ارسلان شاہ صوفیہ
بیٹھا ہوا تھا۔۔ وہ کچھ دیر اپنا موبائل
دیکھتا رہا۔ پھر اٹھ کر اپنے کمرے کی
طرف بڑھا۔ ارسلان شاہ کمرے
میں آیا تو سامنے ہی نورین شاہ کھڑی
ہوئی تھی۔۔

کیا ہے گھور کیوں رہی

ہوں۔۔۔ ارسلان شاہ بیڈ کی طرف

بڑھتے ہوئے بولا۔۔ نورین شاہ اسے

گھورتے ہوئے پھر سے اس کے

سامنے آئی تھی۔۔ اب کی بار ارسلان

شاہ نے اس پہ ایک نظر ڈالی اور

واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔ ارسلان

شاہ واشر و م سے باہر آیا۔۔ تو نورین
اس کے بلکل سامنے بیڈ کے قریب
کھڑی ہوئی تھی۔۔ ارسلان شاہ نے
اس کی طرف بڑھتے ہوئے اس کی
کلائی پکڑی۔۔ کیوں لے کر آئے ہے
یہاں۔۔۔ نورین نے اسے کھورتے
ہوئے پوچھا۔۔

میری بیوی... میری

مرضی۔۔۔ ارسلان شاہ پر سکون سا

بولا۔۔ اس کے جواب پہ نورین کے تو

تن بدن میں آگ لگی

تھی۔۔ چھوڑے میرا ہاتھ۔۔ نورین

غصے سے بولی۔۔ ابھی تو پکڑا ہے

۔۔ اس کا لہجہ ابھی بھی پر سکون تھا۔۔

تو چھوڑ دے.. نہ اب۔۔۔ وہ

روہا نسی ہوئی تھی۔۔ چلو چھوڑ

دیا۔۔۔ اس نے اس کا ہاتھ چھوڑا۔

جس سے نورین شاہ لڑ کھڑائی تھی۔

اس کا پاؤں شوپیز سے لگا۔

اگر یہ مجھے بری طرح لگتا تو پوچھتی

آپ کو۔۔۔ اس نے گھور کر کہا

تھا۔۔ کیا بتاتی بتاؤ۔۔۔ ارسلان شاہ

نے اس کے مقابل ہوتے ہوئے

کہا۔۔ اس نے شوپیزا اٹھا کر اس کے

سر پہ مارا تھا۔۔ شاید ارسلان شاہ کو

لگا تھا کہ وہ کچھ نہ کرے گی۔۔ وہ اپنے

سر پہ ہاتھ رکھتے زمین پر گرا تھا۔۔

نورین اسے یوں گرتے دیکھ تھوڑا سا
گھبرائی تھی۔

نورین جلدی سے اس کے قریب
ہوتے ہوئے ارسلان شاہ کی طرف
جھکی تھی۔ نورین کا چہرہ اس کے
مقابل گیا ہی تھا۔ کہ ارسلان شاہ
نے آنکھیں کھولیں۔ نورین نے

آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اسے
دیکھا۔۔ ارسلان شاہ اس کی کمر کے
گرد حصار بنا گیا تھا۔۔ مرتے مرتے
بچ گیا۔۔۔ ورنہ تم نے تو آج مار ہی دینا
تھا۔۔ ارسلان شاہ ہلکا سا مسکرا کر
بولا۔۔ چھوڑے مجھے۔۔ نورین شاہ
نے خود کو چھروانا چاہا تھا۔۔ ارسلان

شاہ اسے تنگ کرنے کے لیے اس کے

گرد حصار زیادہ کر گیا تھا۔

اسے منہ کے زاویہ بناتے دیکھ وہ اس

سے پیچھے ہوا تھا۔ نورین منہ بناتے

ہوئے اٹھی۔ ارسلان شاہ بھی کھڑا

ہوا تھا۔

کیا ہوا۔۔ اسے منہ بناتے دیکھ ارسلان

شاہ نے پوچھا۔۔

یہ بھی کوئی شادی ہے۔۔ نہ لہنگا۔۔ نہ

میں دلہن بنی اور شادی ہو

گئی۔۔ نورین منہ بناتے ہوئے بیڈ پہ

بیٹھی۔۔ ارسلان شاہ نے اس کی

طرف دیکھا۔۔ مجھے لہنگا چاہیے۔۔ لا

کر دے۔۔۔ وہ ارسلان شاہ کی طرف

چہرہ کرتے ہوئے بولی۔۔ ارسلان شاہ

نے چہرہ بہ ہاتھ پھیرا۔۔ میں کہاں

سے لا کر دو گا۔ ارسلان شاہ نے

اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

کہیں سے بھی لا کر دے مگر مجھے لا کر

دے۔۔ وہ تقریباً ضدی انداز میں بولی

تھی۔۔ جسے دیکھ کر سلان شاہ چہرے

پر ہاتھ پھیرتے کمرے سے باہر نکل

گیا۔۔

کچھ دیر بعد ہی ارسلان شاہ نے لہنگالا

کرا سے دے دیا تھا۔۔

نورین لہنگا پہنے بالکل تیار ہو چکی
تھی۔۔۔ وہ واقعی ہی دلہن کی طرح
سجی ہوئی تھی۔۔۔ اور بے حد
خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔
ارسلان شاہ بیڈ پر بیٹھا موبائل چلانے
میں مگن تھا۔۔۔ نورین اس کے پاس
آکر بیٹھی۔۔۔ اور اپنی ہیتھلی آگے کی

تھی۔۔۔ اب کیا چاہیے۔۔۔ ارسلان

شاہ نے ایبر واچکاتے ہوئے اس کی

طرف دیکھا۔۔۔ نورین شاہ نے اسے

گھورا تھا۔۔۔ کہ آخر اسے اب اتنا بھی

نہیں پتہ تھا۔۔۔

میری منہ دیکھائی۔۔۔ نورین بے حد

محبت سے بولی۔۔۔ جس پہ ارسلان شاہ

کو اس پہ بے تحاشہ پیار آیا تھا۔۔ اس کا

دل چاہا تھا کہ وہ اس کے ہاتھ چوم

لے۔۔ میرے پاس کوئی منہ دیکھائی

نہیں ہے۔۔ ارسلان شاہ نے سیدھی

بات کی تھی نورین کی آنکھیں حیرت

سے کھولیں تھی۔۔ اسے ارسلان شاہ

پہ غصہ آیا تھا۔۔ لیکن اس کے پاس

ہوتی تو وہ دے دیتا۔ مگر فلوقت اس
کے پاس کچھ نہ تھا۔

اٹھے۔۔۔ نورین شاہ نے اسے اٹھنے کا
اشارہ کیا۔۔۔ ارسلان شاہ کو سمجھ نہیں
آئی تھی۔۔۔ نورین اس کا بازو پکڑتے
اٹھی۔۔۔ ارسلان شاہ بھی کھڑا ہوا

تھا۔۔۔ نورین اسے لیے باہر کی طرف

بڑھی۔۔ جب منہ دیکھائی لے

آئے۔۔۔ تو روم میں آجانا۔۔۔ وہ

بول کر دروازہ بند کر گئی۔۔

ابھی وہ کچھ بولنے ہی والا تھا کہ احان

اور از میر کی آتی آواز پہ وہ دروازے

سے کچھ دور ہوا تھا۔۔ کیا ہوا بھیا۔۔

احان نے از میر کو دیکھتے ہوئے آنکھ

ماری تھی۔۔ از میر شاہ نے ہنسی دبائی
تھی۔۔ دونوں یہاں اسے کھڑے
دیکھ کر سمجھ ہی گئے تھے۔۔۔ یار وہ
میں ناباہر جا رہا تھا۔۔ ارسلان شاہ کو جو
سمجھ آیا تھا۔۔ وہ بول گیا تھا۔۔
بھیا وہ۔۔ وہ اگے کچھ بولنے ہی والے
تھے۔۔ کہ سلطان شاہ کی آواز پہ از میر

شاہ، اور احان شاہ اپنے اپنے کمروں کی

طرف بڑھ گئے۔۔۔ ارسلان شاہ کتنی

ہی دیر دروازے کے باہر کھڑا رہا

تھا۔۔۔ لیکن جب نورین نے دروازہ

نہیں کھولا۔۔۔ تو ارسلان شاہ جا کر

صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

ارسلان شاہ صوفے سے ٹپک لگا

گیا۔ آنکھوں میں نیند کی لہر دوڑی

تھی۔ کیا ہے یار۔۔۔ وہ جھنجھلاتے

ہوئے صوفے پر لیٹے چہرہ پہ کشن رکھ

گیا۔

ارسلان شاہ نے رات ساری لاونج

میں گزار دی تھی۔۔ صد شکر کوئی

نہیں آیا تھا۔۔۔ ارسلان شاہ کی آنکھ مہر
ماہ کی آواز یہ کھولی تھی۔۔۔ ارسلان شاہ
جلدی سے صوفے سے اٹھتے باہر نکلا
تھا۔۔۔ ارسلان شاہ لان میں آیا تھا۔۔۔
ازمیر شاہ کمرے سے نکلتے کچن میں آیا
تھا۔۔۔ لیکن احان کے کمرے سے نکلتے
ہی دونوں نے ارسلان شاہ کے کمرے

کے دروازے کی طرف دیکھا

تھا۔۔ اور پھر مستے ہوئے باہر

نکلے۔۔ دونوں مستے ہوئے باہر نکلے

تھے۔۔ لیکن ارسلان شاہ کو باہر دیکھتے

دونوں کی ہنسی غائب ہوئی تھی۔۔

دونوں ہی ارسلان شاہ کی طرف

بڑھے تھے۔۔ بھیا آپ یہاں کیا کر

رہے ہیں۔۔۔ آپ تو۔۔۔ از میر نے
آگے کی بات ادھوری چھوڑتے اسے
اشارہ دیا تھا۔۔۔ ارسلان شاہ کچھ بولا
نہیں تھا۔۔۔

مطلب بھیا آپ رات سہاری باہر
تھے۔۔۔ احان نے بھی ہنسی دبائے کہا

تھا۔۔۔ ارسلان شاہ کا چہرہ بتا دیا تھا کہ وہ

ساری رات یہی رہا تھا۔۔

شیٹ اپ۔۔۔ ارسلان شاہ ان

دونوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔ دونوں

ہی ہنستے ہوئے لان کی طرف بڑھ

گئے۔۔

نمرین شاہ کچن میں مہرماہ شاہ کے
ساتھ کام کروارہی تھی۔ یہ میں کرتی

ہوں۔۔۔ نمرین بیٹا آپ

جاؤ۔۔۔ ارسل کے روم میں اور ان کو

لے آؤ۔۔۔ وہ پیار سے بولی۔۔۔ جس پہ

نمرین مسکراتے ہوئے باہر نکل

گئی۔۔۔ نمرین شاہ نے آکر ارسلان شاہ

کے روم کا دروازہ نوکڑ کیا۔۔ جو کچھ
ہی دیر میں نورین نے کھولا تھا۔۔ وہ
دلہن کے لہنگے میں اپنی آنکھوں کو مل
رہی تھی۔۔ اسے دیکھتے نمرین شاہ
خوش ہوئی تھی۔۔ جبکہ نورین شاہ
جب آنکھیں مل کر فارغ ہوئی تو اس
کے گلے لگ گئی۔۔

دیدہ۔۔۔ کیسی ہے آپ۔۔۔ میں نے

آپ کو کتنا مس کیا۔۔۔ نورین نمرین

شاہ کے گلے لگتے ہوئے بولی۔۔

میں نے بھی بہت کیا میری

جان۔۔۔ لیکن مجھے یہ بتاؤ۔۔۔ لالا کہاں

ہے۔۔۔ نمرین اس کے ساتھ اندر

روم میں آتے ہوئے بولی۔۔۔ وہ

ارسلان شاہ کے روم میں

تھی۔۔ صاف تھا کہ وہ ارسلان شاہ کی

بی بی ہے۔۔۔

وہ کون۔۔۔ نوہین نے چہرہ کو ہاتھ

سے صاف کر کے ہوئے

پوچھا۔۔۔ اسے ارسلان شاہ کا نام پتہ

تھا مگر یہ معلوم نہ تھا کہ اس کی بہن کا

لالا ارسلان شاہ ہی ہے۔۔

یار جس کی بیوی بن کر یہاں آئی

ہوں۔۔ لالا کہاں ہے۔۔ نمرین نے

سنجیدگی سے پوچھا۔۔ اسے اب سمجھ

آگیا تھا۔۔

او۔۔ اچھا وہ۔۔ ان کو تو میں نے رات

میں روم سے نکال دیا تھا۔۔ نورین ہلکا

سا مسکرا کر بولی۔۔ جس پہ نمرین

حیران ہوئی تھی۔۔۔

پاگل لڑکی۔۔ کوئی عقل ہی نہیں

ہے۔۔۔ نمرین نے اس کے کندھے

پر تھپڑ مارا۔۔ اور دیدہ... کیا ہو گیا

ہے۔۔ وہ ناراضگی سے بولی۔۔ ابھی وہ

دونوں باتیں ہی کر رہی تھی۔۔ کہ

ارسلان شاہ کمرے میں داخل ہوا

تھا۔۔ جسے دیکھتے نمرین مسکراتے

ہوئے اس کی طرف بڑھی تھی۔۔

کیسے ہے لالا۔۔ نمرین نے مسکرا کر

پوچھا۔۔ ٹھیک ہوں۔۔ گڑیا کیسی

ہے۔۔۔ ارسلان شاہ نے اس کی

طرف سوالیہ نظروں سے

دیکھا۔ جس پر نمرین شاہ مسکرائی

تھی۔۔ لالہ آپ چیخ کر کے

آجائے۔۔ ممانا شتہ لگا رہی

ہے۔۔ نمرین شاہ مسکراتے ہوئے

بول کر ان کو اکیلا چھوڑ جا چکی

تھی۔۔ نورین شاہ نے اسے جاتے

ہوئے دیکھا تھا۔۔ اور پھر مسکرائی

تھی۔۔

دروازہ بند کرنے کی وجہ جان سکتا

ہوں۔۔ ارسلان شاہ نے اسے گھور کر

دیکھا۔۔ نورین شاہ جو کہ اسے جاتے

ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔ ہستے ہوئے
اسے دیکھنے لگی۔۔

میری مرضی۔۔ نورین نے کندھے
اچکائے۔۔ ارسلان شاہ نے اس کی
طرف بڑھتے بازو پکڑتے اسے اپنے
قریب کیا۔۔ نورین کا دل کانوں بجنا
شروع ہوا تھا۔۔ دونوں ایک

دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے

تھے۔۔

چاہو تو تمہاری رات کی غلطی کی وجہ

سے تمہیں سزا دے سکتا ہوں...

لیکن خیر۔۔ جاؤ چیخ کر... باہر چلنا

ہے۔۔۔ ارسلان شاہ اسے پیچھے

کرتے بیڈ پہ بیٹھا۔۔ نورین شاہ

جلدی سے واشروم کی طرف بڑھ
گئی۔۔ نورین شاہ فریش ہو کر روم میں
آئی۔۔ ارسلان شاہ جو کہ موبائل
چلانے میں مصروف تھا۔۔ اور پھراٹھ
کر روم سے باہر نکل گیا۔۔ ارسلان
شاہ دس منٹ بعد روم میں آیا۔۔

نورین شاہ روم میں نہ تھی۔۔ ارسلان

شاہ موبائل رکھتے فریش ہونے کے

لیے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

ارسلان شاہ فریش ہو کر روم میں

آیا۔۔ وہ باتھ گاؤن میں تھا۔۔ نورین

شاہ جو کہ ڈریسنگ روم سے نکلی

تھی۔۔۔ ارسلان شاہ کو دیکھتے ہلکا سا

مسکرائی تھی۔۔

آپ یہ باتھ گاؤن پہن کر کیوں گھوم

رہے ہیں۔ کیا زیادہ پسند آگیا

ہے۔۔۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا

تھا۔۔ اس کی بات سنتے ارسلان شاہ

نے اسے گھورا تھا۔۔

بولے کیا آپ کے کپڑے ختم ہو گئے

ہیں۔۔۔ وہ ہستے ہوئے بولی تھی۔۔

ارسلان شاہ نے اسے گھورتے ہوئے

سرتاپیر تک دیکھا تھا۔۔ میرے

کپڑے چوری ہو گئے ہیں۔۔ وہ دانت

پیسے ہوئے غصے سے بولا۔۔ وہ اب

بول ہی کیا سکتا تھا۔۔ کیونکہ اس کے

کپڑے سامنے کھڑی اس چھٹانگ بھر

کی لڑکی نے پہنا ہوا تھا۔۔

کس نے کیے آپ کے کپڑے

چوری... تو میں شاہ اسے آنکھیں

پھیلائے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔۔ اس

کی بات پر ارسلان شاہ مسکرایا۔۔

ارسلان شاہ اس کے قریب ہوا۔۔

مس نورین آپ نے میرے کپڑے

چوری کیا ہے.. اور آپ ہی ہے

کلاتھ تھف۔۔۔ وہ اس کی شرٹ

کندھے سے پکڑتے ہوئے اس کی

طرف استنزیہ نظروں سے دیکھتے

ہوئے بولا تھا۔۔ نورین شاہ نے اس کا

ہاتھ پیچھے جھٹکا۔۔ وہ واقعی ہی اس

وقت ارسلان شاہ کے کپڑوں میں
تھی۔۔ بلیک ٹی شرٹ اور بلیک
جینز۔۔ جو اس نے نیچے سے فولڈ کی
ہوئی تھی۔ اور شرٹ اس کے
گھٹنوں سے نیچے تک جا رہی تھی۔۔
بال اس کے شانوں پر لہرا رہے
تھے۔۔

کپڑے لے کر دینا آپ کا کام ہے۔۔

نہیں لے کر دے گے.. تو کیا آپ

کے بھی نہیں پہنوں۔۔۔۔ وہ مسکراتے

ہوئے ایک اداسے بولی۔۔ ارسلان

شاہ نے چہرہ پر ہاتھ پھیرا۔۔ کیا ہوا

غصہ آرہا ہے۔۔۔۔ چلے باہر چلے۔۔

نورین شاہ ہنسی دبائے باہر کی طرف

بڑھی تھی۔۔ کہ ارسلان شاہ نے اس
کی کلائی پکڑی تھی۔۔

پاگل ہوں... ایسے باہر جاؤ
گی۔۔۔ وہ تھوڑا سا غصے سے بولا۔۔
آپ کی عمر نہیں ہے۔۔ کہ آپ مجھ
پر یوں غصے کرے... کچھ خیال
کرے۔۔۔ آپ کی اتج ہو گئی

ہے۔۔۔ نورین نے اتج لفظ پر زور
دیتے ہوئے کہا تھا۔۔ ارسلان شاہ نے
آخری بار نورین کی کلائی چھوڑ کر گہرا
سانس لیا۔۔

چینج کر کے آؤ۔۔ اس کے بعد باہر
چلنا ہے۔۔۔ وہ سخت لہجے میں کہتا بیڈ
پر بیٹھ گیا۔ نورین ہنکارا بھر کر واش

روم کی طرف چلی گئی۔ باتھ روم کا
دروازہ بند ہوتے ہی ارسلان شاہ کھڑا
ہوا اور روم سے باہر نکل گیا۔

ارسلان شاہ جیسے ہی وہ لاؤنج میں
آیا۔ نمرین کچن سے نکلی تھی۔ اسے
دیکھتے ہی مسکرا کر آگے بڑھی۔

لالا... نورین کہاں ہے؟ اس نے
ارسلان شاہ کی طرف سوالیہ نظروں
سے دیکھا۔ ارسلان شاہ نے تھکاسا
سانس بھرا ہے گڑیا... ایک کام
کرو۔ وہ سنجیدگی سے بولا۔۔۔ جی لالا
؟ وہ مسکرا کر بولی۔۔

نورین کو آپ کی ہیلپ چاہیے۔۔۔ وہ

بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا

تھا۔۔

اوکے لالا میں دیکھتی

ہوں۔۔۔ نمرین فوراً اوپر کی طرف

چلی گئی۔۔۔ کچھ ہی دیر بعد نمرین

نورین کے ساتھ چینج کر کے نیچے

آئی۔۔ ڈانگ روم میں سب بیٹھے
ہوئے تھے۔۔۔ حور احان شاہ کے
ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ احان شاہ
شامیر شاہ کو گود میں اٹھائے کھیل رہا
تھا۔۔ اس کا زیادہ تر وقت یوں ہی
گزرتا تھا۔۔ وہ ہر وقت شامیر کے
ساتھ کھلتا رہتا تھا۔۔ از میر شاہ نے

احان شاہ کو آنکھ ماری۔۔ تو دونوں ہی
ارسلان شاہ کی طرف دیکھتے مسکرا نے
لگے۔۔

ان کے مسکرا نے پر سلطان شاہ اور مہر
ماہ شاہ نے ان کی طرف دیکھا تھا۔۔ کیا
ہوا احان۔۔ حور نے احان شاہ کی
طرف دیکھا۔۔ عینی بھیا سے پوچھو

تھا۔ ثناء شاہ نے شاہ زین کی طرف

دیکھا۔ وہ شاہ زین کے کپڑے

الماری میں سیٹ کرتے ابھی ڈریسنگ

روم سے نکلتی تھی۔ شاہ زین بیڈ

کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اسے

دیکھتے ثناء شاہ اس کی طرف بڑھی

تھی۔ زین آپ کی طبیعت ٹھیک

ہے۔۔۔ وہ اس کے پاس بیٹھتے

ہوئے بولی۔۔ شاہ زین نے ثناء شاہ کی

طرف کے دیکھا۔۔ اور پھر ہلکا سا

مسکرایا۔۔

میں ٹھیک ہوں ثناء تم خود کو کیوں

پریشان کرتی ہوں... شاہ زین بے

حد محبت سے اسے اپنے قریب کرتے

ہوئے بولا تھا۔۔ ثناء شاہ مسکراتے

ہوئے اس کے کندھے سے سر ٹکا

گئی۔۔ دونوں ہی تو ایسے تھے۔۔ ایک

دوسرے کے لیے پریشان ہوتے

تھے۔۔ دس سال یوں ہی تو نہ

گزرے تھے۔۔ ثناء تم پر وقت کام

کرتی رہتی ہوں۔۔ تمہیں ریسٹ

کرنا چاہیے۔۔ کچھ ٹائم کر لیا کرو۔۔ ہر

وقت کام۔۔ کام کام کر کے دیکھو

حالت کیا بنالی ہے۔۔ شاہ زین اس

کے گرد حصار بنائے اسے اس کی

صحت کا بتا رہا تھا۔۔ وہ بالکل کمزور ہو

گئی تھی۔۔ شاہ زین حور کے آنے کے

بعد ایسا نہ ہوا تھا۔۔ وہ پہلے بھی ایسا ہی

تھا کبھی کبھی اپنی محبت سے حیران کر
دیتا تھا تو کبھی کبھی تو وہ انجان ہو جاتا

تھا۔۔۔

شاہ زین کی گاڑی سلطان شاہ کی حویلی
کے کارپوچ میں آکر روکیں
تھیں۔۔۔ وہ سنجیدگی سے اندر کی

طرف بڑھا تھا۔ گارڈز نے اسے اندر

آنے دیا تھا۔ ایک تو وہ سردار تھا۔

اور دوسرا وہ سلطان شاہ کا داماد تھا۔

شاہ زین اندر کی طرف آیا ہی تھا۔ کہ

حنان شاہ جو کہ کچھ لینے کے لیے

کمرے سے باہر آیا تھا۔ شاہ زین کو

دیکھتے اس کی طرف بڑھا تھا۔

لیکن شاہ زین اسے اگنور کیسے اس کے

پاس سے گزر رہا تھا۔ کہ حنان شاہ

نے اس کا راستہ روکا تھا۔

اگر عینی آپ کے ساتھ نہیں جانا

چاہے گی.. تو آپ اس کے ساتھ

زبردستی نہیں کر سکتے۔۔ اور نہ ہی ہم

کرنے دے گے۔۔ اگر آپ اسے

منا سکتے ہیں۔۔۔ تو منالے۔۔ حنان

شاہ نے اسے سنجیدگی سے دیکھتے

ہوئے کہا تھا۔۔ شاہ زین نے ایک نظر

اسے دیکھا تھا۔ حنان نے حور کے

کمرے کی چابی اس کے حوالے کی

تھی۔۔ شاہ زین اس چابی لیتے حور کے

کمرے کی طرف بڑھا۔ اور دروازہ

ان لوگوں کو کڑ کرتے اندر آیا تھا۔

حور بیڈ پر سو رہی تھی۔ اور اس کے

بلکل قریب ہی شامیر سو رہا تھا۔ جسے

حور نے اپنے حصار میں لیا ہوا تھا۔

شاہ زین اس کی طرف بڑھا تھا۔ اور

شامیر کو نرمی سے اٹھاتے اس کے

چہرے کو چومنے لگا۔ شاہ زین اس
کے چہرے کو چومتے اسے خود سے لگا
گیا۔ اس کے دل میں سکون اتر ا
تھا۔ وہ انہیں موندے اسے
کندھے سے لگائے ہوئے تھا۔ شاہ
زین شاہ اسے کوٹ میں لیٹاتے حور
کے قریب آیا تھا۔ اور اسے آہستہ

سے اپنے حصار میں لیتے آنکھیں موند

گیا۔۔ وہ جانتا تھا کہ حور بہت گہری

نیند سوتی ہے۔۔ اسی لیے وہ اسے بہت

آرام سے اپنے حصار میں لیے سونے

کی کوشش کرنے لگا تھا۔۔

حور کی صبح آنکھ دروازہ نوکڑ ہونے پر

کھولیں تھی۔۔ حور نے آنکھیں

کھولیں ہی تھی کہ اپنے قریب شاہ

زین کو دیکھتے اس کی آنکھیں حیرانگی

سے پھیلی تھی۔۔ وہ اسے بے یقینی

سے دیکھ رہی تھی۔۔ کہ پھر سے

دروازہ نوکڑ ہوا تھا۔۔ حور شاہ زین

کے حصار سے نکلی تھی۔۔ حور کے

اس کے حصار سے نکلنے پر شاہ زین نے

بھی آنکھیں کھولیں تھیں۔۔ کیا

ہے۔۔ شاہ زین نیند میں کھویا بولا

تھا۔۔ حور بیڈ سے اٹھی تھی۔۔

دروازہ پھر سے نوکڑ ہونا شروع ہوا

تھا۔۔ اب شاہ زین کی نیند اڑی

تھی۔۔ وہ بھی اسی لمحے بیڈ سے اٹھا

تھا۔۔

شاہ زین نے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔
اور دروازے کی طرف بڑھنے ہی والا
تھا کہ حور دروازے کے سامنے آئی
تھی۔۔ کیوں آئے ہے آپ

یہاں۔۔۔ حور شاہ زین کی طرف

دیکھتے ہوئے چینخی تھی۔۔ اس کی
آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے
تھے۔۔ اس کے گالوں کو بھگیور ہے
تھے۔۔ شاہ زین اس کی طرف بڑھا
تھا کہ حور اسے ہاتھ کے اشارے سے
روک گئی۔۔ آپ میرے قریب
نہیں آ سکتے۔۔۔ حور نے روتے

ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔ کیوں نہیں

آسکتا تمہارے قریب۔۔۔ شاہ زین

اس کے قریب ہوا تھا۔۔۔

مگر اب کیوں آئے گے۔۔۔ اپنی

مرضی سے لا تعلق ہوتے ہے۔۔ پھر

حق جتانے آ جاتے ہے۔۔ آٹھ ماہ سے

کہاں تھے آپ۔۔۔ سوچا آپ نے میں

کس حال میں ہوں۔۔۔ کوئی خبر لی..

اب آپ کا بچہ ہوا تو آگئے حق

جتانے۔۔۔ حورِ نغم آنکھوں سے بولی

تھی۔۔۔ شاہِ زمین نے چہرے پر ہاتھ

پھیرا۔۔ اتنا تو اسے اندازہ ہوا تھا کہ

اس کی بیگم صاحبہ اس سب سے

انجان ہے کہ وہ آٹھ ماہ سے کہاں

تھا۔۔۔ اسے بتانا تو تھا ہی۔۔

کیسے آتا۔۔ بتاؤ اپنی مرضی سے لا

تعلق نہیں ہوا تھا۔ اگر یہ آٹھ ماہ تم

نے تکلیف میں گزارے۔۔۔ تو

میں بھی اپنی خوشی سے تم سے دور

نہیں رہا۔۔۔ کومہ میں تھا۔ شاہ زین

اس پر نظر ڈالے بولا تھا۔ اپنی

مرضی سے دور نہ رہا تھا۔ مجبوری

تھی ورنہ میں تمہیں کہیں جانے ہی نہ

دیتا۔ شاہ زین کی آواز خم ہوئی

تھی۔۔۔

Fantastic novel by mailajutt

حور بے یقینی سے اسے دیکھ رہی
تھی۔۔ حنان اسی لمحے کمرے میں
داخل ہوا تھا۔۔

آپ جائے... جلدی لاونج میں کوئی
نہیں ہے۔۔۔ حنان حور پر کوئی نظر

ڈالے بنا ہی شاہ زین سے مخاطب

ہوا۔۔ شاہ زین شامیر کی پیشانی پر

ہونٹ رکھتے حور کو ایک نظر دیکھتے

باہر چلا گیا۔۔

حان۔۔۔ حور حنان کی طرف نم

آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔

حنان حور کی طرف بڑھلا۔ اور اسے

اپنے حصار میں لیا۔۔

حور حنان کے حصار سے نکلی تھی۔۔

مجھے امید نہیں تھی کہ سب ایسا کرے

گے۔۔۔ حان۔۔۔ حور روتے ہوئے

بول رہی تھی۔۔۔ حنان نے حور کی

طرف بڑھتے اس کے آنسو صاف

کیے۔۔۔

عینی میری جان.... میری بات

سنو۔۔۔ حنان پیار سے اسے سمجھانا

چاہتا تھا۔۔ حور روتے ہوئے اسے مار

رہی تھی۔۔ حنان نے حور کے ہاتھ

چومتے ہوئے اسے بیڈ پر بٹھایا۔۔

عینی میری بات سنو۔۔ حنان پیار

سے بولا۔۔ نہیں سنئی می۔۔ مجھے

تمہاری کوئی بات۔۔ حور ضدی

انداز میں بولی۔۔ حنان نے اسے

دیکھا۔۔ اور پھر اسی کے ساتھ بیٹھ

گیا۔۔

عینی شاہ زین بھائی۔۔ حنان نے بولنا

شروع ہی کیا تھا کہ حور اس کی بات

کاٹ گئی۔۔ نہیں سننی کوئی

بات۔۔۔ چلے جاؤ۔۔ حور اٹھتے

ہوئے چینیچی تھی۔۔ اسے یقین نہیں

آ رہا تھا کہ یہ سب ایسا کچھ کر سکتا

ہے۔۔ وہ بے یقین تھی۔۔

کیسے سب اتنی بڑی بات مجھ سے چھپا
سکتے ہے۔۔۔ خود اپنے چہرے پر ہاتھ

رکھے رو رہی تھی۔۔۔ حنان حور کو

روتے دیکھ اسے اپنے حصار میں لے

گیا۔۔۔ عینی میری جان۔۔۔ ریلیکس

اب سب کچھ ٹھیک ہے۔۔۔ وہ نرمی

سے اس کے آنسو صاف کرنے

لگا۔۔ جان شاہ جی۔۔۔ ش۔۔ شاہ

جی۔۔۔ حور روتے ہوئے بولنا چاہ رہی

تھی۔۔ لیکن وہ کچھ بولی نہ پا رہی

تھی۔۔

حور کب سے روئے جا رہی تھی۔۔

اور حنان اسے اپنے حصار میں لیے

ہوئے تھا۔۔ عینی میری جان... ہم

نہیں بتا سکے تھے... اس کے پیچھے

بھی تو وجہ تھی۔۔۔ ہم اپنی عینی کو

تکلیف نہیں دینا چاہتے تھے۔۔

حنان حور شاہ کی پیشانی پر ہونٹ رکھ

گیا۔۔ مگر حور روئے جا رہی تھی۔۔

نا جانے کیسے اور کب یہ اسے بھی پتہ

نہ چلا وہ شاہ زین سے محبت کرنے لگی

تھی۔۔۔

حور ہچکیاں لے رہی تھی۔۔ اس کے

ہچکیاں لینے پر حنان شاہ نے اس کا چہرہ

اپنی طرف کیا۔۔ عینی اب تو سب

ٹھیک ہے.. تم کیوں پریشان ہو رہی

ہوں۔۔ اب تو شاہ زین بھائی بلکل

ٹھیک ہے۔۔۔ حنان نے اس کی

طرف پیار سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

حور کچھ بولے بنا اس کے گلے لگتے پھر

سے رو دی۔۔ وہ سمجھ رہی تھی شاہ

زین اس سے لا تعلق ہوا ہے۔۔ مگر

شاہ زین خود اس حال میں نہ تھا کہ وہ
اس تک آسکتا۔۔

شاہ بی بی لافنج میں بیٹھی ہوئی
تھی۔۔ سامنے ہی مہر ماہ شاہ اور سلطان
شاہ بیٹھے ہوئے تھے۔۔ میں حور کو
لینے آئی ہوں۔۔ شاہ بی بی مسکرا کر

محبت سے بولی۔۔ مہرماہ شاہ اور سلطان

شاہ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا

تھا۔۔ مگر بولے کچھ نہ تھے۔۔ ماں

باپ تھے۔۔ پریشان ہوئے تھے۔۔

کہ شاہ زین کی پہلے سے ہی ایک بیوی

ہے تو وہ کیسے اپنی بیٹی کو وہاں پھر سے

بھیج سکتے تھے۔۔۔

دیدہ ہم بھیج تو دے مگر۔۔۔ مہر ماہ شاہ

نے پریشانی سے شاہ بی بی کی طرف

دیکھا۔ کیا بات ہے مہر ماہ کیوں

پریشان ہوں۔ مجھے بتاؤ کیوں تم حور

کو نہیں بھیج سکتی۔۔۔ شاہ بی بی پریشان

ہوئی تھی۔۔ دیدہ آپ جانتی ہے کہ

شاہ زین کی پہلے سے ہی ایک بیوی

ہے۔۔ پہلے ہمیں معلوم نہیں تھا۔۔

مگر اب تو ہے۔۔ ہم کیسے اپنی بیٹی کو

جانتے بوجھتے پھر سے اندھے کنواں

میں دکھیل دے۔۔ وہ پریشانی سے

بولی۔۔ شاہ بی بی نے مہر ماہ شاہ کی

طرف دیکھا۔۔ اور پھر مسکرا دی۔۔

مہرماہ ہماری ثناء ایسی بچی نہیں ہے...
ثناء کبھی حور کو کوئی نقصان نہیں پہنچا
سکتی۔۔۔ وہ تو حور کو اپنی چھوٹی بہن
سمجھتی ہے۔۔۔ تم حور سے ثناء کے
متعلق پوچھ لینا۔۔۔ شاہ بی بی مسکرا کر
بولی۔۔۔ سچ ہی تو تھا ثناء شاہ تو ایک نیک
عورت تھی۔۔۔ جس نے ہر رشتے کو

خود سے جڑا تھا۔۔ حور کو بھی بہن کے
عہدے پر فائز کر گئی تھی۔۔

حنان شاہ شامیر شاہ کو اٹھائے حور کے
ساتھ باہر آیا تھا۔۔ شاہ بی بی کو دیکھتے
حوران کی طرف بڑھی تھی۔۔ حنان
وہی کھڑا شامیر کے ساتھ کھیل رہا

تھا۔۔ وہ تو اسے ایک پل کے لیے بھی

خود سے دور نہ کرتا تھا۔۔ کیسی ہے
میری بچی۔۔ شاہ بی بی حور کی پیشانی
چومتے ہوئے بولی۔۔
میں فائن ہوں۔۔ آپ کیسی
ہے۔۔ آپ مجھ سے ملنے ہی نہیں
آئی۔۔ حور معصومیت سے شکوہ کر
گئی تھی۔۔ وہ تھی ہی اتنی معصوم۔۔

اب آگئی ہوں نا اپنی بیٹی کو اپنے ساتھ

لے کر جاؤ گی۔۔ شاہ بی بی پیار سے

بولی۔۔ سلطان شاہ اور مہرماہ شاہ حور کو

دیکھ رہے تھے۔۔ وہ خوش

تھی۔۔ لیکن دیدہ وہ شاہ زین کی

بیوی۔۔۔ مہرماہ شاہ پریشانی سے

بولی۔۔ حور نے مہرماہ شاہ کی طرف

دیکھا۔۔

موم ثناء آپی بہت اچھی ہے... وہ

میرا خیال رکھتی ہے۔۔ وہ مجھ سے

بہت پیار کرتی ہے... حور مسکراتے

ہوئے چہرے سے بولی۔۔ تو مہرماہ شاہ

اور سلطان شاہ خاموش ہوئے

تھے۔۔۔ اور مسکرا دیے۔۔۔ وہ نہیں

ملے تھے ثناء سے مگر وہ اپنی بیٹی کی

خوشی میں خوش تھے۔۔ ان آٹھ ماہ

میں انہوں نے بھی دیکھا تھا کہ حور

شاہ زین سے محبت کرنے لگی

تھی۔۔ تو وہ منع نہ کر سکے

تھے۔۔۔ آخر اپنی بیٹی کی خوشی کے

عزیزان کو کیا تھا۔۔

حور شاہ بی بی اور ثناء شاہ کے ساتھ

لاؤنج میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔ ثناء شاہ

شامیر شاہ کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ بار

بار چوم رہی تھی۔۔ اسے کتنا شوق

تھا۔۔ اس کہ کتنی خواہش تھی۔۔ کہ

اس کی خود کو بھی اولاد ہوں۔۔ مگر

شاید یہ اس کی قسمت کو منظور نہ

تھا۔۔

حور شاہ بی بی کے ساتھ بیٹھی ہوئی

تھی۔۔ حور کی نظریں شاہ زین کو

ڈھونڈ رہی تھی۔۔ جو ناجانے کہاں

تھا۔ اور اس نے کب آنا تھا۔ حور

نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے چہرہ پھر

سے شاہ بی بی کی طرف موڑ لیا۔ جو

کہ ثناء شاہ اور شامیر کو دیکھ رہی

تھی۔۔

شاہ زین جوا بھی ہی کسی جرگے سے لوٹا

تھا۔ ان سب کو بیٹھے دیکھ وہ

مسکرایا۔۔ مگر حور کو دیکھتے وہ کچھ پل

کے لیے حیران ہوا تھا۔۔ کہ وہ یہاں

کیسے آئی تھی۔۔ پھر مسکراتے ہوئے

شاہ بی بی کی طرف بڑھا۔۔

اسلام و علیکم ماں۔۔ شاہ زین نے شاہ

بی بی کے ہاتھ۔۔ و علیکم اسلام۔۔ وہ

محبت سے شاہ زین کی پیشانی پر

چوے۔۔ ہونٹ رکھ گئی۔۔ شاہ زین

شاہ بی بی کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔ ثناء شاہ

جو شامیر کے ساتھ کھیل رہی تھی۔۔

شامیر شاہ زین کو پکڑاتے کچن کی

طرف بڑھی تھی۔۔

شاہ زین نے شامیر کے چھوٹے

چھوٹے ہاتھ چوے۔۔ باپ بننا کتنا

خوبصورت احساس تھا۔۔ حور نے شاہ

زین کو چور نظروں سے دیکھا تھا۔۔ وہ

شامیر کے ہاتھ پاؤں اور کبھی چہرہ چوم

رہا تھا۔۔ وہ شامیر سے کتنی محبت کرتا

تھا۔۔ وہ ہلکا سا مسکراتی تھی۔۔ شاہ

زین نے نظر اٹھا کر حور کی طرف

دیکھا۔۔ حور اسی لمحے نظر پھیر گئی
تھی۔۔

ثناء شاہ شاہ زین کے لیے جو س کا
گلاس لیے آئی۔۔ اور شاہ زین کو
دیا۔۔ شاہ زین کے چہرے کی خوشی
دیکھتے ثناء شاہ بھی مسکرائی تھی۔۔

میں تھکی ہوئی ہوں۔۔ میں ریسٹ کر

لوں۔۔ حور بول کر روکی نہ

تھی۔۔ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی

تھی۔۔ اب لاونج میں ثناء شاہ شاہ

زین اور شاہ بی بی تھیں۔۔

ثناء شاہ تم دونوں بھی ریسٹ کرو۔۔

شاہ بی بی مسکرا کر بولی۔۔ اور شامیر کو

پیار سے دیکھا۔۔ زین۔۔ ثناء شاہ شاہ

بی بی کے جاتے شاہ زین کے قریب

آکر بیٹھی تھی۔۔ شاہ زین نے اس کی

طرف دیکھا۔ ثناء شاہ اس کے

کندھے سے سر ٹکائی تھی۔۔

شاہ زین نے شامیر ثناء شاہ کی گود میں

دیا۔ ثناء شاہ نے مسکراتے ہوئے

اس کے ہاتھ چومے تھے۔۔ زین
آپ کو شامیر کو اس وقت حور کے
پاس ہونا چاہیے۔۔ ثناء شاہ
مسکراتے ہوئے بولی۔۔ شاہ زین نے
اس کی طرف دیکھا۔۔ اور ثناء شاہ کے
ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگائے۔۔ ثناء
تم میری کسی نیکی کا صلہ ہوں۔۔ شاہ

زین نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا
تھا۔ ثناء شاہ جیسی ظرف والی عورت
اس کے نصیب میں تھی۔۔۔ یہ اس کی
خوش نصیبی تھی۔۔۔ ثناء شاہ مسکرا دی
تھی۔۔۔ زین۔۔۔ آپ کو حور کا خیال
رکھنا ہوں گا۔۔۔ پلیز اس پر سب غصے
نہیں کریئے گا۔۔۔ اس کا خیال

رکھے۔۔ ہمیں حور نے کتنی بڑی نعمت

دی ہے۔۔ ہمیں تو اس کا شکر گزار

ہونا چاہیے نا۔۔ ثناء شاہ شاہ زین کی

طرف دیکھتے پھر شامیر کو دیکھ رہی

تھی۔۔

تم پریشان نہیں ہوں ثناء۔۔ اب حور

شامیر ہمارے پاس ہی رہے

گے۔۔ شاہ زین نے ثناء شاہ کی پیشانی

پر ہونٹ رکھے تھے۔۔۔

شاہ زین کمرے میں آیا۔۔ حور بیڈ پر
لیٹی ہوئی تھی۔۔ وہ خود بھی کمفرٹ لیے

لیٹی ہوئی تھی۔۔ شاہ زین اس کی

طرف بڑھاتھا۔۔ شاہ زین شامیر کو

بیڈ پر لیٹاتے حور کی طرف بڑھا

تھا۔۔ اور اس پر سے کمفرٹ ہٹایا

تھا۔۔ حور نے آنکھیں کھولتے ہوئے

اس کی طرف دیکھا تھا۔۔

مجھے نیند آرہی ہے۔۔ مجھے سونے

دے۔۔ حور نے سنجیدگی سے کہا۔۔

شاہ زین اس کے قریب بیٹھا تھا۔۔ کچھ

دیر بات کرے۔۔ پھر سو جانا۔۔ شاہ

زین بے حد نرمی سے بولا تھا۔۔ نہیں

مجھے سونا ہے۔۔۔ حور سنجیدگی سے

جواب دیتے ہو وہ کمرٹ لینے لگی

تھی کہ شاہ زین نے کمرٹ پکڑا

تھا۔۔

حور مجھے معاف کر دو۔۔ میں نے
تمہارے ساتھ بہت غلط کیا۔۔ میں
جانتا ہوں کہ میں قابل معافی نہیں
ہوں۔۔ مگر پھر بھی تم سے معافی کی
امید رکھتا ہوں۔۔ شاہزین نے اس
کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے۔۔ حور
کچھ پل خاموش رہی تھی۔۔ پھر اس

نے شاہ زین کی طرف دیکھا۔ اس
کے جوڑے ہاتھ دیکھ تو حور کو کچھ ہوا

تھا۔ وہ بول ہی سکتی تھی۔ اتنی

جلدی اس کے قریب نہیں آ سکتی

تھی۔

آپ کو ڈیڈ اور بھیا سے معافی مانگنی

چاہیے۔ آپ نے ان کو ہرٹ کیا

ہے۔۔ جب تک آپ بھیا اور ڈیڈ سے

معافی نہیں گے۔۔ میں آپ کو معاف

نہیں کروں گی۔۔ وہ سنجیدگی سے

بولی۔۔ شاہ زین نے ہمی میں سر

ہلایا۔۔ میں مانگ لوں گا۔ جس جس

سے کہوں گی معافی مانگ لوں گا۔۔ مگر

تم معاف کر دو۔۔ شاہ زین نے حور

کے دونوں ہاتھ پکڑے تھے۔ پہلے

بھیا اور ڈیڈ سے۔۔ حور ہلکا سا

مسکراتے ہوئے بولی تھی۔۔ شاہ زین

نے ہمیں سر ہلایا تھا۔۔ وہ سب

سے معافی مانگنے کو تیار تھا۔۔

سلطان شاہ، مہرماہ شاہ اور سبھی لاؤنج
میں بیٹھے ہوئے تھے۔ شاہ بی بی مہرماہ
شاہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ شاہ
زین سڑھیاں اتارتے نیچے آیا تھا۔ وہ
سب کو دیکھتے ان کی طرف بڑھا۔
شاہ بی بی اور مہرماہ شاہ کو ملتے سلطان
شاہ کے پاس آکر نیچے گھٹنوں پر بیٹھا

تھا۔۔ حور ثناء شاہ کے ساتھ کچن سے
آ رہی تھی۔۔ وہ شاہ زین کو یوں دیکھ
ایک پل کے لیے روکی تھی۔۔
آپ سے معافی مانگتا ہوں۔۔ آپ
نے بہت سی تکلیف برداشت کیں۔۔
مجھے معاف کر دے۔۔ میں نے آپ
کو بہت ہرٹ کیا۔۔ شاہ زین ہاتھ

جوڑتے ہوئے بولا۔۔ حور جو کہ کچن

سے آرہی تھی۔۔ وہ شاہ زین کو

دیکھتی رہ گئی تھی۔۔ اس نے یہ تو

نہیں بولا تھا۔ کہ وہ یوں سب کے

سامنے معافی مانگے۔۔ اسے شاہ زین کا

سب کے سامنے معافی مانگنا برا لگا

تھا۔۔ کچھ بھی ہوں وہ شاہ زین کو یوں

سب کے سامنے جھکانہ دیکھ
تھی۔۔ لیکن وہ نظریں پھیر گئی
تھی۔۔

حور ثناء شاہ کے ساتھ لاؤنج میں آئی
تھی۔۔ ایسا نہیں ہے یہاں تمہیں معافی
مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ جو
ہونا تھا وہ ہو گیا۔۔ یہ سب اسی طرح

لکھا تھا۔۔۔ سلطان شاہ نے مسکراتے

ہوئے شاہ زین کو گلے لگایا تھا۔۔ شاہ

زین نے حور کی طرف دیکھا تھا۔۔

حور مسکرا دی تھی۔۔ شاہ زین بھی

مسکرا دیا۔ م بابا کی جان۔۔ شاہ زین

نے شامیر کو اٹھاتے اس کی پیشانی پر

ہونٹ رکھے۔۔ لاؤنج میں سب کی

مسکراہٹ گونج رہی تھی۔۔ سب

خوش تھے۔۔۔

شاہ زین کمرے میں داخل ہوا۔۔ حور

واشروم سے نکل رہی تھی۔۔ شاہ

زین کو دیکھتے اس کی طرف آئی

تھی۔۔ شاہ جی۔۔ حور شاہ زین کے

پاس آکر کھڑی ہوئی تھی۔۔ شاہ زین
نے حور کی طرف ایبر واچکاتے ہوئے
دیکھا۔ شاہ جی آپ کو سب کے
سامنے معافی نہیں مانگنی چاہیے
تھی۔۔۔ حور نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔۔ شاہ زین اس کی بات پر مسکرایا
تھا۔۔ حور میری جان... مجھے اپنی

غلطی مانی تھی۔۔ اور میری غلطی تھی

تو سب کے سامنے منانے میں کیسی

شرم۔۔ شاہ زین نے اس کے گال

چومے تھے۔۔ میری جان تم مت

سوچو۔۔ شاہ زین نے اس کے

ہونٹوں کو چوما تھا۔۔ حور سرخ ہوتے

نظریں جھکا گئی۔۔

ش۔۔۔ شامیر کہاں ہے۔۔۔ حور نے با

مشکل پوچھا تھا۔۔۔ شاہ زین ڈریسنگ

ٹیبل کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ حور بیڈ پر

بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ شاہ جی

شامیر کہاں ہے۔۔۔ حور اسے دیکھ

رہی تھی۔۔۔ جو اپنے ہاتھ میں پہنی

گھڑی اتارتے اب مرار میں سے اسے

دیکھ رہا تھا۔۔۔

شامیر ثناء کے پاس ہے۔۔۔ وہ

سنجیدگی ہے بولا۔۔۔ ک۔۔

کیوں۔۔۔ ش۔۔۔ شامیر۔۔۔ ج۔۔

جی۔۔۔ ش۔۔۔ شامیر۔۔۔ ش۔۔۔ شامیر

م۔۔۔ میرا۔۔۔ بیٹا۔۔۔۔۔

ہے۔۔۔ حور اچانک سے ہی رونا
شروع ہوئی تھی۔۔ اس کے رونے پر
شاہ زین مڑتے ہوئے اس کی طرف
آیا تھا۔۔ حور کیا ہو گیا... ثناء شاہ بھی
تو۔۔۔ حور روتے ہوئے اس کی بات
کاٹ گئی۔۔ نہیں... نہیں... م۔۔
مجھے... م۔۔ میرا۔۔ بیٹا۔۔ بچ۔۔

چاہیے۔۔۔ وہ ضدی انداز میں

بولی۔۔ شاہ زین نے اسے دیکھا۔۔

شاید وہ خوفزدہ تھی۔۔ تو بحث کرنے

کا فائدہ نہیں تھا۔۔

اچھا میں شامیر کو لے کر آتا

ہوں۔۔ شاہ زین اسے یوں ہچکیوں

کے ساتھ روتے دیکھ کر بولا۔۔ حور

پھر بھی ہچکیاں لیے جا رہی تھی۔۔

شاہ زین اٹھ کر باہر نکلا تھا۔۔ اور کچھ

ہی دیر میں شامیر کو اٹھائے آیا تھا۔۔

اور شامیر کو حور کے سامنے کیا تھا۔۔

حور ثناء شاہ بھی شامیر کی ماں

ہے۔۔۔ شاہ زین دوسری طرف

آتے ہوئے بیٹھا۔۔ حور نے اس کی

طرف دیکھا۔۔ لیکن بولی کچھ نہ

تھی۔۔۔ شامیر رونا شروع ہوا

تھا۔۔ حور اسے چپ کروانے لگی۔۔

لیکن وہ چپ نہ ہوا تھا۔۔ اسے یوں

پھوٹ پھوٹ کر روئے دیکھ شاہ زین

نے اپنی نادان بیوی کو دیکھا تھا۔۔

حور شامیر کو فید کراؤ اسے بھوک لگی

ہوئی ہے۔۔۔ شاہ زین اسکے طرف

دیکھتے ہوئے بول گیا شاہ زین کی بات

سن کر حور کے عارض سرخ ہوئے

تھے۔۔۔

ن۔۔۔ نہیں اسے بھوک نہیں لگی

ہوئی۔۔۔ وہ شاہ زین کے سامنے تو

شامیر کو فیڈ ہر گزنہ کروا سکتی

تھی۔۔ اسی لیے یہی بول گئی

تھی۔۔ کیوں نہیں لگی ہوئی۔۔ اسے

بھوک لگی ہوئی ہے۔۔ اسی لیے رو رہا

ہے۔۔ جلدی کرو۔۔ اسے فیڈ

کراؤ۔۔ ورنہ مجھے میرے بیٹے کی خود

سے مدد کرنی پڑے گی۔۔ شاہ زین

حور کے عارض سرخ ہوتے دیکھ سمجھ

گیا تھا کہ وہ اس سے شرمارہی ہے۔۔

ش۔۔ شاہ۔۔ ج۔۔ جی۔۔ کیسے آپ

کے سامنے کرنا سکتی ہوں۔۔ حور

شرماتے ہوئے بولی تھی۔۔ شاہ زین

اس کے قریب ہوا تھا۔۔ حور میری

جان سب کچھ دیکھ چکا ہوں۔۔ چلو

جلدی کرو۔۔ ورنہ مجھے کوئی مسئلہ

نہیں ہے۔۔ شاہ زین اس کی

دھڑکنوں کی طرف اشارہ کر گیا

تھا۔۔ اچھا آپ اس طرف دیکھے میں

پھر کراؤ گی۔۔ وہ کسی بھی صورت اس

کے سامنے فیڈ کروانے کو تیار نہ

تھی۔۔ شاہ زین گہرا سانس لیتے چہرہ

موڑ گیا تھا۔۔ حور شامیر کو فیڈ

کروانے لگی۔۔

شامیر کے رونے کی آواز بند ہوتی

محسوس کر شاہ زین حور کے ہونٹوں پر

جھک گیا تھا۔۔ وہ اس کے قریب

ہوتے اس کے ہونٹوں پر قابض ہوا

تھا۔۔ حور کی سانسیں بے ترتیب

کرتے وہ اس کے ہونٹوں کو آزادی
دیتے شامیر کو اٹھاتے کوٹ میں ڈال
آیا تھا۔ اتنے ماہ مجھ سے دور رہی
ہوں۔۔ کیا تمہیں میری یاد نہیں
آئی۔۔ شاہ زین حور کو اپنے حصار میں
لیتے ہوئے بولا۔۔ حور شاہ زین کی
طرف دیکھا۔۔

مجھے بہت آئی تھی۔۔ میں نے آپ کو

بہت یاد کیا شاہ جی۔۔ حور اس کے

سینے میں چہرہ چھپا گئی تھی۔۔ شاہ زین

نے حور کو اپنے حصار میں مزید بھینچ لیا

تھا۔ اس کے بالوں کی خوشبو شاہ زین

کے حواس پر چھا رہی تھی۔ آٹھ ماہ کی

مساقت، وہ کرب، وہ تنہائی، سب

ایک پل میں سمٹ گئے تھے۔

شاہ جی۔۔۔ حور نے اس کے سینے میں

دبے دے لہجے میں پکارا۔

جی میری جان۔۔۔ شاہ جی نے اس

کی پیشانی پر لب رکھے۔

آپ اب کبھی دور تو نہیں جائیں گے

نا؟ مجھے بہت ڈر لگتا ہے۔۔۔ جب

آپ کو مہ میں تھے اور مجھے کچھ پتہ

نہیں تھا۔۔۔ میں نے آپ کو خواب

میں دیکھا تھا اور میں بہت روتی

تھی۔۔۔ حور کی آواز پھر سے بھگنے

لگی تھی۔

شاہ زین نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے
پیالے میں تھاما اور اس کی آنکھوں
میں جھانکا۔۔ حور، اب موت ہی
ہمیں الگ کر سکتی ہے۔ میں نے اپنی
زندگی کے وہ دن دیکھ لیے ہیں جہاں
تمہارے بنا سانس لینا بھی بوجھ
تھا۔۔۔ تم میرا سب کچھ ہوں

حور۔۔ شاہ زین اسے خود سے لگائے
بولا تھا۔۔ وہ دونوں آنکھیں موند گئے

تھے۔۔

اگلی صبح حویلی کی فضا بہت پرسکون
تھی۔ ثناء شاہ لاؤنج میں بیٹھی شامیر کو
گود میں لیے اسے بہلا رہی تھی۔ شاہ

بی بی پاس ہی بیٹھی تسبیح پڑھ رہی
تھیں۔ حور جب کمرے سے نیچے آئی
تو اس کی نظر ثناء شاہ پر گئی تھی۔۔ جو
کہ کتنی محبت سے شامیر کو دیکھ رہی
ہے۔

Fantastic novel by nailajutt

حور دے قد موں ثناء کے پاس آئی اور

اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ ثناء نے

مڑ کر دیکھا اور مسکرا دی۔

آؤ حور، دیکھو شاہ میر بالکل زین پر گیا

ہے۔۔ وہی تیور، وہی انداز۔۔ ثناء نے

محبت سے کہا۔۔ حور مسکراتے ہوئے

اس کے قریب آ کر بیٹھی۔۔

حور کی آنکھوں میں نمی آگئی۔۔ وہ پہلے

سمجھ نہیں سکی تھی۔۔ مگر اب کچھ کچھ

سمجھنے لگی تھی۔۔ آپ، آپ کو برا تو

نہیں لگتا؟ میرا مطلب ہے، شامیر

میرا بیٹا ہے۔۔ اور آپ۔۔ وہ مزید کچھ

بول نہ سکی تھی۔۔

ثناء نے حور کا ہاتھ تھاما۔ حور، شاہ

زین میرا مان ہے، اور شامیر اس مان

کی نشانی ہے۔ تمہارا اور میرا رشتہ

سوکنوں والا نہیں، بہنوں والا ہے۔ تم

نے شاہ زین کو وہ خوشی دی ہے جو

شاید میں کبھی نہ دے پاتی۔ میں

تمہاری شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے

ماں کہلوانے کا حق دیا ہے۔۔ حور نے

جذبات سے مغلوب ہو کر ثناء کو گلے

لگا لیا۔ شاہ زین جو سیڑھیوں سے اتر

رہا تھا، یہ منظر دیکھ کر رک گیا۔ اسے

اپنی خوش نصیبی پر رشک آیا کہ اس کی

زندگی میں حور جیسی معصومیت اور

ثناء جیسا ظرف موجود ہے۔



شام کے وقت شاہ زین حور کو حویلی
کے پچھلے حصے میں بنے باغ میں لے
گیا۔ وہاں سفید گلابوں کی بھینی
بھینی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ شاہ
زین نے حور کے لیے ایک خاص
سرپر اتر تیار کر رکھا تھا۔

شاہ جی، ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟ حور

نے حیرت سے پوچھا۔

شاہ زین نے اسے ایک بیچ پر بٹھایا اور
خود اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ
گیا۔ اس نے اپنی جیب سے ایک
چھوٹی سی مخملی ڈبیانکالی۔ اس میں

ہیرے کی ایک خوبصورت انگوٹھی
چمک رہی تھی۔

حور، ہمارا نکاح حالات کی مجبوری "
تھا، لیکن آج میں اپنی مرضی سے،
پورے ہوش و حواس میں تمہیں اپنی
زندگی کا حصہ بنانا چاہتا ہوں۔ کیا تم

ہمیشہ اس شاہ زین شاہ کی بن کر رہو
گی؟

حور کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔
اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ
شاہ زین کی طرف بڑھایا۔ شاہ زین
نے انگوٹھی اس کی انگلی میں پہنائی اور
اس کے ہاتھ کو شدت سے چوما تھا۔

شاہ زین نے حور کا ہاتھ تھامے اسے
گاڑی کی طرف بڑھایا۔ آج کی رات
وہ صرف حور کے نام کرنا چاہتا
تھا۔ ان تمام آٹھ مہینوں کی تلافی
کرنا چاہتا تھا جو انہوں نے ایک
دوسرے سے دور رہ کر گزارے
تھے۔

شہر کے سب سے پر تعیش ہوٹل کے
وی آئی پی سوٹ میں داخل ہوتے ہی
حور کی آنکھیں حیرت سے پھیل
گئیں۔ پورا کمرہ سرخ گلاب کی پتیوں
اور خوشبودار شمعوں سے سجا ہوا تھا۔
کھڑکی سے باہر شہر کی روشنیاں ایک
خوبصورت منظر پیش کر رہی تھیں۔

شاہ زین نے پیچھے سے آکر حور کو اپنی

باہوں کے حصار میں لے لیا۔ شاہ

جی۔۔۔ سب؟ حور نے دھیرے

سے پوچھا۔۔۔

یہ سب تمہارے لیے ہے حور۔ اس

عورت کے لیے جس نے میرے

انتظار میں اپنی پلکیں جھگوئیں، جس

نے میرے بیٹے کو اس دنیا میں لانے
کے لیے اکیلے تکلیفیں سہیں۔۔ شاہ

زین نے اس کے کان کے پاس
سرگوشی کی تھی۔۔ اس کی گرم
سانسیں حور کی گردن پر محسوس ہو
رہی تھیں۔۔ جس سے حور کے وجود
میں ایک سنسنی سی دوڑ گئی۔

شاہ زین نے اسے آہستہ سے اپنی
طرف موڑا۔ اس وقت حور کے
چہرے پر حیا کی لالی تھی جو شمعوں کی
روشنی میں مزید نکھر گئی تھی۔ شاہ
زین نے اس کے چہرے پر جھکتے
ہوئے اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں
قید کیا۔۔۔ حور نے بے اختیار اس کے

کندھوں پر گرفت مضبوط کر لی۔ اس

رات کے سناٹے میں صرف ان کے

دلوں کی دھڑکنیں سنائی دے رہی

تھیں۔ شاہ زین نے اسے اپنی بانہوں

میں اٹھایا اور بیڈ کی طرف بڑھا۔

جہاں آٹھ ماہ کی دوری اور تڑپ ایک

خوبصورت وصال میں بدلنے والی
تھی۔

شاہ زین حور کو بیڈ پر لیٹاتے اس پر جھکا
تھا۔ وہ اس کے لبوں کو قندھاری
کرتے اس کی فراک اتارتے زمین پر
پھینک گیا تھا۔ آہستہ آہستہ وہ ہر
پردے سے اسے خود کو آزاد کرتے

اس کی گردن پر جھکا تھا۔ شاہ زین
اس کی گردن پر جھکتا اس کی گہرائیوں
کو چھو کر محسوس کرتے اس کے وجود
میں اتر ا تھا۔ اس کی دھڑکنوں کو اس
نے چھوا تک نہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ
حور کو تکلیف ہوگی۔ اور وہ حور کو
تکلیف نہ دے سکتا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد حور شاہ زین کے سینے پر

سر رکھے اس کی دھڑکنیں سن رہی

تھی۔۔۔ اچانک اس کے ذہن میں

ایک سوال ابھرا جس نے اسے بے

چین کر دیا

شاہ جی۔۔۔ اس نے سراٹھا کر شاہ زین

کو دیکھا۔

جی میری جان؟ شاہ زین نے اس کے

بالوں کو سہلاتے ہوئے جواب دیا۔

ایک بات پوچھوں؟ آپ سچ بتائیں

گے؟ حور کی آنکھوں میں ایک عجیب

سی سنجیدگی تھی۔ شاہ زین نے ہمی

میں سر ہلایا۔

شاہ جی۔۔۔ آپ مجھ سے زیادہ محبت
کرتے ہیں یا ثناء آپی سے؟ وہ شاہ زین
کی طرف دیکھتے ایسا سوال کر گئی
تھی۔۔۔ جس کا جواب اس کے پاس
بھی نہ تھا۔

شاہ زین کے ہاتھ ایک لمحے کے لیے
رکے پھر اس نے حور کو مزید خود سے

قریب کر لیا۔ اس نے ایک گہرا سانس

لیا اور حور کی آنکھوں میں آنکھیں

ڈال کر بولا۔

حور، یہ وہ سوال ہے جس کا جواب

شاید تم لفظوں میں ڈھونڈ رہی ہو، مگر

حقیقت میرے احساسات میں ہے۔

دیکھو ثناء وہ عورت ہے جس نے تب

میرا ساتھ دیا جب میں کچھ بھی نہیں
تھا۔ اس نے میرے خاندان کو، میری
حویلی کو اور مجھے سنبھالا۔ وہ میرا
ظرف ہے، میرا سکون ہے اور میری
عزت ہے۔ اس کا مقام میری زندگی
میں ایک ایسی بنیاد کی طرح ہے جس پر
میرا وجود کھڑا ہے۔۔

وہ تھوڑی دیر کے لیے رکا اور حور کے
گال کو سہلایا۔۔۔ اور تم۔۔۔ تم میری
زندگی کا وہ رنگ ہو جس کے بنا میری
دنیا اندھیر تھی۔ تم میری محبت ہو،
میرا جنون ہو اور میری زندگی کی وہ
خوشی ہو جس کی تمنا میں نے ہمیشہ کی
تھی۔ ثناء میرا مان ہے اور تم میری

جان ہو۔۔ وہ ان دونوں کا مقام اسے

بتا گیا تھا۔۔

لیکن شاہ جی، محبت تو ایک ہی ہوتی ہے

نا؟ حور نے ضدی لہجے میں کہا۔

شاہ زین مسکرایا۔ محبت کے کئی روپ

ہوتے ہیں حور۔ میں تم دونوں میں

سے کسی ایک کا انتخاب نہیں کر سکتا

کیونکہ تم دونوں مل کر ہی شاہ زین شاہ

کو مکمل کرتی ہو۔ ثناء میرے ماضی اور

حال اور مستقبل کی وہ سچائی ہے جس

نے مجھے سنوارا اور تم میرا وہ حال اور

مستقبل ہو جس نے مجھے جینا سکھایا۔

میرے لیے تم دونوں برابر ہو، بس

مقام الگ الگ ہیں۔ ایک کے بنا میں

ادھورا ہوں اور دوسری کے بنا میں
بے جان۔۔۔ مجھے اور ثناء کو مکمل تم
نے کیا ہے حور۔۔ تم دونوں میرے
لیے اعلیٰ مقام کی عورتیں
ہوں۔۔ خدا نے مجھ پر کرم کیا ہے کہ
مجھ تم دونوں جیسی بیویاں ملی

ہے۔۔ شاہ زین اس کے بالوں کو

سہلاتے ہوئے بول رہا تھا۔۔

حور اس کے جواب پر کچھ پل خاموش

رہی، پھر اس کے سینے پر دوبارہ سر رکھ

دیا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ شاہ زین

جیسا مرد اپنی ذمہ داریوں اور محبتوں

میں تفریق نہیں کرتا بلکہ وہ ہر رشتے کو

اس کا پورا حق دینے کا ہنر جانتا ہے۔

میں بہت خوش نصیب ہوں شاہ

جی۔۔۔ حور نے دھیمے سے کہا۔

نہیں حور، خوش نصیب میں ہوں کہ

میرے نصیب میں تم دونوں جیسی

عورتیں لکھ دی گئیں۔۔ شاہ زین نے

اس کی پیشانی چومی تھی۔۔۔

شاہ زین صبح ہی حور کے ساتھ واپس

آگیا تھا۔ حویلی کی سیڑھیاں چڑھتے

ہوئے اس کے قدموں کا رخ حور کے

کمرے کی طرف تھا، مگر اچانک کچھ

سوچتے ہوئے وہ رک گیا۔ اس کے

دل نے اسے ایک دستک دی

تھی۔۔ وہ دستک جو اس کے فرض اور

اس کی پہلی رفیقِ حیات کے احترام کی

تھی۔ وہ مڑا اور لمبے راہداری کو عبور

کرتا ہوا ثناء شاہ کے کمرے کی طرف

بڑھ گیا۔

کمرے کا دروازہ نیم وا تھا۔ ثناء شاہ
آئینے کے سامنے کھڑی بالوں میں
برش کر رہی تھی، مگر اس کی نظریں
آئینے میں خود کو نہیں دیکھ رہی تھیں۔
وہ اپنی سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی۔
شاہ زین خاموشی سے اس کے پیچھے آ
کھڑا ہوا۔ اس نے نہایت نرمی سے ثناء

کے ہاتھ سے برش لیا اور خود اس کے

ریشمی بالوں میں کنگھی کرنے لگا۔

ثناء شاہ اپنی سوچوں سے جاگی تھی۔

آئینے میں شاہ زین کا عکس دیکھتے ہی

اس کے ہاتھ ساکت ہو گئے۔۔

ز۔۔۔ زین؟ اس کی آواز میں حیرت

بھی تھی۔۔ شاہ زین نے آئینے میں

اس کی آنکھوں سے اپنی آنکھیں

ملائیں اور ایک مدھم سی مسکراہٹ

اس کے لبوں پر آئی۔ کیوں؟ کیا میں

اپنی ثناء کے بلبل بھی نہیں سنوار

سکتا؟ شاہ زین بے حد نرمی سے بولتے

اس کے بالوں میں برش کر رہا تھا۔

ثناء شاہ مڑی اور شاہ زین کی طرف
دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں نمی کی ایک
ہلکی سی تہہ تیرنے لگی۔ نہیں زین،
ایسی بات نہیں ہے۔ بس۔۔۔ بس
میں حیران رہ گئی کہ آپ اس وقت
یہاں۔۔۔ وہ بولتے ہوئے نظریں

جھکا گئی تھی۔۔ آخر کتنے وقت بعد اس

نے شاہ زین کو یہاں دیکھا تھا۔۔

شاہ زین نے برش میز پر رکھا اور ثناء
کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے
کر اسے صوفے پر بٹھایا۔ وہ خود اس
کے برابر میں بیٹھ گیا۔ ثناء میں جانتا
ہوں تم نے کبھی شکایت نہیں کی،

تمہارا ظرف بہت بڑا ہے مگر میں اپنے

دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر تمہارے

پاس آیا ہوں۔۔ ثناء میں تمہارے

ساتھ نا انصافی کر جاتا ہوں۔۔ جب

سے حور و نی ہو کر آتی ہے۔۔ میں تم

سے بے حد دور ہو گیا ہوں۔۔ ثناء میں

تمہیں وقت نہیں دے پاتا۔۔ تمہیں

پہلے سی محبت نہیں دے پاتا۔۔ میں تم

سے معافی مانگتا ہوں۔۔ وہ اس کے

ہاتھوں کو پکڑے بے حد نرمی سے بولا

تھا۔۔۔

ثناء شاہ نے نظریں جھکا لیں۔۔ اس

کے گالوں پر حیا کی سرخی دوڑ گئی۔

زین میں نے ہمیشہ آپ کی خوشی چاہی

ہے۔۔ حور نے ہمیں وہ دیا ہے جس

کے لیے ہم دس سال سے انتظار کر

رہے تھے۔۔ شامیر اس حویلی کا

وارث ہے۔۔ ہمارا بچہ۔۔ ہماری

جان۔۔ مجھے اور کیا چاہیے۔۔ وہ شاہ

زین کے کندھے سے سر ٹکائے محبت
سے بولی تھی۔۔

شاہ زین نے اس کی ٹھوڑی تھام کر
اس کا چہرہ اوپر اٹھایا۔۔ ثناء، تم بنا میں
ادھورا ہوں۔۔ اس نے ثناء کے ماتھے
پر ایک طویل اور عقیدت بھرا بوسہ

دیا۔ یہ بوسہ محض محبت کا نہیں تھا،

بلکہ یہ اس کا اعترافِ وفا تھا۔

تم اس گھر کی ملکہ ہو ثناء، اور ہمیشہ رہو

گی۔ حور میری زندگی ہے، اور تم اس

زندگی کا سکون ہو۔ اور ایک مرد کو

جینے کے لیے ان دونوں کی ضرورت

ہوتی ہے۔ کبھی خود کو اکیلا یا کم تر مت

سمجھنا کیونکہ شاہ زین کی زندگی کا ہر

فیصلہ تمہاری رضا سے جڑا ہے۔۔ شاہ

زین شاہ کے لیے تم آج بھی پہلی سی

ثناء شاہ ہوں۔۔ وہ اس کے ہاتھ چوم

گیا تھا۔

ثناء شاہ نے اپنا سر شاہ زین کے

کندھے پر ٹکا دیا۔ اسے اس وقت کسی

لمبی گفتگو کی ضرورت نہیں تھی۔ شاہ

زین کی قربت اور اس کے یہ چند بول

اس کے آٹھ ماہ کے انتظار اور کرب

کے لیے کافی تھے۔ کمرے میں پھیلی

خاموشی ان دونوں کے درمیان

برسوں کے تعلق کی گواہی دے رہی

تھی۔۔ ایک ایسی محبت جو جسمانی

ضرورتوں سے کہیں بلند روح کے
سکون پر مبنی تھی۔

آپ ہیں نازین، میرے لیے یہی کافی
ہے۔۔۔ ثناء شاہ نے دھیمے سے کہا
تھا۔۔۔ شاہ زین مسکرا رہا تھا۔۔۔

ثناء شاہ حورین شاہ دونوں کچن میں
سے نکلتے لاؤنج میں آئی تھی۔۔ شامیر
کو شاہ بی بی گود میں لیے ہوئی
تھی۔۔ وہ اپنے جان سے پیارے
لاڈلے بیٹے کی اولاد کو گود میں اٹھائے
محبت سے اس سے کھیل رہی تھی۔۔

حور اور ثناء شاہ دونوں صوفے پر آکر

بیٹھی تھی۔۔ شاہ بی بی ان سے بیٹھی

باتیں کر رہی تھی۔۔ کہ ملازم ہانپتا ہوا

اندر آیا تھا۔۔ جسے دیکھ شاہ بی بی، ثناء

شاہ، حور شاہ نے اس کی طرف دیکھا

تھا۔۔

ارے بیٹا کیا ہوا ہے۔۔ تم یوں ہانپ
کیوں رہے ہوں۔۔ شاہ بی بی پریشانی
سے بولی تھی۔۔ شاہ بی بی وہ شاہ
صاحب کو کوئی لگی ہے۔۔ وہ ہانپتے
ہوئے ایک ہی سانس میں بولا
تھا۔۔ ان تینوں کی تو جیسے جان میتھلی
پر سچی

تھی۔۔ش۔۔شاہ۔۔جی۔۔ک۔۔
کو۔۔گ۔۔گولی۔۔ل۔۔لگی۔۔حو
رکچکپاتے ہونٹوں سے بولتے صوفے
سے اٹھی تھی۔۔یا اللہ خیر۔۔شاہ بی
بی نے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ثناء شاہ
نے منہ پر ہاتھ رکھا

تھا۔۔۔ ز۔۔۔ زین۔۔۔ اس کی جان بھی ہوا
ہوئی تھی۔۔۔

حور لاؤنج سے نکلتے باہر کی طرف بھاگی
تھی۔۔۔ حور۔۔۔ شاہ بی بی نے اسے آواز
دی تھی۔۔۔ مگر وہ لاؤنج سے نکلتے گاڑی
لیے حویلی سے نکل گئی تھی۔۔۔ حور

گاڑی کی سپیڈ تیز کیے جا رہی

تھی۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہے

رہے تھے۔۔ وہ گاڑی کو ٹرن کرتے

گاڑی کی سپیڈ اور تیز کرنے ہی والی

تھی۔۔ کہ گاڑی نے سامنے سے آتے

راستہ روکا تھا۔۔ حور نے گاڑی پیچھے کو

لی تھی۔۔ کہ پیچھے سے بھی گاڑی نے

اس کی گاڑی کو گھیرا تھا۔۔ وہ پریشان

سی ہوئی تھی۔۔ اس نے یہاں وہاں

دیکھا تھا۔۔ وہ روتے ہوئے ان

گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ جس میں

سے کچھ لوگ نکلتے ہوئے ان کی

طرف آرہے تھے۔۔

حور نے ڈرتے ہوئے گاڑی سٹارٹ

کرنے کی کوشش کی تھی۔۔ کہ اگلے

ہی لمحے ایک شخص گاڑی کا شیشہ

توڑتے ہاتھ اندر کرتا دروازہ کھولتے

حور کے ساتھ والی پینجر سیٹ پر بیٹھتا

اس کے منہ پر دمال رکھ گیا

تھا۔۔ حور کی آنکھیں بند ہوئی

تھی۔۔ وہ اپنے ہوش کھو گئی تھی۔۔

ہیلو شاہ زین شاہ۔۔ تیری جان میری
مٹھی میں ہے۔۔ اگر تو دس منٹ میں
یہاں نہ پہنچا تو تیری جان نکالنے میں
ایک پل نہیں لگے گا۔ اس نے قہقہہ
لگاتے ہوئے کال بند کی تھی۔۔ شاہ
زین ابھی حویلی داخل ہوا تھا۔ اسے

دیکھ شاہ بی بی ثناء شاہ اس کی طرف
بڑھی تھی۔۔

زین آپ ٹھیک ہے۔۔ شاہ آپ
ٹھیک ہے۔۔ دونوں یک زبان بولی
تھی۔۔ شاہ زین نے ان دونوں کی
طرف دیکھا۔۔ جی ماں میں ٹھیک
ہوں۔۔ میں ٹھیک ہوں ثناء۔۔ اس

نے ان دونوں کو اتنا پریشان دیکھتے
اپنے حصار میں لیا تھا۔۔ نظروں نے
چاروں طرف دیکھتے حور کو ڈھونڈا
تھا۔۔

شاہ ہمیں خبر ملی تھی آپ کو گولی لگی
ہے۔۔ حور۔۔ شاہ بی بی نے اس کے
چہرے کے تاثرات دیکھے تھے۔۔ وہ

غصہ نہ کرے۔۔ شاہ زین جو کہ آہل

خان کی بات کو مذاق میں ڈال گیا

تھا۔۔ اس کے چہرے پر پریشانی آئی

تھی۔۔ ماں کہاں حور کہاں ہے۔۔ وہ

شاہ بی بی کی طرف بڑھتے سوال کر گیا

تھا۔۔ شاہ حور حویلی سے چلے باہر گئی

ہے۔۔ شاہ بی بی پریشانی سے بولی
تھی۔۔

اومائی گوڈ۔۔ شاہ زین شاہ باہر کی
طرف بھاگا تھا۔۔ اور سلطان شاہ، از میر
شاہ اور حنان شاہ جو کہ اپنے لاڈلے
شامیر سے ملنے آئے تھے۔۔ شاہ زین
کو یوں تیزی سے نکلتے دیکھ حنان شاہ

اس کی طرف بڑھا تھا۔۔ اسلام

و۔۔ وہ بول رہا تھا کہ شاہ زین اس کی

بات کاٹ گیا تھا۔۔

سالے پیچھے میری بہن خطرے میں

ہے اور تجھے سلام دعا کی پٹی ہے۔۔ وہ

تیزی سے بولتا گاڑی کی طرف بڑھا

تھا۔۔ شاہ زین کی بات سنتے ان کی بھی

جان لبوں پر سچی تھی۔۔ وہ بھی گاڑی

لیے شاہ زین کے پیچھے نکل چکے

تھے۔۔ از میر شاہ ڈرائیونگ کر رہا

تھا۔۔ ارسلان شاہ نے پریشانی سے

چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا کہ اگلے ہی

لمحے اس کا موبائل رینگ ہوا تھا۔۔ وہ

نمبر دیکھے بنا کال ریسیو کر چکا تھا۔۔

دس منٹ میں حویلی واپس

آجائے۔۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں

ہو گا۔۔ نورین شاہ کی آواز پر ارسلان

شاہ نے موبائل ہٹاتے نمبر دیکھا

تھا۔۔ اور کال بند کر گیا تھا۔۔ اس

وقت اسے صرف اپنی بہن کی فکر ہو

رہی تھی۔۔ جو ناجانے کس حال میں

تھی۔۔ شاہ زین کی گاڑی روکتے ہی
ازمیر شاہ گاڑی روک گیا تھا۔۔ وہ
تینوں نکلتے شاہ زین کے پیچھے اندر آئے
تھے۔۔

تم نے لیٹ کر دی شاہ زین
شاہ۔۔ تمہیں کب سے کال کی ہوئی
ہے۔۔ اور تم اب آرہے

ہوں۔۔۔ چچ۔۔۔ کتنی غلط بات

ہے۔۔۔ لگتا ہے پہلی بیوی سے زیادہ

محبت ہے اسی لیے اس کی پرواہ ہی

نہیں۔۔۔ وہ کمرہ پر بیٹھا قہقہہ لگاتے

ہوئے بولا۔۔۔ جس سے شاہ زین اس

کی طرف لپکا تھا۔۔۔

نہ نہ یہ غلطی پر گز نہیں۔۔ جانتے
ہوں کیوں ورنہ میں تیری بیوی کو ختم
کر دوں گا۔ اس قدر ڈرتا ہے کہ ساتھ
تین تین بچے لے آیا ہے۔۔ وہ ان
تینوں کو پیچھے دیکھ بولا تھا۔۔ یہ کون
شاہ زین بھائی۔۔ ارسلان شاہ کو اس
کے باتیں کرنے سے وہ شاہ زین کے

جاننے والا لگا تھا۔۔ شاہ زین کچھ نہ بولا

تھا۔۔ تم جانتے ہوں اس کو؟ وہ

ارسلان شاہ کو غصے سے دیکھتے سوال کر

گیا تھا۔۔ ارسلان شاہ نے شاہ زین کی

طرف دیکھا۔۔ وہ اچھے سے جانتا تھا

کہ وہ ایک دوسرے کو نہیں

جانتے۔۔

میں کیسا جانتا ہوں گا آپ کو بہت
مشکل سے جانا ہے۔۔۔ ارسلان شاہ
نے اسے گھورتے ہوئے جواب دیا
تھا۔۔۔ میں پاگل ہو یا بیوقوف ہوں
جیسے تم میرے دشمن ہوں اسی طرح
یہ بھی میرا دشمن ہے۔۔۔ وہ از میر شاہ
کو دیکھتے ہوئے انہیں بتا گیا

تھا۔۔ از میر شاہ اور شاہ زین نا جانے

کیوں ایک دوسرے سے اتنی خار

کھاتے تھے۔۔

شاہ زین بھائی آپ بھی پھر بھیا سے

ایسے پوچھ رہے ہیں جیسے وہ بھیا کا سالہ

ہوں۔۔ حنان شاہ کی زبان یہاں بھی

بند نہ رہ سکی تھی۔۔ شاہ زین کا دل چاہا

تھا کہ وہ حنان کا سر پھاڑ دے۔۔ آخر

ارسلان شاہ کا سالہ وہ خود ہی

تھا۔۔ میری بیوی کہاں ہے۔۔ شاہ

زین شاہ دھاڑا تھا۔۔ آہل خانہ نے

قہقہہ لگایا تھا۔۔ ارے ارے۔۔ آرام

سے کیا ہو گیا ابھی بتا دو گا۔۔ دیکھو

تمہاری جان کیسے مٹھی میں بند کی

ہوئی ہے۔۔ آہل خان نے اوپر کی
طرف اشارہ کیا تھا۔۔ جہاں حور کو
کرسی پر رسیوں سے باندھا ہوا
تھا۔۔ وہ شاہ زین اور اپنے بھائیوں کو
دیکھتے رو دی تھی۔۔
آہل اسے چھوڑ دے۔۔ تیری دشمنی
مجھ سے ہے مجھ پر نکال۔۔ اگر اسے

کچھ ہوا تو میں تجھے چھوڑ دوں گا

نہیں۔۔ شاہ زین شاہ نے پاس پڑی

کرسی کو ٹھوکر ماری تھی۔۔ از میر شاہ

شاہ زین شاہ ارسلان شاہ سے پیچھے کو

ہوتے کچھ قدم دوسری طرف لے گیا

تھا۔۔ نہ نہ یہ غلطی کرنے کا سوچنا بھی

مت۔۔ از میر شاہ کو دے قدم اپنی

طرف بڑھتے دیکھ آہل خانہ قہقہہ

لگاتے ہوئے بولا تھا۔۔ بچے ہوں

تم۔۔ اسی لیے اس سے ہی بات کرو

گا۔۔ شاہ زین شاہ تجھ سے کہا تھا تیری

سب سے قیمتی چیز جھینوں

گا۔۔ تیرے بھائی کو مارا اور اب تیری

بیوی کو۔۔ وہ اپنے گلے کے قریب

ہاتھ رکھتے مرنے کا اشارہ کر گیا

تھا۔۔ شاہ زین کی آنکھوں میں لہو اتر ا

تھا۔۔

کیا اس کے بھائی کو اس نے مارا

تھا۔۔ وہ ایک ہی جست میں اس تک

پہنچا تھا۔۔ مگر اہل خان نے گولی چلائی

تھی۔۔ جس سے شاہ زین خود کو

بامشکل بچاتا اہل خان کا گلا پکڑ گیا

تھا۔۔ تیری ہمت کیسے ہوئی۔۔ تو نے

میرے بھائی کی جان لی۔۔ آج میں

تیری جان لے کر یہ قصہ ہی ختم کر دو

گا۔۔ شاہ زین اس کو پیچھے کودھکے دیتا

کر سی اٹھائے اسے مارتے اس کے

چہرے پر اپنے پاؤں سے زرب لگا رہا

تھا۔ وہ اتنی زور سے اس کے چہرے

پر پاؤں مار رہا تھا کہ اہل خان کے منہ

سے خون نکلنا شروع ہوا تھا۔

شاہ زین شاہ نے جھکتے اس کے منہ پر

پاؤں مارنا چاہا تھا۔ مگر اہل خان اس

کا پاؤں پکڑتے اسے پیچھے کو گرا گیا

تھا۔ شاہ زین شاہ تجھے مار کر ہی مجھے

سکون ملے گا۔۔ وہ شاہ زین پر گولی
چلانے ہی والا تھا کہ از میر شاہ نے
پیچھے سے اس کے ہاتھ سے پسٹل
چھینی تھی۔۔ دیکھ بچے بھی تجھ سے
زیادہ سمجھدار ہے۔۔ از میر شاہ ہستے
ہوئے بولا تھا۔۔ حنان شاہ اور
ارسلان شاہ حور کور سیوں سے آزاد

کرتے اسے اپنے حصار میں لے چکے

تھے۔۔

شاہ زین از میر سے پسٹل چھینتا اہل
خان کے چہرے ہمارے تے اس کی کنپٹی
پر رکھتا گولی چلا گیا تھا۔۔ ٹھاہ کی آواز
کے ساتھ ہی وہ زمین بوس ہوا
تھا۔۔ حنان شاہ نے حور کو اپنے حصار

میں لیا ہوا تھا۔ شاہ زین حور کو بازو
سے پکڑتے اپنے حصار میں لے
گیا۔۔ میری بیوی ہے۔۔ مجھے لگتا ہے
تمہیں جانا چاہیے۔ شاہ زین شاہ حور
کو اپنے حصار میں لیتا ان کو آگے چلنے کو
بول رہا تھا۔ جبکہ از میر شاہ نے اسے
کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔

میرادل کر رہا ہے۔۔ میں ایک گولی
اس پر بھی چلا دو۔۔ کچھ کر تو نہیں سکتا

تھا۔۔ اور اب آیا اتنا۔۔ از میر شاہ

دانت پیستے ہوئے بولا تھا۔۔ چل

چھوڑ۔۔ ارسلان شاہ از میر شاہ کو

بولتے حور کے ہاتھ پکڑتے چوم گیا

تھا۔۔ میری گڑیا ٹھیک

ہے۔۔۔ ارسلان شاہ محبت سے

بولا۔۔ حور نے ہمی میں سر ہلایا

تھا۔۔ وہ تینوں اپنی گاڑی میں جبکہ شاہ

زین شاہ حور کو لیے اپنی گاڑی کی

طرف بڑھ گیا تھا۔۔

ارسلان شاہ نے پیسنجر سیٹ سنبھالی ہی

تھی کہ وہ پھر سے موبائل بجنے پر کال

ریسیو کر گیا تھا۔۔۔ سر نیسلی اگر آپ
اب جلدی نہیں آئے۔۔۔ تو اپنا حال
دیکھتے گا۔۔۔ نورین شاہ اپنی سناتی کال
بند کر گئی تھی۔۔۔ پار کہاں پھنس گیا
میں۔۔۔ ارسلان شاہ چہرے پر ہاتھ
پھیرتے حنان شاہ کے ساتھ جگہ بدل
گیا تھا۔۔۔ ارسلان شاہ فل سپیڈ میں

گاڑی چلا رہا تھا۔ اسے جلد از جلد
حویلی پہنچنا تھا۔ ورنہ وہ جاننا تھا کہ
اس کا حال کیا ہونا تھا۔ ارسلان شاہ
نے پچیس منٹ کا سفر پندرہ منٹ میں
طے کیا تھا۔۔۔ وہ تیزی سے گاڑی
سے نکلتا اندر کی طرف بڑھا تھا۔ مگر
داخلہ دروازے پر ہی اس کی بیگم

صاحبہ کھڑی ہوئی اس کا انتظار کر رہی
تھی۔۔

وہ میں حور۔۔ ارسلان شاہ بول ہی رہا
تھا کہ نورین شاہ نے پیچھے کیے ہاتھ
میں پکڑا پانی کا گلاس اس پر گرایا
تھا۔۔ آپ سے جب کہا تھا کہ وقت پر
آئے۔۔ تو کیوں نہیں آئے۔۔ وہ غصے

سے بولی تھی۔۔۔ ارسلان شاہ نے

چہرے سے پانی صاف کیا تھا۔۔۔ از میر

شاہ حناں شاہ اسے دیکھتے رہ گئے

تھے۔۔۔ دونوں ہستے ہوئے نورین شاہ

کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

بھابی بہت سمجھایا بھیا کو مگر بھیا بات

ہی نہیں سنتے۔۔۔ از میر شاہ ہنسی دبائے

بولا تھا۔۔ نہیں سمجھ جائے گے جب
آج رات باہر گزارے گے۔۔ نورین
شاہ بولتی اندر جا چکی تھی۔۔ ارسلان
شاہ نے از میر شاہ کو گردن سے پکڑا
تھا۔۔ تو میرے ہاتھوں مرے گا
از میر۔۔ وہ اسے غصے سے بولتے
نورین شاہ کے پیچھے اندر بھاگا

تھا۔۔ ورنہ کیا شک تھا کہ وہ اسے واقع

ہی اندر نہ آنے دے۔۔ نورین شاہ جو

کہ دروازہ لوک ہی کرنے والی

تھی۔۔ ارسلان شاہ اس کے ارادے

سمجھتے دروازے سے ایک پاؤں اندر

کرتا ہا تھا سے دروازہ کھولتے اندر آیا

تھا۔۔

نورین شاہ نے اسے غصے سے دیکھا

تھا۔۔ یہ جو تم ابھی کر کے آئی

ہوں۔۔ سوچ رہا ہوں تمہیں اس کی

سزا دو۔۔ اور سزا ایسی ہوں کہ تم شرما

ہی جاؤ۔۔ ارسلان شاہ نورین شاہ کو کمر

سے تھامتے اپنے قریب کر گیا

تھا۔۔ نورین شاہ کا دل زور شور سے

دھڑکا تھا۔ وہ ارسلان شاہ کے ہاتھ کو

کمر سے ہٹانا چاہ رہی تھی۔

مگر ارسلان شاہ اسے اٹھاتے بیڈ تک

آیا تھا۔ اسے بیڈ پر لیٹاتے ارسلان

شاہ اس پر جھکا تھا، ہم اب

بولو۔ کتنی زبان چل رہی

تھی۔ اب ساری بند ہو

گئی۔۔ ارسلان شاہ اس کے بالوں کو
پیچھے کرتے ہوئے اس کی آنکھوں پر
پھونک مار گیا۔۔ مجھے نیند آرہی
ہے۔۔ نورین شاہ نے اس کے حصار
سے نکلنے کی کوشش کی تھی۔۔ جس پر
ارسلان شاہ نے اس کے ہونٹوں پر
قفل لگایا تھا۔۔ نورین شاہ کی آنکھیں

حیرت سے پھٹنے کو تھی۔۔ یہ تھا

ارسلان شاہ کا پہلا لمس جو نورین شاہ کو

حیرت زدہ ہونے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

ارسلان شاہ نرمی سے اس کے ہونٹوں

کو چومتے اس کی طرف دیکھتے لائٹ

آؤف کر گیا۔۔ آخر کب تک ہم یوں

دور رہے گے۔۔ ہمیں قریب بھی تو

آنا چاہیے۔۔۔ ارسلان شاہ اس کے

کان میں سرگوشی کرتے اس کی

گردن پر جھک گیا تھا۔۔ ارسلان شاہ

اس کی گردن پر جھکتا ہونٹ رکھتے

نورین شاہ کی فراک اتار گیا تھا۔۔ وہ

شرم سے سرخ ہوئی تھی۔۔ ارسلان

شاہ اس کی گردن سے اس کی

دھڑکنوں پر کچھ ہی پل میں آیا

تھا۔ وہ اس کی دھڑکنوں کو چومتے

نیچے کو ہونٹوں سے سفر کرتا دونوں

کے درمیان سے ہر پردہ گراتے

دونوں کو ایک کر گیا تھا۔ نورین شاہ

ارسلان شاہ کے کندھے کو تھام گئی

تھی۔۔ ارسلان شاہ نے اسے کوئی درد

نہ دیا تھا۔۔

وہ بے حد نرمی سے اس کے وجود میں

گھل رہا تھا۔۔

تم باہر کیوں گئی تھی۔۔ شاہ زین نے

کمرے میں آتے ہی حور کو اپنے قریب

کرتے سوال کیا تھا۔۔ مجھے لگا آپ کو

گ۔۔ گو۔۔ وہ بول نہ سکی

تھی۔۔ اور شاہ زین شاہ کے سینے سے

لگ گئی تھی۔۔ شاہ زین شاہ کا غصہ پل

میں چھو ہوا تھا۔

پاگل لڑکی مجھے کیا ہی ہو سکتا

تھا۔۔ دوبارہ یوں حویلی سے مت

نکلنا۔۔ شاہ زین اس کی پیشانی پر

ہونٹ رکھتے ہوئے بولا تھا۔۔ حور نے

جلدی سے سر ہلایا تھا۔۔

لیکن شاہ جی آپ ٹھیک تو ہے۔۔ حور

نے ہونٹ باہر نکالتے ہوئے پوچھا

تھا۔۔ شاہ زین شاہ نے اسے خود سے

لگایا تھا۔۔ میں ٹھیک ہوں تم پریشان

نہیں ہوں۔۔ میں ماں سے مل کر آتا
ہوں۔۔ شاہ زین حور کو بیڈ پر بیٹھاتے
کمرے سے نکل گیا تھا۔۔

شاہ زین شہر سے حویلی کی طرف لوٹ
رہا تھا۔۔ جب اس کے فون کی سکرین
روشن ہوئی۔ حور کی کال تھی۔

بولو حور کیا ہوا سب خیریت۔۔۔ شاہ

زین نے سپیکر آن کرتے ہوئے نرمی

سے پکارا۔

شاہ جی! واپسی پر میرے لیے

چو کلیٹ لے کر آئیے گا۔ میرا بہت

دل چاہ رہا ہے۔ دوسری طرف سے

حور کی معصوم فرمائش گونجی۔

ٹھیک ہے میری جان میں لے آؤں

گا۔ شاہ زین نے مسکراتے ہوئے

وعدہ کیا اور فون رکھ دیا۔

مگر حویلی پہنچتے پہنچتے راستے میں کچھ

کام آنے پر شاہ زین کے فون سے وہ

بات بالکل محو ہو گئی۔ وہ جیسے ہی حویلی

کے برآمدے میں داخل ہوا۔۔۔ حور

اسے دیکھتے ہی تیزی سے سیڑھیاں اتر
کرنے لگی آئی۔ اس کی آنکھیں امید سے
جھک رہی تھیں۔

شاہ جی! لے آئے میری
چو کلیٹ؟ حور نے اس کے ہاتھوں کی
طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جو خالی

تھے۔

شاہ زین ایک دم ٹھٹکا۔ اس نے اپنے

بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ اسے اپنی

بھول کا احساس ہوا تو شر مندگی نے

گھیر لیا۔ حور وہ۔۔۔ میں کچھ کاموں

میں ایسا الجھا کہ بالکل نکل گیا ذہن

سے۔۔۔ وہ پیشانی مسلتے ہوئے بولا

تھا۔۔

حور کا چہرہ لمحوں میں اتر گیا تھا۔ اس
نے غصے سے لب بھینچے اور اپنی کمر پر
ہاتھ رکھ کر اسے دیکھنے لگی۔ شاہ جی!
میں نے فون کر کے کہا تھا آپ کو۔۔
آپ کو پتا ہے میں کتنی دیر سے انتظار
کر رہی تھی؟ وہ نڑوٹھے انداز میں بولی
تھی۔۔

شاہ زین نے اسے منانے کے لیے
قریب ہونا چاہا مگر وہ پیچھے ہٹ
گئی۔۔ نہیں! اب مجھے کوئی بہانہ
نہیں سننا۔ آپ کو میری بات یاد ہی
نہیں رہتی۔ وہ بچوں کی طرح ناراضگی
سے بولی تھی۔۔

اچھا بابا غلطی ہو گئی، میں ابھی منگوادیتا

ہوں نا۔۔ شاہ زین نے پیار سے کہا۔

حور نے نفی میں سر ہلایا۔۔ نہیں

چاہیے مجھے۔۔ وہ غصے سے بولی

تھی۔۔ میری جان۔۔ سوری نا۔۔ شاہ

زین نے اسے منانا چاہا تھا۔۔ لیکن اس

کی ضدی طبیعت اب پوری طرح

بیدار ہو چکی تھی۔۔ اچانک سے ہی

اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی

تھی۔۔

اب منگوانے سے کام نہیں چلے گا۔

آپ خود جائیں گے اور اب سزا یہ ہے

کہ آپ صرف ایک نہیں بلکہ تین سو

(300) چو کلیٹس لے کر آئیں

اگے!

شاہ زین کی آنکھیں حیرت سے پھیل
گئیں۔ تین سو؟ حور دماغ تو ٹھیک ہے
تمہارا؟ اتنی چو کلیٹ کا کیا کرو گی؟ وہ
حیران کن نظروں سے اسے دیکھتے

ہوئے پوچھ رہا تھا۔ اتنی چو کلیٹ کا

آخر وہ کرے گی کیا۔

مجھے کچھ نہیں پتا! آپ نے مجھے تین

گھنٹے انتظار کروایا ہے۔۔ اب ہر گھنٹے

کے بدلے سو چو کلیٹ آئے گی۔ آپ

تین سو چو کلیٹ پوری کریں گے تو ہی

میں آپ سے بات کروں گی۔۔ ورنہ

آپ کمرے میں آئے گا بھی مت!

وہ دو ٹوک فیصلہ سناتی مڑی اور پیر

پٹختی ہوئی اوپر بھاگ گئی۔

شاہ زین وہیں کھڑا اسے دیکھتا رہ گیا۔

اس کے چہرے پر ایک بے بس سی

مسکراہٹ آئی۔ تین سو

چو کلیٹ۔۔۔ یا اللہ، یہ لڑکی مجھے پاگل

کمر کے چھوڑے گی۔۔۔ اس نے اپنے

چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

اس نے اپنا ماتھا پیٹا اور دوبارہ گاڑی کی

چابی پکڑی۔ اسے پتا تھا کہ اگر وہ

تین سو چو کلیٹ لے کر نہ آیا تو حور

نے واقعی اسے کمرے سے باہر ہی

رکھنا تھا۔۔ شاہ زین کب سے

چو کلیٹ اکھٹی کر رہا تھا۔۔ تقریباً اسے

چالیس منٹ سے زیادہ ہو گئے

تھے۔۔ رات زیادہ ہو چکی تھی۔۔ تو

زیادہ تردد کا میں بند تھی۔۔ اس نے

پورا گاؤں گھوم کر جانے کے لیے

چو کلیٹ اکھٹی کی تھی۔۔

شاہ زین جب واپس آیا تو اس کے
دونوں ہاتھوں میں بھاری بھر کم بیگ
تھے۔ وہ سیدھا کمرے میں داخل ہوا
جہاں حور بیڈ پر رخ موڑے بیٹھی
تھی۔ شاہ زین نے خاموشی سے بیگز
بیڈ پر الٹ دیے۔ رنگ برنگی پیکنگ

میں لیٹی سینکڑوں چو کلیٹس بیڈ پر بکھر
گئیں۔

یہ لیجیے بیگم صاحبہ! اپنی گنتی پوری کر
لیں۔ ایک بھی کم نہیں ہوگی۔۔ شاہ
زین نے ہانپتے ہوئے کہا اور صوفے پر
ڈھے گیا۔

حور نے مڑ کر دیکھا تو بیڈ پر چو کلیٹس کا

ڈھیر لگا تھا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور

خوشی سے پھیل گئیں۔۔ شاہ جی!

آپ واقعی تین سو لے آئے؟ وہ بے

اختیار اس کے پاس آئی تھی۔

شاہ زین نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے

قریب کھینچا۔۔

تین سو چو کلیٹ لانا آسان تھا حور مگر
تمہارے اس غصے کو جھیلنا بہت مشکل
ہے۔ اب بتاؤ، تین سو چو کلیٹ دیکھ
کر غصہ ٹھنڈا ہوا یا ابھی کچھ اور بھی لانا
پڑے گا؟ شاہ زین شاہ شہرارت سے
بولا تھا۔۔

حور نے شرماتے ہوئے اپنی نظریں
جھکا لیں اور اس کے سینے پر سر رکھ
دیا۔۔۔ نہیں۔۔۔ اب غصہ ختم! حور
مسکراتے ہوئے شاہ زین کے سینے
میں چہرہ چھپا گئی تھی۔۔۔
شاہ زین نے اس کی پیشانی چومتے
ہوئے اسے خود میں بھینچ لیا۔۔۔ پاگل

لڑکی! اس کے لہجے میں بے پناہ محبت

تھی۔۔ میں بہت تھک گیا

ہوں۔۔ تھوڑی سی تھکن اتار

دو۔۔ شاہ زین مسکراتے ہوئے حور

کے بال گردن سے ہٹاتے اس کی

گردن پر لب رکھ گیا۔۔ حور اس کے

حصار میں کسکمانی تھی۔۔ ن۔۔ نہیں

ش۔۔ شاہ جی۔۔ حور نے اس سے دور

ہونا چاہا تھا۔۔ لیکن شاہ زین کی

پناہوں سے آزادی ملنا اتنا بھی آسان

نہ تھا۔۔ شاہ زین اس کا چہرہ اوپر کرتے

اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی

گرفت میں لے گیا تھا۔۔ کہ تبھی

شامیر کے رونے کی آواز پر حور شاہ

زین کے کندھے پر ہاتھ رکھتے خود کو

چھروانا چاہ رہی تھی۔۔ شاہ زین اس

کے ہونٹوں کو چھوڑنے کو تیار نہ

تھا۔۔

حور نے اس کے کندھے پر مکے مارنے

شروع کیے تھے۔۔ شاہ زین اس کے

ہونٹوں کو شدت سے چومتے اس سے

دور ہوا تھا۔۔ حور اس کے حصار سے

نکلتے شامیر کے کوٹ کی طرف بھاگی

تھی۔۔

حور شامیر کو اٹھاتے خود سے لگا گئی

تھی۔۔ ماما کی جان۔۔ کیا ہوا میرا

بچہ۔۔ ماما آگئی ہے۔۔ حور شامیر کی کمر

سہلاتے ہوئے اسے چپ کر وار ہی

تھی۔۔ شاہ زین اٹھ کر حور کے پیچھے
آتے اس کی کمر کے گرد ایک ہاتھ سے
حصار بناتے دوسرے ہاتھ سے شامیر
کے گال سہلانے لگا۔۔ شاہ زین کو
دیکھتے ہی شامیر کھکھلا کر ہنسا تھا۔۔
بابا کی جان۔۔ شاہ زین حور سے شامیر
کو لیتے اس کی ناک پر ہونٹ رکھ

گیا۔۔ حور بیڈ پر جا بیٹھی تھی۔۔ شاہ
زین حور کو ایک نظر دیکھتے شامیر کے
گالوں کو چومتے اس سے کھیلنے میں
مصروف تھا۔۔

نمرین۔۔ نمرین۔۔ از میر شاہ ابھی
کمرے میں آیا تھا۔۔ نمرین کو ناپاتے

اس نے نمرین کو آواز دی

تھی۔۔ نمرین اس کی آواز سنتے

ڈریسنگ روم سے باہر آئی

تھی۔۔ جی۔۔ وہ از میر شاہ کے سامنے

آکر کھڑی ہوئی تھی۔۔ اس کے لمبے

بال کمر پر لہرا رہے تھے۔۔ گلے میں

دوپٹہ نہ تھا۔۔ اس کے گیلے بالوں سے

اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ وہ ابھی شاور
لے کر آئی تھی۔۔

ازمیر شاہ بنا کچھ بولے اس کی کمر میں
ہاتھ ڈالتا ہے اپنے قریب کر
گیا۔۔ کہاں تھی مہری

جان۔۔ میرے دل کی ملکہ۔۔ ازمیر
شاہ اسے یوں ہی اٹھائے بیڈ کی طرف

بڑھتا اسے بیڈ پر لیٹاتے اس پر سایہ
فگن ہوا تھا۔۔

ا۔۔ ا۔۔ م۔۔ میر۔۔ اس کے
ارادے بجھتے نمرین کی آواز میں
کپکپاہٹ آئی تھی۔۔ میرے جان
کے ٹوٹے کیسے ہو سکتا ہے کہ اب میں
تمہیں خود سے دور کر دو۔۔ اب تو

ہمیشہ تمہیں دل کے قریب رکھو

گا۔۔ از میر شاہ نمرین کی پیشانی چومتے

لائٹس آؤف کر گیا تھا۔۔ نمرین شاہ

بھی کوئی مزاحمت کیے بنا اس کے

حصار میں تھی۔۔ از میر شاہ اس کے

لبوں کو چومتے اس کی فراک اتارتے

اس کی گردن سے ہوتے اس کی

دھڑکنوں تک آیا تھا۔

ا۔۔۔ آپ۔۔۔ مجھے چھوڑ تو

نہیں دے دیے۔۔۔ نمرین دل میں

آتے سوال کو بامشکل زبان سے ادا کیا

تھا۔۔۔ از میر شاہ جو کہ اس کی

دھڑکنوں پر جھکا ہوا تھا۔ اس نے سر

اٹھائے نمرین کو دیکھا اور پھر اوپر

ہوتے اس کے چہرے کو دونوں

ہاتھوں میں لیا تھا۔۔ تم سے نکاح کرنا

بدلے لینا تھا۔ مگر میں ایسا نہیں کر

سکا۔۔ پہلی دفعہ جب تمہارے قریب

آیا۔ اس کے بعد تمہاری باہوں میں

مجھے سکون حاصل ہوا۔ میں نہیں

جانتا کب یہ بدلے سے عشق کا سفر
بن گیا۔۔۔ از میر شاہ نے اس کی پیشانی
کو چوما تھا۔۔۔

نمرین شاہ مسکراتے ہوئے اس کی
گردن کے گرد باہیں حائل کر گئی
تھی۔۔۔ از میر شاہ نے اس سے محبت کا
اظہار کیا تھا۔۔۔ کیا یہ کم تھا۔۔۔ اس کے

عارض سرخ ہوئے تھے۔۔ از میر شاہ

اس کے دونوں عارض چومتے اس کی

گہرائیوں میں اتر اٹھا۔۔ نمرین شاہ بنا

کسی مزاحمت کے خود کو اس کے

حوالے کر چکی تھی۔۔

شاہ زین شاہ صبح صبح ہی جا چکا

تھا۔۔ اسے کسی ضروری کام سے جانا

تھا۔۔ اس کے بعد اسے جرگے میں

جانا تھا۔۔ شاہ زین شاہ کافی تھی چکا

تھا۔۔ وہ صبح سے گیا ہوا تھا۔۔ اور ابھی

حویلی آیا تھا۔۔ شام کے پانچ بج رہے

تھے۔۔ ثناء شاہ رات کے کھانے کا

انتظام کیے واپس کمرے میں جا رہی
تھی۔۔ شاہ زین کو دیکھتے اس کے پاس
آئی تھی۔۔

زین۔۔ آپ ٹھیک ہے۔۔ ثناء شاہ
پریشانی سے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے
بخارچیک کرنے لگی۔۔ اتنی دیر میں
ملازمہ شاہ زین کے لیے جو س لے کر

آچکی تھی۔۔ ثناء شاہ نے گلاس پکڑتے

شہزین کو پکڑایا تھا۔۔

میں ٹھیک ہوں یا تم کیوں اتنا پریشان

ہو جاتی ہوں۔۔ شاہزین ثناء شاہ کو

محبت سے دیکھتے اسے اپنے حصار میں

لے گیا تھا۔۔ ثناء شاہ اس کی بہت فکر

کرتی تھی۔۔ یہ وہ بخوبی جانتا

تھا۔۔ کیونکہ وہ بات بات پر اس کا

ٹیمپر چرچیک کرنے لگتی

تھی۔۔ جب تک اسے محسوس نہ ہوتا

کہ وہ ٹھیک ہے وہ یوں ہی پریشان

رہتی تھی۔۔

یہ ثناء شاہ کی عادت بن چکی

تھی۔۔ ثناء شاہ نے شاہ زین کے سینے

سے سر ٹکایا تھا۔۔ زین آپ صبح ناشتہ

کیے بنا چلے گئے تھے۔۔ ثناء شاہ شاہ

زین کے سنے سے سر ٹکائے اس کی

طرف دیکھ رہی تھی۔۔ یار آج بہت

کام تھا اگر آج نہ ہوتا تو بہت مشکل

تھا۔۔ آج جرگے کی بھی تاریخ

تھی۔۔ شاہ زین اس کے ہاتھ چومتے

ہوئے بولا تھا۔۔

لیکن پھر بھی زین آپ کو نہیں لگتا کہ

آپ دن بدن اپنی صحت سے لا پرواہ

ہو رہے ہیں۔۔ ثناء شاہ کی آواز میں

پریشانی تھی۔۔ شاہ زین مسکرایا

تھا۔۔ تم بھی تو ہو رہی ہوں۔۔ دیکھو

کتنی سمارٹ ہو گئی ہوں۔۔ شاہ زین
ثناء شاہ کے عارض پر ہاتھ رکھتے ہوئے
بولا۔۔

زین۔۔ ثناء شاہ نے خفگی سے اسے
پکارا تھا۔۔ وہ ایسا ہی تو تھا ثناء شاہ کو اس
کی سمارٹ ہونے کا بول کر تنگ کرتا
تھا۔۔ جس پر ثناء شاہ ہمیشہ یوں ہی خفا

ہوتی تھی۔۔ شاہ زین نے اس کے
ناراض چہرے کو دیکھتے اس کا چہرہ اپنی
طرف کیا تھا۔۔

تم ناراض بھی نہیں ہو سکتی میری
پیاری بیگم۔۔ شاہ زین نے بچوں کی
طرح اس کے گال کو سہلایا
تھا۔۔ زین بس کرے۔ مجھے آپ سے

بات نہیں کرنی۔۔ میں جا رہی

ہوں۔۔ ثناء شاہ بھی خفگی سے بولتے

اٹھی تھی۔۔ شاہ زین اس کی کلائی

پکڑے اسے واپس بٹھا گیا تھا۔۔

میری پیاری بیگم۔۔ میں تو آپ کو

شوپنگ پر لے جانے کا سوچ رہا

تھا۔۔ شاہ زین نے ثناء شاہ کی کلائی

چومی تھی۔۔ نہیں جانا مجھے۔۔ ثناء شاہ

نفی میں سر ہلا گئی تھی۔۔

اچھا بابا اب نہیں تنگ کرو گا۔۔ شاہ

زین نے اس کے عارض چومے

تھے۔۔ ثناء شاہ نے شاہ زین کی طرف

آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے

دیکھا۔۔ پکا نہیں کرو گا۔۔ شاہ زین

اس کی آنکھوں کا مرکز سمجھ چکا

تھا۔ ثناء شاہ مسکراتے ہوئے اپنی

کلائی چھروائی تھی۔۔ اور کمرے کی

طرف بڑھ گئی تھی۔۔

شاہ زین شاہ پیچھے کو صوفے سے سرٹکا

گیا تھا۔ ثناء شاہ پانچ منٹ میں ہی

واپس آچکی تھی۔۔ چلے۔۔ شاہ زین کو

صوفے سے سر ٹکائے دیکھ ثناء شاہ نے

اسے پکارا تھا۔۔ شاہ زین نے اٹھتے

اسے اپنے حصار میں لیا۔۔ اور قدم

باہر کی طرف بڑھا دیے۔۔

ثناء شاہ شاہ زین کے ساتھ مول آئی

تھی۔۔ شاہ زین نے ثناء شاہ کے لیے

کتنے ہی کپڑے نکالوائے

تھے۔۔ نہیں زین مجھے پسند نہیں

آئے۔۔ ثناء شاہ کپڑے دیکھ بولی

تھی۔۔ ان کپڑوں پر اتنا کام ہوا

تھا۔۔ وہ واقع ہی نہ پہن سکتی

تھی۔۔ زین ان میں سے

بتائے۔۔ ثناء شاہ شاہ زین کو دوسری

طرف لے کر آئی تھی۔۔ شاہ زین

سادے کپڑے دیکھ اسے دیکھنے لگا۔

مجھے ان میں سے ہی چاہیے۔۔ ثناء شاہ

اس کی آنکھوں کا مقصد سمجھ گئی

تھی۔۔ شاہ زین نے گہرا سانس لیا

تھا۔۔ اور اس کے لیے خود کی پسند کے

کلر نکالے تھے۔۔ ثناء شاہ کے کپڑوں

کے بیگ شاہ زین نے خود پکڑے

ہوئے تھے۔۔

وہ ثناء شاہ کو لیے گاڑی میں آکر بیٹھا

تھا۔۔ اور کچھ چاہیے؟ شاہ زین نے

اس سے سوال کیا تھا۔ ثناء شاہ نے

نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

شاہ زین نے ڈرائیونگ سٹارٹ کی

تھی۔۔ وہ ثناء شاہ کا ہاتھ پکڑتے

ہونٹ رکھ گیا۔۔ سنگل پر گاڑی

روکتے شاہ زین ثناء شاہ کی طرف دیکھ

رہا تھا۔۔ زین میری طرف دیکھنا بند

کرے۔۔ سامنے دیکھے۔۔ ثناء شاہ

نے سامنے کی طرف اشارہ کیا

تھا۔ شاہ زین اس کی بات پر مسکرا دیا

تھا۔ چھوٹا سا بچہ گجرے ہاتھوں میں

لیے ان تک آیا تھا۔

شاہ صاحب اپنی بیگم کے لیے

لیں۔۔ وہ شاہ زین کی طرف سے ونڈ

سکرین نوک کرتے ہوئے بولا

تھا۔ شاہ زین نے اس بچے کی طرف

دیکھا۔۔ اور پھر مسکراتے ہوئے اسے

پیسے دیتے دو گجرے لیے

تھے۔۔ گجرے لیتے اسے حور کا بھی

خیال آیا تھا۔۔ مگر ثناء شاہ کو برا نہ لگ

جائے تو شاہ زین نے اسے بعد میں

لے کر دینا کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ شاہ زین

نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔

شاہ زین نے ثناء شاہ کے ہاتھ پکڑتے
اس کے ہاتھوں میں گجرے پہنائے
تھے۔ ثناء شاہ کے عارض بلش
کرنے لگے تھے۔ وہ اتنی سی بات پر
ہی شرمائی تھی۔ شاہ زین بھی مسکرا
دیا تھا۔ اس کے لیے دونوں ہی برابر
تھی۔ وہ کسی ایک کو بھی ناراض کر

کے اپنے خدا کے سامنے شرمندہ نہ
ہونا چاہتا تھا۔۔ مگر اسے لگ رہا تھا کہ
وہ ان کے ساتھ نا انصافی کر رہا
ہے۔۔ شاہ زمین کی گاڑی حویلی کے
کارپوچ میں آکر روکی تھی۔۔ وہ
گاڑی سے نکلتے ثناء شاہ کو لیے اندر آیا
تھا۔۔

ثناء میں ماں کے پاس جا رہا ہوں۔۔ تم

کھانا لگاواؤں تب تک میں آتا

ہوں۔۔ شاہ زین محبت سے بولتا شاہ بی

بی کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔

شاہ زین شاہ بی بی سے اجازت لیتے

کمرے میں آیا تھا۔۔

شاہ زین شاہ بی بی کی پیشانی چومتے ان

کے پاس بیٹھا تھا۔۔ ماں میں بہت

پریشان ہوں۔۔ شاہ زین سر جھکائے

گہرا سانس لیتے ہوئے بولا تھا۔۔ وہ

واقع ہی پریشان ہو چکا تھا۔۔

مگر کیوں شاہ۔۔ کیا پریشانی ہے آپ

کو۔۔ ہمیں بتائے؟ شاہ بی بی بے حد

محبت سے بولی تھی۔۔ وہ بھی اپنے

لاڈلے بیٹے کو پریشان نہ دیکھ سکتی

تھی۔۔

ماں مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیا

کرو۔۔ حور کے ساتھ ہوتا

ہوں۔۔ لگتا ہے کہ ثناء کے ساتھ غلط

ہو رہا ہے۔۔ ثناء کے ساتھ ہوتا ہوں تو

لگتا ہے کہ حور کے ساتھ غلط ہو رہا

ہے۔۔۔ وہ جس وجہ سے پریشان

تھا۔۔ شاہ بی بی کو بتا گیا تھا۔۔ شاہ بی بی

نے شاہ زین کے پریشان چہرے کو

دیکھا۔۔

شاہ بی بی نے شاہ زین کے اچھے ہوئے

اور پریشان چہرے کو دیکھا، پھر ایک

ٹھنڈی آہ بھر کر اس کا ہاتھ اپنے
ہاتھوں میں تھام لیا۔ ممتا کی تپش شاہ
زین کے سر دہوتے ہاتھوں کو سکون
دینے لگی۔

شاہ! یہ جو بوجھ تمہارے دل پر
ہے۔۔۔ یہ کسی گناہ کا بوجھ نہیں ہے۔

یہ تمہارے ظرف کا بوجھ ہے۔ شاہ بی

بی کا لہجہ پختہ مگر نرم تھا۔

شاہ زین نے نظر اٹھا کر اپنی ماں کو

دیکھا۔۔

ماں، میں دونوں کو برا بھلا کہنا چاہتا

ہوں۔۔ مگر جب ایک کی آنکھوں

میں خوشی دیکھتا ہوں تو دوسری کا

خاموش چہرہ یاد آ جاتا ہے۔۔

ثناء نے صبر کی انتہا کر دی ہے اور

حور۔۔۔ حور تو ابھی زندگی کو سمجھنا

شروع ہوئی ہے۔ وقتنا سمجھ ہے

ابھی۔۔ میں کیسے خود کو بانٹوں کہ کسی

کی حق تلفی نہ ہو؟ وہ اسی بات سے

پریشان تھا۔۔ شاہ بی بی مسکرائیں اور

شاہ زین کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

بیٹا۔۔ محبت بانٹنے سے کم نہیں

ہوتی۔۔ بس بس کے رنگ بدل

جاتے ہیں۔ ثناء تمہارا سکون ہے۔۔

تمہاری رفیقِ حیات ہے جس نے

تمہارے مشکل وقت میں تمہارے

گھر کی لاج رکھی۔۔ وہ بہت صبر والی
ہے۔۔ وہ بہت نیک ہے۔۔ وہ سمجھدار
ہے۔۔ مگر اس کا حق احترام، توجہ اور
محبت ہے۔۔ تم اس سے محبت کرنا اس
کا احترام کرنا کبھی مت بھولنا۔
اور حور تمہاری زندگی کی وہ رونق ہے
جس نے تمہیں وارث دیا۔ وہ

تمہاری شاید محبت کی تپش

ہے۔۔ حورِ ناسمجھِ ضدی ہے۔۔ اس کا

حق لاڈ اور نرمی ہے۔۔ سب سے بڑھ

کر شاہِ آپ کی دونوں بیویاں بہت

صاف دل ہے۔۔ کبھی کوئی عورت

خود پر سوتن برداشت نہیں

کرتی۔۔ مگر وہ دونوں ان رشتوں کو

سمجھتی ہے۔۔ شامیر ان دونوں کا بیٹا

ہے۔۔

وہ تھوڑی دیر کور کیں اور پھر دوبارہ

گویا ہوئیں۔۔

حق تلفی تب ہوتی ہے شامیر جب آپ

ایک کو نوازنے کے لیے دوسری کو

نظر انداز کر دو۔ تم دونوں کے سامنے

صاف رہو۔ ثناء سے کچھ مت چھپاؤ
کیونکہ وہ تمہارے دل کا حال تمہاری
آنکھوں سے پڑھ لیتی ہے۔ اور حور کو
یہ احساس دلاؤ کہ اس کا اپنا ایک مقام
ہے۔۔۔ وہ سمجھ جائے گی۔۔۔ کہ ان
دونوں کا مقام الگ ہے۔۔۔ اور جب تم
اپنی نیت صاف رکھو گے تو اللہ خود

تمہارے لیے راستے آسمان کر دے

گا۔۔ شاہ بی بی نے اسے محبت سے

سمجھایا تھا۔۔

شاہ زین نے ماتھے پر آئے پسینے کو

صاف کیا اور تھوڑا پر سکون محسوس

کرنے لگا۔۔ شاہ بی بی سے بات

کرتے کافی حد تک اس کی پریشانی کم
ہوئی تھی۔۔

ماں۔۔ کبھی کبھی ڈر لگتا ہے کہ کہیں
میں کسی ایک کا دل نہ دکھا
دوں۔۔ شاہ زین نے گھر اسانس لیا
تھا۔۔

دل تب دکھتا ہے جب انسان نا انصافی
کرے۔ تم تو انصاف کی فکر میں گھل
رہے ہو شاہ! ثناء کا ظرف دیکھو۔
وہ خود حور کا خیال رکھتی ہے۔ تم بس
ان دونوں کو یہ یقین دلاؤ کہ وہ تمہاری
زندگی کے دو اہم ستون ہیں۔ ایک گھر
کی بنیاد ہے تو دوسری اس کی

چھت۔۔ شاہ زین نے شاہ بی بی کے

ہاتھ چومے۔۔

آپ نے میری مشکل آسان کر دی
ماں۔ مجھے ڈر تھا کہ میں شاید ایک اچھا
شوہر ثابت نہیں ہو پاؤں۔ وہ ہلکا سا
مسکرایا تھا۔۔

تم ایک بہترین انسان ہو شاہ، اور ایک
بہترین انسان ہی انصاف کر سکتا ہے۔

جاؤ اب۔۔ دونوں تمہارے انتظار
میں ہوں گی۔ شاہ بی بی نے اس کے
کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

شاہ زین جب کمرے سے نکلا تو اس
کے قدموں میں پہلے جیسی لغزش

نہیں تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اسے اپنی
زندگی کے ان دواہم رشتوں کو کیسے
سنجھنا ہے۔ اسے پتا تھا کہ محبت کا
ترازو تولنے کے لیے نہیں۔۔۔ بلکہ
دونوں پلڑوں میں خوشیاں بھرنے
کے لیے ہوتا ہے۔۔۔

حنان شاہ کو معلوم ہو چکا تھا کہ صائم
شاہ گاؤں آگیا ہے۔۔ اور وہ یہ جانتا تھا
کہ اس کا کیا حال ہو گا۔ اسی لیے وہ
خود ہی اس کی جوہلی آگیا تھا۔ صائم
شاہ اس کا دوست تھا۔ وہ اسے اکیلانہ
چھوڑ سکتا تھا۔۔

حنان شاہ، صائم کی حویلی کے بیرونی
گیٹ پر اپنی گاڑی روکتے ہی ایک گہرا
سانس لے کر باہر نکلا۔ وہ جانتا تھا کہ
صائم کا سامنا کرنا آسان نہیں ہوگا،
مگر خاموشی اب مزید فاصلے پیدا کر
رہی تھی۔ وہ سیدھا اس کے مطالعہ

(Study کے کمرے

کی طرف بڑھ گیا۔۔ Room)

جہاں صائم اندھیرے میں اکیلا بیٹھا
کھڑکی سے باہر خالی نظروں سے دیکھ
رہا تھا۔۔

حنان کو دیکھتے ہی صائم کے چہرے پر
ایک تلخ مسکراہٹ ابھری۔ آگئے

حنان شاہ؟ دوست کا حال پوچھنے یا اپنی

بہن کی شادی کا بتانے؟ حنان نے

کرسی کھینچی اور صائم کے سامنے بیٹھ

گیا۔

صائم یار، میں جانتا ہوں تم تکلیف میں

ہو۔۔۔ حنان شاہ اس کی طرف دیکھ

رہا تھا۔۔

تکلیف؟ صائم اچانک اپنی جگہ سے
اٹھا۔ اس کی آواز میں غصہ اور کرب
نمایاں تھا۔

تو نے دوست ہو کر دوست کو دھوکہ
دیا حنان! تجھے پتہ تھا کہ میں حور سے
کتنی محبت کرتا ہوں۔۔۔ میری زندگی کا
محور وہ تھی۔ یہ بات سلطان انکل بھی

جانتے تھے۔۔ پھر کیسے؟ کیسے انہوں
نے حور کو ورنی کر دیا؟ کیسے تم نے اسے
شاہ زین بھائی کے حوالے ہونے دیا؟
صائم کی آنکھیں سرخ ہو رہی
تھیں۔۔ اس کا لہجہ شکایتی تھا۔ حنان
کچھ پل خاموش رہا۔۔

صائم، یہ سب نصیب کا کھیل تھا۔ ونی

کا فیصلہ کسی خوشی سے نہیں کیا گیا

تھا۔۔ وہ ایک مجبوری تھی۔۔ ایک

خاندانی ساکھ کا مسئلہ تھا۔ ہم نے بہت

کوشش کی تھی۔۔ مگر حالات ہمارے

اختیار سے باہر نکل گئے تھے۔۔ ہم

نے خوشی سے اپنی بہن کو ونی نہیں کیا

تھا صائم۔۔ اس کا لہجہ بھی اب نرم ہوا

تھا۔

تجھ کو کتنوں کا لہو چاہیے اے عرض

نصیب

ہم تو اس رنگ کے ہر کھیل میں

ہارے ہوئے ہیں

صائم نے حقارت سے سر

جھٹکا۔۔ اختیار میں کچھ نہیں تھا یا تم

نے کرنا نہیں چاہا؟ صائم شاہ طنزیہ

انداز میں بولا تھا۔۔

حنان شاہ اس کے قریب آیا اور اس

کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ صائم جو بیت

گیا وہ ایک کڑوا سچ ہے۔۔ مگر جواب ہو

رہا ہے وہ اس سے بھی بڑی حقیقت
ہے۔ صائم حور اب وہ حور نہیں رہی
جسے تم جانتے تھے۔ وہ شاہ زین بھائی
کی زندگی کا حصہ بن چکی ہے۔۔۔ وہ ان
سے محبت کرنے لگی ہے اور۔۔۔ اس
کی بات پر صائم شاہ نے اسے دیکھا
تھا۔۔

اور اب اس کا ایک بیٹا بھی ہے۔۔
شامیر شاہ۔۔ حنان شاہ نے بات مکمل
کی تھی۔۔

صائم جیسے پتھر کا ہو گیا۔۔ بیٹا؟ اس
نے بمشکل یہ لفظ ادا کیا۔

ہاں صائم! حور اب ایک ماں ہے۔ وہ
اپنی زندگی میں خوش ہے۔ وہ شاہ زین

بھائی کی محبت میں رنگ چکی ہے۔۔
حنان نے اسے زندگی کی تلخ سچائی سے
روشناس کر دیا۔۔

دوست ہوئے کے ناطے میں تجھے یہ

بتانے آیا ہوں کہ اب تجھے مڑ کر

دیکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ حور اب

تمہاری دسترس سے بہت دور ایک

نئی دنیا بسا چکی ہے۔۔ حنان شاہ اسے

سمجھا رہا تھا۔۔

صائم کی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔

تو میری محبت کا کیا حنان؟ میں کیسے

اسے کسی اور کا ہوتا دیکھ لوں؟ صائم

شاہ کا لہجہ نم تھا۔۔

زندگی کسی ایک کے لیے نہیں رکتی

صائم۔۔ اور وہ کسی اور کی ہو چکی

ہے۔۔ جنان کا لہجہ ہمدردانہ تھا۔۔

آگے بڑھنا ہی زندگی ہے۔ حور کی

خوشی اب اس کے گھر اور اس کے بچے

میں ہے۔ اگر تم سچی محبت کرتے ہو،

تو اسے اس کے حال پر خوش رہنے

دو۔ اپنی زندگی کو اس ادھورے

خواب کے پیچھے برباد مت کرو۔

تمہارے لیے اللہ نے کوئی اور رستہ

کوئی اور منزل لکھی ہوگی۔۔ حنان شاہ

نے اسے گلے سے لگانا چاہا۔۔

مگر صائم شاہ خاموشی سے دوبارہ اپنی

کرسی پر بیٹھ گیا۔ حنان کی باتوں نے

اس کے دل کے زخموں پر نمک تو
چھڑکا تھا۔ مگر اسے حقیقت کا آئینہ
بھی دکھا دیا تھا۔

صائم ہمیشہ وہ نہیں ہوتا جو ہم چاہتے
ہے مگر اس سے بہتر ہمیں ملتا
ہے۔۔ صائم شاہ کہ تکلیف حنان سے
بھی برداشت نہ ہوئی تھی۔۔

یار یہاں لگ رہا ہے کہ میری محبت
میری ہی بہن کے شوہر کی بیوی ہے
یار۔۔ صائم شاہ بھی اس کے کندھے
پر ہاتھ رکھتے دکھ سے بولتے ایک ہاتھ
سینے پر مار گیا تھا۔

حنان شاہ نے حیرت سے اسے دیکھا
تھا۔۔ یہ اسے معلوم تھا کہ شاہ زین کی

پہلے بھی ایک بیوی ہے۔۔ مگر وہ صائم

کی بہن ہے اس بات سے وہ خبر

تھے۔۔ حنان شاہ کچھ نہ بولا تھا۔۔ بس

کر صائم تو یار آگے بڑھ جا۔۔ حنان

شاہ اسے دلا سہ دے رہا تھا۔۔

حنان شاہ نے صائم شاہ کی بات سن کر

ایک گہرا سانس لیا۔ اس کے لیے یہ

حقیقت کسی دھماکے سے کم نہیں تھی

کہ صائم کی سگی بہن، ثناء شاہ، ہی شاہ

زین کی پہلی بیوی ہے۔ رشتوں کی یہ

کیسی گنجلک دُور تھی جس نے سب کو

اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔

حنان نے صائم کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ

رکھا۔۔ اس کا لہجہ اب مزید گہرا اور

سنجیدہ ہو گیا تھا۔

صائم، میں سمجھ سکتا ہوں کہ تمہارے

لیے یہ کتنا مشکل ہے، ایک طرف

تمہاری وہ محبت ہے جسے تم پانہ

سکے۔۔ اور دوسری طرف تمہاری وہ

بہن ہے جس کا گھر اسی شخص سے جڑا

ہے۔ مگر یار، ذرا ثناء آپی کا تو سوچو۔

اگر تم نے کوئی قدم اٹھایا۔ میا خود کو

اس غم میں برباد کیا۔ تو سب سے

زیادہ دکھ تمہاری بہن کو ہو گا۔۔ وہ تو

حور کو اپنی چھوٹی بہن مانتی ہے۔۔ وہ

دونوں اس گھر میں سکون سے رہ رہی

ہے۔ کیا تم چاہو گے کہ تمہاری وجہ
سے تمہاری آپنی کا گھرا جڑے؟ حنان

شاہ نے اس سے سوال کیا تھا۔

صائم شاہ نے تڑپ کر حنان کا ہاتھ

جھٹک دیا۔ اس کی آنکھوں میں

وحشت سی اتر آئی تھی۔

نصیحتیں کرنا بہت آسان ہے حنان!
کیونکہ تمہارے سینے میں وہ آگ
نہیں لگی جو میرے اندر دھک رہی
ہے۔ تم نے اپنی کا نام لے کر مجھے
خاموش کرنا چاہا؟ تم جانتے ہو جب
میں حور کو دیکھتا ہوں تو مجھے شاہ زین
بھائی نہیں۔ اپنی محبت میں ہار نظر آتی

ہے۔ تم دوست تھے ناں؟ تو بس کرو

اب۔۔۔ صائم کی آواز بلند ہوئی تو

حنان نے اسے ٹوکا تھا۔

صائم، میری بات تو سنو۔۔۔ حنان

نے اس کو خاموش ہونے کا کہا تھا۔

نہیں سننی مجھے کوئی بات! صائم شاہ

غصے سے چہکا اور حنان کے بالکل

قریب آکر کھڑا ہو گیا۔ اس کی سانسیں
تیز چل رہی تھیں۔

تجھے میری دوستی کا واسطہ حنان
شاہ۔۔۔ تجھے اس باری کی قسم جو ہم
نے بچپن سے نبھائی ہے۔۔۔ یہاں
سے چلا جا! ابھی اور اسی وقت چلا جا
یہاں سے۔ مجھے اکیلا چھوڑ دے۔۔۔

اس سے پہلے کہ میں آپ سے باہر ہو

جاؤں۔۔ صائم نے لرزاتے ہوئے

ہاتھ سے دروازے کی طرف اشارہ

کیا۔

حنان شاہ صائم کی آنکھوں میں چھپا

کرب دیکھ کر تڑپ اٹھا۔۔ مگر وہ جانتا

تھا کہ اس وقت صائم کسی بھی منطق

کو سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ وہ

اس کی قسم کو ٹال نہیں سکتا تھا۔

ٹھیک ہے صائم، میں جا رہا ہوں۔ مگر

یاد رکھنا۔۔ خود کو ختم کر لینا محبت نہیں

ہوتی۔ اپنی بہن کی خوشی کی خاطر ہی

سہی۔۔ خود کو سنبھال لینا۔۔ حنان

نے نم آنکھوں سے اپنے دوست کو

دیکھا۔۔۔ جس کا وجود دکھ کی شدت

سے کانپ رہا تھا، اور خاموشی سے

کمرے سے باہر نکل گیا۔

صائم شاہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ

گیا۔ کمرے کی دیواریں اس کے اندر

کے شور کا ماتم کر رہی تھیں۔ وہ سمجھ

نہیں پا رہا تھا کہ وہ اپنی بہن کی سوتن

سے محبت کرنے کے جرم کی سزا کسے

دے۔۔ خود کو۔۔ مقدر کو یا اس بے

بس محبت کو جواب ایک جیتے جاگتے

رشتے کی زنجیر بن چکی تھی۔۔

حنان شاہ ابھی صائم شاہ کے کمرے

سے نکلا ہی تھا کہ وہ کسی سے ٹکرا یا

تھا۔۔ اوہو ایک تو نظر ہی نہیں آتا

یار۔۔ سائرہ شاہ غصے سے بولتے

ہوئے اسے دیکھنے لگی۔۔

ایم سوری۔۔ حنان شاہ نے نیچے بیٹھتے

اس کا ہاتھ پکڑنے اسے اٹھایا

تھا۔۔ حنان شاہ نے اسے دیکھا

تھا۔۔ دونوں کی آنکھیں ملی

تھی۔۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ
پھیلی تھی۔۔ جسے دیکھ وہ جلدی سے
اندر بھاگی تھی۔۔ اچھا تو یہ صائم کی
بہن ہے۔۔ حنا شاہ بالوں میں ہاتھ
پھیرتے ہوئے باہر نکلی گیا تھا۔۔

بھابی آپ کی ضرورت ہے۔۔ صائم

شاہ نورین شاہ کے پاس بیٹھتے ہوئے

بولا تھا۔۔ نورین شاہ نے اس کی

طرف دیکھتے ہوئے غور سے اسے

دیکھا تھا۔۔

حنان شاہ صائم کی حویلی سے باہر نکلتے

ہوئے ابھی تک ان کے رشتوں کے

اس عجیب گورکھ دھندے کے

بارے میں سوچ رہا تھا۔ سائرہ سے

ہونے والی وہ اچانک ٹکراؤ اس کے ذہن

سے نہیں نکل رہی تھی۔ اس کی

معصوم ناراضگی اور پھر حنا کے

مسکراہٹ پر اس کا یوں بھاگ

جانا۔ حنان کو کچھ پل کے لیے سب

بھلا گیا تھا۔

حنان شاہ سیدھا گھر پہنچا اور نورین شاہ

کے پاس جا بیٹھا۔

نورین جو کچھ کام میں مصروف

تھی۔۔ حنان کے چہرے پر پھیلی ایک

عجیب سی چمک دیکھ کر رک گئی۔

ں ھا بھی! آپ کی ضرورت

ہے۔۔۔ حنان نے سنجیدگی اور

شرارت کے ملے جلے لہجے میں کہا۔

نورین شاہ نے کام چھوڑ کر اسے غور

سے دیکھا۔۔ خیر تو ہے حنان؟ صائم

کے پاس گئے تھے، وہاں سے واپسی پر

اتنے بڑے بڑے کام کیسے نکل

آئے؟ وہ اسے تنگ کرنے کے انداز

میں بولی تھی۔۔ اس کے چہرے کی

مسکراہٹ اسے بہت کچھ بتا رہی

تھی۔۔

بھابھی مجھے شاہ زین بھائی فارسٹ

وائف کی بہن پسند آگئی ہے۔ حنان

نے ایک ہی سانس میں کہہ دیا۔

نورین شاہ نے پہلے تو حیرت سے اسے
دیکھا۔۔ پھر زور سے ہنسی۔ اچھا؟ یعنی
صائم کی بہن؟ سائرہ؟ حنان تم صائم کا
حال پوچھنے کے لئے تھے یا اس کی بہن کا
رشتہ پکا کرنے؟ نورین شاہ مستے مستے
ہوئے بولی تھی۔۔

حنان نے تھوڑا جھینپ کر سر

کھجایا۔ نہیں بھا بھی، وہ تو بس اچانک

ٹکر ہو گئی تھی۔ مگر وہ جس طرح غصے

میں بات کر رہی تھی اور پھر جس

طرح بھاگی۔۔۔ بس دل کو لگی

وہ۔۔ وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے

بولا تھا۔۔ اس کے انداز پر نورین شاہ
ہنسی تھی۔۔

نورین نے اسے تنگ کرنے کا ارادہ
کیا۔ ہائے اللہ! میرا دیور تو پہلی نظر
کے عشق میں گرفتار ہو گیا۔۔ مگر
حنان، صائم ابھی جس حال میں

ہے۔ م وہ تمہیں اپنی بہن کا ہاتھ دے

گا؟ وہ تو پہلے ہی تم سے ناراض ہے۔

اسی لیے تو آپ کے پاس آیا ہوں

بھابھی۔۔ خیال نے منانے والے

انداز میں کہا۔ آپ تو جانتی ہیں حالات

کتنے پیچیدہ ہیں۔ مگر سائرہ کا اس سب

میں کیا قصور؟ آپ بس کسی طرح

بات چلائیں یا کم از کم یہ تو پتہ کریں کہ
وہ کیا سوچتی ہے۔۔

نورین شاہ نے ایک گہرا سانس لیا اور
حنان کی طرف دیکھا۔۔

ٹھیک ہے میرے لاڈلے دیور! اب
تمہاری فرمائش ہے تو کچھ تو کرنا پڑے
گا۔ ویسے بھی سائرہ بہت پیاری اچھی

ہے، ثناء بھابی کی طرح سلجھی ہوئی
نہیں ہے بس۔۔ میں دیکھتی ہوں کہ
آنٹی سے اس بارے میں کیسے بات
کرنی ہے۔ مگر یاد رکھنا، یہ راستہ اتنا
آسان نہیں ہو گا جتنا تم سمجھ رہے
ہو۔۔ پہلے ڈیڈ سے بات کرے
گے۔۔ نورین شاہ نے سنجیدگی سے کہا

تھا۔۔ جتنی وہ سمجھدار بن رہی

تھی۔۔ کیا وہ اتنی تھی۔۔ ارسلان شاہ

اگر یہاں ہوتا ضرور سوچتا۔۔

آپ ہیں نا بھلا بھی، تو سب ممکن

ہے۔۔ حنان نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

نورین شاہ نے ہنستے ہوئے اسے

ٹوکا۔۔ چلو اب زیادہ مکھن مت لگاؤ۔

پہلے یہ بتاؤ، اگر صائم نے صاف انکار

کر دیا تو پھر کیا کرو گے؟ وہ بھی سب

سوچ رہی تھی۔

بھابھی محبت میں انکار تو پہلی سیڑھی

ہوتی ہے۔ حنان نے خود اعتمادی سے

جواب دیا۔۔ بس آپ اپنا جادو چلائیں

باقی میں سنبھال لوں گا۔۔ حنان شاہ

ہستے ہوئے بولا۔۔ تو نورین شاہ نے

ہمی میں سر ہلایا۔۔

نورین شاہ مسکراتے ہوئے اپنے

کمرے کی طرف بڑھ کئی

تھی۔۔ ارسلان شاہ کمرے میں داخل

ہوا تو نورین شاہ کمرے میں یہاں
وہاں ٹہل رہی تھی۔۔ کیوں ٹہل رہی
ہوں۔۔ ارسلان شاہ اسے ایک نظر
دیکھتے ہوئے پوچھ گیا تھا۔۔ جس قدر
وہ بے چین لگ رہی تھی۔۔ اسے لگ
رہا تھا پھر سے کچھ کرنے والی تھی۔۔

پاؤں اوپر کر کے چلنے کی کوشش کر
رہی ہوں۔۔ نورین شاہ دانت پیستے
ہوئے بولی تھی۔۔ اس وقت وہ کتنا
ضروری کام سوچ رہی تھی۔۔ اور
ارسلان شاہ اسے تنگ کر رہا تھا۔۔
شوہر سے بات کرنے کی تمیز تک تو
تمھیں ہے نہیں۔۔ اس سے اچھا ہے

کہ تم مجھ سے بات ہی مت کیا
کرو۔۔ کیونکہ کرنی تو تمہیں بد تمیزی
ہی ہے۔۔ وہ اپنے کفلنگس اتار کر رکھتے
مصرف انداز میں بولا تھا۔۔ نورین
شاہ نے کندھے اچکائے تھے۔۔

ارسلان شاہ اپنی گھڑی اتارتے
موبائل ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتا و اشروم
میں چلا گیا۔۔

وہ دس منٹ بعد واپس آیا
تھا۔۔ نورین شاہ ابھی تک یوں ہی
ٹہل رہی تھی۔۔ ارسلان شاہ نفی میں
سر ہلاتے ہوئے جا کر بیڈ پر بیٹھ

گیا۔۔ آخر وہ اسے اب بول ہی کیا سکتا

تھا۔۔ نورین شاہ کچھ سوچتے اس کے

پاس آکر بیٹھی تھی۔۔ ارسلان شاہ

نے اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھا

تھا۔۔ اس کی آنکھوں کو دیکھتے وہ ہلکا سا

خود بھی مسکرا دیا تھا۔۔ انہیں آنکھوں

پر وہ دل ہار گیا تھا۔۔

ایک کام تھا۔۔ نورین شاہ معصومیت

سے بولی تھی۔۔ ارسلان شاہ نے

آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اسے

دیکھا۔۔ کام تھلا سی لیے اتنے پیار سے

بات کر رہی تھی۔۔ ہم

بولو۔۔ ارسلان شاہ غور سے سننے کے

انداز میں اس کے تھوڑا سا قریب ہوا

تھا۔۔

وہ حنان کو سائراہ اچھی لگتی ہے ان کی

شادی کروادینی چاہیے۔۔ نورین شاہ

نے ڈائریکٹ بات کی تھی۔۔ ارسلان

شاہ کو لگا تھا کہ شاید وہ کوئی فرمائش

کرنے والی ہے۔۔ مگر ایسا نہیں تھا وہ

حنان شاہ کے متعلق بات کر رہی
تھی۔۔

ابھی وہ چھوٹا ہے۔۔ جب شادی کی عمر
میں آئے گا۔۔ اس کی شادی کر دی
جائے گی۔۔ ارسلان شاہ خاصا بد مزہ
ہوا تھا۔۔ وہ بولتا سر جھٹک گیا تھا۔۔

تو کیا اپنی عمر میں اس کی شادی

کروانے کا ارادہ ہے۔۔ آپ کی عمر

دیکھے کتنی زیادہ ہو گئی۔۔ اب شادی

ہوئی ہے۔۔ اس ایجنج میں لوگوں کے

چھوٹے چھوٹے چنوں منوں

ہوتے۔۔ وہ ہاتھوں سے اسے بتا رہی

تھی۔۔

لوگوں کے ہوتے ہوں

گے۔۔۔ میرے فلحل تو نہیں

ہے۔۔۔ ارسلان شاہ اس کی طرح

کندھے اچکا گیا تھا۔۔۔ موم ڈیڈ باہر

ویٹ کر رہے ہے۔۔۔ انہیں نے سب

کے لیے آئیس کریم آرڈر کی ہے۔۔۔ تو

چلوں آ جاؤ۔۔۔ اور خبردار یہ فضول

بات تم نے باہر کسی سے بھی
کی۔۔ ارسلان شاہ اس کے مزاج سے
واقف اسے تنبیہ بول گیا تھا۔۔ کہ وہ
باہر کسی سے بھی ایسی بات نہ
کرے۔۔

مگر وہ بھی نورین شاہ تھی۔۔ اپنی
مرضی ہی کرتی تھی۔۔ دونوں لاؤنج

مین آکر بیٹھے تھے۔۔ حنان شاہ نے
مسکرا کر نورین شاہ کو دیکھا تھا۔۔ ڈیڈ

مجھے آپ سے بات کرنی
ہے۔۔ نورین شاہ حنان کی آنکھوں کا
اشارہ سمجھ گئی تھی۔۔

نورین شاہ نے ایک بھرپور مسکراہٹ
حنان کی طرف اچھالی۔ جس کا صاف

مطلب تھا کہ اب دیکھو میں کیا کرتی
ہوں۔۔۔ ارسلان شاہ نے پہلو بدل کر
نورین کو گھورا۔۔۔ اسے اندازہ تھا کہ
اب کوئی نہ کوئی پٹاخہ پھٹنے والا
ہے۔۔۔ وہ اسے منع کر کے بھی آیا
تھا۔۔۔ لیکن وہ اس کی سنی ان سنی کر گئی
تھی۔۔۔

ڈیڈ! حنان میاں بڑے ہو گئے"

ہیں۔۔ اب ان کے لیے کچھ سوچنا

چاہیے۔۔ نورین شاہ نے ہاتھ میں پکڑا

آئس کریم کا چیچ فضا میں لہراتے

ہوئے کہا۔۔ سلطان شاہ نے اخبار سے

نظریں ہٹا کر نورین شاہ کی طرف

دیکھا۔

کیسی سوچ نورین بیٹا؟ ابھی تو اس کی

پڑھائی مکمل ہوئی ہے۔۔ ابھی تو یہ

برزنس سنبھالنا سیکھے گا۔۔ سلطان شاہ

نے شفقت سے کہا۔

برزنس تو یہ سنبھال ہی لیں گے ڈیڈ مگر

میں چاہتی ہوں اس سے پہلے ہم ان

کے ہاتھ پیلے کر دیں۔۔ نورین کی اس

بات پر حنان نے کھانستے ہوئے آئس

کریم کا ایک بڑا چمچ اپنے منہ میں

ٹھونس لیا۔ جبکہ ارسلان شاہ نے اپنا

ماتھا پیٹ لیا۔

نورین! میں نے تم سے کہا تھا

نا۔۔۔ ارسلان نے دبی آواز میں اسے

ٹوکننا چاہا۔ مگر نورین کب رکنے والی
تھی۔

ڈیڈ! حنان کے لیے سائرہ شاہ کیسی
ہے؟ صائم کی چھوٹی بہن؟ نورین نے
ڈائریکٹ دھماکہ کیا۔ لائیج میں ایک
پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔ مہرماہ
شاہ جوا بھی تک خاموش تھیں۔۔

انہوں نے بھی حیرت سے نورین کو

دیکھا۔

سلطان شاہ کے چہرے پر سوچ کی
لہریں ابھریں۔ سائرہ؟ بچی تو بہت
اچھی ہے۔۔ خاندان بھی اپنا ہے۔ مگر
صائم شاہ۔۔ وہ جس صورتحال سے
گزر رہا ہے۔۔ کیا وہ اس رشتے کے

لیے مانے گا؟ وہ سنجیدگی سے بولے

تھے۔

ڈیڈ صائم شاہ مانے یا نہ مانے مگر سائرہ
اور حنان کی جوڑی بہت کمال لگے گی۔
ابھی کچھ دیر پہلے حنان میاں وہاں سے
ہو کر آئے ہیں۔ اور یقین مانیں ان
کے چہرے کی لالی بتا رہی تھی کہ دل

وہیں چھوڑ آئے ہیں۔۔ نورین نے

حنان کو چھیڑتے ہوئے کہا۔۔

حنان شاہ نے نظریں جھکا لیں۔۔ مگر

اس کے لبوں پر پھیلتی مسکراہٹ سے

سب واقف ہو گئے۔

ارسلان! تم کیا کہتے ہو؟ سلطان شاہ

نے اس کی رائے مانگی۔

ارسلان شاہ نے ایک نظر نورین کے

چمکتے چہرے پر ڈالی اور پھر حنان کو

دیکھا۔۔

ڈیڈ، اگر حنان کو اعتراض نہیں ہے تو

مجھے بھی نہیں ہے۔ مگر صائم شاہ کی

ضد اور موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے

یہ رشتہ بہت مشکل دکھائی دے رہا

ہے۔ ونی کا زخم ابھی ہر ا ہے۔۔ وہ
لوگ شاید ہی ہم سے کوئی نیار شتہ
جوڑنا چاہیں۔۔ صائم کا غم چھوٹا نہیں
ہے۔۔ ارسلان شاہ سنجیدگی سے بولا
تھا۔۔ از میر شاہ اور نور بن شاہ اس
وقت لاؤنج میں موجود نہیں

تھے۔۔ ورنہ یقیناً وہ اپنی بہن کو دیکھ

غش کھا کر گرتی۔۔

مشکلیں تو آتی ہیں شاہ صاحب! مگر

ان کا حل بھی تو ہم نے ہی نکالنا

ہے۔۔ نورین شاہ نے پر اعتماد لہجے میں

کہا۔۔ ہاں بیٹا کیوں نہیں۔۔ ہم بات

کر کے دیکھتے ہے۔۔ سلطان شاہ

سنجیدگی سے بولے تھے۔۔

چلیں جی! اب آئیں کریم کھائیں۔۔

ورنہ پگھل جائے گی۔۔ نورین نے فتح

مندانہ انداز میں کہا۔

تمہیں خاموش رہنا بالکل نہیں آتا
نا؟ ارسلان شاہ اس کے قریب جھکا اور
سہرگوشتی کی تھی۔۔

اگر میں خاموش رہتی تو آپ کا بھائی
کنوارا ہی مر جاتا۔۔ نویدین نے اسی
انداز میں جواب دیا اور ارسلان شاہ
بے اختیار مسکرا دیا۔۔



نورین شاہ کی اس کامیاب مہم کے بعد

حنان شاہ کے دل میں ایک طرف

سائرہ کے لیے امید جاگی تھی تو

دوسری طرف اسے خاتم کے اس

کرب کا بھی احساس تھا جو اسے اندر ہی

اندر کھوکھلا کر رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ

جب تک صائم کے دل سے حور کی یاد
نہیں نکلے گی۔۔ وہ کبھی کسی رشتے کو
قبول نہیں کر پائے گا۔۔

اسی ادھیڑ بن میں حنان شاہ حویلی سے
نکل گیا تھا۔۔ وہ گاڑی لیے شاہ زین
شاہ کی حویلی میں آیا تھا۔۔ اور اندر
آتے شاہ بی بی سے ملتے ان سے

اجازت لیتا حور کے کمرے کی طرف

بڑھ گیا۔۔۔ حور شامیر کو جھولا جھلا

رہی تھی جب حنان اندر داخل ہوا۔

عینی میری جان! کیا میں اپنی بہن

سے دو منٹ بات کر سکتا ہوں؟ وہ

اندر داخل ہوتے ہوئے بولا۔۔ حور

بھاگ کر اس کے گلے لگی

تھی۔۔ حان اتنے ٹائم بعد آئے

ہوں۔۔ وہ ناراضگی سے بولی تھی۔۔

بات کرنے آیا ہوں عینی۔۔ کیا کر سکتا

ہوں۔۔ حنان شاہ کو اس وقت صرف

صائم شاہ کی فکر کھائے جا رہی تھی۔۔

حور نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔ ہاں

حان! بولو کیا بات ہے؟

حنان نے ایک لمبا سانس لیا۔۔

حور میں ابھی صائم سے مل کر آیا

ہوں۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ بالکل ٹوٹ چکا

ہے۔ اس کی حالت مجھ سے دیکھی

نہیں جارہی۔ وہ ابھی تک اسی وہی پر

کھڑا ہے جہاں سے ہم سب آگے بڑھ

چکے ہیں۔۔ حنان شاہ نے بات سیدھا

کی تھی۔۔ وہ ان لفظوں میں ہی حور کو

سب سمجھا گیا تھا۔۔

حور کے چہرے سے مسکراہٹ غائب

ہو گئی۔ اس نے نظریں جھکا لیں۔۔ وہ

جتنا اپنا ماضی بھولنا چاہ رہی تھی۔۔ وہ

اس کے سامنے آ رہا تھا۔۔

کتنی بیوقوف تھی۔۔ لڑکیوں کے

ماضی بھی کبھی بھولے جاتے

ہیں؟؟؟ ان سے سیکھ لی جاتی ہے۔۔

حان میں جاتی ہوں صائم کو دکھ پہنچا

ہے۔۔ مگر میں اب کیا کر سکتی ہوں؟

میں شاہ جی کی بیوی ہوں۔۔ شامیر کی

ماں ہوں۔ میرا ماضی اب دفن ہو چکا

ہے۔۔ میں کچھ نہیں کر سکتی۔۔ وہ

شامیر کے گال سہلاتے ہوئے بولی

تھی۔۔

حور وہ نہیں سمجھ رہا۔ اسے لگتا ہے کہ

سب نے اسے دھوکہ دیا ہے۔ حور!

میرا ماننا ہے کہ اگر تم ایک آخری بار

اس سے مل لو اور اسے خود اپنے منہ

سے بتادو کہ تم اپنی زندگی میں خوش
ہو اور اب تمہارے دل میں اس کے
لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔۔ تو شاید
اسے کلوزر مل جائے۔ شاید وہ حقیقت
کو تسلیم کر لے۔۔ حنان نے بڑی
سنجیدگی سے اسے مشورہ دیا تھا۔۔ وہ

بہن کا نہیں اس وقت اپنے دوست کا

بھی سوچ رہا تھا۔

پاگل ہو گئے ہو حان؟ حور حیرت سے

بولی۔ "میں شاہ جی کی مرضی کے بغیر

اس سے کیسے مل سکتی ہوں؟ اور اگر

انہیں پتہ چلا تو؟ نہیں میں نہیں جاؤں

گی۔۔ تمہیں پتہ ہے نہ کہ شاہ جی کتنا

غصے کرے گے۔۔ میں کبھی نہیں جاؤ

گی۔۔ وہ سہمتے ہوئے بول گئی

تھی۔۔ وہ شاہ زین کو تو ناراض نہ کر

سکتی تھی۔۔

حور! شاہ زین بھائی کو میں سنبھال

لوں گا۔ صائم کوئی دشمن نہیں ہے۔۔

وہ میرا دوست اور شاہ زین بھائی کا

سالہ ہے۔ اس کی حالت ایسی ہے کہ
وہ خود کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ حور وہ
پاگلوں کی طرح تمہارا نام لے رہا تھا۔
کیا تم چاہتی ہو کہ وہ اسی طرح گھٹ
گھٹ کر مر جائے؟ حنان کی آواز میں
التجا تھی۔۔

حور خاموش ہو گئی۔ صائم کی حالت کا

سن کر اس کا دل پسچ گیا تھا۔ آخر وہ

بھی تو انسان تھی۔۔ اور صائم کبھی اس

کی زندگی کا اہم حصہ رہ چکا تھا۔۔

ٹھیک ہے حان۔۔۔ میں ملوں گی اس

سے۔ صرف اس لیے کہ وہ اپنی

زندگی میں آگے بڑھ سکے۔۔ حور نے

دھیمے سے جواب دیا تھا۔۔ حور بہت

شکر یہ یار۔۔ میری جان میری

عینی۔۔ وہ حور کے ہاتھ چومتے ہوئے

بول رہا تھا۔۔

حور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی

تھی۔۔ وہ اپنا سامان لے کر آچکی

تھی۔۔ اس نے الماری کھولتے ایک

ڈبہ نکالا تھا۔۔ اسے کھولتے حور

الماری سے ٹیک لگا گئی تھی۔۔ اس

میں چار سوئے کی چوڑیاں تھی۔۔ جو

اسے صائم شاہ نے دی تھی۔۔

بند تھی جس میں ساری مجبوریاں

جس میں رکھے تھے سارے غم ساری

چوڑیاں

آج کھولا اوو آج کھولا جو وہ صندوق

ماہیاں مینوں یاد آگیا

حور وہ ڈبہ بند کرتے اسے لیے نکلی

تھی۔۔ نہ کوئی تعلق تھا نہ ہونی واسطہ

اب وہ اسے دکھ کر کیا کرتی۔۔

حنان شاہ کی گاڑی کھیتوں کے درمیان
آکر روکی تھی۔۔ جہاں صائم پہلے سے
موجود تھا۔ حور گاڑی سے نکلتے صائم
شاہ کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔ صائم
نے جیسے ہی حور کو دیکھا۔۔ اس کی
آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے چمک

آئی، مگر حور کے چہرے کے تاثرات

نے اسے حقیقت یاد دلادی۔

حور۔۔۔ تم آگئیں؟ میں نے تمہارا

کتنا انتظار کیا حور تم جانتی

ہوں۔۔۔ صائم کی آواز لرز رہی

تھی۔۔۔ وہ رونے کے در پر تھا۔۔

میں یہاں صرف یہ بتانے آئی ہوں
صائم شاہ کہ تم جس حور کو ڈھونڈ رہے

ہو وہ اب نہیں رہی۔۔ حور نے دو

ٹوک انداز میں کہا۔۔ وہ بات لمبی نہ

کرنا چاہتی تھی۔۔

میں اب شاہ زین شاہ کی بیوی ہوں۔۔

اور میں اس رشتے میں بہت خوش

ہوں۔۔۔ حور کا چہرہ اس کی طرف نہ
تھا۔۔۔ مگر صائم شاہ اس کے چہرے کا
طواف کر رہا تھا۔۔۔

خوشی؟ حور تم مجبوری میں وہاں گئی
تھیں۔۔۔ ونی ہوتی تھی تمہاری۔ تم
کیسے خوش ہو سکتی ہو اس شخص کے
ساتھ جس نے۔۔۔ صائم نے بولنا چاہا

مگر حور نے اسے ہاتھ کے اشارے

سے روک دیا۔

وہ مجبوری تھی صائم، مگر اب وہ میرا
انتخاب ہے۔ شاہزین نے مجھے وہ مقام
اور محبت دی ہے جس کا میں نے کبھی
خواب بھی نہیں دیکھا تھا۔ میرا ایک
بیٹا ہے صائم۔۔ شامیر شاہ۔ میری دنیا

اب ان دونوں کے گرد گھومتی
ہے۔۔ حور کی آنکھوں میں سچائی
تھی۔ وہ واقع ہی تو شاہ زین سے محبت
کر رہی تھی۔۔

صائم۔۔ محبت کا مطلب یہ نہیں کہ
انسان کسی کی زندگی برباد کر دے۔ تم
اپنی بہن ثناء آپي کا سوچو۔ کیا تم چاہو

گے کہ تمہاری ضد کی وجہ سے ان کا
گھر خراب ہو؟ صائم شاہ تم ایک بہادر
انسان ہو۔ اپنی زندگی کو اس ادھورے
خواب کے پیچھے ختم مت کرو۔ مجھے
بھلا دو صائم، کیونکہ میرے دل میں
اب تمہارے لیے کچھ نہیں
ہے۔۔۔ میں شاہ جی سے محبت کرتی

ہوں۔۔ وہ سنجیدگی سے بول رہی
تھی۔۔

تم نے مجھے دھوکہ دے رہی ہوں
حور؟ صائم شاہ نے چلاتے ہوئے اس
سے پوچھا تھا۔ کیا یہ وہی حور تھی
جس سے وہ محبت کرتا تھا۔

نہیں صائم۔۔ شاہ جی میرے شوہر
ہے۔۔ ان سے محبت کرنا میرا فرض
ہے۔۔ تم میرے لیے نامحرم
ہو۔۔ تم سے بات تک کرنا میرے
لیے گناہ ہے مگر میں یہاں صرف اس
لیے آئی ہوں کہ تم خود کو برباد مت

کرو۔۔ میں اپنے خدا کو کیا منہ دیکھاؤ
گی۔۔

میرا تم سے محبت کرنا گناہ نہ
بناؤ۔۔۔ محبت کرنا گناہ نہیں

ہے۔۔ ہمارے نصیب میں یہی

تھا۔۔ اسے قبول کرو۔۔ حور کی باتیں

صائم شاہ کے دل پر لگ رہی تھی۔۔ وہ

خود کا سانس روکتا محسوس کر رہا تھا۔

محبت نصیب کے آگے ہار جاتی ہے

اور ہمیں نصیب کے آگے جھکنا ہی پڑتا

ہے

حور کی باتیں صائم شاہ کے جلے ہوئے

دل پر کسی تیزاب کی طرح گر رہی

تھیں۔۔۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھ

رہا تھا، جیسے یقین نہ آ رہا ہو کہ یہ وہی

لڑکی ہے جو کبھی اس کے نام پر

مسکراتی تھی۔۔

تمہارے لیے یہ سب کتنا آسان

ہے حور! تم تو شاہ زین کی محبت میں

رنگ گئیں، مگر میرا کیا؟ اس صائم کا

کیا جوہر پل تمہاری یاد کی قید میں

رہا؟ صائم کی آواز میں شکستگی

تھی۔۔۔ وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ

حور نے ایک گہرا سانس لیا اور وہ ڈبہ

اس کی طرف بڑھایا جو وہ ساتھ لائی

تھی۔۔۔ یہ پکڑو صائم! یہ تمہاری دی

ہوئی چوڑیاں ہیں۔ یہ اب میری
ملکیت نہیں۔۔ تمہاری امانت ہیں۔
انہیں اپنے پاس رکھو تا کہ تمہیں یاد
رہے کہ کچھ رشتے وقت کے ساتھ
ختم ہو جاتے ہیں۔۔ اور جو رشتہ ختم ہو
جائے اسے بھولا دینا چاہیے۔۔ حور
نے تیزی سے کہا تھا۔

صائم نے کانپتے ہاتھوں سے وہ ڈبہ تھاما

مگر اسے کھولا نہیں۔ اس نے سراٹھا

کر حور کو دیکھا۔

تم نے کہا تھا ناں صائم کہ تم مجھ سے

محبت کرتے ہو؟ حور کالچہ سنجیدہ

تھا۔ اگر محبت کرتے ہو، تو میرے

لیے ایک کام کرو۔ ثناء آپی کی

خوشیوں میں زہر مت گھولو۔ شاہ جی
اور میرے درمیان اب کوئی تیسرا
نہیں آسکتا، شامیر کی خاطر بھی اور
میری محبت کی خاطر بھی۔ اگر تم نے
اب بھی خود کو نہ سنبھالا۔ تو میں یہی
سمجھوں گی کہ تمہاری محبت محض
ایک ضد تھی۔

اگر تم نے کبھی مجھ سے محبت کی ہے تو

خدا را اسی محبت کے صدقے خود کو

ایسی افیت نہ دو۔۔ آگے بڑھ

جاؤ۔۔ وہ کچھ قدم پیچھے ہوتے ہوئے

بولی تھی۔۔

صائم شاہ خاموش رہا۔ اسے لگ رہا تھا

جیسے اس کے اندر سب کچھ مر گیا ہو۔

حور کی باتوں نے اس کی امید کی آخری
کرن بھی بجھادی تھی۔

خدا حافظ صائم شاہ! اپنی آپي کا مان

رکھنا۔۔ اور سائرہ کا بھی۔۔۔ وہ

تمہاری طرف دیکھتی ہے۔ اپنی

زندگی کو ایک ایسی یاد کے نام مت کرو

جواب کسی اور کا نصیب بن چکی

ہے۔۔

حور مڑی اور حنان کی گاڑی کی طرف

بڑھ گئی۔۔

صائم وہیں کھیتوں کی مٹی میں بیٹھا ہوا

تھا۔۔ جہاں حور کھڑی ہوئی

تھی۔۔ صائم شاہ نے اس جگہ سر

رکھتے اس مٹی جگہ کو چوما تھا۔۔

وعدہ کرتا ہوں حور۔۔ میں کبھی

تمہیں اپنے کی خواہش نہیں

کرونگا۔۔ تم خوش رہو۔۔ وہ دکھ

سے مسکرایا تھا۔۔

نہ میں بیوفانہ اس نے کی بے وفائی

نہ میں بیوفانہ اس نے کی بے وفائی

ہائے

میرے بیچ آگئی، میرے بیچ آگئی، ربا

سیری خدائی

چنگا کیتا نئی

ہائے

چنگا کیتا نئی تو سلوک

ماہیاں مینوں یاد آگیا

او ماہیاں مینوں یاد آگیا

حور لاؤنج میں آئی تھی۔۔ شاہ زین

صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔۔ شامیر اس کی

ٹانگ پکڑے کھڑے ہونے کی

کوشش کر رہا تھا۔۔ شاہ زین نے حور

اور حنان کی طرف دیکھا تھا۔۔

اسلام و علیکم۔۔ حنان بولتا شامیر کی
طرف بڑھتا اسے اٹھا گیا تھا۔۔ مامو کی
جان۔۔ مامو کا بچہ۔۔ مامو نے بہت
مس کیا۔۔ وہ شامیر کے گال چومتے
ہوئے اس کے چہرے سے چہرہ لگائے
بولا تھا۔۔ شامیر شاہ ہستے ہوئے حنان
شاہ کے منہ پر ہاتھ مار گیا تھا۔۔ حنان

شاہ نے اس کے ہاتھ پکڑتے اسے
گھورا تھا۔ شامیر اور بھی اونچی ہستے
اب پاؤں اسے مار رہا تھا۔
کہاں گئی تھی؟ شاہ زین حور کو کھڑے
دیکھ اٹھ کر اس کی طرف آیا
تھا۔ حنان شاہ نے مڑ کر دیکھا تھا۔

کہ کہیں یہ شخص پھر سے اس کی بہن
پر غصہ نہ کرے۔۔ اگر ایسا ہوتا وہ خود
کو معاف نہ کر پتا کیونکہ وہی حور کو
لے کر گیا تھا۔۔

حور نے شاہ زین کی آنکھوں میں
جھانک کر دیکھا۔۔ جہاں ایک تپش
سی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ شاہ زین شاہ

کو اپنی انا اور اپنی محبت کے معاملے میں
ذرا سی لچک بھی پسند نہیں۔ حنان نے
محسوس کیا تھا کہ فضا بو جھل ہو رہی
ہے۔۔۔ اس لیے وہ شامیر کو لے کر
خاموشی سے لاؤنج سے نکلتا لان کی
طرف چلا گیا تاکہ ان دونوں کو تنہائی
مل سکے۔۔

میاں بیوی آپس میں جلد معاملات کو
درست کر لیتے ہے۔۔ اگر کوئی تیسرا

موجود نہ ہوں۔۔

شاہ جی! میں۔۔ حور نے بولنا چاہا

مگر الفاظ حلق میں جھنس گئے۔

میں نے پوچھا کہاں گئی تھی تم؟ شاہ

زین کا لہجہ اب سپاٹ تھا۔۔ مگر اس

کے لہجے کی سختی حور کو اندر تک لرزا
گئی۔

حور نے ایک گہرا سانس لیا اور ہمت
جمع کر کے اس کی آنکھوں میں
آنکھیں ڈالیں۔۔ شاہجی! میں صائم
سے ملنے گئی تھی۔ وہ ایک سانس میں
بتا گئی تھی۔۔

شاہ زین کے چہرے کے تاثرات ایک

دم بدلے۔۔۔ اس نے مٹھیاں بھنج

تھیں۔۔ اس کے ماتھے کی رگیں تن

گستیں۔۔

تم میری اجازت کے بغیر اس شخص

سے ملنے گئی تھی جس کا نام لینا بھی اس

حوالی میں منع ہے؟ وہ دھاڑا تو نہیں

تھا۔۔ مگر اس کی دبی دبی آواز کسی دھاڑ
سے کم نہ تھی۔

حور شاہ زین کو غصے میں دیکھ بامشکل
قدم اس کی طرف بڑھاتے ہوئے
اسے بازو سے تھام کر اس کے سینے
سے لگی تھی۔۔ شاہ زین کا غصہ جاگ
بن کر غائب ہوا تھا۔۔

شاہ جی! میرے غصیلے شاہ جی سن تو

لیں۔۔ حور نے اس کے سینے پر سر

رکھ کر دھیمے لہجے میں کہا۔ شاہ زین

نے اسے خود سے دور کرنا چاہا مگر حور

نے اپنی گرفت مضبوط کر لی۔۔

شاہ جی! میں نہیں چاہتی کہ میری

وجہ سے وہ اپنی زندگی برباد کرے۔ وہ

پاگل ہو رہا ہے۔۔ اور میں نہیں چاہتی

کہ وہ مجھے یاد کرے۔ میرے لیے وہ

نامحرم ہے۔۔ اس کا ذکر تک میرے

لیے گناہ ہے۔۔ مگر۔۔۔

شاہ زین نے اسے کندھوں سے پکڑ کر

خود سے تھوڑا دور کیا۔ اس کی

آنکھوں میں ابھی بھی غصے کی سرخی
تھی۔

پھر بھی اس سے ملنے چلی گئی تھیں تم؟
کیا تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں تھا؟ کہ تم
مجھ سے ایک دفعہ پوچھ تو لیتی۔ وہ سرد
لہجے میں بولا تھا۔

انسانیت کے ناطے گئی تھی شاہ جی!

حور کی آنکھوں میں آنسو آئے

تھے۔۔

صرف اس لیے کہ اسے حقیقت بتا
سکوں کہ حور اب صرف اور صرف
شاہ زین شاہ کی ہے۔ میرے دل میں
آپ کے علاوہ کوئی نہیں ہے شاہ جی!

میں نے اسے صاف کہہ دیا ہے کہ
میرا شوہر میرا انتخاب ہے اور میری
دنیا میرا شامیر ہے۔۔

وہ تھوڑی دیر کے لیے رکی اور پھر شاہ
زین کا ہاتھ اپنے دل پر رکھا۔۔ شاہ
جی! اگر آپ سے دغا کروں تو مر
جاؤں۔ آپ میری زندگی ہیں، میرا

غرور ہیں۔ میں نے اسے صرف اس
لیے آئینہ دکھایا تا کہ وہ دوبارہ مجھے نہ
سوچے اپنی زندگی کو ادھورے خواب
کے پیچھے برباد نہ کرے۔

میں صرف آپ سے محبت کرتی ہوں
شاہ جی۔۔ آپ کا غصہ آپ کی
ناراضگی مجھ سے برداشت

نہیں۔۔ اس کے لہجے میں تڑپ

تھی۔۔ وہ واقع ہی تو اب شاہ زین کو

ناراض نہ کر سکتی تھی۔۔

اس کے لہجے کی تڑپ نے شاہ زین کے

غصے کی آگ پر پانی ڈال دیا۔ اس کا تپا

ہوا لہجہ نرم پڑ گیا۔ اس نے حور کے

بھیگے ہوئے گالوں کو اپنے پوروں سے

صاف کیا۔

حور۔۔۔ مجھے تمہاری نیت پر شک

نہیں ہے مگر مجھے اس شخص پر غصہ

ہے جو آج بھی تمہیں اپنا سمجھنے کی

جرات کرتا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ

میں اس کی جان لے لوں۔۔۔ مگر میں

مجبور ہوں۔۔ میں اپنی ثناء کو دکھ نہیں

دے سکتا۔۔ شاہ زین نے ایک لمبا

سانس لیتے ہوئے اسے دوبارہ اپنے

حصار میں لے لیا۔۔

آئندہ کبھی مجھے بتائے بغیر ایسا قدم

مت اٹھانا۔ تم شاہ زین شاہ کی عزت

ہو۔۔ اور میں اپنی عزت کو کسی اور

کے سائے میں بھی نہیں دیکھ
سکتا۔۔۔

حور نے سکون کا سانس لیا اور اس کے
کندھے پر سر ٹکا دیا۔ آپ ہیں تو میں
ہوں شاہ جی۔۔ حور مسکرا کر شاہ زین
کی طرف دیکھنے لگی۔۔

دو سال بعد

وقت اپنی رفتار سے گزر گیا۔۔۔ اور

ان دو سال میں بہت کچھ بدل گیا

تھا۔۔ صائم شاہ جو کبھی ماضی کے ملے

تلے دبا ہوا تھا۔ اب اپنی زندگی کی نئی

شروعات کر چکا تھا۔۔۔

حور! حور اب آ بھی جاؤ یا۔۔۔ کتنا

وقت ہو گیا ہے سب انتظار کر رہے

ہوں گے۔۔ کتنا ویٹ کراؤ گی؟ ایک

تو یہ لڑکیاں اور ان کی تیاریاں ختم ہی

نہیں ہوتیں! صائم شاہ کمرے کے

باہر کھڑا گھڑی دیکھتے ہوئے جھنجھلا کر

بولا تھا۔

Fantastic novel by nailajutt

وہ بالکل تیار کھڑا تھا۔ مگر اس کی بیگم
کی تیاری تھی کہ مکمل ہونے کا نام ہی
نہیں لے رہی تھی۔

آ رہی ہوں صائم! بس دو منٹ۔۔۔

اندر سے ایک کھنکتی ہوئی آواز آئی۔

صائم نے اکتا کر کمرے کا دروازہ کھولا

اور اندر داخل ہوا۔ میہ تمہارے دو

منٹ کبھی ختم نہیں۔۔۔ اس کی بات
ادھوری رہ گئی جب اس کی نظر سامنے
کھڑی حور پر پڑی۔

حور نے گہرے نیلے رنگ کا کامدار
جوڑا پہن رکھا تھا۔ کانوں میں بڑے
جھمکے اور ماتھے پر چھوٹی سی بندیا اس
کے معصوم چہرے کو مزید نکھار رہی

تھی۔ وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنا

دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی۔

صائم کی جھنجھلاہٹ لمحوں میں غائب

ہو گئی اور اس کے چہرے پر ایک

دلکش مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ آہستہ

قدموں سے چلتا اس کے پیچھے آکھڑا

ہوا اور آئینے میں اس کا عکس دیکھنے لگا۔

اتنی بھی کیا تیاری کہ شوہر کو باہر کھڑا

کر کے بھول ہی جاؤ؟ صائم نے اس

کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے نرمی

سے پوچھا۔

حور نے آئینے میں صائم کو دیکھا اور

شرارت سے مسکرائی۔ آپ ہی تو کہتے

ہیں کہ صائم شاہ کی بیگم کو سب سے

الگ نظر آنا چاہیے۔۔ تو بس وہی
کوشش کر رہی تھی۔ اب بتائیں۔۔

کیسی لگ رہی ہوں؟

صائم نے اس کے چہرے پر آتی لٹ کو

کان کے پیچھے اڑ سلات

م تو ہمیشہ ہی کمال لگتی ہو۔۔ مگر آج

کچھ زیادہ ہی قیامت ڈھانے کا ارادہ

ہے؟

حور نے ہستے ہوئے اپنا پرس

اٹھایا۔ چلیں اب، ورنہ سب سچ میں

ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔۔

صائم نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے
ساتھ لیے باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

حویلی کے وسیع لان کو رنگ برنگے
غباروں اور روشنیوں سے سجایا گیا
تھا۔ قہقہوں اور بچوں کے شور سے
فضا مہک رہی تھی۔

صائم شاہ اپنی بیگم حور کے ساتھ جیسے
ہی لاؤنج میں داخل ہوا، حنان شاہ نے
آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا۔ آؤیار
صائم! میں تو سمجھا تھا تم راستہ بھول گئے
ہو۔۔۔۔

حنان شاہ کے ساتھ سائرہ شاہ کھڑی
تھی۔۔۔ جواب حنان کی زندگی کی

شریکِ سفر بن چکی تھی۔ دونوں کی

جوڑی بہت خوبصورت لگ رہی

تھی۔ صائم نے مسکرا کر اپنی بہن

ساترہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور حنان

سے خوش دلی سے ملا۔

اسی دوران شاہ زین شاہ آیا تھا۔۔۔

شاہ زین شاہ اور شامیر شاہ نے ایک ہی

رنگ کے گہرے سرمئی رنگ کے
سوٹ پہن رکھے تھے۔۔ شامیر جو
اب تین سال کا ہو چکا تھا۔۔ بالکل
اپنے باپ کا عکس لگ رہا تھا۔۔ شاہ
زین کی دوسری طرف حور اور ثناء شاہ
کھڑی تھیں۔

صائم شاہ کی نظر حور پر پڑی۔ ایک لمحے

کے لیے ماضی کی یادوں نے دستک

دی تھی۔ مگر اس بار دل میں درد نہیں

بلکہ ایک سکون تھا۔ اس نے شاہ زین

کی طرف ہاتھ بڑھایا اور نہایت گرم

جوشی سے اس سے مصافحہ کیا۔ صائم

اب مکمل طور پر نارمل تھا۔ اس نے

حقیقت کو تسلیم کر لیا تھا اور اپنی زندگی

کی حور کے ساتھ جینا سیکھ لیا تھا۔

کسی سے محبت کر کے اسے پاہ لینا محبت

نہیں

بلکہ اپنی محبت کی خوشی میں خوش رہنا

بھی محبت ہے

شامیر شاہ! یہاں آؤ میرے

پاس۔۔ صائم نے شامیر کو پکارا تو وہ

دوڑتا ہوا صائم کے پاس آیا۔۔

کتنے پیارے لگ رہے

ہوں۔۔۔ صائم شاہ نے اس کے گال

چومتے ہوئے کہا تھا۔۔

ارسلان شاہ کی بیٹی مریم شاہ جس کی
آج پہلی سالگرہ تھی۔۔ نورین شاہ کی
گود میں بیٹھی سب کو حیرت سے دیکھ
رہی تھی۔ وہیں از میر شاہ کی دو سالہ
بیٹی مہرین شاہ اپنے کھلونوں کے ساتھ
مصرف تھی۔۔۔

چلیں جی! کیک کاٹنے کا وقت ہو گیا
ہے۔ مریم کے بابا کہاں ہیں؟ نورین
شاہ نے بلند آواز میں کہا۔
ارسلان شاہ مسکراتے ہوئے آگے آیا
اور اپنی بیٹی کو گود میں لے لیا۔ مہرماہ
شاہ اور سلطان شاہ اپنے پوتوں اور
پوتیوں کو دیکھ کر نہال ہو رہے تھے۔

شاہ زین نے حور اور ثناء کی طرف
دیکھا۔۔ اور مسکرا دیا۔۔ آج صائم شاہ
کا شاہ زین شاہ کی حویلی میں اس طرح
موجود ہونا اس بات کی گواہی تھا کہ
وقت ہرزخم بھر رہا ہے "
"بشرطیکہ انسان آگے بڑھنا چاہے

کیک کٹنے کے بعد نورین شاہ نے چہکتے

ہوئے سب کو آواز دی تھی۔۔ چلیں

بھئی! اب اس یادگار لمحے کو ایک ہی

فریم میں قید کرنے کا وقت آگیا ہے۔

سب یہاں لاؤنج کے بیچ میں جمع ہو

جائیں۔۔

لاؤنج کے وسط میں شاہ بی بی، سلطان
شاہ اور مہرماہ شاہ کو بڑی کر سیوں پر
بٹھایا گیا۔ جو اپنے خاندان کے پھیلاؤ
کو دیکھ کر سرشار تھے۔ مہرماہ کی گود
میں ایک سالہ مریم شاہ تھی۔۔ جبکہ
سلطان شاہ کے پاس دو سالہ مہرین شاہ

کھڑی اپنے دادا کا ہاتھ تھامے مسکرا
رہی تھی۔

ان کے بالکل پیچھے مرکز میں شاہ زین
شاہ کھڑا تھا۔ جس کے دائیں جانب
ثناء شاہ اور بائیں جانب حور کھڑی
تھیں۔ شاہ زین نے شامیر شاہ کو اپنے
بازوؤں میں اٹھار کھا تھا۔ اور سرمئی

سوٹ میں ملبوس باپ پیٹا دونوں ایک
ہی رنگ اور رعب میں نظر آرہے
تھے۔

شاہ زین کے ایک طرف ارسلان شاہ
نورین کے ساتھ اور دوسری طرف
ازمیر شاہ نمرین شاہ کے ساتھ کھڑا ہوا
تھا۔ اور ساتھ ہی حنان شاہ اپنی بیگم

سائرہ شاہ کے ساتھ کھڑا ہوا

تھا۔۔ دونوں کی نئی نویلی جوڑی تصویر

میں ایک تازہ رنگ بھر رہی

تھی۔۔۔ سائرہ شاہ کے ساتھ ہی صائم

شاہ بھی حور یہ شاہ کے ساتھ کھڑا ہوا

تھا۔۔ جو کہ اس کا بازو تھا مے فخر سے

اس کے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔

نورین شاہ نے کیمرے کا ٹائمز سیٹ

کیا اور بھاگ کر اپنی جگہ سنبھالی۔۔

سب ایک ساتھ مسکرائیں!

!ون۔۔۔ٹو۔۔۔تھری

کیمرے کی فلیش چمکی اور ایک کلک

کے ساتھ یہ لمحہ ہمیشہ کے لیے محفوظ

ہو گیا۔ ایک ایسی تصویر جس میں

رشتوں کی گنجلک ڈور اب محبت

احترام اور قبولیت کے ایک

خوبصورت رنگ میں رنگ چکی

تھی۔۔

اسی خوبصورت اور مکمل خاندانی

تصویر پر محبت اور نصیب کی یہ کہانی

اپنے پروقا را ختام کو پہنچی۔

تمت بالخیر



سلام ریڈرز

اس ناول کا سیریز 2 بھی چل رہا

ہے۔۔ مگر وہ مکمل نہیں ہوا۔۔ اور

اس کا باقی کا ناول ای۔ بک میں ہی ایڈ

ہو گا۔۔ وجہ میں بتا چکی ہوں۔۔ جس

کی بو کنگ جلد اوپن ہوگی۔۔ یا شاید

نیکسٹ منتھ اوپن ہوگی۔۔

اس میں ونی ہونے کے بعد اور ایک

الگ طرح کی سٹوری ہوگی۔۔ اس

میں سیکنڈ میرج نہیں ہوگی۔۔ اس

ناول کا تھوڑا سا پروموشن کر رہی

ہوں۔۔

مریم شاہ نے ایک نظر اس پر ڈالی۔۔۔

پھر اپنا لہنگا سمٹ کر بیڈ سے اٹھنے

لگی۔۔۔ اس کا لہنگا بیڈ پہ پھیلا ہوا

تھا۔۔۔۔ مریم بہت احتیاط سے اپنا بڑا

سا لہنگا پکڑتے بیڈ سے نیچے اتری۔۔۔

شامیر شاہ نے اس کی طرف

دیکھا۔۔۔ "ضرورت کیا تھی۔۔۔ اتنا

بڑا پہنانے کی کیا ضرورت

تھی۔۔۔ اتنا بڑا پہنانے کی کیا

ضرورت تھی۔۔۔۔۔ شامیرا سے یوں

لہنگے سے الجھتے دیکھ کر بولا۔۔۔۔۔

آپ کو مسئلہ ہے۔۔۔۔۔ لہنگا میرا

مرضی میری۔۔۔۔۔ "مریم اس کے طنز

کرنے پر بولی۔۔۔۔۔ مجھے کوئی نہیں

ہے۔۔۔ اگر تم اس اپنی مرضی کی وجہ

سے گر گئی۔۔۔ تو چین خنامت۔۔۔

میری نیند خراب مت کرنا۔۔۔ ورنہ

میں کمرے سے چلا جاؤ گا۔۔۔ اور پھر

بابا

Fantastic novel by nailajulu

شامیر شاہ نے ایک نظر ڈرینگ روم

پہ ڈالی۔۔۔ پھر آنکھیں موند گیا۔۔۔

ڈرینگ روم کا دروازہ کھولنے پر اس

نے آنکھیں کھولتے ہوئے دروازے

کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ مریم شاہ اس کا

بلیک ٹریک سوٹ پہنے ہوئی

تھی۔۔۔۔۔ اس کے بالوں کا جوڑا بنا ہوا

تھا۔۔۔ بالوں کی فرنٹ سے دو آوارہ

لٹیں لہرا رہی تھی۔۔۔ شامیر نے

آنکھیں بند کرتے ہوئے گہرا سانس

لیا۔۔۔۔۔ شامیر کچھ بولے بنا چہرہ

دوسری طرف

کرتے آنکھیں موند گیا۔۔۔۔۔ مریم

بھی بیڈ کی دوسری طرف آکر لیٹ

گئی۔۔۔ مریم شاہ نے بلینکٹ خود پہ

لیا۔۔۔ شامیر ابھی بھی اسی پوزیشن

میں تھا۔۔۔ مریم اس

کی پشت کو منہ جھانکتے آنکھیں بند کر

گئی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

شامیر شاہ اپنے کمرے میں پوش پیز

لگا رہا تھا۔۔۔ وہ اسے پوش پیز لگا رہا

تھا۔۔۔ اس کے چہرہ سے پینے اس کی

سینڈ و میں جذب ہو رہا تھا۔۔۔ مریم

شاہ اسے تقریباً آدھے گھنٹے سے دیکھ

رہی تھی۔۔۔ وہ کافی تیزی سے

پوش پیز لگا رہا تھا۔۔۔ اس کے مسلن

پھولے ہوئے تھے۔۔۔۔ اس کے

چہرے کے نقوش تنے ہوئے

تھے۔۔۔۔ انکھوں میں بلا کا غصے۔۔۔

مریم شاہ میں بیڑ سے اٹھنے کی ہمت

نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔

شامیر شاہ۔۔۔ اذہان خان کی آواز ان

کے لاونج میں گونجی تھی۔۔۔۔

شاویر شاہ جو کہ جو گنگ کر کہ ابھی آیا

تھا۔۔۔ وہ پین میں سے نکلتا باہر آیا

تھا۔۔۔۔ تم ہماری حویلی کے اندر کیسے

آئے۔۔۔۔۔ رحیم۔۔۔ رحیم کہاں مر

گئے ہوں۔۔ شاویر شاہ پہلے اذہان

خان سے مخاطب ہوا۔۔۔ ساتھ ہی

رحیم یار خان کو آوازیں دینے

لگا۔۔۔۔

لیکن اسے کوئی جواب نہیں ملا

تھا۔۔۔ وہ واقعی ہی مر گیا۔۔۔۔

ازہان خان مسکراتے ہوئے صوفے پہ

آکر بیٹھا۔۔۔ وہ اپنی ٹانگ پر ٹانگ

جمائے بیٹھا تھا۔۔۔ کیوں آئے۔۔۔
ابھی شاویر شاہ بول رہا تھا۔۔۔ جب از
ہان خان نے اس کی بات کاٹی۔۔۔
تم بولنا مت۔۔۔ میرا سر میں درد
شروع ہو جائے گا۔۔۔ افغان خان سر
کے پاس پیسل کر تے ہوئے
بولا۔۔۔۔۔ شامیر شاہ کمرے سے نکلتا

سڑھیاں اتر رہا تھا۔۔۔ شاہ زین شاہ

بھی کمرے سے نکلے تھا۔۔۔۔۔ حور،

ثناء شاہ اور حور م آوازوں سے کافی

خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔ لیکن شاہ زین

شاہ نے انہیں باہر نہ آنے کی تنقید کی

تھی۔۔۔۔۔ مریم شاہ کو بھی شامیر شاہ

باہر نہ آنے کا بول چکا تھا۔۔۔۔۔ شامیر

شاہ سڑھیاں پھلانگتے ہوئے نیچے اترا

تھا۔۔۔۔

شامیر شاہ نے ایبر واچکاتے ہوئے اس

کی طرف دیکھا۔۔۔ اور اس کے

سامنے جا کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے

پاؤں ٹبیل یہ رکھے۔۔۔ اور پاؤں

تھوڑے سے پیچھے کرتے اس کی

طرف دیکھا۔۔۔۔ تم سوچ رہے

ہوں گے۔۔۔ کہ میں بولو گا۔۔۔ تم

یہاں کیوں آئے ہوں۔۔۔ شامیر شاہ

ہمیشہ کی طرح آکھڑے لہجہ میں

بولا۔۔۔۔

فلحل ایسا کچھ سوچا نہیں۔۔۔۔ ہاں

لیکن اتنا مجھے پتہ چل گیا۔۔۔ کہ تم

لوگوں میں رسم و رواج کی بہت کمی
ہے۔۔۔ گھر آئے داماد کی کوئی خاطر

خواہ ہی نہیں۔۔۔ ازہان خان پسل
سے اس کے پاؤں کے نیچے کی طرف
جھٹکتے ہوئے بولے۔۔۔

جب آئے گا۔۔۔ اس حویلی کا
داماد۔۔۔ تب کی تب دیکھی جائے

گی۔۔۔ فلحل تو یہاں سے

نکل۔۔۔ شامیر شاہ صوفے سے ٹپک

لگاتے ہوئے بولا۔۔۔

سالہ صاحب ایسے نہیں۔۔۔ ازہان

خان مسکرایا۔۔۔ شاہین شاہ اس کی

طرف بڑھا تھا۔۔۔

لیکن شامیر شاہ اسے ہاتھ کے اشارہ
سے روک چکا تھا۔۔۔۔۔ شامیر شاہ
اٹھتے اس کی طرف بڑھا۔۔۔ اور اسی
کی پسٹل پکڑتے اس کی نوک اس کی
گردن پر رکھی۔۔۔۔۔ اب بول۔۔۔
شامیر شاہ پسٹل کا دباؤ بڑھاتے ہوئے

بولا۔۔۔۔۔ اذہان خان اس کی طرف

دیکھتے ہوئے مسکرایا۔۔

دوسری پسل جیب سے نکالتے اس کی

گردن پر رکھ گیا۔۔۔ اب دونوں

ایک دوسرے پر پسل تنانے کھڑے

ہوئے تھے۔۔۔۔۔ حورم شاہ جو کہ

کمرے میں سے باہر دیکھ رہی

تھی۔۔۔ ازہان خان کو شامیر شاہ پہ
پسٹل تانے دیکھ کر کمرے سے باہر نکلی

تھی۔۔۔ حور۔۔۔ ثناء شاہ حور مہمیک
زبان بولی تھی۔۔۔ لیکن وہ کمرے
سے باہر نکل چکی تھی۔۔۔

لالا۔۔۔ حور شامیر شاہ کی طرف
بڑھتے اس کے گلے لگی تھی۔۔۔

شاہ زین شاہویز شاہ نے اس کی طرف

دیکھا۔۔۔ اندر جاؤ۔۔۔ حور۔۔۔

دوبارہ باہر نہ آنا۔۔۔ شامیر شاہ ازہان

خان پر پیسل تھانے ہوئے سرد آواز

میں بولا۔۔۔

ازہان خان کی نظریں حور پہ جمی ہوئی

تھی۔۔۔ شاہ لی لی بھی اٹھ چکی

تھی۔۔۔ حور بن شاہ کار و رو کر برا

حال ہو رہا تھا۔۔۔ شاہ بی بی ثناء شاہ

اسے چپ کر دار ہی تھی۔۔۔ حور

شامیر شاہ کے گرد حصار بنائے ہوئی

تھی۔۔۔ بیٹا یہاں آؤ۔۔۔ شاہ زین

شاہ پیار سے حور کی طرف بڑھتے

ہوئے بولے۔۔۔ ازہان خان شامیر

شاہ پر پستل تانے ہوئے تھا۔۔۔ شامیر

شاہ نے حور کی طرف دیکھا۔۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔ جاؤ۔۔۔ شامیر

شاہ سر دلہے میں بولا۔۔۔ لیکن وہ

ہلی نہیں تھی۔۔۔۔۔ ازہان خان اسے

حور کے ساتھ مصروف ہوتے دیکھ کر

اس سے پستل چھین چکا تھا۔۔۔ ازہان

خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے

مسکرایا۔۔۔ حور ازہان خان کو

مسکراتے دیکھ کر خوفزدہ ہوئی

تھی۔۔۔ لا لا۔۔۔ حور روتے ہوئے

بولی۔۔۔

شاہ زین کو کھڑے ازہان خان حور پر

پسٹل تانے اس کی طرف دیکھتے ازہان

خان بڑھا۔۔۔ آپ کیوں کھڑے

ہے۔۔۔ سر جی۔۔۔ بیٹھے

یہاں۔۔۔ ازہان خان شاہ زین شاہ

کو صوفے پر بیٹھاتے ہوئے دوسری

پسٹل اس پر تان گیا۔۔۔

اب مجھے بتاؤ۔۔۔ تم مجھ سے نکاح

کرو گی۔۔۔ ازہان خان حور کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔م۔۔

میرے بابا۔۔ حور ہچکیاں لیتے ہوئے

بولی۔۔۔

تمہارے بابا کو کچھ نہیں ہوگا۔۔

تم مجھ سے نکاح کرنا ہے۔۔۔ شامیر

شاہ تو گھٹیا انسان ہوں۔۔۔ ازہان

خان تو شاہ ازہان خان کی طرف دیکھتے

ہوئے دھاڑا۔۔۔ ہائے سالے۔۔۔

میں بہت ہی گھٹیا ہوں۔۔۔ لیکن ابھی

تو چل کر۔۔۔ یہاں نکاح کی بات ہو

رہی ہے۔۔۔ انہاں پسل اپنی پیشانی

سے مسلتے ہوئے بولا۔۔۔ اس کے

ایک اشارہ پر نکاح خواں اندر آیا

تھا۔۔۔ گواہ بھی اسی کے پیچھے

تھے۔۔۔۔ دیکھو۔۔۔ مائی فیوچر

وائف میں پوری تیاری کے ساتھ آیا

تھا۔۔۔۔ اذہان خان نکاح خواں کو

دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔۔ نکاح شروع

کرو۔۔۔۔

Fantastic novel by nailajult
